DUE DATE

Late Fine Ordinary books 25 p. per day Text Boo.
Re 1 per day, Over night book **Re 1** per day.

سلسلہ انجمن ترقی اردو

نپولین اعظم

جلد چہارم

جسکو سید محمد معین الدین صاحب شاہجہانپوری انگلش ٹیچر ڈسٹرکٹ اسکول پیلی بھیت نے

مترجم اورنگ زیب نے

جوزیف - ایس - سی - ایبٹ کی انگریزی کتاب لائف آف نپولین سے اردو میں ترجمہ کیا

اور زیر سرپرستی انجمن ترقی اردو

باہتمام خاکسار رشید احمد انصاری

مطبع احمدی علی گڑھ میں طبع ہوئی ۱۹۱۰ء

(پبلشر ایم اے او کالج بک ڈپو - علی گڑھ)

فہرست مضامین جلد چہارم

سلسلہ انجمن ترقی اُردو

نپولین اعظم

جلد چہارم

جس کو سید محمد معین الد[illegible] صاحب [illegible]ی انگلش ٹیچر ڈسٹرکٹ اسکول پیلی بھیت

مترجم اورنگ زیب نے

جوزیف ایس سی ایبٹ کی انگریزی کتاب لائف آف نپولین سے اُردو میں ترجمہ کیا

اور زیر سرپرستی انجمن ترقی اُردو

باہتمام خاکسار رشید احمد انصاری

مطبع احمدی علیگڑھ میں طبع ہوئی

پبلشر ایم۔ اے۔ او۔ کالج بک ڈپو علیگڑھ

باب پنجاہ و دوم

جنگ روس

نپولین کے چال چلن کے متعلق نیپیر صاحب کی [illegible] لٹ صاحب کی رائے کا سلرے کا اقرار۔ اسکاٹ اور لاک ہارٹ۔ جھگڑے [illegible] وضع۔ اپنے رفقاء سے نپولین کی درخواست۔ اسکندر کی مخالفانہ کارروائیاں۔ ڈریسڈن میں اجتماع شاہنشاہ کا اعتماد۔ سیویرے کی شہادت۔ نپولین کے جنرلوں کا پس وپیش ابی ڈی پریڈٹ کی سفارت۔ ڈیوک آف گیٹا کے عجیب ریمارک۔ شاہنشاہ کی عالی شان تجاویز۔

کرنل نیپیر صاحب کی کتاب موسومہ "جنگ ومحاربات جزیرہ نما" انگریزوں میں بڑی باوقعت کتاب ہے اور ڈیوک آف ولنگٹن کے ساتھ اس کتاب میں اوس کی عظمت وشان کے متعلق پورا حق شکرگزاری ادا کیا گیا ہے۔ چونکہ کرنل نیپیر نے نپولین کی بربادی میں اپنی سیف سے بھی کام لیا ہے اس لئے کوئی تعجب کی بات نہیں ہوسکتی کہ اُس نے اپنے نامور دشمن نپولین کے خلاف اندھے تعصب کے ساتھ اپنے قلم سے بھی کام لیا ہے اور اسی طرح ڈیوک آف ولنگٹن کے متعلق اوس کا آنکھیں بند کرکے

تعریفیں اور مدحت طرازیاں کرنا کوئی الزام کی بات نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہاں پر انہیں نیپیر صاحب کی کتاب "محاربات جزیرہ نما" سے ہم تھوڑا سا اقتباس کرتے ہیں اور ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ نیپیر صاحب نپولین کے چال چلن اور اس مقدمہ کے بارہ میں جس کا وہ حامی تھا کیا لکھتے ہیں۔

"انگلستان کے ٹوری وزراء کو جمہوری حکومت سے بلا کی نفرت تھی۔ انگریزوں کا یہ دعوے ہی دعوے ہے کہ نپولین غاصب اور ظالم تھا۔ نہیں نپولین نہ غاصب تھا نہ ظالم تھا۔ اسپین پر نپولین کی یورش کو خلاف انصاف کہنا غلط ہے۔ انگریزوں نے اصل میں نپولین کے خلاف متذکرہ بالا وجوہ کی بنا پر جنگ نہیں کی بلکہ انگریزوں نے صرف اس لئے جنگ کی کہ حقوق امرائی اور خود سر فرمانروائی کا نپولین طاقتور اور کامیاب دشمن تھا۔ انگریزی کاغذات اور تقریروں میں یہ لفظیں لکھی اور بولی جاتا "کہ اسپین کی خوشی"۔ اور "اسپین کی آزادی"۔ خالی ڈھکوسلا نہیں جن کے کچھ معنی نہ تھے! اور جب انگریزوں نے دیکھا کہ جس قدر شاہنشاہ نپولین کے خلاف اُن کو کامیابی ہوئی اوسیقدر اسپین مین جمہوری خیالات کو ترقی ہوئی تو انگریزوں کے غصہ او شکستہ دلی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ کیونکہ اصل شے جس کا برباد کرنا انگریزوں کا مدعائے اصلی تھا وہ یہ جمہوری خیالات ہی تھے۔

"نپولین کی یہ حالت تھی جو اوپر بیان ہوئی۔ اور وقت کی حالت دیکھکر اوس نے بہت صحیح سمجھ لیا تھا کہ اپنے ذاتی فایق فن حرب سے اور غصہ سے جو اسپین کے کاشتکاروں میں انگریزوں کی مداخلت کی وجہ سے بڑھتا چلا جاتا تھا فائدہ اُٹھا کر فرانس کو دشواریوں کے جال سے نکال لے۔ اوس کی حکمت عملی میں خودغرضی اور خود اوس کی ذات کو کبھی دخل ہی نہ ہوا۔ اتنا البتہ ضرور ہوا کہ فرانس کی شان و عظمت کو اوس کی ذاتی شان و عظمت سمجھا گیا۔ آج تک وہ دنیا

میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوا ہے کہ ایسے ایسے مراتب جلیلہ پر پہونچنے اور خود غرضی سے ایسا خالی ہو جیسا نپولین تھا۔ اور جن لوگوں کو اِس میں شک ہو اور وہ ایمانداری سے سچائی کے متلاشی ہوں تو اون کو لازم ہے کہ نپولین کے کارنامہ کو بڑی احتیاط سے مطالعہ کریں۔ اور اون کو چاہیئے کہ نپولین کی دوسری دفعہ کی دست کشی کا حال پڑھیں جس کو اوس کے بھائی لیوشین نے شایع کرایا ہے اور یہ لیوشین ایسا پکا جمہوری تھا کہ اپنے صوبوں کے مقابلہ میں اوس نے بادشاہتوں کو قبول نہ کیا۔ اور پھر لوگوں کو شک نہ رہے گا۔

چونکہ نپولین نہایت نیک نہاد فرماں روا تھا اور نہایت ذکی اور صاحب فراست تھا فرانسیسیوں نے اوس کی مدد کی اور غریب اور متوسط درجہ کے جمہور نے اوس میں زیادہ حصہ لیا اور چونکہ اوس نے بڑے انصاف کے ساتھ سبھوں کو برابر حقوق عطا کئے تھے فرانسیسیوں کو اوس سے بڑی محبت تھی اور اب بھی اوس کی یاد اوسی محبت کے ساتھ فرانسیسیوں کے دلوں میں موجود ہے۔ فرانسیسی اُس سے اس لئے اور بھی محبت کرتے تھے کہ جمہور کی رفاہ اور بہبودی میں وہ ہمیشہ مصروف رہتا تھا اور خانگی بدچلنیوں سے اوس کی ذات بالکل پاک تھی۔ اور اوس نے بے شمار ایسی عمارتیں تعمیر کرائی تھیں جن سے مخلوق خدا کو بڑا نفع پہونچا اور وہ اپنی عظمت وشان کے اعتبار سے لاثانی تھیں۔ نپولین کے عہد میں غربا کبھی بیکار نہ رہے۔ فرانس میں اس نے بڑی عالیشان افادہ گاہیں قایم کیں۔ اور ایسا ضابطۂ قوانین رائج کیا جو دوسرے ضوابط سے نسبتاً زیادہ منصفانہ تھا۔ اور اوس کے دوران حکومت میں فرانس کو ایسی شان نصیب ہوئی کہ روم کی قدیمی سلطنت سے اسوقت تک کسی ملک کو حاصل نہ ہوئی۔

نپولین کی افواج اوس کی پرستش کرتی تھیں۔ اور اون کا پرستش کرنا درست تھا

اور یہ بات کہنا کہ جمہور کو نپولین سے اوس وقت محبت شروع ہوتی جبکہ وہ سپاہ میں بھرتی ہوتے تھے اِس بات کو تسلیم کر لینا ہے کہ نپولین کی عالی دماغی اور عمدہ صفات جمہور کی نفرت کو جاں نثاری سے اوسی وقت تبدیل کر دیتی تھی جبکہ وہ اوس کے قریب پہونچتے تھے۔ لیکن جمہور نے تو نپولین سے کبھی نفرت نہ کی اسکی مثال میں ایک ہی واقعہ لکھدینا کافی ہے۔ یعنی جمہور نے نپولین کو خود اپنا فرماں روا بنایا تھا اور وہ اوس سے بہ حیثیت ایک فرماں روا کے ایسی محبت کرتے تھے کہ جمہور نے کبھی کسی بادشاہ کے ساتھ ایسی محبت نہ کی ہوگی۔ چنانچہ کینس[۵] سے وہ پیرس کو چلا تو لکھوکھا غریب آدمی اوس کے ہمراہ تھے اور یہ واقعہ کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ نہ اس کی کسی دوسرے بھونڈے معنی میں تاویل کیجا سکتی ہے۔ اور اس زمانہ میں برابر چھ ہفتہ تک نپولین کی ایسی حالت رہی تھی کہ ہر ایک قاتل بس ایک گولی سے اوس کا کام تمام کر کے گویا ایک ظالم کے قاتل کی شہرت حاصل کر سکتا اور اپنا نام لازوال کر سکتا تھا۔ علاوہ بریں یورپ کے خودسر بادشاہوں سے جو نپولین کے نام سے کانپ رہے تھے بے شمار انعام حاصل کر سکتا تھا۔ اور یہ بادشاہ ایسے تھے کہ قتل جیسے شرمناک کام پر قاتلوں کو آمادہ کرنے میں کوئی پس و پیش نہ کیا کرتے تھے اُس وقت بہت سے لوگ ایسے موجود تھے کہ قتل پر آمادہ تو ہو سکتے تھے لیکن اون میں کوئی ایسا سنگدل نہ نکلا کہ نپولین پر وار کرتا اور نپولین انھیں جمہور کی مدد سے پیرس آیا اور پھر اوسی تخت پر بیٹھا جس سے اوس کو ہٹانے میں دوسرے ممالک کے تاجداروں نے لاکھوں سنگینوں سے کام لیا تھا۔ یہ سچ ہے کہ ان تاجداروں نے نپولین کو

[۵] فرانس کے جنوبی ساحل پر ایک بندرگاہ ہے جہاں ایلبا سے واپس آکر نپولین جہاز سے اُترا تھا اور پیرس جاکر پھر دوبارہ شاہنشاہ ہوگیا تھا اور بوربون بادشاہ تخت چھوڑکر فرار ہوا تھا۔ مترجم ۱۲

تخت سے علیحدہ کر دیا۔ لیکن فرانسیسیوں کے خیالات اور دلوں سے اوس کو کبھی علیحدہ نہ کر سکے۔

"لیکن میں پہلے کہہ چکا ہوں اور سچ کہہ چکا ہوں کہ نپولین کی بلند نظری جہاں تک تھی وہ فرانس کی شان و عظمت کو ترقی دینے تک محدود تھی۔ اور وہ یورپ کو نیا جنم دینا اور اسی مقصد کی تکمیل کی غرض سے اپنے مقرر کردہ بندوبست کو پائدار بنانا چاہتا تھا اور اس میں اوس کی اپنی ذات کو کوئی تعلق نہ تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ بہت سی قوموں کے لوگ اوس کو عزت سے یاد کرتے ہیں۔ اور بادشاہ اور امراء جنہوں نے آخر کار نپولین کے مقابلہ میں فتح پائی اپنی فتح پر جیسے آسانی سے خوش ہوتے ہیں اپنے مراتب کو ویسی بے فکری کی نگاہ سے دیکھ نہیں سکتے۔

۱۸۱۴ء میں یورپ کے بادشاہوں کی مدد سے بوربون کے سفید جھنڈے نے کامیابی حاصل کی اور جمہور کے نامور حامی نپولین کو زوال ہوا۔ لیکن پھر دوبارہ جب اوس نے قصد کیا تو جزیرہ ایلبا سے تنہا چلا اور غربا کے گروہ نے اوس کو اپنا سرپرست یقین کر کے اوس کا ساتھ دیا یہ ہم کو بھی تسلیم ہے کہ جمہور اوس کو بے عیب نہ جانتے تھے اور کونسا ایسا بشر ہے جس کی ذات بے عیب ہو سکتی ہے۔ پس جمہور نے اوس سے مظالم کے دفعیہ میں امداد طلب کی اور اوس کو اپنا سہارا سمجھا۔ اور ٹڈی دل خودسر امراء کے ہاتھوں سے حفاظت کی جستجو کی"

نپولین کے ذمہ خاص یہ الزام لگائے جاتے ہیں کہ اوس نے یافہ (جافہ) کے قیدیوں کو قتل کرایا۔ یافہ کے اسپتال میں مریضوں کو زہر دیا۔ ڈیوک ڈی اینگھین کو گردن مارا۔ اسپین پر حملہ کیا۔ جوزیفائن کو طلاق دی۔ اور روس سے جنگ کی اور اوس پر یہ الزام بھی عموماً لگایا گیا ہے کہ اوس نے اپنے شوق جنگ۔ اور بلند نظری کی غرض سے یورپ میں خون کے طوفان برپا کئے۔ لیکن ان معاملات کے

متعلق واقعات لکھے جا چکے اور ہم نے خود نپولین کے بیان بھی لکھدئے اور اُسکے دشمنوں کی محققانہ شرح بھی درج کردی ہے۔ لیکن اس سے قبل کہ ہم محاربات روس پر قلم اُٹھائیں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس عظیم الشان جنگ کی پیچیدہ وجوہ کو ذرا تفصیل کے ساتھ لکھیں۔

ولیم ہیزلٹ صاحب انگلستان کے اثر کے متعلق جو جنگ روس برپا کرنے کی غرض سے اوس نے ڈالا تھا اپنی رائے حسب ذیل لفظوں میں لکھتے ہیں۔

"کسی ملک کو ایسا واقع ہونے دو کہ جب اوس کے جی میں آئے دوسرے ممالک کو پریشان کرے اور خود حملوں سے محفوظ ہو اور اوس پر ایسے دماغ کا شخص مسلط ہو کہ بالکل اپنی ضد اور اپنے جذبات کا تابع ہو۔ حق کی طرف سے بے نصیب ہو اور حق بات پر کان نہ دہرے۔ یہ ملک (انگلستان) اپنے ہم سایہ ملک (فرانس) کے ساتھ ناانصافی سے جنگ کرتا ہو یا جنگ کے لئے ایسی مکروہ وجہ قایم کرتا ہو جس سے بدتر کوئی وجہ نہیں ہو سکتی یعنی ایک قوم کی خود مختاری اور بنی نوع انسان کی آزادی کو تہ و بالا کرنے کی غرض سے جنگ کرتا ہو۔ اس ملک کو اپنی مخالف قوم (فرانس) کے جوش اور طیش کی وجہ سے جو اس ملک (انگلستان) نے اپنے ظالمانہ اور جابرانہ حملوں سے اُس قوم (فرانس) میں پیدا کر دیا ہو اور نیز خود اپنی ندامت اور بزدلی کے خیال اور مصنوعی وجوہ جنگ کے باعث اور اصلی وجوہ جنگ میں دناءت شامل شامل ہونے کے سبب سے اول اپنے ارادوں میں ناکامی ہوئی ہو مگر پھر بھی اس ملک (انگلستان) استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا ہو اور قسم کھائی ہو کہ آخر تک عداوت پر کمربستہ رہے گا اور برباد کر دینے والی جنگ کریگا۔ صرف اپنے مایوس تکبر اور انتقام کے خیال اڑا ہو اور اپنی محفوظ حالت پر بھروسہ کرتا ہو۔ یہ ملک یہ دوسرے ممالک کا شریک ہو۔ جس کے مُشیر بھی اوسی کے مشیروں کی طرح دماغ رکھتے ہوں۔ مگر یہ ممالک

اوس ملک (انگلستان) کی طرح محفوظ نہ ہوں اور جنگ کے نتائج اون ہی کو بھگتنا پڑیں اور اونھیں کو اوس ظلم کی پاداش میں جس کا سچائی اور آزادی کے خلاف طوفان برپا کیا گیا ہو حق بہ جانب ذلت۔ ہزیمت۔ اور شکستہ دلی نصیب ہو۔ لیکن اسپر بھی یہ ملک مستقل رہا ہو اور جذبات بھڑکانے ستانے۔ اور خوشامد کرنے کے موقعوں کا منتظر ہو۔ دوسرے ممالک کو جنکے زخموں سے ابھی درد نہ گیا ہو۔ ایسی جنگ میں مصروف ہونے کی ترغیب دے جسکے لئے یہ ممالک تیار بھی نہ ہوں اور پھر سب سزائیں اونھیں کو برداشت کرنا پڑیں۔ یہ ملک اون شعلوں کو دیکھکر جو دوسرے ممالک کے قوائے روحانی کو خاکستر کئے ڈالتے ہوں خندہ زنی کرتا ہو اور خونریزی پر خوشیاں مناتا ہو یہ ملک شیخی مارتا ہو کہ اپنی دولت اوڑانے کے باوجود وہ پہلے سے زیادہ امیر ہے۔ ایک ملک (فرانس) کی طوائف الملوکی اور عیاشی کے مقابلہ میں دشنام دہی سے اوسکی زبان اور قلم تھک گئی ہو اور پھر اوس ملک (فرانس) میں سب برائیوں کے دفعیہ کے لئے ایک فوجی سردار (نپولین) کی ضرورت پیدا کرے لیکن پھر اوسی سردار کی خودسری اور زبردستی کی فریاد و شکایت کرے اور دوسرے ممالک کی عداوتوں اور قومی منافرت سے مدد لے اور اتنے پر بھی اکتفا نہ کرکے اوس سردار کے چال چلن کو سیاہ کرنے کی ایسی کوشش کرے کہ اوس کے نام سے بوئے گندی اور اوس کانٹے سے زمین ستاتی ہوئی معلوم ہونے لگے۔ لیکن اس بہتان بندی کی کوئی بنیاد نہ ہو۔ اور مطبع کی آزادی اور اپنی قوم کے تمامی افراد سے جن کو اپنے حسن اخلاق اور نیکوکاری پر بڑے بڑے دعاوی ہوں کام لے اور اس سردار کے خلاف یہ تمامی انتظام صرف اس لئے کرے کہ وہ اس ملک کا مدمقابل ہے اور اس کی تدبیروں اور بندشوں کو بیکار کردیتا ہے۔ اس ملک نے جان بوجھ کر صداقت اور انصاف کا قطعی خیال نکیا ہو جس سے برافروختگی اور فساد پیدا ہوں۔ اور بار بار کی معاہدہ شکنیوں کی بدولت اُن بادشاہوں

سے جنکو اپنے معاہدہ کا لحاظ نہ ہو اور اون قوموں سے جو خود مختار نہ ہوں نہایت سخت شرائط منظور کرائی جائیں۔ مقررہ آئین جنگ سے بدوضعی کے ساتھ انحراف کیا جائے اور اوس کے معاوضہ میں وہ سردار بھی (نپولین) انتقام لے اور اس انتقام پر یہ فریاد مچائی جائے کہ یہ سردار ظالم اور بے ایمان ہے۔ اور صلح کرنے اور بے اصول ظالمانہ مخالفت اور عداوت کو دور کرنے کے لئے سب ہی کچھ جس کا کرنا ممکن ہو۔ کیا گیا ہو لیکن کچھ نتیجہ نہ ہوا ہو۔ تو ان سب باتوں کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کرتا ہے کہ خود قوموں کو اپنے کئے ہوئے ظلم میں انصاف نظر آتے ہیں اور اون کو فاتح کی حکومت کا آہنی جوا تکلیف دہ معلوم ہوتا ہے۔ اور اون کو یہ بات فراموش ہو جاتی ہے کہ پیش قدمی خود اونھیں کی طرف سے ہوئی تھی اور اون کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اون پر ظلم کئے جاتے ہیں۔ اور وہ ذلت کے جوے کو اپنے دوش سے کسی قیمت پر اوتار کر پھینک دینے کی حتی المقدور کوشش کرتی ہیں۔ اور رعایا فرماں رواؤں کی شریک ہو کر اون مصائب کو دفع کرنے کی سعی کرتی ہے جو خود ان فرماں رواؤں کے ہاتھوں سے رعایا پر نازل ہوتی ہیں۔

" اس طوفان بے تمیزی میں ایسی قوموں پر بھی حملہ کر دیا جاتا ہے جن کی طرف سے کوئی چھیڑ چھاڑ یا حملہ کئے جانے کی وجہ پیدا نہیں ہوتی ہے اور ان قوموں کا اوٹھنا عام بغاوت کا نشان ہوتا ہے اور جب یہ عزم کر لیا جاتا ہے کہ آخر دم تک مقابلہ کیا جائے گا تو جنگ کو ایسا طول ہو جاتا ہے کہ ہر قدم پر کامیابی مشتبہ معلوم ہونے لگتی ہے۔ اور چونکہ بڑے بڑے اہتماموں اور سامانوں سے جنگ کی جاتی ہے شکستیں بھی ایسی فاش اور بڑی ہوتی ہیں کہ جن کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ پھر اصول جنگ میں کوئی تغیر نہیں ہوتا صرف ناانصافی پر ضد اور ہٹ کی جاتی ہے اور نتائج کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔ اصلی ظلم ہزار گونہ بڑھ جاتا ہے۔ اور یہ ظلم بظاہر حق

معلوم ہونے لگتا ہے۔ اور بر سر رسیدہ بربادی پر کامیابی کا یقین ہوتا ہے۔ اور شہر پیرس پر یورشیں اور بربادی کے اعلان صرف سزا ہی سے بری نہیں کئے جاتے بلکہ یہ سب زیادتیاں معاف کر دی جاتی ہیں اور مذہبی جلوس مقدس گرجا کو جاتا ہے اور خدا کا شکر کیا جاتا ہے کہ انسانوں کو خلاصی ملی۔ مختصر آنکہ ایک ملک اور ایک شخص کی خود پسندی اور غصہ سے اتنا کچھ ہو سکتا ہے جو میں نے اوپر رقم کیا۔"

روس کی جانب سے اب روزمرہ مخالفانہ کارروائیوں کا زیادہ شدت سے ظہور ہوتا جاتا تھا۔ نپولین سے امداد کی اب توقع نہ رکھکر اسکندر نے بھی وہی حکمت عملی اختیار کی جو روس کے امرا کی تھی۔ سویڈن کے جمہور نے اپنے پاگل بادشاہ گس ٹے وس کے چال چلن سے تنگ آکر اوس کو تخت سے اُتار دیا۔ اور جمہوری حقوق اور فرانس کی مہربانی حاصل کرنے کو اونھوں نے مختلف ملکی تبدیلیوں کے بعد برناڈوٹ کو اس غرض سے اپنا بادشاہ بنا لیا کہ روس کی دست درازیوں سے محفوظ رہیں۔ یہ بادشاہ فرانس کا ایک مارشل تھا اور نپولین کے لائق ترین جنرلوں میں سے ایک جنرل تھا۔ اور جوزیف بوناپارٹ کی سالی میڈموازیل کلیری سے اسکی شادی ہوئی تھی۔ سویڈن کے انتخاب کرنے والوں کو یقین تھا کہ برناڈوٹ کے بادشاہ بنائے جانے سے نپولین کو بڑی خوشی ہوگی۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ اگرچہ نپولین برناڈوٹ کے ساتھ ہمیشہ مہربانی اور نرمی سے پیش آتا تھا۔ لیکن دونوں کے درمیان ہمدردی نہ تھی۔ جب نپولین کو اس انتخاب کی اطلاع ہوئی تو اوس نے کہا۔

"چونکہ خود مجھ کو جمہور نے انتخاب کرکے بادشاہ بنایا ہے تو مجھے زیبا نہیں ہے کہ میں ایسے بادشاہ کی مخالفت کروں جس کو جمہور نے اپنا بادشاہ بنایا ہے"۔ اور پھر اوس کو اسکے بعد یہ کہتے سنا گیا۔ "مجھے معلوم ہوتا تھا کہ برناڈوٹ سانپ ہے

جس کو میں اپنی آستین میں پال رہا تھا۔"

برناڈوٹ فوراً نپولین کے سلام کو حاضر ہوا اور نپولین نے اوس کو بڑی مہربانی سے لیا۔

نپولین نے کہا۔ "چونکہ سوئیڈن کی بادشاہت تمہارے سامنے پیش کی گئی ہے میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ اوسے قبول کر لو لیکن تم کو معلوم ہے کہ میری خواہش کچھ اور تھی۔ لیکن چونکہ تم اپنی حربی شہرت کی وجہ سے بادشاہ بنائے جاتے ہو اور تم ہوشمند آدمی ہو۔ میں تمہاری خوش قسمتی کی راہ میں حائل نہیں ہوتا۔"

اسکے بعد نپولین نے برناڈوٹ کے سامنے اپنی حکمت عملی کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا۔ اور برناڈوٹ نے اوس سے پورا اتفاق کیا۔ وہ اپنے بیٹے کو ہمراہ لیکر شاہنشاہ کے دربار میں روز آیا کرتا تھا۔ اور درباریوں میں ملا رہتا تھا۔ اور اسی قسم کے برتاؤ سے اوس نے نپولین کے دل کو قابو میں کر لیا۔

جب برناڈوٹ سوئیڈن کو چلنے لگا تو غریبی کی حالت تھی اور نپولین سے یہ نہ دیکھا گیا کہ اوس کا جنرل سوئیڈن میں ایک غریب اور محض قسمت آزما شخص کی وضع سے جائے چنانچہ اوس نے اپنے خاص خزانہ سے برناڈوٹ کو بیس لاکھ فرانک مرحمت فرمائے اور اوس کے خاندان کو جاگیر عطا کی اور یہ ایسی جاگیر تھی کہ باہر جانے کی حالت میں برناڈوٹ کو نہ دی جا سکتی تھی۔ اور برناڈوٹ بڑے اتحاد و خلاص کے ساتھ نپولین سے بظاہر رخصت ہوا۔

اسکندر بہت عرصہ سے اصرار کر رہا تھا کہ پولینڈ کی قدیمی فرماں روائی کسی طرح بحال نہ کی جائے اور وارسا کی ریاست میں جو پولینڈ کی بربادی پر اب پروشیا کے حصہ میں آئی تھی کسی قسم کی طاقت کا اضافہ نہ کیا جائے۔ نپولین نے اس سے انکار کر دیا اور اس پر اسکندر نے غصہ ہو کر دھمکی دی اور غیظ و غضب کا اظہار کیا۔

نپولین نے روس کے سفیر سے کہا۔ "ایسی زبان سے اسکندر کو کیا فائدہ ہے اور اس سے اوس کا مطلب کیا ہے۔ کیا روس کا یہ ارادہ ہے کہ جنگ کرے۔ اگر میری خواہش ہوتی کہ پولینڈ کی فرماں روائی پھر قایم ہو جاتی تو مجھے صرف اسی قدر ضرورت تھی کہ اپنی زبان ہلا دیتا۔ اور جرمنی سے اپنی سپاہ کو ہٹا لیتا۔ لیکن اسی کے ساتھ میں یہ اعلان بھی نہیں کرتا کہ پولینڈ کی فرماں روائی کبھی قایم نہ ہو۔ میری غیرت تقاضہ نہیں کرتی کہ میں ایسا اعلان کروں اور خدا کی طرح ایسی لفظیں منھ سے نکال کر اپنا مضحکہ کراؤں۔ اور اگر میں ایسے کاغذ پر جس سے پولینڈ کی تقسیم جائز قرار دی گئی ہے اپنی مُہر کر دوں تو میری نیک نامی میں داغ لگ جائے گا۔ اور اس اعلان سے تو کلنک کا ٹیکا ہی لگ جائے گا۔ کہ پولینڈ کی فرماں روائی پھر کبھی قایم ہی نہ کی جائے نہیں کبھی ایسا نہ ہوگا کہ میں پولینڈ کے بہادروں کے خلاف جنھوں نے بڑی نیک نیتی سے میرا ساتھ دیا ہے اور میری خدمت کی ہے روس سے کسی قسم کا عہد و پیمان کروں۔"

اسکے بعد اسکندر نے نپولین سے اسکی ذمہ داری چاہی کہ دریائے ڈینیوب کا داہنا کنارا جو اوس کے دہانہ کے قریب ہے اور مولڈیویا اور ویلیشیا کے صوبے روس کو دے جائیں گے۔ لیکن نپولین ٹرکی اور آسٹریا سے خواہ نخواہ بگاڑ پیدا کرنا نہ چاہتا تھا اور اوس نے اس قسم کی دست درازی کو بھی پسند نہ کیا۔ اوس نے صرف یہ کہدیا کہ یہ سلطنتیں باہم نپٹ لیں اور میں اس معاملہ میں مداخلت نہ کرونگا۔

انگلستان نے نپولین کی جدید پریشانیوں کو دیکھ کر فوراً فائدہ اوٹھایا۔ اور سینٹ پیٹرزبرگ کو فوراً گماشتے روانہ کئے کہ نپولین کے خلاف جتھہ بندی کی جائے۔ اور پارلیمنٹ والے انگلستان اور خود سر حکومت والے روس نے جمہوری حکومت کے شاہنشاہ کو برباد کرنے کی غرض سے بڑی گرمجوشی سے ہاتھ ملایا اور اتحاد کیا۔ انگلستان

نے اپنے خزائن روس کے بادشاہ کے سامنے پیش کئے۔ اور بحری و بری افواج کے ساتھ روس کی امداد کو آمادہ ہوا۔ روس کو مخالفت پر اس لقین سے اور بھی جرأت ہوئی کہ نپولین کی افواج اسپین میں مصروف کارزار تھیں اور کافی تعداد میں روس کے مقابلہ کو طلب نہ کی جا سکتی تھیں۔

کالن کورٹ کا بیان ہے کہ میرے سینٹ پیٹرزبرگ کے قیام کے آخری شہور میں اسکندر نے اپنے متردد خیالات سے بار بار مجھکو آگاہ کیا۔ اور اپنا راز مجھ پر ظاہر کیا۔ انگلستان نے جو فرانس کا جانی دشمن تھا روس کے دربار میں ناراضگی پیدا کرنے کو خفیہ گماشتے مقرر کر دیئے تھے۔ دربار انگلستان کو اچھی طرح معلوم تھا کہ جب تک روس اور فرانس میں اتحاد رہیگا فرانس کے مقابلہ میں کامیابی سے جنگ ہونا محال تھا۔ اور صرف انگلستان ہی پر منحصر نہیں تمامی فرمانرواؤں کا اس بارہ میں اتفاق تھا۔ اور اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ سوائے ایک فرمانروا کے سب نے جھوٹی قسمیں کھائیں۔ اور اُس پر یہ دباؤ ڈالا گیا کہ یا تو جتھہ میں شریک ہو نہیں تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ جس زمانہ کا میں ذکر کرتا ہوں اُس زمانہ میں اسکندر کے مزاج میں نہ تو کسی قسم کی شگفتگی باقی رہی تھی نہ اُس میں قدیمی عادت کے موافق بنفکراپن تھا۔ کچھ ایسے حالات سے وہ گھر گیا تھا کہ طرح طرح کے خیالات ہر وقت اُس کو ستاتے رہتے تھے۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ اپنی مخصوص حالت سے اُس کو آگاہی تھی اپنی خلوت میں وہ مجھ سے ایسی ایسی راز کی باتیں کہدیا کرتا تھا کہ اپنے بھائیوں سے نہ کہتا۔ اور ممکن ہے کہ اپنے وزرا سے بھی ایسی باتیں کہنا اندیشہ سے خالی نہو۔ ظاہر تو وہ اعتماد کا اظہار کرتا تھا لیکن دل میں نہایت ہی اُداس خطرات بھرے ہوئے تھے۔ چونکہ روس کے جمہور بہت جھنجھلائے ہوئے تھے اسی وجہ سے اسکندر کا میرے ساتھ بے تکلفانہ برتاؤ اچھی نگاہ سے نہ دیکھا جاتا تھا۔ کیونکہ میں فرانس کا سفیر تھا۔ اسکندر کو بھی یہ بات اچھی طرح معلوم ہوتی تھی۔ اور بعض وقت تو ہم قہقہہ مار کر ہنسا کرتے تھے کیونکہ پُر ارمان عاشق و معشوق کی طرح ہم نہایت خفیہ طور سے ملاقات

کے قرار وادکرنے پر مجبور رہا کرتے تھے۔

"چنانچہ ایک شب کا ذکر ہے کہ میں اسکندر کے ایوان کے بالاخانہ پر اُس سے باتیں کر رہا تھا اور اُس نے مجھ سے کہا پیارے کالن کورٹ۔ اُن سازشوں کی جو میرے خلاف ہو رہی ہیں نپولین کو بھی اطلاع ہونا چاہیے میں نے تم سے کوئی راز مخفی نہیں رکھا ہے اور ایسا اعتماد کیا ہے کہ بعض وقت اسی اعتماد کی وجہ سے میں مناسب حدود سے متجاوز ہوگیا ہوں جو راز کی باتیں میں نے تم سے کہی ہیں تم اپنے شاہنشاہ تک پہنچا دو۔ اور اُس کو مطلع کرو کہ یہاں میرے قدموں کے نیچے زمین کانپ رہی ہے۔ اور اُس کو میری طرف سے سچا اور صاف بیان لکھ بھیجو کہ عہدناموں سے اُس نے ایسا انحراف کیا ہے کہ یہاں خود میری سلطنت میں میری حالت غیر قابل برداشت ہوگئی ہے۔ اور اگر ایک مرتبہ بھی جنگ چھڑی تو یا تو نپولین کی سلطنت جائیگی یا میری۔"

اس موقع پر جو عہدناموں کے متعلق انحراف کا نام لیا گیا ہے اور اُس سے مراد یہ ہے کہ نپولین نے اولڈن برگ پر صرف اس غرض سے قبضہ کر لیا تھا کہ بلا ادائے محصول تجارت کا مال خفیہ اندر نہ لایا جائے۔

چونکہ نپولین جنگ سے تنگ آچکا تھا وہ ہرگز اب لڑائی لڑنا نہ چاہتا تھا۔ اُس کی سلطنت کے استحکام کے واسطے امن چین کی ضرورت تھی۔ متحدہ یورپ کے مقابلہ میں بیس برس جنگ کرنے کے بعد فرانس کو اب امن و صلح کی فکر تھی۔ پس ایسی حالت میں نپولین نے بڑی سخت کوشش کی کہ صلح قایم ہو جائے۔ اُس نے زار کے پاس ایک سفیر بھیجکر اپنے دوستانہ و برادرانہ خیالات کا اُس کو یقین دلایا اور زار سے وعدہ کیا کہ پولینڈ کی فرماں روائی از سر نو قایم ہونے کے متعلق بالواسطہ یا بلا واسطہ میں ہرگز ترغیب نہ دونگا۔ اور پچھلی شکایتوں کے متعلق ہر قسم کی ضامنی دینے کو موجود ہوں۔ اور بری تجارت میں جو شرایط میں نے لگادی ہیں اُن میں نرمی کی اجازت دیتا ہوں یعنی روس انگریزی تجارت کے واسطے اپنے بندرگاہ کھول لے۔ لیکن انگلستان کے دربار کا اب روس میں اثر ہوگیا تھا۔ انگلستان

کی مجال باقی نہ رہی تھی کہ اسپین میں اپنے تئیں قایم رکھ سکتا جب تک فرانس پر شمال سے حملہ ہوتا انگلستان کے پارلیمنٹ میں جنگ کی حامی فریق کا غلبہ تھا۔ نپولین نے جہانتک نرمی کا اظہار کیا زار نے اُس کو نپولین کی کمزوری پر محمول کیا۔ چنانچہ روس کے مخالف اُمرا کے دباؤ میں آکر زار نے نپولین کو لکھا کہ پہلے تو یہ ضمانت دیجئے کہ جس وقت پولینڈ والے خود مختاری کی غرض سے آمادۂ پیکار ہونگے فرانس کی افواج فوراً ان کے مقابلہ میں کھنچ جائینگی۔ دوسرے۔ وارسا کی ریاست کے ایک جزو پر روس کو قبضہ دیدیا جاوے اور تیسرے نپولین اپنی سب فوج کو جرمنی سے اٹھاکر دریاے رین کے بائیں کنارے لیجائے۔

کوراکن روس کے سفیر نے جو پیرس میں متعین تھا جس وقت یہ پر توہین مراسلہ ٹوئی لریز کی دربار میں پیش کیا تو اُس کے ساتھ یہ بھی ظاہر کردیا کہ اگر آٹھ روز میں اس کی تعمیل نہ ہوگئی تو میں پیرس سے چلا جاؤنگا۔ نپولین کو اس پر بہت غصہ آیا۔

نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا " میں تو بہت عرصہ سے اسی لہجہ میں باتیں سننے کا عادی ہوگیا تھا۔ لیکن میں نے کبھی خود پیش قدمی نہ کی۔ ممکن تھا کہ تمامی یورپ کا سر وا بن کریں روس پر چڑھ دوڑتا۔ اس مہم کو سب پسند کرتے تھے۔ اس کا تمامی یورپ سے تعلق تھا۔ یہ آخری کوشش تھی جو فرانس کو کرنا باقی رہی تھی۔ اور اسی جھگڑے اور کوشش پر فرانس اور یورپ کے نئے نظم و نسق کی قسمت کا فیصلہ تھا۔ انگلستان کی آخری امیدگاہ روس تھی۔ میں اور اسکندر دو تعلی بازوں کی حالت میں تھے جن میں سے بغیر خواہش جنگ کے ایک دوسرے کو ڈرانا چاہتا تھا۔ میں بڑی خوشی سے صلح قایم رکھتا۔ اسلئے کہ مخالف حالات سے میں مغلوب و محصور تھا اور اُن سب باتوں کے علم سے جو اُس وقت سے مجھے حاصل ہوا ہے مجھے یقین ہے کہ اسکندر مجھ سے بھی کم جنگ کا خواستمند تھا۔"

انھیں دشواریوں کے متعلق نیپیر صاحب کہتے ہیں " نپولین کی ذکاوت کی طاقت جس کا اب کوئی ہمسر نہ تھا حیرت انگیز طریقہ سے ظاہر ہوئی۔ اُس کے مقاصد اُس کے

میلان طبع۔ اُس کی امیدیں یہ بات نہ چاہتی تھیں کہ روس سے جنگ کی جائے لیکن ادھر تو نپولین اور اُدھر اسکندر کی یہ امید تھی کہ اپنی طاقت کی دھمکی دینے سے ایک دوسرے کو آشتی کی مراسلت کرنے پر مجبور کر دیگا۔ چنانچہ اسی طرح رفتہ رفتہ بات بڑھتی گئی اور جنگ ناگزیر ہو گئی۔ نپولین میں سچی دوستی کا مادہ تھا اور اسی مادہ کے وجود کا اُس نے ضرورت سے زیادہ اور حد سے زیادہ عرصہ تک روس کے شاہنشاہ میں یقین کیا۔ اور شاید خود اپنے سے عزم وہمت کا خیال کر کے اس خیال کو اپنے دل میں کافی جگہ نہ دی اور دھوکا کھایا کہ روس کے دربار میں محض جتھہ بندی ہے اور اُس کے امرا کے ہاتھ میں اصلی عنانِ حکومت ہے۔

"پس روس جیسے دربار کے ساتھ جب ایک دفعہ درشت مراسلت شروع کی گئی تو جنگ لازمی ہو گئی اور خاص کر اس وجہ سے یہ جنگ ناگزیر ہو گئی کہ روس کے دربار کی عرصہ سے جنگ کی نیت تھی اگرچہ اُس نے یہ طے نہ کیا تھا کہ کب جنگ کی جائے اور پھر اُس کو یہ بات بھی اچھی طرح معلوم تھی کہ آسٹریا کی طرف سے اٹلی میں خفیہ کارروائیاں ہو رہی تھیں اور مُرات ناراض تھا۔ ہالینڈ والوں کا بھی حال معلوم تھا کہ وہ خود مختار ہونا چاہتے تھے اور پروشیا کی فرانس سے نفرت بھی طشت از بام تھی۔ برناڈوٹ اُسی زینہ کو جس کی بدولت وہ اعلیٰ مراتب کی رفعت کو پہونچا تھا منہدم کرنا چاہتا تھا اور نپولین کے خلاف اٹلی میں مخالفانہ کارروائیوں کا مشورہ دے رہا تھا اور اسپین والوں سے خط وکتابت کر رہا تھا۔ پس ایسی حالت تھی کہ نپولین کی اسپین سے جنگ تھی جہاں تین لاکھ افواج کی ضرورت تھی اُس کو شمال میں ایک بہت قوی سلطنت سے جنگ کرنا پڑی اور اس وقت تمامی یورپ اُس کے باہمی تعلقات قایم رکھنے والی قطار دل پر پرورش کرنے کو آمادہ تھا اور اُس کے وسیع سواحل پر برطانیہ اعظم کی بحری افواج کا حملہ ہو رہا تھا۔"

اب روس اور فرانس میں ایسی جنگ کے لئے جو ٹل نہ سکتی تھی بڑی بڑی تیاریاں

ہونے لگیں۔ ان سب مصائب کی وجہ یہی تھی کہ انگلستان سے جنگ تھی۔ اگر انگلستان سے صلح ہو جاتی تو دنیا میں ٹھنڈک پڑ جاتی۔ نپولین کی سلطنت ایسی : اقع ہوئی تھی کہ انگلستان کے جنگی جہاز اُس پر ہر طرف سے حملہ کر سکتے تھے۔ اور اس کے انتقام میں نپولین کچھ نہ کر سکتا تھا۔ جزیرہ ہونے کی وجہ سے برطانیہ کو کسی فصیل یا قلعہ کی حاجت نہ تھی۔ فرانس انگلش چینل کے پار ایک گولہ نہ پھینک سکتا تھا۔ لیکن انگلستان فرانس کے شہروں کو گولوں سے اڑا سکتا۔ اور اُس کی اور اُس کے رفیقوں کی نوآبادیوں کو لوٹ سکتا اور تجارت کو غارت کر سکتا تھا۔ چنانچہ یہی حالات تھے اور یہی وجوہ تھیں کہ نپولین نے اپنے سعب ترین دشمن کو جنگ سے باز آنے اور شمشیر ہاتھ سے رکھوا دینے کی چارہ ناچار ایک اور کوشش کی۔

ایلی سن صاحب لکھتے ہیں کہ "جنگی کارروائیاں آغاز کرنے سے قبل نپولین نے حسب عادت انگلستان کو صلح کا پیغام دیا اور اُس کی شرائط تھیں کہ اسپین کی خودمختاری کی ذمہ داری کی جاتی ہے۔ کوہستان پری نیز کی جانب فرانس اپنے مقبوضات کو وسعت نہ دیگا۔ اسپین کا موجودہ حکمران خاندان خودمختار تسلیم کیا جائیگا۔ اور اسی کی قومی مجالس اُس پر فرماں روائی کرینگی۔ پرتگال کی خودمختاری اور امن کی ضمانت دی جائیگی اور خاندان برگنیزا پرتگال پر حکومت کریگا۔ نیپلس کی فرمانروائی اُس کے موجودہ فرمانروا کے ہاتھ میں رہیگی اور سسلی کی حکومت اُس کے موجودہ حاکم کے قبضہ میں باقی رکھی جائیگی اور اسپین۔ پرتگال۔ اور اٹلی کو فرانس اور انگلستان کی بری و بحری افواج سے خالی کر دینا ہوگا۔

" اس کے جواب میں لارڈ کاسل رے نے یہ لکھا کہ اگر اسپین کے موجودہ خاندان سے جوزف بوناپارٹ مراد ہے اور قومی مجالس سے اُن علاقوں سے مطلب ہے جو اُس کے ماتحت جمع ہوئی ہیں اور فرڈی نینڈ ہفتم سے مراد نہیں ہے تو ایسی حالت میں کسی قسم کی خط و کتابت منظور نہیں کی جا سکتی ہے۔"

نپولین کا اپنے سخت دشمن انگلستان سے یوں استقلال کے ساتھ ہمیشہ خط وکتابت کرتا رہنا ثابت کرتا ہے کہ ضرور اُس کو صلح کی دلی آرزو تھی۔ لیکن اُس کی توہین کی جاتی تھی۔ اُس کی بات مسترد ہوتی تھی۔ اُس سے ایسی غاسے سلوک ہوتا تھا کہ شرم آنے کا مقام ہے۔ اُس کو خبر نہ کی جاتی تھی اور اُس پر حملہ کر دیا جاتا تھا۔ تاہم بنی نوع انسان پر رحم کرنے کی غرض سے نپولین ہمیشہ صلح کے لئے التجا ئیں کرتا رہا۔ اور آخر کار دس لاکھ فوج اُس پر چڑھی اور اُس کو مغلوب کیا۔ اور سینٹ ہلینا کے مصائب کو اُس کے بڑے دل نے برداشت کیا اور بس پر بھی اُس کے شاد کام دشمنوں نے اُس کے مرنے کے بعد اپنی ساری کوشش کو اُسی کے سر منڈھ کر کہا کہ نپولین جنگ میں پیشقدمی کیا کرتا اور خون بہایا کرتا تھا۔ چنانچہ ہزار دل زبانوں پر نپولین کا بڑا نام ایک مثل اور تکیہ کلام ہو گیا اور خون خواری اور نہ سیر ہونے والی جاہ طلبی کا مُرادف بن گیا ہے۔ افسوس! اس سے بڑھکر دنیا میں کبھی ناانصافی نہ ہوئی لیکن خدا منصف ہے۔ اور وہ واقعات کی اصل کا پتہ لگانے والوں اور جستجو کرنے والوں کو سچی سمجھ اور نیکو کاری بخشے گا۔

سر والٹر اسکاٹ نے نپولین کے پیغام صلح کو جس کا ابھی اوپر ذکر ہوا ہے بڑے مقاصد کے ساتھ محمول کیا ہے اور لکھا ہے کہ نپولین نے صلح کا پیغام دیا تو لیکن ممکن ہے کہ لارڈ ولنگٹن کی فتوحات اس کا باعث ہوئی ہوں یا اُس کے دل میں مخفی تردد ہو کہ روس جیسی سلطنت سے لڑنا نہ چاہئے۔ یا فرانسیسی قوم پر اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہو کہ میں تو ہمیشہ صلح کرنے کی خواہش رکھتا ہوں۔ جب اس صلح کی ضعیف کوشش میں ناکامی ہوئی تو اس بات پر غور کیا جانے لگا کہ آیا اب بھی کوئی ایسی تدبیر ہے کہ روس سے بگاڑ نہ ہو اور جنگ ٹل جائے۔

نپولین کی اسی صلح کی کوشش کے متعلق لاک ہارٹ صاحب لکھتے ہیں "نپولین نے از راہ سلطنت کے تمامی حالات اور ذرائع پر بڑی متانت سے غور کیا اور اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے اچھی طرح محسوس کر لیا تھا کہ جب تک انگلستان سے کسی کسی

طرح جنگ کا خاتمہ نہ کردیا جائیگا تو اُس کی سلطنت کے حالات ہی محفوظ ہونگے اور سلطنت کے ذرائع اور آیندہ امیدیں ہی محفوظ ہونگی۔ چنانچہ جب بیلیجاز[۱] کی شکست کی اُس کو خبر ملی تو اُس نے گورنمنٹ انگلشیہ سے مراسلت کی۔ لیکن اس سے پیشتر کہ صلح کی خط و کتابت میں مزید کارروائیاں ہوں اپنی اصلی حالت کے ساتھ اُس کے تکبر اور خودداری نے عود کیا۔ اور اُس نے کہا کہ جوزلیف کو اسپین کا فرماں روا تسلیم کیا جاوے اور مراسلت کا خاتمہ کردیا۔ جب اسپین کی یہ حالت ہوئی اور انگلستان سے صلح کی کوئی امید باقی نہ رہی تو اب یہی توقع کی جاسکتی تھی کہ نپولین حتی المقدور روس سے پہلے معاملات کا فیصلہ کرنے کی کوشش کریگا۔"

نیپیر صاحب لکھتے ہیں "دریائے نیمن کو روانہ ہونے سے قبل نپولین کا انگلستان سے صلح کی کوشش کرنا انھیں واقعات میں سے ایک واقعہ ہے جن کے معنی غلط تعبیر کئے گئے ہیں۔ صلح کی اس تجویز میں نپولین نے پرتگال کی فرمانروائی کے لئے خاندان برگنیزا کو تسلیم کرلیا تھا۔ اور بوربون خاندان کو سسلی میں حکمراں مان لیا تھا۔ اور وہ کہتا تھا کہ اگر انگلستان جوزلیف کو اسپین کا بادشاہ تسلیم کرلے تو فرانسیسی افواج اسپین سے ہٹالی جائینگی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نپولین اپنے اُس طریقہ سے جو بر اعظم یورپ میں اُس نے اختیار کیا تھا اور اس پر الزام لگایا گیا تھا کہ تمام یورپ پر وہ فرمانروائی کرنا چاہتا تھا انگلستان سے صلح کرلینے کی خاطر دست بردار ہوا جاتا تھا۔ خصوصًا یہ دیکھکر کہ آسٹریا۔ اسپین۔ پرتگال اور انگلستان کی طاقت تو بدستور پوری رہتی اور خود نپولین کی سلطنت کی حدود مقرر ہوجاتیں۔ نیز نپولین نے صلح کی یہ درخواست ایسے زمانہ میں کی تھی جب کہ اُس کی طاقت حدِ کمال کو پہونچی ہوئی تھی۔ اور بقول خود ولنگٹن صاحب کے اس وقت یہ حال تھا کہ پرتگال محفوظ حالت میں نہ تھا۔ اور اسپین میں

---

[۱] ۔ اسپین میں ایک شہر ہے۔ مترجم ۔ ۱۲

دم باقی نہ تھا۔ اگر ایسے وقت میں انگلستان سے صلح ہو جاتی تو نپولین ثانی سے پولینڈ کو اُس کی اصلی حالت پر بحال کر کے روس کو واپس دیتا۔ چونکہ ایسا نہ ہوا نتیجہ یہ نکلا کہ پولینڈ کا خاتمہ ہو گیا اور روس جیسے چاہتا ہے وحشیانہ ظلم توڑتا ہے اور جشن کر رہا ہے۔"

اب نپولین اس بات پر مجبور ہو گیا کہ اپنی تمامی طاقت کو مجتمع کر کے انگلستان کا سمندر میں۔ روس کا شمال میں اور اسپین و پرتگال کا جنھیں برطانیہ کی افواج اُبھار رہی تھیں اور قوت بخش رہی تھیں جنوب میں مقابلہ کرے۔ اور یہ مہمات نہایت ہی اہم تھیں۔ اور نپولین نے بڑے زبردست عزم و ثبات سے اس کام کو کیا۔ اُس کے رفقا بڑی سرگرمی اور مسرت سے اُس کی مدد پر آمادہ ہوئے یہ موقع ایسا تھا کہ خود سر حکومت کے مقابلہ میں آزادی کی جنگ ٹھنی تھی۔ اس جنگ میں اصلاح یافتہ حکومتوں کے حامی ایک طرف تھے جو تمامی یورپ کی جمہوری آزادی کے وکیل تھے۔ اور دوسری طرف پرانے خود سر بادشاہ اور خود سر امرا تھے۔

یورپ کے ہر ملک میں اس وقت دو فریق تھے۔ یعنی خود سر فرماں روائی کے حامی اور جمہوری حکومت کے طرفدار اور بنظر کل اُن کی تعداد میں قریب قریب مساوات تھی۔ جمہوری فریق کا نپولین گویا بہت بڑا دل تھا اور اس دل کے عزم و ہمت نے تمام یورپ میں کہربائی اثر پیدا کر دیا تھا۔ انگلستان کا جزیرہ امرائی فریق کا امیدگاہ تھا اور اس فریق کے غلبہ نے انگلستان میں جمہور کو پامال کر رکھا تھا۔ اور اب امرائی انگلستان اور خود سر روس نے بڑی گرمجوشی سے باہم اتفاق کیا۔

بعض اشخاص نے جن کا قدیمی امرا میں شمار تھا کہا کہ فرانس چھوڑنا اور روس جیسی دور دراز سرزمین میں جا کر مصروف کارزار ہونا نپولین کے لئے خطرہ سے خالی نہیں ہے اسلئے کہ ممکن ہے کہ اُس کی حکومت کے خلاف سازشیں ہوں۔

اس پر نپولین نے کہا: "آپ مختلف فریقوں کا ذکر کر کے کہ وہ میری سلطنت کے

اندر موجود ہیں میری غیر حاضری کے متعلق مجھے کیوں دھمکی دیتے ہیں۔ یہ فریق کہاں ہیں۔ مجھے میرے خلاف صرف ایک فریق نظر آتا ہے اور چند پرانے ناتجربہ کار بچے پچھلے فریق شاہی کے حامی ہیں لیکن اُن کا بھی یہ حال ہے کہ میرے زوال سے خائف ہیں اور بلکہ میرے زوال سے کے خواہشمند نہیں ہیں۔ اُن کے حق میں سب سے زیادہ مفید کام میں نے یہ کیا ہے کہ انقلاب کی بلا کو دفع کر دیا ہے اور یہ انقلاب ایسی بلا تھی کہ خود آپ کو اور تمام یورپ کو کھا جاتی۔ میں نے مخالف فریقوں کو متحد کر دیا۔ رقیب گروہوں کو متفق کیا۔ تاہم آپ لوگوں میں ابھی چند نفوس ایسے باقی ہیں جو ضدی، امرا ہیں سے ہیں اور مخالف ہیں اور اُن عہدوں سے انکار کرتے ہیں جو میں اُن کو دینا چاہتا ہوں۔ لیکن اس سے میرا کیا نقصان ہے۔ اس میں تمھارا ہی فائدہ ہے۔ تمھاری ہی حفاظت ہے کہ میں تم کو یہ عہدے دیتا ہوں۔ تم تنہا اور بغیر میرے کر بھی کیا سکتے ہو تم مٹھی بھر گرد دڑوں کا مقابلہ کرتے ہو۔ کیا آپ کی رائے میں ضروری نہیں ہے کہ جمہور اور امرا کے باہمی جھگڑہ کا دونوں فریقوں کی بُری باتیں دفع کر کے اور اچھی باتیں باقی رکھ کر خاتمہ کر دیا جائے۔ میں اچھی بات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اور آپ اُس کو قبول نہیں کرتے۔ مگر آپ غور کیجیے کہ مجھے آپ کیا حاجت ہے۔ آپ امرا کی حب میں امداد کرتا ہوں جمہور مجھے تیز نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ میں کیا ہوں صرف جمہور کا بادشاہ ہوں؟ کیا جو کچھ رعایتیں میں آپ کے ساتھ کرتا ہوں کافی نہیں ہیں؟"

اب نپولین نے اپنے رفقا کو مدد کے واسطے لکھا۔ چنانچہ پروشیا۔ آسٹریا۔ اٹلی۔ بیویریا سیکسنی۔ ولسیٹ فیلیا۔ اور دریائے رین کے جتھہ کی مختلف ریاستوں نے بڑی عالی حوصلگی سے مدد پر آمادگی کا اظہار کیا۔ ان تمامی فرمانرواؤں میں سوائے آسٹریا اور پروشیا کے جمہوری حکومت کے خیالات کا اثر پیوست ہو گیا تھا۔ شادی ہو جانے کی وجہ سے آب نپولین کا آسٹریا سے بھی اتحاد تھا۔ پروشیا کی جمہوری اور خود سر حکومت کے درمیان

مذبذب حالت تھی اور اُس نے پس وپیش کے ساتھ فرانس کی شرکت کی۔ مگر با ایہمہ اب نپولین کے ساتھ پانچ لاکھ فوج موجود ہوئی۔

پولینڈ کی خوشی تو جنون کے درجہ کو پہونچگئی تھی۔ اُس کو محسوس ہورہا تھا کہ آزادی کا وقت قریب آگیا ہے۔ اور تمامی قوم ایک شخص واحد کی طرح بشرطیکہ نپولین ظالموں کے پنجہ سے اُس کو بچالے اُس کی شرکت کو آمادہ تھی۔ لیکن پولینڈ کے ایک کروڑ ساٹھ لاکھ باشندے روس۔ پروشیا۔ اور آسٹریا کے مقابلہ میں تنہا کچھ نہ کر سکتے تھے۔ نپولین نہایت ہی پریشان تھا۔ پولینڈ کے باشندوں کی طرف سے اُس کے دل میں بڑی ہمدردی تھی۔ لیکن آسٹریا کا بادشاہ فرانس اُس کا رفیق اور خسر ہوچکا تھا۔ لیکن فرانس کے ساتھ نپولین کے تعلقات ملکی جسقدر قوی تھے اُس قدر رشتہ کے تعلقات زبردست نہ تھے۔ اور اگر نپولین اُس سے پولینڈ کے صوبے چھین لیتا تو وہ نپولین کے خلاف روس کا فوراً شریک ہوجاتا۔ لیکن نپولین اب بھی یہ امید کر رہا تھا کہ روس سے جلد صلح ہوجائیگی۔ اور وہ ایسی بات نہ کرنا چاہتا تھا جس سے زار کا غصہ اور عداوت بڑھے۔

اس اثنا میں دریائے نیمن کے کنارے اسکندر بہت بڑی فوج جمع کرچکا تھا اور وسط اپریل ۱۸۱۲ء میں آکر اس فوج میں خود شریک ہوگیا۔ فرانس کے ضروری انتظام کا بندوبست کرکے ۹۔ مئی کو نپولین بھی ڈرلیسڈن کو روانہ ہوگیا کہ جاکر رستہ میں اپنی بڑی فوج سے جاملے میریا لوئیسا اُس کے ہمراہ تھی۔ رستہ میں شاہنشاہ اور ملکہ کا بڑی خوشی سے خیر مقدم ہوتا رہا یعنی لوگ فرط مسرت سے جھنڈیاں نصب کرتے اور خیر مقدم کے دروازے بناتے لڑکیوں کے جلوس ہوتے۔ گھنٹے بجائے جاتے۔ طرح طرح کے باجوں اور خوشی کے نعروں سے جہاں شاہنشاہ پہونچتا برابر استقبال کیا جاتا۔ جرمنی میں بھی مسرت کا ویسا ہی اظہار کیا گیا جیسا فرانس میں کیا گیا تھا اور اس نامور شاہنشاہ کو ایک جھلک دیکھ لینے کے لئے جس کی شہرت سے دنیا بھر گئی تھی سڑکوں پر لوگوں کے بڑے اژدحام ہوتے تھے۔ نپولین نے

طے کردیا تھا کہ سکسنی کے دارالحکومۃ اسی ڈرلیسڈن میں تمامی سرداروں اور فرمانروا جو اُس کے رفقا تھے اُس سے آکر ملیں۔ ڈرلیسڈن میں جو لوگ منتظر تھے اُن میں آسٹریا کا شاہنشاہ اور ملکہ۔ پروشیا کا بادشاہ بھی تھا اور یہ بے بُلائے آئے تھے۔ ان کے علاوہ سکسنی نیپلس۔ بیویریا۔ ورٹمبرگ۔ اور ویسٹ فیلیا کے تاجدار اور دوسرے چھوٹے چھوٹے فرمانروا تھے۔ ایوان کے صدر کمرہ میں نپولین مقیم ہوا۔ سب آدمی اُس کے سلامی تھے۔ پھاٹک پر لوگوں کے ہجوم لگے رہتے تھے کہ ایسے شاہنشاہ کو جس کے اشارہ پر تمامی یورپ شمال کے نامعلوم خطہ پر یورش کرنے کو آمادہ ہوگیا تھا ایک نظر دیکھ لیں۔ نپولین یہ ضرورت اس بات کی مخفی کوشش کررہا تھا کہ آسٹریا کے شاہنشاہ فرانسس کی بھی لوگ عزت کریں جس کو نپولین کے سامنے سب نے فراموش کردیا تھا۔ چنانچہ اکثر موقعوں پر نپولین اپنے خسر فرانسس کو فوقیت دیتا تھا۔ پروشیا کا بادشاہ فریڈرک ولیم اس گروہ میں اُداس اور دلگیر پھررہا تھا یہ بات قابل یاد رکھنے کے ہے کہ ڈرلیسڈن میں نپولین نے اپنے ہمراہ ایک بھی مسلح فرانسیسی نہ رکھا تھا۔ اُس کے محافظ اُس کے جرمنی کے رفقا تھے۔ مابعد سنیٹ ہلینا میں جب یہ واقعہ اُس کو یاد دلایا گیا تو اُس نے کہا: "میں ایسے اچھے خاندان کے درمیان اور ایسے اہل لوگوں کے بیچ میں تھا کہ مجھے کوئی خطرہ نہ تھا مجھ سے سب محبت کرتے تھے۔ اور اب اس وقت مجھے یقین ہے کہ سکسنی کا بادشاہ میرے لئے رو رو دعا مانگا کرتا ہے۔"

ڈرلیسڈن میں نپولین دو ہفتے کے قریب رہا اور آنے والی مہم اور اسپین کے محاربات کے متعلق مراسلات جاری کرتا رہا۔ دریائے نمن کے کنارے یورپ کے تمامی اطراف سے بے شمار سپاہی۔ گھوڑے اور سامان حرب چلا آرہا تھا۔ اور ایسی زبردست فوج جمع ہوئی کہ زمانۂ حال کے یورپ میں کبھی جمع نہ ہوئی تھی۔ جب نپولین کے پاس ایسی زبردست فوج جمع ہوگئی کہ کامیابی ظاہر الیقینی ہوگئی تو اُس نے زارِ روس سے صلح

اکر لینے کی ایک اور کوشش کی۔ چنانچہ اُس نے کونٹ ناربون کو زار کے صدر مقام ولنا کو صلح کی گفتگو کرنے کو روانہ کیا۔ لیکن زار یا اُس کے وزرا نے کونٹ ناربون کو ملاقات تک کا شرف نہ بخشا۔ جب اس توہین کا حال نپولین نے سنا تو آہستہ سے کہا "مفتوح نے فاتح کے تیور اختیار کئے ہیں۔ اُن کی تقدیر ہی ہیں جب یہ لکھا ہے تو کسی کا کیا بس ہے" پس دریائے نیمن کو عبور کرنے کا حکم فوج کے نام جاری کردیا گیا اور حسب ذیل اعلان شائع ہوا۔

"سپاہیو۔ پولینڈ کا دوسرا محاربہ شروع ہوگیا ہے۔ پہلا محاربہ فرِیڈلینڈ کی فتح اور ٹلسٹ کے صلح نامہ پر ختم ہوا تھا۔ ٹلسٹ میں زار روس نے فرانس کی دائمی رفاقت کا عہد و پیمان کرکے قسم کھائی تھی۔ اور انگلستان سے جنگ کرنے کا حلف کیا تھا۔ اب روس نے اُس قسم کو توڑ ڈالا اور اپنے انوکھے چال چلن کا جواب دینے سے انکار کیا۔ یہاں تک کہ فرانس کے جھنڈے نے دریائے رین کو عبور کیا اور فرانس کے رفقا اُس کی مرضی کے موافق اُس کی شرکت کو آموجود ہوئے۔ روس کی قضا اُس کو میدان میں لا رہی ہے اور اُس کی قسمت کا لکھا جلد پورا ہونے والا ہے۔ کیا روس کو یہ یقین ہے کہ فرانس نے کوئی ذلیل نیا جنم لیا ہے؟ اور یہ خیال کرلیا ہے کہ ہم وہی آسٹرلٹز کے سورما بہادر نہیں ہیں؟ روس نے ہم کو دو باتوں کے انتخاب پر مجبور کردیا ہے یعنی یا تو ہم جنگ کریں یا ذلت کا طوق گلے میں ڈالیں۔ لیکن کیا ہمارے انتخاب میں کسی کو ایک لمحہ شک ہوسکتا ہے۔ یعنی کیا ہم ذلت گوارا کرلینے والی قوم سے ہیں؟ پس آؤ ہم دریائے نیمن کو عبور کریں اور خود روس کی سرزمین میں جنگ کریں۔ پولینڈ کے دوسرے محاربہ میں شہرت کے سہرے اُسی طرح ہمارے سر رہینگے جس طرح پہلے محاربہ میں رہ چکے ہیں لیکن اس محاربہ کے بعد ہم تب صلح کرینگے جب پوری ضمانت لے لینگے اور روس کے ایسے دباؤ کا جو گذشتہ پچاس برس سے دو یورپ کے معاملات پر ڈال رہا ہے خاتمہ کردینگے"۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نپولین کو اس جنگ کے نتیجہ کی طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا کیونکہ اس محاربہ کے متعلق اُسی کا قول ہے :۔ کہ جیسی کامیابی کی اُمید مجھے اس مہم میں تھی ایسی امید کبھی کسی مہم کے متعلق نہوئی تھی اُس کی وجوہ صاف ہیں کہ سب معاملات میرے موافق ہیں اور روس کے خلاف ہیں صرف فرانس۔ اٹلی۔ جرمنی۔ رین کے حصہ اور پولینڈ ہی کی بڑی افواج لے کر نہیں جاتا ہوں بلکہ روس کے دو بڑے رفیق یعنی پروشیا اور آسٹریا کے بادشاہ بھی میرے ساتھ ہیں جو اس سے قبل روس کی طرف تھے۔ اور یہ دونوں اس جوش سے میرے شریک ہوئے ہیں جیسے کہ میرے قدیم رفیق میرے ساتھ آمادہ ہیں۔ ترکی اور سویڈن کا بھی یہی حال ہے۔ ترکی تو خود روس سے برسرپرخاش ہو رہا ہے لیکن یہ سچ ہے کہ برناڈوٹ کو ذرا تامل ہے لیکن آخر ہے تو فرانسیسی۔ اور پہلے گولی چلی نہیں کہ وہ آیا اور فرانس کا شریک ہوا۔ اور سویڈن کے سابق فرمانروا چارلس دوازدہم کی مصائب کا انتقام لینے میں وہ نہ چوکے گا ایسا موقع سویڈن کے ہاتھ کبھی نہ آئیگا۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ اگر روس نے اب بھی میری تجاویز کو منظور نہ کیا تو میں دریائے نیمن عبور کر جاؤنگا"

قسمت کے متعلق اپنے مخصوص خیالات کا نپولین نے حسب ذیل الفاظ میں اظہار کیا ہے :۔

"کیا تمھیں یہ خوف ہے کہ جنگ سے میری جان معرض خطر میں پڑتی ہے یہ ہی حال تو سازشوں کے زمانہ میں بھی تھا کہ جارجیز سے مجھے خائف کیا جاتا تھا۔ کہا جاتا تھا کہ جارجیز ہر موقع پہ میری گھات میں لگا ہوا تھا۔ اور وہ مجھے گولی مار کر ہلاک کر ڈالے گا۔ اچھا فرض کرو وہ گھات میں بھی تھا اور گولی بھی چلاتا۔ لیکن باوجود اس سب کے یہی ہو سکتا تھا کہ وہ میرے کسی ندیم کو ہلاک کر سکتا لیکن مجھے ہلاک کرنا غیر ممکن تھا۔ اور اُس کی وجہ یہ تھی کہ کیا میں اُس وقت اپنی تقدیر کی لکھی ہوئی خدا

کو انجام دے چکا تھا؟ ہرگز انجام نہ دے چکا تھا۔ مجھے تو کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں کسی ایسے مقصد کی طرف زبردستی بھیجا جا رہا ہوں جس مقصد کا مجھے علم نہیں ہے۔ اور جس وقت اُس مقصود پر میں پہونچ جاؤنگا اور میری خدمات کی ضرورت نہ رہیگی ایک ذرّہ بے مقدار میری ہلاکت کو کافی ہوجائیگا۔ لیکن جب تک وہ وقت نہ آئیگا تمامی کائنات میرا کچھ نہیں کر سکتی۔ پس یہ بحث بالکل فضول ہے کہ میں پیرس میں رہوں یا اپنی افواج کے ساتھ ہوں۔ جب میرا وقت برابر آ لگے گا۔ بخار یا شکار میں اپنے گھوڑے سے گرنا میری جان لینے کو اُسی طرح کافی ہوگا جس طرح ایک بندوق کی گولی۔ اسلئے کہ ہمارے دن تو شمار کئے ہوے ہیں"

۳۸۵

اس زمانہ میں ہانسیور سیویرے یعنی ڈیوک آف رو ویگو صیغہ پولیس کا وزیر تھا وہ کہتا ہے:۔

"پیرس چھوڑنے سے قبل نپولین نے تمامی سرکاری کاموں کو جنکے لئے اُس کی موجودگی کی ضرورت ہوتی طے کردیا کرتا اور جب وہ سفر میں جانے کو ہوا کرتا تھا تو ہمیشہ اُس کا یہی دستور تھا کہ اس قسم کے سب کام طے کردیتا تھا۔ عموماً اپنے سب وزرا سے علیحدہ علیحدہ خلوت میں گفتگو کرتا تھا اور اُن کو خاص خاص ہدایتیں کرتا تھا کہ یہ ضمناً بلا مزید مراسلت کے ان کاموں کو انجام دیدیں ذرا سی بات بھی شاہنشاہ سے فروگذاشت نہوتی تھی۔ گویا سب ہی باتیں اُس کی توجہ کے قابل ہوتی تھیں۔ چنانچہ اس دفعہ جب اُس کے قیام کا آخر ہفتہ آیا تو اُس نے جمیع امور کا جواب دیا جو اُس کے وزرا نے اُس کے حضور میں استمزاج کے لئے پیش کئے رکھتے۔ اور اس کارروائی کو کام کا صاف کردینا کہا جاتا تھا جب شاہنشاہ کے جانے کا وقت قریب آیا تو اُس نے تمامی معاملات پر مجھ سے گفتگو کی کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ اُس کی عدم موجودگی میں میں اُن پر پوری توجہ کروں۔ اُس کی عادت ہی تھی کہ

ایسی ہدایتیں کرجایا کرتا تھا۔ اور ان ہدایتوں کو کوئی شخص سختی پر محمول نہیں کرسکتا سوائے اُن لوگوں کے جن کی عمریں اسی میں کٹ گئی ہیں کہ شاہنشاہ کو ظالم اور جابر اور انصاف۔ یا رحم کے صفات سے بے نصیب کہیں۔ اور کیسے تعجب کا مقام ہے کہ رحم اور ہمدردی۔ انصاف۔ یہی ایسی صفتیں تھیں جن کے لئے شاہنشاہ ممتاز ہے۔ جو شخص نپولین کو ایسا موقع دیتا کہ اُس سے انصاف کا فعل وقوع میں آلئے تو نپولین اُس شخص کا ممنون ہوتا۔ عنایت و مہربانی کرنے سے نپولین کبھی نہ تھکتا۔ چنانچہ عنایت و مہربانی طلب کرنے میں کوئی پس وپیش نہ کیا جاتا تھا۔

" اپنی روانگی سے قبل شاہنشاہ نے مجھکو نصیحت کی کہ ہر شخص کے ساتھ نہایت نرمی سے سوچ سمجھ کر پیش آنا چاہیئے۔ اور اُس نے مجھ کو بڑا زور دے کر یہ بات سوجھائی کہ کسی دل کو دکھانے اور اُس میں عداوت پیدا کرنے سے کبھی نفع نہیں ہوتا اور تمامی خدمات میں صیغہ پولیس کی خصوص ایسی خدمات ہیں جن میں نرمی درکار ہے۔ شاہنشاہ نے بار بار زور دے کر کہا کہ دیکھو ہٹ دھرمی سے بلا کافی ثبوت کے کسی کو گرفتار مت کرنا اور اپنی ہر کارروائی میں یہ بات پہلے دیکھ لینا کہ تم حق بجانب ہو۔

" اسی گفتگو کے دوران میں شاہنشاہ نے مجھ سے اُس جنگ کا بھی تذکرہ کیا جس میں بمجبوری اب وہ شریک ہونے کو جارہا تھا۔ اور کہا کہ میری خدمات کو لوگوں نے وفاداری کے ساتھ انجام نہ دیا اس سال صرف روس کے ساتھ جنگ کرنے پر میں اسلئے مجبور ہوا ہوں کہ آئندہ آسٹریا اور پروشیا سے مجھے جنگ کرنا پڑے میرے پاس کافی سامان کے ساتھ پوری افواج موجود ہیں۔ لیکن اگر دوسرے سال نئے دشمن مقابلہ کو کھڑے ہوگئے تو ممکن ہے کہ میرے پاس تھوڑی فوج ہو مجھے اپنے اُن خیالات پر افسوس ہے جن پر بھروسہ کرکے میں نے تلسٹ کا عہدنامہ کرلیا۔" پھر شاہنشاہ

نے بہ تکرار کہا: "جو شخص مجھ کو اِس جنگ سے بچالے اُس کی خدمات نہایت قابل قدر ہیں لیکن خیر اب چونکہ جنگ سر پر آپڑی حتی المقدور کوشش سے کام لینا اشد ضروری ہے"۔

نپولین نے جنرل بل بردسے کہا: "اگر اسکندر اُس عہد نامہ کو نہ مانے گا جو میرے اور اُس کے درمیان ہوا ہے۔ اور اگر وہ اُن تجاویز کو بھی نہ ملنے گا جو سب سے آخر میں میری طرف سے پیش ہوئی ہیں۔ تو میں دریائے نیمن کو عبور کرکے اُس کی فوج کو شکست دے دونگا اور پولینڈ کے اُس حصہ پر جس پر روس کا قبضہ ہے چھین لونگا اور گرانڈ ڈچی سے اُس کا الحاق کردونگا اور اُس کو ایک جداگانہ سلطنت بنا دونگا۔ اور پچاس ہزار فوج اُس میں رکھ کر اس فوج کا صرفہ اُسی سلطنت سے اداکراؤنگا۔ اُس کے باشندے بھی چاہتے ہیں کہ اپنی جدا فوج قایم کریں۔ یہ لوگ خود جنگ جو ہیں اور جلد بہت سی قواعددان فوج قایم کرلینگے۔ پولینڈ کو اسلحہ کی حاجت ہے۔ یہ اسلحہ میں دونگا۔ پھر پولینڈ روسیوں کے لئے روک بن جائیگا اور ایسی روک بنےگا کہ کاسک قوم کا خروج ممتنع ہوجائیگا۔ لیکن ایک معاملہ کے متعلق مجھے بڑی پریشانی ہے۔ یعنی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ گالیشیہ کے متعلق کیا کارروائی ہونا چاہیئے۔ آسٹریا کا شاہنشاہ تو خیر اتنا نہیں مگر اُس کے وزرا گالیشیہ کا علیحدہ ہونا پسند نہیں کرتے۔ معاوضہ میں مینے بہت کچھ پیش کرنا چاہا لیکن یہ معاوضہ قبول نہ کیا گیا۔ پس انتظار کرنا چاہیئے کہ معاملات کیا پہلو اختیار کرتے ہیں اور اُس وقت یہ معاملہ طے ہوگا کہ کیا کرنا چاہیئے"۔

۲۹۔ مئی ۱۸۱۲ء کو نپولین ڈریسڈن سے مرخص ہوا اور پریگ تک ملکہ اُس کے ہمراہ رہی۔ اور یہاں ملکہ لوئیا سے رخصت ہوکر نپولین بہ عجلت ڈین زگ کو پہونچا یہاں بہت کثرت سے ساماں جمع کیا گیا تھا۔ جاہل اور اُجڈ جنرل ریپ جو شاہنشاہ کا جاں نثار رفیق تھا یہاں گورنر تھا۔ اپنے پہونچنے کے بعد شاہنشاہ نے گورنمنٹ ہوٹل میں شام کو کھانا کھایا۔ جنرل ریپ۔ اور نیپلس کا فرماں روا مرات۔ اور نیوفشیل کا حاکم

برتھیر بھی موجود تھے۔ نپولین جس وقت ہوٹل کے بڑے کمرہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ پروشیا کی ملکہ کی تصویر لگی ہوئی ہے۔ چنانچہ تبسم کرکے شاہنشاہ نے جنرل ریپ سے کہا۔

"جنرل ریپ۔ آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ کی اس بے وفائی کی ملکہ لوئیا کو خبر دی جائیگی۔"

ملزم ریپ صاحب نے جواب دیا۔" ابھی حال ہی میں جہاں پناہ نے مجھے لکھا تھا کہ پروشیا کے بادشاہ سے اتحاد ہو گیا ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ آپ کے دوست کی حسین بیوی کی تصویر میرے کمرہ میں نہ آویزاں ہو۔"

کھانے کی میز پر سناٹا نظر آتا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ اب نپولین کے جنرل دولت سے مالامال نہایت عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہے تھے اور میدانِ جنگ کی مصیبتیں اُن کو پسند نہ تھیں۔

قدرے خاموشی کے بعد نپولین نے پوچھا "قادسیہ سے ڈین زگ کتنی دور ہے"

جنرل ریپ نے جواب دیا۔"بے انتہا دور ہے۔"

شاہنشاہ نے کہا:" میں تمھارا مطلب سمجھ گیا۔ لیکن چند ماہ میں ہم اس سے بھی زیادہ دور پہنچینگے۔"

جنرل ریپ نے کہا:" جہاں پناہ۔ یہ اور بھی بُری بات ہوگی۔"

اس کے بعد پھر خاموشی ہوگئی۔

نہ تو مرات کو نہ برتھیر کو بولنے کی مجال ہوتی۔ اور چند لمحوں تک نپولین بڑے غور سے ان کے بشروں کو دیکھتا رہا اور انجام کار بہ آہستگی سنجیدہ پرزور لہجہ میں پوچھنے لگا

"اے شرفا میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ جنگ آپ کو کچھ مرغوب نہیں معلوم ہوتی۔ اور نیپلس کا فرماں روا (مرات) طوعاً و کرہاً اپنی فرماں روائی کے خوش گوار موسم کو چھوڑ کر آیا ہے رہے برتھیر صاحب تو سیر و شکار ہو اور اُن کی گردبائی منصہ مصرکہ

کی ریاست ہو۔ اور ہمارے ریپ صاحب بہادر بھی اپنے پیرس کے محلسرا کو پہنچنے اور اور اُس میں رہنے کے لئے بے تاب ہیں"

مرات اور برتھیر تو خاموش رہے لیکن جنرل ریپ نے بڑی بے تکلفی سے کہا۔

"جہاں پناہ نے فرمایا تو سچ ہے"

نپولین کی یہ آرزو تھی کہ روس کو ان شرائط کے منظور کر لینے پر مجبور کر دیا جائے جو یورپ کی امن و عافیت کے لئے اشد ضروری تھیں وہ چاہتا تھا کہ یورپ کی جمہوری حکومتوں کو جو اُس کی حفاظت میں تھیں نجات ہو جائے۔ اُس کو یقین تھا کہ پولینڈ کی خود مختاری تسلیم کر لینے پر اسکندر مجبور ہو جائے گا۔ یہ پولینڈ جس کی دو کروڑ کی مردم شماری تھی اور جمہوری فرانس کے اصولوں کے رنگ میں گہرا رنگا ہوا تھا۔ روس کے خودسر دباؤ سے یورپ کی حفاظت کے لئے ایک روک ہو جاتا اور جب پولینڈ کا جمہوری حکومتوں سے اتحاد ہوتا تو اس کی مقامی حالت کی وجہ سے روس۔ پروشیا۔ اور آسٹریا کے باہم جتھہ بندیوں میں بڑے بڑے موانع حایل ہو جاتے اور جب روس بھی اُسی انتظام کا پابند ہو جاتا جو نپولین نے براعظم یورپ میں قایم کیا تھا اور جس کی پابندی کا روس نے عہدنامہ میں وعدہ کیا تھا لیکن جس وعدہ کو دغا شعاری سے اب توڑ ڈالا تھا تو انگلستان کو صلح کئے بغیر کوئی چارہ نہ رہتا۔ اور وہ شمشیر کو غلاف کرنے پر مجبور ہو جاتا۔ مختصر آنکہ نپولین کے مقاصد نہایت اعلیٰ اور ارفع تھے لیکن سخت تاسف کا مقام ہے کہ اس کے یہ مقاصد پورے نہ ہوئے اور آج انگلستان یا امریکہ میں کونسا ایسا ذی شخص ہے جو پولینڈ کی آزادی کا متمنی نہیں اور روس کی خودسری کو روکنا نہیں چاہتا۔

سینٹ ہلینا میں نپولین نے کہا "یہ جنگ روس زمانہ حال میں سب محاربات سے زیادہ پسندیدہ ہوئی ہوتی۔ یہ جنگ نیک نیتی پر مبنی تھی اور اس کے مقاصد سچے تھے۔ یہ جنگ سب کی امن و حفاظت کے واسطے تھی۔ یہ جنگ خالص حصول صلح اور

بچاؤ کی غرض سے تھی اور قطعی بر اعظم یوروپ سے اس کا تعلق تھا۔ اس جنگ میں کامیابی یوروپ کے فرماں رواؤں کی طاقت کو مساوی کر دیتی اور ان میں ایسا اتحاد پیدا ہوتا کہ اس وقت کا موجودہ خطرہ رفع ہوجاتا اور آیندہ کے لئے امن وامان قایم ہوجاتے اس جنگ میں جاہ طلبی کو میرے خیالات سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ پولینڈ کو آزاد کرنا تمامی راز سربستہ کی طلسم کشائی کی کلید خیال کرنا چاہیئے اور پھر میں پروشیا کے کسی بادشاہ یا آسٹریا کے آرچ ڈیوک یا کسی اور شخص کو پولینڈ کے تخت پر بیٹھ جانے کی اجازت دیدیتا میری یہ نیت نہ تھی کہ خود نئے مقبوضات حاصل کرتا۔ کیونکہ مینے جو کچھ معاوضہ اپنے لئے تجویز کیا تھا وہ یہ تھا کہ میرے ہاتھ سے یہ بھلائی کا کام ہوجائے اور آنے والی نسلیں مجھے دعا دیں مگر اس مہم میں کامیابی نہ ہوئی اور یہ میرے زوال کا باعث ثابت ہوئی۔ لیکن لطف یہ ہے کہ یہی مہم ایسی تھی جس میں مینے نہایت ہی غیر خود غرضی سے ہاتھ لگایا تھا اور یہی مہم سب سے زیادہ کامیابی کی مستحق تھی۔

"جمہور کی رائے کو گویا ایک متعدی مرض ایک ساعت میں لگ گیا اور میرے خلاف عام رائے پیدا ہوگئی اور عام آواز بلند ہوئی۔ یہ مشتہر کیا گیا کہ میں بادشاہوں کا برباد کرنے والا تھا۔ باوجودیکہ مینے بادشاہوں کو تخت پر بٹھالا تھا۔ مجھ پر یہ کہکر لعنت کی گئی کہ میں اقوام کے حقوق کو تہ وبالا کئے ڈالتا تھا درحالیکہ اقوام کے حقوق ہی محفوظ رکھنے کی خاطر مینے سب چیزوں کو معرض خطر میں ڈال دیا تھا اور دوستی نہ قبول کرنے والے بادشاہوں اور جمہور نے باہم ایکا کرکے میرے خلاف سازش کی اب میری خدمات ماضی کو فراموش کر دیا گیا۔ میں نے سچ کہا تھا کہ جمہوری حمایت کے ہمراہ فتح میرے قرین ہوگی۔ لیکن فتح مجھ سے بچکر نکل گئی اور میرا خاتمہ ہوگیا۔

پس بنی نوع انسان کا یہ حال ہے اور میری تاریخ یہ ہے۔ لیکن بادشاہ اور جمہور دونوں کو ایسی ایسی وجوہ پیش آئنگی کہ مجھے یاد کرکے افسوس کرینگے اور یہی افسوس کیساتھ

مجھے یاد کرتا رہنا اُس ناانصافی کا کافی انتقام ہے جو میرے ساتھ عمل میں لائی گئی ہے اور یہ بات یقینی اور لازمی ہے۔"

یہ بات کہ نپولین اپنے خیالات میں بلاشبہ سچا اور صادق تھا اُن ہدایات سے پایۂ ثبوت کو پہونچتی ہے جو شاہنشاہ نے اپنے سفیر ای بی ڈی پریڈٹ کو جس کو اُس نے وارسا بھیجا تھا لکھ کر دی تھیں۔ یہ مہتم بالشان تحریر ۱۸۔ اپریل سنہ ۱۸۱۲ء کو اپنے روس میں داخل ہونے سے دو ماہ قبل شاہنشاہ نے بھیجی تھی۔ یہ تحریر حسب ذیل ہے۔

جناب من۔ آپ کی لیاقت اور جاں نثاری پر شاہنشاہ کو پورا بھروسہ ہے اور اسی وجہ سے ایک اہم خدمت آپ کے سپرد کی گئی ہے جس میں چستی دوراندیشی اور عقل درکار ہے۔

" آپ ڈریسڈن جائیے اور آپ کے جانے کا ظاہرا مقصد یہ ہے کہ آپ سیکسنی کے بادشاہ کی خدمت میں وہ خط پیش کریں جو اپنے دربار کے بعد شاہنشاہ آپ کو کل روانہ کریگا۔ شاہنشاہ عالی جاہ آپ کو ہدایتیں کرچکا ہے اور وہ شرائط جو آپ کو سیکسنی کے بادشاہ کے سامنے پیش کرنا ہونگی ایسی ہیں کہ اُن کے متعلق شاہنشاہ آپ سے زبانی باتیں کریگا۔

"شاہنشاہ کی خواہش ہے کہ سیکسنی کے بادشاہ کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیا جاے جس کا وہ مستحق ہے۔ کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ شاہنشاہ خود اُس کا بڑا پاس و لحاظ ملحوظ خاطر رکھتا ہے۔ بادشاہ اور اُس کے وزراء سے آپ بے تکلفانہ گفتگو کریں اور کونٹ سفٹ پل سیگ کی رائے پر آپ اعتماد کریں۔

"سیکسنی کو اُس کے ہر نقصان کا معاوضہ دیا جاے گا۔ سیکسنی کے بادشاہ کی نگاہ میں وارسا کی حکومت کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ اور اپنی موجودہ حالت میں وارسا کی حکومت سیکسنی کے بادشاہ پر ایک غیر قابل اطمینان اور ناگوار بوجھ ہے۔

وارسا۔ پولینڈ کا ایسا جزو ہے کہ اُس کی وجہ سے سیکسنی کا بادشاہ پروشیا۔ روس
اور آسٹریا کے ساتھ غیر اطمینان بخش حالت کے تعلقات رکھتا ہے۔ تم اس مسئلہ
اُسی پروا زپر پیش کرنا جیسی تمھارے سامنے شاہنشاہ کے دربار میں، اتاریخ کو بحث
ہو چکی ہے۔ ڈرلیسڈن کے دربار میں آپ کی راے سے بہت کم اختلاف کیا جائیگا
اس دربار کے اراکین نے یہی خیال چند مرتبہ ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ یہ مسئلہ
سیکسنی کے بادشاہ کی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کردینے سے کوئی تعلق نہیں رکھتا
"ڈرلیسڈن میں چندے قیام کرنے کے بعد آپ وارسا جانے کے متعلق
اپنے ارادہ کا اظہار کریں اور وارسا میں آپ شاہنشاہ کے تازہ احکام کے منتظر
رہیں۔

"شاہنشاہ عالی جاہ نے سیکسنی کے بادشاہ سے درخواست کی ہے کہ وہ آپ
کو پولینڈ کے وزرار کے سامنے پیش کرے۔

"وارسا میں پہونچکر آپ شاہنشاہ کے ہائی چیمبرلین اور جنرل زیڈ سے مشو
کریں۔ یہ دونوں شخص پولینڈ کے بڑے نامی خاندان کے ہیں اور اُنھوں نے
وعدہ کیا ہے کہ پولینڈ کے باشندوں پر حصول خودمختاری کے متعلق کوشش
کرنے میں اپنا اثر اور دباؤ ڈالینگے۔

"آپ گرانڈ ڈچی کی گورنمنٹ کو آمادہ کر رکھیں کہ وہ اُن تبدیلیوں کے لئے تیار رہ
جو شاہنشاہ عمل میں لانے والا ہے اور یہ تبدیلیاں پولینڈ کے مفید مطلب ہیں۔

"پولینڈ والوں کو شاہنشاہ کی تائید اور مدد کرنا چاہئے تاکہ اُن کو آزادی حاصل
ہو جاے۔ پولینڈ والوں کو چاہیئے کہ صرف فرانس کو اپنا بڑا معاون سمجھیں۔ شاہنشاہ کو
اُن دشواریوں کا حال اچھی طرح معلوم ہے جو پولینڈ کی آزادی کے متعلق پیش آنے
والی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس حکمت عملی کا شاہنشاہ کے رفیق اس لئے مقابلہ

کرینگے کہ یہ حکمت عملی ان کے مقاصد اور اغراض کے خلاف ہے۔

"فرانس کے زورِ شمشیر سے پولینڈ کا آزاد کیا جانا خطرناک معاملہ ہے کیونکہ اس معاملہ میں فرانس کو اپنے دوستوں اور دشمنوں سے یکساں مقابلہ کرنا پڑیگا۔ اب اس اجمال کی تفصیل بھی سن لیجئے:

"شاہنشاہ کا جو کچھ مدعا ہے وہ یہ ہے کہ پولینڈ کو پھر سے باعتبار اُس کے نظم ونسق کے اصلی حالت پر قایم کیا جائے۔ اور اُس میں اُس کے قدیمی مقبوضات یا تو کل یا تھوڑے سے شامل کئے جاویں۔ اور شاہنشاہ چاہتا ہے کہ یہ مدعا پورا ابھی ہوجاے اور جنگ نہو۔ کاش ایسا ممکن ہو۔ پس یہی مدعا حاصل کرنے کی غرض سے شاہنشاہ نے اپنے سینٹ پیٹرزبرگ کے سفیر کو نہایت ہی وسیع اختیار دیدئیے ہیں۔ اور شاہنشاہ نے ایک سفیر وائنا کو بھیجا ہے اور اس کو قطعی اختیار دیدیا ہے کہ خاص خاص فرماں رواؤں سے عہدنامے کرے اور بطور ضمانت کے سلطنت فرانس میں بڑے بڑے مقبوضات پیش کرے اور یہ سب پولینڈ کی حکومت قایم کرنے کی غرض سے عمل میں لائے۔

"یورپ تین بڑے حصوں میں تقسیم ہے مغرب میں سلطنت فرانس وسط میں ریاستہائے جرمنی۔ اور مشرق میں روس اور براعظم یوروپ میں برطانیہ کا اُتنا ہی اثر ہوسکتا ہے جتنا دول یورپ اُس کو اجازت دیدیں۔

"پس ضرورت ہے کہ وسطی حصہ کو ایسا قوی کردیا جاے کہ مغربی اور مشرقی سلطنتیں یعنی فرانس اور روس اپنے مقبوضات کو وسعت دے کر حد سے زیادہ قوی نہ ہوجائیں۔ فرانس کی سلطنت واقعی بات یہ ہے کہ اپنے عزم وہمت سے پورا نفع اُٹھا رہی ہے اور اگر اس وقت نظام یوروپ قایم نہ کردیا گیا تو ممکن ہے کہ زیادہ عرصہ نہ گزرنے پاے اور فرانس اپنے مفید مقاصد سے ہاتھ دھو بیٹھے اور

اپنے عزم و ثبات کو ترک کرنا پڑے۔

" پروشیا میں فوجی حکومت نے۔ اور فریڈرک اعظم کے عہد حکومت اور فتوحات نے اور موجودہ زمانہ کے جنرال اور فرانس کے انقلاب کے خیالات کے مشتہر ہونے نے جرمنی کے قدیم فرماں رواؤں کے گروہ کو ستیا ناس کر دیا ہے اور رین کے فرمانرواں کا گروہ چھوٹے چھوٹے حاکموں کا انتظام ہے جو مشروط حالت پر قایم ہے۔ جن فرماں رواؤں کے کچھ ہاتھ آگیا ہے شاید وہ اس جتھہ کے استحکام کی خواہش رکھتے ہوں لیکن وہ فرماں روا جن کا نقصان ہوا ہے اور جمہور جن پر جنگ کی وجہ سے مصیبت پڑی ہے اور فرانس کی بے انتہا طاقت سے خائف ہیں اس جتھہ کو جب موقع اُن کے ہاتھ آئیگا توڑ دینے کی کوشش کرینگے۔ حتی کہ اس جتھہ میں جو بادشاہ خود شامل ہیں اس سے علیحدہ ہونا چاہتے ہیں۔ اور یہ علیحدگی کا میلان اُسی نسبت سے قوی ہوتا جائیگا جتنے وہ اپنے مقبوضات پر مستقل طور سے قابض ہوتے جائینگے۔ آخر میں فرانس کسی کی محافظ نہ رہ سکیگی اور یہ مرتبہ محافظت اُس نے بڑی بڑی قربانیاں کر کے حاصل کیا ہے۔

" شاہنشاہ خیال کرتا ہے کہ خاص موقع پر جس میں زیادہ دیر نہیں کی جا سکتی ہے یہ مناسب ہوگا کہ یورپ کے جتھہ کے فرماں رواؤں کو خود مختار کر دیا جائے

" خاندان آسٹریا جس کے قبضہ میں تین بڑی زبردست سلطنتیں ہیں بوجہ اپنی مقبوضاتی حالت کے اس آزادی کا روح رواں ہونا چاہیئے لیکن روس و فرانس کی جنگ کی حالت میں اُس کو فرماں روا رہنا نہ چاہیئے۔ اسلئے کہ یہ درمیانی طاقتیں جس وقت آمادہ جنگ ہو جائینگی تو یا تو روس کا خاتمہ ہو جائیگا یا فرانس کا۔ اور فرانس روس کی نسبت زیادہ معرض خطر میں ہے۔

" یورپ کے وسط میں ایسی حکومتیں ہونا چاہیئے کہ اُن کی طاقتوں میں

مساوات نہ ہو اور ہر ایک کی حکمت عملی مخصوص ہو۔ اور یہ اپنے جملہ حالات کے اعتبار سے ایک بڑی طاقت کی حفاظت کی محتاج ہوں یہ فرماں روائیاں ہمیشہ صلح اور امن کی خواہشمند رہیں کیونکہ جنگ کی حالت ہی جنگ کا شکار ہونگی انھیں اغراض سے نئی فرماں روائیاں قایم کرنے کے بعد اور پرانی فرماں روائیوں کے مقبوضات میں اضافہ کرکے تاکہ آیندہ نظم اتحاد کو تقویت حاصل ہو شاہنشاہ کی راے میں یوروپ کی بھلائی کے لئے یہ بات اشد ضروری ہے کہ پولینڈ کی بادشاہت کو پھر قایم کردیا جاے اگر پولینڈ کی بادشاہت پھر سے قایم نہ ہوئی تو یورپ میں اُس طرف سرحد قایم نہ ہوگی اور آسٹریا اور جرمنی دنیا کی سب سے بڑی بادشاہت سمیت ایک دوسرے کے مقابل ہونگے۔

شاہنشاہ کے علم سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ پروشیا کی طرح پولینڈ کا بھی آخرکار روس سے اتحاد ہوگا۔ لیکن اگر شاہنشاہ کے ہاتھ سے پولینڈ کی فرماں روائی از سرنو قایم ہوئی تو پولینڈ اور روس کے اتحاد کو ایک زمانہ درکار ہوگا اور جیسے حالات موجودہ دیکھے جارہے ہیں اُن کا استحکام اُسی زمانہ میں ہوگا۔ جب یوروپ اس طرح قایم ہوجائیگا روس و فرانس میں رقابت کی کوئی وجہ باقی نہ رہے گی۔ اور دونوں سلطنتوں کے تجارتی مقاصد ایک ہونگے اور ایک ہی اصول پر کام کرینگی۔

"پروشیا کے ساتھ بدمزگی پیدا ہونے سے قبل شاہنشاہ کا خیال تھا کہ پروشیا کے بادشاہ سے پکّی دوستی کرلی جاے اور پولینڈ کا تاج اُسی کو پہنا دیا جاے۔ اس کارروائی کے رستہ میں کچھ موانع نہ تھے کیونکہ پولینڈ کا ایک ثلث پروشیا کے بادشاہ کے قبضہ میں موجود ہی ہے۔ روس کے لئے اُس قدر حصہ پولینڈ کا چھوڑ دیا جاتا جتنا وہ واقعی اپنے تصرف میں رکھنا پسند کرتا اور آسٹریا کو ضمانت دیدی جاتی۔ لیکن اب چونکہ معاملات نے دوسری روش اختیار کی ہے لہذا ضرورت

ہوئی کہ شاہنشاہ کی تجاویز میں بھی تبدیلیاں واقع ہوں۔
"ٹلسٹ کے عہدنامہ کے وقت اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ انھیں ممالک میں جو فرانس سے زیادہ خایف تھے زیادہ فرماں روائیاں قایم کی جائیں۔ اور پولینڈ کی بادشاہت کو ازسرِ نو قایم کرنے کا مناسب وقت وہی تھا۔ اگرچہ جبر و زور سے کام لینا پڑتا۔ جنگ کا جاری رکھنا لازم آتا۔ لیکن فرانسیسی افواج کو سرما سے ایذا پہونچ رہی تھی اور سامان رسد کی قلت تھی۔ اور مقابلہ میں روس کی فوجیں تلی کھڑی تھیں۔ اسکندر نے شاہنشاہ کے متعلق ایسے شریفانہ خیالات کا اظہار کیا کہ شاہنشاہ پر اس کا اثر ہوگیا۔ شاہنشاہ کو آسٹریا کی جانب سے زیادہ دشواریاں پیش آنے کو تھیں۔ پس اپنی حکمت عملی پر اپنی صلح کی خواہش کو مقدم رکھا اور یہ یقین کیا کہ چونکہ آسٹریا اور روس کا واسطہ درمیان میں ہے انگلستان سے صلح قایم ہو جائیگی اور بہت عرصہ تک قایم رہیگی۔

لیکن جب پروشیا کو پے درپے ہزیمت ہوئی تو فرانس کی جانب سے اس کے دل میں ایسی نفرت پیدا ہوئی کہ اب یہی مناسب ٹھرا کہ اس کی طاقت کو حد اعتدال سے افزوں نہ کیا جاے۔ اور اسی وجہ سے وارسا کی بڑی ریاست قایم کی گئی اور سکسینی کے بادشاہ کو اس ریاست کا فرماں روا منتخب کیا گیا۔ اور ۸۸
یہ ایسا بادشاہ ہے کہ اپنی رعایا کی بھلائی میں عمر صرف کرچکا ہے۔ اور پولینڈ کے باشندوں کا یہ کہکر اطمینان کر دیا گیا کہ ایسی وضع حکومت قایم کی جائیگی جو اُن کے عادات وخصائل کے موافق ہوگی۔

"چونکہ سکسینی اور اس کے قریبی مقبوضات کے مابین پروشیا حائل ہے اسلئے اُس کا پولینڈ سے ایسا الحاق نہ ہو سکا کہ ایک قوی سلطنت بن سکتی۔ اور جب یہ درخواست کی گئی کہ پروشیا میں ایک ایسی سڑک بننے کی اجازت

دیدی جاے کہ سکسینی اور پولینڈ کے درمیان افواج کی آمدورفت کا رستہ ہوجاے
تو پروشیا کی طرف سے سخت ناراضی کا اظہار کیا گیا۔ اور پروشیا کے باشندوں نے
یہ کہکر شکایت کی کہ یہ کارروائی تو اُس امید کے خلاف تھی جو اُن کو دلائی گئی تھی
" شاہنشاہ نے پروشیا کے قلعوں پر بھی قبضہ کرلینے کی شرط کی تاکہ یہ یقین
ہوجاے کہ پروشیا شعلہ جنگ کو مشتعل نہ کریگا۔ سنہ ۱۸۰۹ع کی مہم سے ثابت ہوگیا
کہ شاہنشاہ کی یہ حکمت عملی دور اندیشی سے خالی نہ تھی۔ اور اُس کا مصمم قصد ہوگیا
کہ جہاں تک ممکن ہو ایسی محنت سے یورپ کا نظم ونسق قایم کرے کہ مصیبت خیز
لڑائیوں کا خاتمہ ہوجاے۔
" شاہنشاہ نے دریاے وسیچولا کی سمت اپنی افواج روانہ کرنے اور
پروشیا کے قلعوں پر قبضہ کرنے کا اسلئے ارادہ کیا کہ اُس کے رفقا کی وفاداری
کا پورا امتحان ہوجاے اور صرف مراسلت ہی کے ذریعہ سے وہ بات حاصل
ہوجاے جو دوسری صورت میں صرف جنگ سے حاصل ہوسکتی تھی
" ایسی حالتوں میں سخت خطرات کا سامنا تھا۔ اپنے ملک سے پانسو
فرسنگ کے فاصلہ پر افواج کا بھیجنا خطرہ سے خالی نہیں ہوسکتا اور پولینڈ کو اپنے
زور بازو پر اُسی طرح اعتماد ہونا چاہیے جیسا شاہنشاہ کی امداد پر۔ اگر جنگ چھڑے
اور میں مکرر کہتا ہوں کہ اگر لڑائی شروع ہو تو پولینڈ والوں کو یہی توقع کرنا چاہیے
کہ وہ خود اپنے زور بازو سے کام لینگے جس میں شاہنشاہ بھی اُن کی مدد کریگا۔ پولینڈ
والوں کو وہ زمانہ یاد کرنا چاہیئے کہ جب زبردست افواج نے اُن کی آزادی پر حملہ
کیا تھا تو اُنھوں نے اپنی شجاعت اور حب الوطنی سے کام لے کر کیسا کیسا مقابلہ
کیا تھا۔
گرانڈ ڈچی کے لوگ پولینڈ کی حکومت کے قایم ہونے کے خواہشمند ہیں پس

گرانڈ ڈچی کے لوگوں کا بھی یہ فرض ہے کہ ایسی راہ تیار کریں کہ مغصوبہ صوبجات کو اپنی خواہش کے اظہار کا موقع ملے۔ اور جس وقت موقع ہاتھ آئے گرانڈ ڈچی کے فرمانروا کو لازم ہے کہ بدقسمت پولینڈ کے علیحدہ علیحدہ صوبوں کو متحد کرکے خودمختاری کا جھنڈا کھڑا کردے۔ اور روس یا آسٹریا میں اگر ایسے پولینڈ کے باشندے ہوں جو اپنے ملک کی حمایت پر آمادہ نہوں تو اُن کو ہرگز مجبور نہ کیا جائے۔ پولینڈ کی طاقت کا اُس کے جمہور کے جوش پر انحصار ہے اور جیسی حب الوطنی اور نیا طرز حکومت ہوگا اُسی کے موافق پولینڈ والے اپنی طاقت کا اظہار کرینگے۔

"پس جو خدمت آپ کے سپرد ہے وہ یہ ہے کہ پولینڈ کے مہمان وطن میں روشن خیالی پیدا کریں۔ اُن کی ہمت بندھائیں۔ اور کارروائیوں میں اُن کی رہنمائی کریں اپنی خط وکتابت کی تفصیل آپ وزیر صیغہ خارجہ کو بھیجیں اور یہ وزیر شاہنشاہ کو آپ کی کامیابی سے مطلع کریگا اور اپنی رپورٹ کا خلاصہ آپ مجھے بھی بھیجدیں۔

"پولینڈ کی جمہوری حکومت کی مصیبت اور کمزوری کا باعث وہاں کے امراء ہوئے ہیں جو کسی قید یا قانون کے پابند نہیں ہیں۔ چنانچہ پہلے بھی۔ اور اب بھی یہی حالت ہے۔ یعنی امرا ذی اقتدار و اختیار ہیں۔ متوسط الحال جمہور مطیع و فرماں بردار ہیں اور غریب جمہور لاشے محض ہیں۔ لیکن باوجود اس ابتری کے اس قوم کو آزادی سے عشق رہا ہے اور خودمختاری کی یہ قوم دلدادہ ہے اور انھیں دو وجوہ سے اس کے نحیف وجود کا عرصہ دراز سے بقا رہا ہے۔ اور جتنا زمانہ گذرتا گیا اور ان پر ظلم ہوتے گئے آزادی اور خودمختاری کے خیال کو تقویت ہوتی گئی پولینڈ کے جمہور اور نیز ممتاز خاندانوں کے اراکین میں حب الوطنی جبلی صفت ہے شاہنشاہ کی خواہش ہے کہ جولائی ۱۸۰۷ء کے عہدنامہ کی دفعہ ۲۹ کے وعدہ کی پوری پابندی کی جائے یعنی گرانڈ ڈچی کی فرماں روائی ایسے قوانین و آئین سے ہو کہ رعایا اور قرب و جوار کی ریاستوں کی حفاظت اور آزادی قایم رہے

پولینڈ کو آزادی اور خود مختاری دی جائیگی۔ رہا بادشاہ کا انتخاب تو یہ امر اُس عہد نامہ سے طے ہوگا جو شاہنشاہ دوسرے فرماں رواؤں کے ساتھ کریگا۔ شاہنشاہ کو پولینڈ کی فرماں روائی پر کوئی دعویٰ اپنی ذات خاص یا کسی رشتہ دار کے واسطے نہیں ہے۔ پس پولینڈ کو خود مختاری دینے کے عظیم الشان عمل سے جو کچھ شاہنشاہ کا مدعا ہے وہ اُسی قدر ہے کہ پولینڈ کے جمہور کو خوش حالی نصیب ہو اور یوروپ میں امن قایم ہوجاے۔ پس آپ کو اختیار دیاجاتا ہے کہ آپ اس بات کو جب اور جس وقت پولینڈ اور فرانس کے مقاصد کے مفید سمجھیں بڑے اعلان کے ساتھ مشتہر کردیں۔“

ڈیوک آف گیٹا نے کہا ہے ”جب ۱۸۱۱ء ختم کے قریب آیا اور یہ خبریں منتشر ہونے لگیں کہ شمال میں عظیم الشان جنگ چھڑنے والی ہے تو میں نے اُسی آزادی کے ساتھ جو شاہنشاہ نپولین نے اپنی خدمت میں مجھے عنایت کر رکھی تھی اپنے نزدو کا اُس کے حضور میں اس طرح اظہار کیا۔

”جہاں پناہ کا ستارۂ اقبال اوج کے فلک ہفتم پر ہے اور آج یورپ میں جس کی نظیر نہیں۔ اس نئی جنگ میں جو آٹھ سو فرسنگ کے فاصلہ پر ہوگی زر خطیر صرف ہوگا اور وہ ملک جہاں ہم کو جنگ کرنا ہے ویران ہے ہمارے مصارف کے ایک جزو قلیل کا متحمل ہوگا۔ پس اگر خدانخواستہ جنگ کا نتیجہ ہمارے خلاف ہوا تو ہمارے خزائن کا جو اس وقت بفضلہ معمور ہیں کیا حال ہوگا۔“

یہ سُن کر شاہنشاہ نے جواب دیا کہ ”تم ایسی باتیں صرف اسلئے کرتے ہو کہ معاملات ملکی کی اصل حقیقت تمھاری سمجھ میں نہیں آئی ہے۔ مجھے واثق یقین ہے کہ روس آمادہ فساد بیٹھا ہے اور صرف اتنی بات کا منتظر ہے کہ ہماری کسی اور سے جنگ چھڑے اور ہم کمزور ہوجائیں۔ اور ہماری جنگ کسی دوسرے سے ضرور چھڑے گی۔

اسلئے کہ انگلستان فساد کا شعلہ کہیں نہ کہیں مشتعل کریگا اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ آسٹریا جو اب ہمارا شریک ہے چند ہی عرصہ کے بعد ہماری مخالفت پر صف آرا ہوگا۔ پس یہ ایسا معاملہ ہے کہ مجھے ہوشیار ہو جانا چاہیئے۔ اور آسٹریا کے اظہار خلوص پر اعتماد نہ کرنا دانائی ہے اور ضروری ہے کہ ہم آسٹریا کو اتنا موقع نہ دیں کہ وہ ایسے وقت میں ہماری مخالفت پر آمادہ ہو جب کہ ہماری افواج دوسرے مقام پر کام میں مصروف ہوں۔

پس جنگ کی تیاری کرنے سے میں باز نہیں رہ سکتا اور ساتھ ہی اس کے مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ جنگ کی مصائب فاصلہ پر واقعہ ہونا چاہیئے۔ لہذا ایک اشد ضرورت کے فرمان کی مجھے تعمیل کرنا پڑی ہے اور میری موجودہ حالت کی وجہ سے یہ ضرورت لاحق ہوئی ہے کہ کبھی تو میں روباہ بنوں اور کبھی شیر کا سا کام کروں لیکن اگر حصول امن کے متعلق میری کوششوں میں مجھے کامیابی نہ ہوئی اور جنگ ہی پر مجبور ہونا پڑا تو مجھے اُس وعدہ سے جو روس کے ساتھ میں نے کیا ہے سبکدوشی حاصل ہو جائیگی اور وہ وعدہ یہ تھا کہ " میں کسی ایسی کارروائی میں اعانت نہ کرونگا جس سے پولینڈ کی خودمختار فرماں روائی قایم ہو سکتی ہو" اور پہلی ہی مہم کی کامیابی پر میں اس قابل ہو جاؤنگا کہ آسٹریا سے پولینڈ کا وہ حصہ لے لونگا جو اُس کے قبضہ میں ہے اور اُس کے معاوضہ میں آسٹریا کو ای لیریا کے صوبے دے دوں اور پھر تو۔ پولینڈ کے خودمختار ہو جانے سے فرانس اور تمامی جنوبی یوروپ کے لیئے ایک آڑ قایم ہو جائیگی اور یہ وہی روک ہوگی جس نے ایک مدت مدید سے ہم کو شمالی قوموں کے خروج سے محفوظ و مامون رکھا ہے۔ رہی ہماری مالی حالت۔ تو جس قوم کی ہم ایسی بڑی قابل قدر خدمت کرینگے وہ قوم ہماری مالی اعانت ضرور کرے گی۔ اور کیا تم ایسا خیال کر سکتے ہو کہ فتح کے بعد یہ قوم فرانسیسی قوم کے ساتھ کسی بات

کے انکار کی جرأت کر سکتی ہے؟"
اسی مضمون پر لیس کیس کی سنیٹ ہلینا میں شاہنشاہ سے گفتگو ہوئی تھی اور دلکھتا ہے:-

لیس کیس - جہاں پناہ یہ تو فرمائیں کہ اگر ماسکو جلا نہ دیا جاتا تو کیا جہاں پناہ کا یہ قصد تھا کہ موسم سرما میں وہیں قیام کیا جاتا۔

نپولین - ہاں بیشک - اور میں یہ انوکھا تماشہ دنیا کو دکھا دیتا کہ روسی مخالف افواج کے درمیان جو میری فوج کو ہر طرف سے داب رہی تھیں میری فوج نے موسم سرما میں کس طرح بے خوف ماسکو میں قیام کیا۔ میری حالت اُسی جہاز کی سی ہوتی جس کے گرد برف جم جاتی ہے اور وہ حرکت نہیں کرتا۔ میرے متعلق تم کو فرانس میں کئی مہینہ تک کوئی خبر نہ ملتی۔ لیکن تم بے فکر ہوتے اور تم عقلمندی سے کام کرتے۔ اور حسب معمول بکسے میرے نام سے کام کرتا اور اُسی عمدگی سے نظم و نسق ہوتا رہتا جیسا میری موجودگی میں ہوتا تھا۔

" موسم سرما میں سب ہی سست و کاہل رہتے اور عام طور سے چستی جاتی رہتی اور روس کے سرما کی یہ مخصوص حالت ہے۔ موسم بہار کے آتے ہی سب میں جان پڑ جاتی اور سب آدمی اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ فرانسیسی بھی دوسری قوموں کی طرح چست ہیں موسم کے موافق ہوتے ہی میں دشمن پر حملہ آور ہوتا اور اُس کو شکست دیتا۔ اور سلطنت روس کا مالک ہو جاتا۔ اور یقین جانو کہ اسکندر یہ جملہ کارروائیاں کرنے کی مجھے مہلت دیتا اور پھر میری تمامی شرائط کو منظور کر لیتا اور فرانس اپنے تمامی فوائد کا لطف اُٹھانا شروع کر دیتی۔ اور در اصل میری کامیابی ایک ذرا سی بات پر منحصر تھی۔ یعنی میں ایک مسلح قوم سے لڑنے گیا تھا نہ کہ قدرت سے میری کوئی جنگ تھی اور وہ قدرت بھی کیسی جس کے قہر و عتاب کی

کوئی انتہا نہ تھی۔ غنیم کی فوجوں کو تو میں نے شکست دے دی لیکن شعلہائے آتش۔ برف باری۔ بے ہوشی اور موت پر البتہ مجھے فتح نہ ہوئی۔ ناچار حکم قضا پر مجھے راضی ہونا پڑا اور ہزار افسوس کہ یہ بات فرانس بلکہ تمامی یوروپ کے لئے بڑی بدنصیبی کی بات تھی۔

"ماسکو کے صلحنامہ سے میرے مخالفانہ محاربات کا خاتمہ ہوجاتا اور سب مقصد برآنے اس بڑی تمنا کے برآنے کے ساتھ ہی قتال کا خاتمہ اور امن کا آغاز ہوجاتا۔ اور ایسی صبح امید طلوع کرتی اور ایسے ایسے کام شروع ہوتے کہ سب کی خوش حالی کا موجب ہوتے اور مجھکو صرف اسقدر اور کام باقی رہ جاتا کہ سب کی ترتیب قایم کردوں جب اس طرف سے اطمینان ہوجاتا اور سب جگہ امن ہوجاتا تو میری مجلس اور پاک اتحاد کا مدعا پورا ہوجاتا۔ بس یہی تجویزیں تھیں جو پوری نہ ہونے پائیں۔ اگر یہ پوری ہوجاتیں تو بادشاہوں کی جماعت میں ہم ایک خاندان کے مثل اپنے مقاصد پر بحث کیا کرتے اور جمہور سے اپنے معاملات اس طرح طے کرتے جیسے ایک محرر اپنے آقا سے طے کیا کرتا ہے۔

"اس زمانہ کے مقصد کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس مقصد نے فتح پائی اور انقلاب تکمیل کو پہونچگیا۔ صرف بحث طلب یہ بات رہی تھی کہ یہ حالات ان چیزوں سے مطابق و موافق کردیے جاتے جو انقلاب سے برباد ہوئی تھیں۔ اور یہ کام مجھے متعلق تھا۔ میں عرصہ دراز سے اس کی تیاریاں کررہا تھا۔ اور شاید ان تیاریوں سے میری ہر دلعزیزی میں فرق آرہا تھا۔ لیکن اس کی مجھے کچھ پروا نہ تھی۔ نئے اور پرانے اتحاد کی میں محراب اور قدیم وجدید انتظام اشیاء کے درمیان قدرتی ثالث ہوگیا تھا میں نے اصول کو قایم رکھا اور ایک فریق نے مجھ پر بھروسہ کیا اور دوسرا فریق مجھ کو اپنا کہنے لگا۔ مجھ کو دونوں فریق سے تعلق تھا۔ دونوں کے لئے میں ایمان سے کام کرتا اور انصاف ہی کرنے

سے میری شان و عظمت تھی۔"

یہ بیان کرنے کے بعد کہ بادشاہوں۔ بادشاہوں۔ اور جمہور اور بادشاہوں کے مابین وہ کیا کیا کرتا۔ نپولین نے کہا:-

"چونکہ ہم طاقتور تھے جو کچھ ہم جائز رکھتے عظیم الشان نظر آتا۔ اس سے جمہور ہمارے شکر گذار ہوتے۔ لیکن اب یہ حال ہو گیا ہے کہ جو کچھ جمہور چھین جھپٹ کر حاصل کرینگے وہ اُن کو کافی نہ معلوم ہوگا اور وہ نہ قانع ہونگے نہ کسی پر اُن کو اعتماد ہوگا۔"

"اس کے بعد شاہنشاہ نے یوروپ کے تاجداروں کے گروہ کی خوش حالی مقاصد۔ لطف۔ اور بہبودی کے بارہ میں جو کچھ اس کے کرنے کی نیت تھی اجمالی حال بیان کیا۔ اُس کی خواہش تھی کہ ہر ملک میں ایک ہی اصول اور ایک ہی انتظام قایم کرتا یوروپ کا ایک ہی ضابطہ قانون ہوتا ایک ہی عدالت مرافعہ ہوتی جس کو غلط فیصلوں کے منسوخ کرنے کا اُسی طرح پورا اختیار ہوتا جیسے ہم اپنی عدالتوں کے فیصلوں کو فرانس کی عدالت مرافعہ میں منسوخ۔ ترمیم۔ یا بحال کرتے ہیں۔ یوروپ میں ایک ہی قیمت کے مختلف سکے ہوتے۔ وزن کرنے کے بانٹ اور پیمایش اور ناپ کے پیمانے ایک ہی ہوتے اور ایک ہی قوانین ہوتے وغیرہ وغیرہ۔

شاہنشاہ نے کہا" چنانچہ یوروپ حقیقت میں ایک ہی قوم سے آباد نظر آتا اور یوروپ کے سیاح کو معلوم ہوتا کہ وہ ایک ہی ملک میں سفر کر رہا ہے۔"

شاہنشاہ چاہتا تھا کہ سب دریاؤں میں بالاشتراک کشتی رانی ہوتی سمندروں میں سب کے جہاز چلتے اور آیندہ استمراری افواج معدوم کر کے بادشاہوں کے صرف محافظوں کی جماعتیں رہ جاتیں۔ مختصر آنکہ شاہنشاہ نے تخیلات کا لمبا سلسلہ بیان کیا جن میں سے بعض تو سادے سادے لیکن بعض نہایت متنمم بالشان اور ارفع تھے۔ اور یہ سب مختلف معاملات ملکی۔ دیوانی۔ آئین سازی۔ مذہب

فنون اور تجارت کے متعلق تھے اور سب باتوں کو احاطہ کئے ہوئے تھے۔ پھر شاہنشاہ نے حسب ذیل لفظوں کے بعد اپنی تقریر کو ختم کیا:۔

"جب میں اپنے ملک فرانس کو طاقتور عالی شان اور نامور شخص کی طرح جس کی سب سے صلح ہوتی واپس آجاتا تو میں یہ اعلان کر دیتا کہ یوروپ کے ممالک کی حدود معدوم کر دی جائیں۔ آیندہ جتنی لڑائیاں ہوں قطعی مدافعانہ ہوں۔ جتنی ترقی ہو کسی ایک قوم سے علاقہ نہ رکھے۔ اپنے بیٹے کو میں سلطنت کا مالک کر دیتا اور میرا دور حکومت ختم ہو جاتا اور فرانسیسی قوم دوسری اقوام کی محسود بن جاتی۔ ایام پیری میں میری بڑی چین سے گذرتی۔ ملکہ میرے ساتھ ہوتی۔ میرا بیٹا کام کرتا ہوتا۔ میں دیہاتی خوش باش بے فکر امیر کی طرح اپنے گھوڑوں کا ملاحظہ کرتا اور سلطنت کے ہر گوشہ میں پھرتا۔ مجھ سے فریادیں کی جاتیں میں دادرسی کرتا۔ یادگاریں قایم کرتا۔ اور ہر طریقہ سے دنیا کے ساتھ بھلائی کرتا۔ میرے شفیق لیس کیس میرے ایسے اور اس قسم کے خیالات بھی تھے۔"

اگرچہ یہ خیالات لا طائل سے معلوم ہوتے ہیں لیکن باوجود اس کے کون کہہ سکتا ہے کہ ان میں کسی قسم کی رذالت یا دناوت تھی۔ اگرچہ یہ ایک خواب پریشان تھا۔ لیکن ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ نپولین کے فوق العادت عزم وہمت نے اس کو قریب قریب پورا کر دکھایا۔

ایک دوسرے موقع پر نپولین نے اومیرا سے کہا:" چند ہی سال میں روس قسطنطنیہ۔ ٹرکی۔ کے ایک بڑے حصہ اور یونان کو لے لیگا۔ اور اس کا مجھے ایسا یقین ہے کہ گویا روس نے یہ سب لے لیا ہے۔ اور اسکندر میری اسقدر خوشامد اور تملق میں کیوں لگا ہوا تھا کہ میں اس بات پر راضی ہو جاؤں۔ لیکن میں ہرگز راضی نہوا اس کی وجہ یہی تھی کہ یوروپ کی طاقتوں میں مساوات باقی نہ رہتی۔ کچھ ایسے قدرتی

آثار ہویدا ہیں کہ روس ٹرکی کو چند سال میں فتح کرلیگا۔ ٹرکی کی رعایا میں یونانی زیادہ ہیں اور اُن کو روسی کھاتا بے جا نہیں ہے۔ پھر جن طاقتوں کو روس ستائیگا۔ وہ انگلستان فرانس۔ پروشیا اور آسٹریا ہیں اور واقعی روس کا مقابلہ کر بھی کون سکیگا؟ آسٹریا کی نسبت میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ روس اُس کو سرویا اور آسٹریا کے سرحدی صوبجات قسطنطنیہ کے قریب تک دے کر اپنی مدد پر آمادہ کرلیگا۔ اور یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ فرانس اور انگلستان میں اگر کبھی قلبی اتحاد ہوا تو روس کو یہ کارروائیاں کرنے سے روکنے ہی کی خاطر ہوگا۔ لیکن اس اتحاد سے بھی فائدہ نہوگا۔ کیونکہ فرانس انگلستان اور پروشیا تینوں ملکر بھی روس کو نہ روک سکینگے۔ اور روس اور آسٹریا جس وقت چاہینگے مل کر اپنا مدعا پورا کرلینگے اور جس وقت روس قسطنطنیہ کا مالک ہوگیا بحر روم کی تمامی تجارت اُس کے ہاتھ میں آجائیگی اور وہ بڑی عظیم الشان بحری طاقت بن جائیگا۔ اور پھر خدا معلوم کیا کیا واقع ہو۔ روس تم انگریزوں سے جھگڑا کریگا۔ اور ہندوستان کو ستر ہزار جرار سپاہ روانہ کریگا۔ جس کا بھیجدینا روس کے نزدیک کوئی بات نہیں ہے۔ اس کے بعد ایک لاکھ کاسک روانہ ہوجاینگے اور انگلستان کے ہاتھ سے ہندوستان نکل جائیگا۔ یورپ کی دوسری طاقتوں کے مقابلہ میں روس سب سے زیادہ خوفناک ہے اور خاصکر انگلستان کو اُس سے زیادہ ڈرنا چاہئے۔ روس کے سپاہی آسٹریا کے سپاہیوں سے زیادہ جری ہیں اور روس جسقدر چاہے سپاہ کھڑی کرسکتا ہے بہادری میں صرف انگریز اور فرانسیسی روسیوں کے برابر ہیں۔ چنانچہ یہ سب باتیں مینے پہلے سے دیکھ لی تھیں۔ آیندہ کے حالات دوسروں سے زیادہ میرے پیش نظر رہا کرتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ پولینڈ کی فرماں روائی کو از سر نو قایم کرنے اور ایک روک بنادینے کی مینے کوشش کی تھی۔ اور پونے روس کی کو پولینڈ کا فرماں روا کردینا چاہا تھا۔ لیکن اگر تم انگریزوں کے ضعیف العقل وزرا

اس پر رضامند نہ ہوسے۔ ابھی تو نہیں۔ لیکن ہاں۔ آج سے سو برس بعد میری تعریف ہونگی اور تمام یورپ اور خاصکر انگلستان واویلا کریگا کہ ہائے نپولین کو کامیابی نہ ہوئی۔ جب سب دیکھینگے کہ یورپ کے عمدہ عمدہ ممالک مغلوب ہوکر شمال کے وحشی روسیوں کا شکار ہوگئے تو کہینگے کہ "نپولین سچ کہتا تھا"

باب پنجاہ و سیوم

ماسکو پر یورش

انگلینڈ کی نپولین سے مخالفت - فرانس میں بوربون خاندان کے حامی - انگریزی جمہور صفحہ ۲۹۰
کی انصاف پسندی - ڈریزڈن سے کوچ - فوج عظیمہ کا متحرک ہونا - دریائے
نیمن کو عبور کرنا - ولنا - وائی ٹپسک - سمولنسک - بوروڈینو - ماسکو - آتش زدگی
نپولین کا تردد - صلح کی کوشش کرنا - خزانہ کے متعلق نپولین کا ہنر -

---

ان صفحات میں ہم نے اُن واقعات کی سندیں دینا ضروری خیال نہیں کیا ہے جو تمامی مورخین کو تسلیم ہیں اور نہ اب یہ ضرورت ہے کہ نپولین کے عہد حکومت کے عظیم الشان واقعات کو آئندہ ثابت کیا جاے - اٹلی کے محاربات مصر کی مہم آسٹرلٹز فریڈلینڈ - ویگریم کی یورشیں - اسپین کی جنگ اور روس پر حملہ ایسے مسلمہ واقعات ہیں کہ صرف اُن کا بیان ہی کردینا کافی ہے - اور ایسے واقعات جن میں راسے کا اختلاف ہے بہت ہی کم ہیں - یعنی کیا نپولین غاصب تھا؟ - کیا شاہنشاہ ہو کر اُس نے رعایا کے حقوق کو پامال کیا؟ - کیا اُن لڑائیوں کی جوابدہی نپولین

کے ذمہ ہے جن میں وہ ہمیشہ مصروف رہا؟ - یا فرانس کے قتل عام - ڈیوک ڈی اینگھین کے گردن مارے جانے اور جوزیفاین کو طلاق دینے کے بارہ میں تاریخ کا کیا فیصلہ ہے؟

چنانچہ ان واقعات پر جنمیں مورخین کی رائے کا اختلاف ہے ہم بڑی مدلل بحث کر چکے ہیں اور بڑی بڑی باوقعت سندیں پیش کر چکے ہیں جنسے یہ واقعات پایۂ ثبوت کو پہونچ گئے۔ رہیں وہ رائیں جو نپولین کے متعلق پیش کی گئی ہیں تو دنیا میں اُن کا طوفان آیا ہوا ہے۔ یہ واقعات معہ تحریری ثبوت کے منصف مزاج اور غیر طرفدار جماعت کے سامنے پیش کر دیے گئے ہیں اور وہ جماعت انگلستان کے جمہور کی ہے۔ تاکہ نپولین کے بارہ میں وہ اپنا فیصلہ صادر کرے۔

اب بھی بعض افراد ایسے موجود ہیں کہ نپولین کے متعلق حق بات منہ سے نکالتے ہوے اسلیئے ڈرتے ہیں کہ کہیں جمہور برطانیہ کے خیالات میں ہنگ کے مشتعل کرنے اور ترقی دینے والوں کی طرف سے اشتعال نہ پیدا ہو جاے۔ فرانس میں بوربون فریق کے حامی جو صاحب دولت و مراتب ہیں اور جن کو بہت سے معقول ذریعے حاصل ہیں اُن سب لوگوں سے متفق ہوکر جو لوئی نپولین کی حکومت کے خلاف ہیں یہی کوشش کر رہے ہیں کہ اُس کے نامور چچا نپولین کے کارناموں پر فراموشی کا پردہ ڈال دیں۔ اور خود ہمارے ملک انگلستان میں فریق بندی کی عداوت باقی ہے جس سے نپولین کے عادات و اطوار پر انصاف و غیر طرفداری کے ساتھ غور کرنے کو بہت سے اشخاص کے واسطے نہایت دشوار بنا رکھا ہے۔

مگر انگلستان کے جمہور کی جماعت کثیر تعصب اور خواہ مخواہ کی عداوت سے پاک ہے۔ وہ اصلی واقعات کو اس سے قطع نظر کرکے کہ دوسروں کی کیا رائیں ہیں۔ دیکھ سکتی ہے۔ اور جب یہ اصلی واقعات دیکھے جائینگے تو اپنی خودمختارانہ رائے قائم ہو جاینگی۔ اور ساہار کی رائے کی پابندی اُٹھ جائیگی جنھوں نے بوجہ خاص فریق میں ہونے کے اپنی رائے

کا اظہار کیا تھا اور اس آزادانہ رائے پر یورپ کے مختلف خود سر فرماں رواؤں کے جھگڑے کا بھی اثر نہ رہیگا جس نے یوروپ کو پریشان کردیا تھا پس اسی جماعت کے سامنے ہم یہ بات پیش کرتے ہیں کہ نپولین نے کیا کیا اور یہ نپولین کی ایسی کارروائی ہے جو سب کو تسلیم ہے اور اسی جماعت کے سامنے ہم نپولین کے جواب جو اس نے اپنی زبان سے دئے ہیں پیش کرتے ہیں جن سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ اور فیصلہ میں امداد دینے کی غرض سے ہم ان لوگوں کی شہادتیں بھی پیش کرتے ہیں جو نپولین کے ساتھ کام کررہے تھے۔ اور اس کے دشمنوں کے اقرار اور سخت دھمکیاں بھی درج کرتے ہیں۔ اور خود ہم نے تحقیقات کامل کے بعد جس میں بڑی احتیاط سے کام لیا ہے باوجود نپولین کے شروع عہد میں دنیا نے اس سے خواہ مخواہ کی عداوت کا اظہار کیا ہے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ "نپولین نہایت ہی عالی حوصلہ شخصوں میں سے ایک شخص تھا" اور ہم اپنے اس اعلان و اقرار کو پوشیدہ نہیں کرسکتے اور واپس نہیں لے سکتے۔ چونکہ ہم کو یقین ہے کہ نپولین پر بے جا حملے ہوئے ہیں اور تاریخ میں اس کے ساتھ بہت کم انصاف کیا گیا ہے۔ لہذا اصلی واقعات کو ظاہر کرکے نپولین کے ساتھ انصاف کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ پھر اس پر اگر ہم مورد طعن و تشنیع ہوں تو ہم اس کی کچھ پرواہ نہیں کرسکتے۔ ہم کو ہمارا صلہ مل جائیگا۔ نپولین ظلم پسند اور سنگ دل کہا جاتا ہے۔ مگر یہ غلط ہے نپولین تو ایسا تھا کہ ایک دفعہ اس کے سامنے سے ایک گاڑی گذری جو مجروحوں سے بھری ہوئی تھی۔ اس حال کو دیکھ کر نپولین کا جی بھر آیا اور کہنے لگا۔ "کاش میں بھی انھیں مجروحوں کی طرح مجروح ہوا ہوتا اور اس تکلیف میں ان کا شریک ہوسکتا" ہم پوچھتے ہیں کہ یہ خیال اور یہ فقرہ کسی سنگ دل کے جی میں آسکتا اور منہ سے نکل سکتا ہے ؟ بیشک یہ خیال بڑا فیاضانہ اور رحمانہ ہے۔

ڈین زگ سے شاہنشاہ ۱۱ جون ۱۸۱۲ء کو رخصت ہوکر ۱۲ جون کو کانگز برگ پہنچا

چونکہ روس جیسے اُجاڑ اور ویران ملک میں افواج کو جاتا تھا لہٰذا اس مقام پر نہایت کثرت سے سامان و ذخائر جمع کئے گئے تھے۔ ان اہم اموریں سے شاہنشاہ نے ذراسی بھی چیز کو نظر انداز یا فروگذاشت نہ کیا تھا۔

سیگر صاحب لکھتے ہیں "یہ تمام دن خوراک اور انتظام کے متعلق ہدایتیں لکھوانے میں صرف ہوگیا اور تمام رات یہی کام ہوتا رہا۔ ایک دن میں ایک جنرل کے نام چھ مراسلے موصول ہوئے اور ہر ایک میں سخت فکر وتردد کا اظہار تھا۔

ایک مراسلہ میں نپولین نے لکھا تھا:۔

"ہماری فوجیں اتنی کثیر التعداد ہیں کہ جب تک پورا پورا انتظام نہ کیا جائیگا کسی ملک کا غلہ اُن کو کافی نہیں ہوسکتا۔ میری فوجیں اس طرح جانے کو ہیں کہ ایک ہی مقام پر چار لاکھ فوج جمع ہوگی۔ پس اُس ملک سے جہاں ہم جارہے ہیں کوئی توقع نہیں ہوسکتی۔ اسلئے ہم کو ہر شئے اپنے ہمراہ رکھنا چاہیئے۔"

اب فوج عظیمہ کا ہر مقام سے کوچ شروع ہوگیا تھا اور اس میں چار لاکھ بیس ہزار سپاہ تھی اور علاوہ شاہنشاہی گارڈ کے اس کو تیرہ دستوں پر منقسم کیا تھا جس کی تفصیل ذیل میں ہے:۔

اول۔ زیر کمان جنرل ڈوے وسٹ۔ دوسرا زیر کمان اوڈی ناٹ۔ تیسرا زیر کمان مارشل نے۔ چوتھا زیر کمان۔ شاہزادہ یوجین۔ پانچواں زیر کمان پونے ٹوسکی۔ چھٹا زیر کمان۔ گودین سینیٹ کر　　ساتواں زیر کمان ریج نیر۔ آٹھواں زیر کمان۔ جیروم فرماں روائے وسیٹ فیلیا۔ نواں زیر کمان وکٹر۔ دسواں زیر کمان۔ میکڈانلڈ۔ گیارھواں زیر کماں۔ آگرو۔ بارھواں زیر کمان۔ مرات　تیرھواں زیر کمان اسکوارٹزن برگ شاہزادہ اسٹریا۔ شاہنشاہی گارڈ کی پچھتر ہزار تعداد تھی۔ اس کے تین نہایت زبردست کالم تھے اور ان کے کمانیز یعنی ور۔ مورٹیر۔ اور بسے ئیر تھے

چنانچہ اس عظیم الشان فوج کی تعداد قریب پانچ لاکھ کے تھی جن میں اسی ہزار سوار ہر قسم کے ساز و یراق سے آراستہ اور مسلح تھے۔ اس کے علاوہ۔ چھ پلوں کا سامان۔ ایک پورا سلسلہ محاصرہ کے سامان کا۔ کئی ہزار رسد کی گاڑیاں۔ بیلوں کے بے شمار گلے۔ ایک ہزار تین سو باسٹھ توپیں۔ بیس ہزار گاڑیاں اور چھکڑے ہر قسم کے۔ ایک لاکھ ستاسی ہزار گھوڑے جو توپ خانوں اور رسالوں سے متعلق تھے اور دوسری قسم کا انتظام سامانوں کی بار برداری کا تھا اور آخر کار یہ سب دریائے نیمن کے اجاڑ کنارہ پر پہونچا جہاں ہولناک جنگل کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

وسط موسم گرما کا یہ زمانہ تھا اور آب و ہوا نہایت خوشگوار ہو رہی تھی۔ اور آسمان صاف نیلگوں ہو رہا تھا اور کھیت ہرے بھرے نظر آتے تھے۔ اور فوج عظیمہ میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کا غنچۂ دل کھلا ہوا نہ ہو۔ پرچموں کا جھلکنا جھنڈوں کا ہوا میں لہرانا۔ صیقل شدہ خود اور چار آئینوں کی صفا۔ اسلحہ کا جھلملانا۔ رہواروں کا ہنہنانا اور سموں کی آواز۔ بگلوں کا بجنا۔ اور ہزارہا بینڈ باجوں میں قرنا کی صدا۔ اور تمامی فوج میں ہر وقت کام سے مشغولیت کچھ ایسا حربی انوکھا منظر تھا کہ چشم بشر نے جس کا پہلے کبھی ثانی اور نظیر نہ دیکھا ہوگا۔ جنگ کا یہ عظیم الشان تماشا تھا اور خطرہ کے خیال کا کوسوں پتہ نہ تھا۔

تین ٹکڑوں میں ہو کر یہ فوج اسلئے دریا پر پہونچی کہ سو سو میل کے فاصلہ سے تین مقام پر دریا عبور کرے۔ کیونکہ اتنی بڑی فوج کا ایک ہی رستہ پر جانا دشواری سے خالی نہ تھا۔ سب کو حکم دیدیا گیا تھا کہ شہر ولنا میں جو نیمن سے سو میل کے فاصلہ پر تھا جا ملیں۔ شاہنشاہ کے ہمراہ دو لاکھ فوج کے قریب تھی۔

۲۳ جون ۱۸۱۲ء کی شام کو شفق کے زائل ہونے کے ہنگام میں یہ قاہرہ افواج اُس گھنے بن میں داخل ہوئیں۔ دریائے نیمن کے کناروں پر نہایت کثرت سے کھڑے

اور کنارہ کی طرف بڑھیں۔ دو بجے صبح کو نپولین اپنے ہراول میں کوتو کے قریب جا پہنچا دریا کے کنارے خوفناک اور ویران تھے۔ نپولین ایک مصاحب کو ہمراہ لے کر آگے گیا کہ گھاٹ کا مقام تجویز کرے۔ اُس نے دیکھا کہ دریا کے کنارے دوسری طرف کوئی انسان نظر نہ آتا تھا اور نہ کسی مقام پر آگ روشن نظر آتی تھی کہ دشمن کے خیمہ زن ہونے کا خیال ہو۔

روسی جانتے تھے کہ ان قاہرہ افواج کا مقابلہ کرنا محال تھا چنانچہ مدافعت کا اُنھوں نے ایسا طریقہ اختیار کیا تھا کہ نیم وحشی قوم اور نہایت ہی خود سر اور جابر فرماں روا کے سوا دوسرا اس طریقہ کو اختیار نہیں کر سکتا۔ اسکندر نے عزم بالجزم کر لیا تھا کہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے روس دنیا کے فاتح نپولین کے سامنے اطاعت کا اظہار نہ کرے چنانچہ اُس نے اپنی فوج کو جس کی تعداد تین لاکھ تھی یہ حکم دیدیا تھا کہ حملہ آوروں کے سامنے سے برابر پیچھے ہٹتی آوے۔ پلوں کو بارود سے اڑا دے اور قصبوں اور قریوں کو جو راہ میں واقع ہوتے جائیں ویران اور خالی کر کے تمامی ضروریات زندگی کو اپنے ہمراہ سمیٹتی جائے اور اپنے پیچھے دشمن کے واسطے ویرانہ چھوڑ دے کہ اُس کے ہاتھ ایک دانہ اناج کا نہ لگے اور وہ فاقوں سے ہلاک ہو جائے۔

نپولین نے فوراً تین پل بندھوا دیے اور طلوع آفتاب سے قبل فوج نے عبور شروع کر دیا۔ ایک پل کے قریب نپولین کھڑا تھا اور پاس سے گذرنے والوں کے جی بڑھاتا تھا۔ شاہا زندہ ماناد کے نعروں سے ہوا گونج رہی تھی۔ جواں مرد نپولین کے قریب سے گزر رہے تھے اور نعرے مارتے تھے۔

دو شبانہ روز یہ فوج دریا کو عبور کرتی رہی۔ نپولین کو فکر تھی کہ پیچھے ہٹتی ہوئی روسی فوج کو کسی طرح جا پکڑتا۔ چنانچہ اپنی فوج کو تیز قدم اٹھانے کی برابر تاکید

کر رہا تھا۔ اب فوج کے سامنے ایک پر سیلاب اور تیز بہتا ہوا دوسرا دریا حایل ہوا جس نے رستہ روک لیا۔ مگر پولینڈ کا ایک بے خوف اور نڈر رسالہ جلدی کر کے دریا میں در آیا تاکہ تیر کر پار ہو جاے۔ لیکن دریا ایسا طغیانی پر تھا اور ایسی تیز دھار چل رہی تھی کہ سوار حبابوں کی طرح بہ گئے اور بہت سے غرق ہو گئے مگر اس حالت میں بھی یہ جاں باز شاہنشاہ کی طرف جو کنارہ پر کھڑا حسرت سے یہ غمناک منظر دیکھ رہا تھا۔ گھوم گھوم کر دیکھتے جاتے تھے اور شاہا زندہ ماناد کے نعرے مارتے تھے۔

یہاں نپولین نے تین دن قیام کیا تاکہ سب سپاہ آکر جمع ہو جاے۔ شہر میں حفاظت کو فوج متعین کر کے اور اسپتال قایم کر کے وہ اب ولنا کو روانہ ہوا۔ جو کونو سے قریب سو میل کے تھا۔ یہاں نپولین اپنے ہراول کے ساتھ ۲۷ کی شام کو پہونچا۔ صنوبر اور دیودار کا جنگل رستہ میں واقع ہوا تھا لیکن یہاں بھی دشمن کا کوئی پتہ نہ تھا ۱۸۱۲

یہ ولنا اس صوبہ کا صدر مقام تھا جو روسیوں نے پولینڈ میں سے زبردستی چھینا تھا۔ اور نپولین نے اسی مقام کو اپنی فوج کا صدر مقام مقرر کیا تھا۔

اسکندر اپنے ایک امیر کے ایوان میں جلسہ کے اندر ناچ رہا تھا کہ اس کو خبر دی گئی کہ نپولین دریاے نیمن کو عبور کر رہا ہے۔ یہ خبر پاتے ہی اسکندر جلسہ کو چھوڑ کر چلا گیا اور حکم دے دیا کہ فوج پیچھے ہٹے اور سامان رسد اور ذخائر کو آگ لگا دی جاے کہ نپولین کے ہاتھ نہ پڑے۔

۲۸ - جون کو سہ پہر کے وقت نپولین پولینڈ کے لانسر اسواروں کے گارڈ کے ساتھ ولنا میں داخل ہوا۔ پولینڈ والے اس کو اپنا حامی اور رہائی دینے والا یقین کرتے تھے چنانچہ مسرت سے نعرے مار کر انھوں نے اپنا قومی جھنڈا کھڑا کر دیا۔ اور جوان ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر فرط خوشی سے رونے لگے۔ پیرمردوں نے اپنا قدیمی پولینڈ کا لباس پہن لیا۔ قومی کھانے کا جلسہ ہوا۔ اور پولینڈ کی خودمختاری کا اعلان

کردیا گیا اور جمہور کو اعلان دیا گیا کہ اپنے محسن نپولین کے جھنڈے کے گرد آکر جمع ہوں۔ اس وقت ایسا جوش پھیلا ہوا تھا کہ صرف پولینڈ کے جمہور نے اپنے درمیان پچاسی ہزار سپاہ قایم کرکے نپولین کے ہمراہ کردی۔

نپولین کی خدمت میں ایک وفد آیا اور التجا کی کہ پولینڈ کے قدیم فرماں روائی قایم کردی جائے۔

ان التجا کرنے والوں نے کہا: کیا وجہ ہے کہ یوروپ کے نقشہ سے ہمارا نام مٹ دیا گیا ہے؟ کس استحقاق سے ہم پر حملہ کیا گیا۔ ہمارے ملک پر یورش کی گئی اور ہمارا ملک باہم تقسیم کرلیا گیا؟ ہماری کیا تقصیر تھی؟ ہمارے انصاف کرنے والے کون ہیں؟ ہماری تمامی مصائب کا سبب روس ہے۔ کیا ہم کو اس ملعون دن کا حوالہ دینے کی ضرورت ہے جبکہ خوفناک فاتح خوشی کے نعرے مار رہے تھے اور وارسا کے باشندوں کی آخری کراہوں کو سنا تھا اور پریگا کا نے پریگا آتش و شمشیر سے خاتمہ کیا گیا تھا؟ پس پولینڈ پر روس کے ہی دعاوی ہیں۔ ان دعاوی کو زور اور جبر نے قایم کیا ہے۔ اور زور ہی ان بیڑیوں کو توڑیگا ہم اسی سورما سے یہ التجا اور خواست کرتے ہیں جس کے نام سے آج زمانہ کی تاریخ متعلق ہے اور خدا کی مدد اور تائید غیبی جس کے ساتھ ہے۔ لہٰذا نپولین اعظم کو اپنا فرمان جاری کرنے دو کہ پولینڈ کی فرماں روائی ضرور قایم کی جائیگی اور ہم پولینڈ کی حکومت کو اسی وقت قایم کرلینگے۔"

نپولین کو صرف زبان ہلا دینے کی ضرورت تھی اور فوراً دو کروڑ باشندے کھڑے ہو جاتے اور اس کے جھنڈے کے گرد جمع ہو جاتے لیکن اس کے ساتھ ہی آسٹریا اور پروشیا اس کا ساتھ چھوڑ کر اپنی فوجیں روسی افواج سے ملا دیتے اور ادھر روس کی عداوت زار روس کو بڑھ جاتی۔

چنانچہ نپولین کی پریشانی اُس جواب سے ظاہر ہے جو اُس نے وفد کے اراکین کو اس موقع پر دیا اور کوئی شبہ نہیں کہ پولینڈ والوں کی مدد کو اُس کا جی چاہتا تھا لیکن عہدناموں کے ذریعہ سے وہ اس بات کا پابند تھا کہ کوئی ایسا فعل اُس سے سرزد نہو جس سے اُس کے رفقاء کے صوبجات میں بغاوت کا شعلہ بھڑکے۔

اُس نے کہا:" اگر میں اس وقت فرماں روا ہوتا جبکہ پولینڈ کی پہلی دوسری یا تیسری تقسیم واقعہ ہوئی تو میں فرانسیسی سپاہ تمھاری کمک کو ضرور بھیجتا جب میں نے وارسا کو فتح کیا میں نے فوراً ہی اُس کو آزاد کردیا۔ تمھاری کوشش کو بھی میں پسند کرتا ہوں اور جہاں تک ممکن ہے تمھارے عزم میں تمھاری امداد کرونگا۔ اگر تم میں اتحاد ہے تو تم اپنے مخالفین کو اپنے حقوق تسلیم کر لینے پر مجبور کر دو گے۔ مگر ان ممالک میں جو فرانس سے بہت دور واقع ہوئے ہیں کامیابی کی امید صرف تمھاری ذاتی کوشش پر منحصر ہے۔ پولینڈ کے اُس حصہ میں جو روس کے قبضہ میں ہے وہی عزم اور جوش پیدا ہونا چاہیئے جو میں نے وارسا کی ڈچی میں دیکھا ہے۔ اور تمھاری کوشش میں تائید غیبی ہوگی۔ اسی کے ساتھ میں تم کو یہ بھی اطلاع دیتا ہوں کہ آسٹریا کی سلطنت کی سلامتی کا میں ضامن ہوچکا ہوں۔ اور کسی کے ایسے ارادہ میں معین نہیں ہوسکتا جس سے اُس کے پولینڈ کے مقبوضات میں نقض امن کا خدشہ پیدا ہوتا ہو۔"

نپولین نے آخری الفاظ بڑے افسوس کے ساتھ کہے۔ اور ان سے ہر ایک پولینڈ والے کو رنج ہوا۔ پولینڈ والوں کی مدد کو اُس کا جی تو ضرور چاہتا تھا اور یہ جمہور ماتحتی کا جوا پھینک کر جمہوری فرانس کے اصولوں کو اختیار کر لینے پر آمادہ تھے لیکن ساتھ ہی اس کے اُن عہدناموں کی جو نپولین پروشیا اور آسٹریا سے کر چکا تھا اُس کی ایسی بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں کہ اُن کا اُتارنا محال تھا۔ اور مصیبت پیش آنے پر اس وقت اُس کی افواج کو رسد کا بہم پہونچنا۔ نئی افواج کا کمک کو آنا۔ فرانس سے مراسلات کا سلسلہ

باقی رہنا آسٹریا اور پروشیا کے ساتھ میل ہی قایم رکھنے پر منحصر تھا[۱]

اب نپولین اپنے دارالحکومتہ پیرس سے چودہ سو میل کے فاصلہ پر غیر مزروعہ اور بے پایاں ویران ملک میں تھا۔ چونکہ نپولین کو نہایت سخت اشتعال دلایا گیا تھا اور وہ اسباب جن کی وجہ سے وہ جنگ پر آمادہ ہوا تھا نہایت باوقعت تھے لہذا ایسی حالت میں ایک انصاف پسند شخص کو سخت تردد کا سامنا پیش ہے کہ اب نپولین کو مورد الزام ٹھراسے یا اُس کو حق بجانب خیال کرے۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ اسکندر نے فرانس کے خلاف احکام جاری کئے تھے۔ یہ بھی ثابت ہے کہ اسکندر نے فرانس کے نہایت ہی شدید اور صعب ترین دشمن سے اتحاد کیا تھا۔ یہ بھی درست ہے کہ انگلستان کو صلح پر مجبور کرنے کا نپولین کے ہاتھ میں سوا اس کے اور کوئی علاج نہ تھا کہ انگلستانی مال کی تجارت یوروپ سے اٹھادی جاتی اور یہ بھی سچ ہے کہ جب روس نے معاہدہ شکنی کرکے انگلستان

[۱] عجب لطیفہ ہے کہ نپولین نے جو کچھ کیا یا جس بات کے کرنے سے اجتناب کیا دونوں ہی باتوں کے متعلق وہ نشانہ ملامت بنایا گیا۔ ادھر تو اُس پر بے رحم ظالم کا اس لئے الزام لگایا گیا ہے کہ اُس نے اٹلی اور وارسا کی ڈچی کو خود مختار کردیا۔ اور اُدھر یہ الزام ہے کہ پولینڈ کے روسی اور آسٹریائی صوبجات کو نپولین نے کیوں خود مختار نہ کردیا۔ ایلی سن صاحب کہتے ہیں " ایک دفعہ سے زیادہ نپولین نے پولینڈ کی قوم کے ستار کے کانپتے ہوئے تار کو مضراب سے چھوا اور اُس کے مُنھ سے ایک لفظ کے نکلتے ہی دو لاکھ پولینڈ کی جرار سپاہ اُس کے ہمراہ ہولیتی۔ لیکن سوبیسکی کے ممالک میں کے تخت کو از سر نو قایم کرنا ایسی دلیرانہ کارروائی تھی کہ نپولین اُس کی جرات نہ کرسکا۔ اور وارسا میں اُس نے ایسی ادھوری کارروائی کی کہ روس تو مخالفت پر آمادہ ہوگیا اور پولینڈ سے نپولین کو امداد نہ ملی "
ایلی سن صاحب کی تاریخ یوروپ جلد چہارم صفحہ ۱۰

سے اتحاد پیدا کر لیا اور انگلستان کی تجارت کو کھول دیا تو نہایت ہی لاعلاج طریقہ سے نپولین انگلستان کی زد میں آگیا۔

لیکن ان سب باتوں کو بھی تسلیم کرتے ہوئے نپولین کا روس پر حملہ آور ہو جانا اور جارحانہ جنگ کرنا ایک ایسا فعل ہے کہ حق نہیں معلوم ہوتا۔ نپولین کی بدقسمتی تھی کہ اس کی حالت ایسی پیچ در پیچ اور دشوار واقع ہوگئی تھی۔ کون نہیں جانتا کہ روس ایک خودمختار اور آزاد سلطنت ہے۔ پس اُس کو بلا خیال اس امر کے کہ جمہوری فرانس کو نفع ہو یا نقصان پہونچے فرانسیسی مال کو اپنی سلطنت سے خارج کرنے اور انگلستان کے مال کو منگانے کا پورا حق حاصل تھا لہذا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بہت سے لوگ تو نپولین کو معرض الزام میں رکھینگے کہ اُس نے روس پر حملہ کیا۔ لیکن ایسا ایک شخص بھی نہوگا جو نپولین سے اس امر کو ملحوظ رکھ کر ہمدردی نہ کرے کہ اس حملہ کی وجہ صرف یہی تھی کہ نپولین کے سامنے ایک بڑا لالچ تھا اور وہ یہ تھا کہ کسی طرح انگلستان سے صلح کرنے کا سامان ہو جائے۔

مگر یہ سچ ہے کہ اسکندر کو شکایت کا کوئی موقع نہ تھا اسلئے کہ دو مرتبہ روس سے باہر نکلکر اس نے نپولین پر حملہ کیا تھا درحالیکہ اسکندر کو کوئی اشتعال نہ تھا۔ اور اب اسکندر اپنے واثق عہد سے پھر گیا تھا اور اپنی عداوت اور مخالفت کا یہ بیّن ثبوت دیا تھا کہ نپولین کے انگلستان جیسے سخت دشمن سے اُس نے عہدنامہ کر لیا تھا۔ لیکن چونکہ انگلستان نے فرانس کے انتخاب کردہ فرماں روا نپولین کے مقابلہ میں نختم ہونے والی جنگ کی اسلئے تاریخ میں دربار انگلستان پر دوس گنا الزام ہے۔ انگلستان نے جتھ پر جتھ اسلئے قایم کیا تھا اور یورپ میں خونریزی کا طوفان اسلئے برپا کیا تھا کہ نپولین کو پامال کرے۔ بوربون بادشاہ کو پھر تخت نشین کرے اور آپ سمندروں کا متکبر بادشاہ بنا رہے۔ نپولین نے ہمیشہ اُسی قدر جہاں تک غیرت

کے ساتھ ایک بادشاہ سے ممکن ہوسکتا ہے انگلستان سے صلح اور آشتی کی سعی کی۔
لیکن کسی کوشش میں کامیاب نہوا اور انگلستان کے امراء کا جرم بے اندازہ اس وجہ سے بڑھ گیا ہے کہ انھیں امراء نے خونریز لڑائیوں کی ترغیبیں دیں جن کی مصائب سے خود تو اسلئے محفوظ رہے کہ ایک جزیرہ کے ساکن ہیں اور سمندر حفاظت کر رہا ہے اور پھر انھیں امراء نے نہایت رذالت اور دنائت کے ساتھ سارا الزام نپولین کے سر منڈھنے کی کوشش کی اور یہ مظلوم سور ما انجام کار سینٹ ہلینا میں بھینٹ چڑھا دیا گیا

ولنا میں نپولین اٹھارہ روز مقیم رہا اور اپنی فوج کی بے شمار حاجتوں کا انتظام کیا اور مفتوحہ یا آزاد کردہ صوبجات کے نظم و نسق کا بندوبست کیا۔ اور اپنی عظیم الشان فوج کے لئے رسد کا انتظار کرتا رہا۔

وسط جولائی سے قبل دس ہزار گھوڑے بھوک اور تکان سے مر گئے اور اگرچہ اب تک کوئی لڑائی نہ ہوئی تھی پچیس ہزار بیمار اسپتالوں میں پڑے ہوئے تھے۔ آلکذنڈر نپولین کی قاہرہ افواج سے ڈر گیا تھا اور اب اس نے صرف اس غرض سے کہ اس کی افواج کو پیچھے ہٹ جانے کا زیادہ وقت مل جائے نپولین کے پاس برائے گفت صلح کی بات چیت کو ایک سفیر روانہ کیا۔ نپولین نے اس سفیر کو جس کا نام بالاچاف تھا خاطر سے لیا اور نہایت تاسف کے ساتھ اپنے اور اسکندر کے مابین منافشہ ہو جانے پر افسوس کا اظہار کیا۔ اس سفیر نے کہا کہ اگر فرانسیسی افواج دریائے نیمن کے اس طرف پھر لوٹ جائیں تو اسکندر صلح کی گفتگو پر راضی ہے۔ نپولین نے اس بات سے فوراً انکار کر دیا اور کہا:۔

"اگر صلح کی گفتگو کرونگا تو اسی ولنا کے میدان میں کرونگا۔ اور اگر یہ ضرورت جیسی روس کے شاہنشاہ کو میری افواج کی وجہ سے پیش آگئی ہے جاتی رہی تو پھر کون صلح کی گفتگو کریگا۔ اگر صلح کی ابتدائی کارروائی پر اسکندر دستخط کر دے تو میں ابھی

اپنی فوج دریائے نیمن کے پار واپس لیجانے کو موجود ہوں اور صلح ہو جانے کا یقین ہو جائیگا۔"

لیکن اسکندر تو انگلستان سے اتحاد کر کے جال میں پھنس چکا تھا۔ اُس نے نپولین کی بات نہ مانی۔ وہ اپنی فوجوں کو اب ڈرلیسا میں جمع کر رہا تھا۔ اور یہ مقام قریب ڈیڑھ سو میل کے اور سلطنت روس کے اندرونی حصہ میں واقع ہے۔ نپولین کی فوج کے مختلف حصے روسیوں کی پیچھے ہٹتی ہوئی فوج کے تعاقب میں آگے بڑھ رہے تھے چنانچہ نپولین کے ہراول اور روسیوں کے چنداول میں دو تین جزوی لڑائیاں بھی ہوئیں روس کی پیچھے ہٹتی ہوئی فوج کا پتہ اس طرح معلوم ہوتا تھا کہ جس رستہ سے وہ گئی تھی طرح طرح کے ویرانی کے آثار نظر آتے تھے کوئی بستی اور قریہ یا اناج کا کھیت ایسا نہ ملتا تھا جو اجاڑا اور جلایا ہوا نہ ہو۔ اور مقتول یا مجروح پولینڈ کے باشندے نہ ملتے ہوں۔ جب فرانسیسی فوج اور آگے بڑھی تو زار روس نے ڈرلیسا کو بھی افواج سے خالی کر دیا اور دریائے ڈونا Dwina کے مخرج کی طرف کوچ کر کے سو میل اور روس کے وسط میں بمقام وائی ٹپسک Witepsk. مقیم ہوا[1]

---

[1] روسیوں کو بڑا خوف یہ تھا کہ نپولین ان کے غلام بغاوت کر کے آزادی کا اعلان نہ کر دیں۔ لہذا روسی یہ بات نہ چاہتے کہ فرانسیسی افواج سے ان کا تعلق پیدا ہو۔ چنانچہ فرانسیسیوں کی جہالت اور اُن کے ظلم کی بعید از قیاس اور قابلِ نفرت جھوٹی کہانیاں اور افسانے ان غلاموں کو خائف کرنے اور فرانسیسیوں کی طرف سے اُن کے دلوں میں نفرت پیدا کرنے کی غرض سے اُن کے سامنے بیان کئے جاتے تھے روسیوں کو یہ خطرہ بھی تھا کہ جمہوری فرانس کے قوانین ان غلاموں کو ان کے پنجہ سے رہائی دینگے اور روس کی مردم شماری میں ان غلاموں کی بڑی تعداد تھی۔ اور روس نے فرانس کے مقابلہ میں سب سے پہلے انھیں وحشیوں کی فوج بھیجی تھی۔ اور اس

۱۶- جولائی کو نپولین ولنا سے رخصت ہوا اور اپنی عظیم الشان فوج کے ایک ایک بکٹ اور ہر ایک حرکت کا نہایت ہی احتیاط سے ملاحظہ اور انتظام کیا ۲۶ جولائی کو علی الصبح جبکہ مشرق میں پہلی شعاع آفتاب بھی نمودار نہ ہوئی تھی نپولین نے ایک ٹیلہ پر اپنا گھوڑا روک دیا۔ اس بلندی سے وہ تمامی شاداب وادی نظر آتی تھی جس میں وائی ٹیپسک کا قصبہ واقع تھا۔ نپولین نے ایک بڑے فاصلہ پر روسیوں کی زبردست فوج کو لشکرزن دیکھا۔ یہ فوج دریائے ڈوینا کے دوسرے کنارہ پر تھی۔ دریا یہاں پر عمیق اور عریض تھا اور روسیوں کو حملہ آوروں سے پناہ دیتا ہوا معلوم ہوتا تھا شہر کے رستوں کے درمیان زبردست دمدمے اور مورچے قایم تھے۔ چونکہ روسی بڑے انتظام کے ساتھ مورچہ بند ہوئے تھے اور نہایت ہی مستحکم مقام پر ان کی فوج پڑی ہوئی تھی۔ نپولین کو یقین ہوا کہ روسی جنگ پر آمادہ تھے۔

فرانسیسی فوج بھی جلد ظاہر ہونا شروع ہو گئی کوچ و مقام کا نپولین نے ایسا اچھا انتظام کر دیا تھا کہ دریائے نیمن سے چل کر یہ مختلف فوجیں تین سو میل کا ویران رستہ طے کر کے ایک ہی دن اور ایک ہی وقت پر وائی ٹیپسک کی دیواروں کے سامنے آموجود ہوئیں۔ جب یہ بے شمار پیادے۔ سوار۔ توپ خانے۔ جن کے ہمراہ نہایت ہی وزنی سربلکلیں تھیں پہاڑی سے نیچے اترے تو عجب بے ترتیبی اور درہمی برہمی کا منظر نظر آتا تھا۔ لیکن یہ بے حیرت کا مقام ہے کہ ایک شخص واحد کا دماغ ہر ایک قدم کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰- فعل کا نتیجہ اب روس کے آگے آیا تھا اور غنیمہ ایک ہولناک اور بے حد ڈراونی صورت میں نمودار ہوا تھا۔ اور ممکن تھا کہ ایسے ہی ہولناک اور ڈراونے نتیجے پیدا بھی کرتا۔ کیونکہ نپولین سے درخواست کی گئی تھی کہ ان غلاموں کو آراضی اور ان کے مالکوں سے علحدہ کر دے اور نپولین اس درخواست سے فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ کارنامہ نپولین مصنفہ ہیزلٹ صاحب جلد ۴۔ صفحہ ۵۰- ۱۲

رہبری کر رہا تھا۔ آپس میں مل جانے اور خلط ملط ہو جانے والے فوجوں کے دستے اب جدا ہونے لگے اور اُسی جگہ چلے گئے جو اُن کے واسطے مقرر کر دی گئی تھی۔ اب سب انتظام ہو گیا اور شام کو تمامی فوج نہایت باقاعدہ طریقہ سے مقیم ہو گئی۔ اور خاموشی ہو گئی۔ یہاں ایک دن میں نپولین کے پاس ایک لاکھ اسی ہزار فوج منتشر مقامات سے آکر جمع ہو گئی اور باقی اُس کی عظیم الشان فوج یا تو مختلف مقامات پر مقیم تھی یا ایک جزو اسپتالوں میں بیمار پڑا تھا۔

صبح کو خونریز جنگ کا آغاز ہوا۔ اور جب فرانسیسیوں نے روسیوں کو مورچوں سے ہٹایا اور شہر کے قریب پہونچے تو قتال سے ایک حشر برپا تھا۔ اندھیری اور منحوس رات کے آجانے سے مبارز علیحدہ ہوئے دن میں روسی فوج کے ٹڈی دل جمع ہو رہے تھے اور تعداد میں روسی سپاہ اتنی زیادہ تھی اور ایسے اچھے مورچے قایم کئے گئے تھے کہ نپولین کو یقین تھا کہ صبح کو معاملہ طے کر دینے والی جنگ پیش آئیگی اور اُس نے مُرات سے کہا "مرات صبح کو وہی رنگ نظر آنے والا ہے جو آسٹرلٹز کے معرکہ میں نظر آیا تھا"

طلوع صبح سے قبل نپولین گھوڑے پر سوار ہو کر جنگ کے واسطے تیار ہوا لیکن یہ دیکھ کر کہ غنیم یہاں سے بھی بھاگ گیا اُس کو نہایت ہی صدمہ ہوا۔ رات میں روسی ایسی خوبی۔ انتظام اور خاموشی سے روانہ ہوئے تھے کہ صبح کو یہ بھی پتہ نہ چلتا تھا کہ وہ کدھر کو گئے تھے۔ چنانچہ اب بلا مزاحمت نپولین واٹیبسک میں داخل ہوا دیکھا تو شہر ویران تھا۔ رسد کے سامان کو یا تو روسی لے گئے تھے یا جلا کر خاکستر کر گئے تھے شہر کے باشندے پولینڈ والے تھے اور ان کو روسیوں نے شہر سے نکال دیا تھا اور باقیوں کو اپنے ہمراہ کھدیڑ لے گئے تھے۔

نپولین سخت پریشان تھا اور یہ ملک جس میں اب اُس کی سپاہ آپہونچی تھی سراسر

ویران اور ناپیدا کنار تھا۔ باشندے اُس کو چھوڑ کر بھاگ چلے تھے۔ سامان رسد کا پتہ نہ تھا۔ بے دانہ گھاس گھوڑے اور بے غذا کے اُس کے سپاہی مرے جاتے تھے۔ ٹلسنٹ سے لے کر وائی ٹپسک تک وہ پانسو میل علیحٰدہ ویرانہ میں آچکا تھا اور ہنوز اُس کو یہ معلوم نہوا تھا کہ دشمن کو کہاں اور کدھر تلاش کرے۔ موسم گرما قریب نصف کے گذر چکا تھا اور واقعی اصل میں ابھی کوئی کام انجام کو نہ پہونچا تھا۔ چنانچہ اُس نے اپنے جنرلوں اور مارشلوں کو طلب کر کے مشورہ کیا۔ کثرت رائے سے اس بات پر اتفاق ہوا کہ اسی مقام پر موسم بہار کے آنے تک قیام کرنا چاہئے۔ لیکن اس مشورہ پر شاہنشاہ راضی نہوا۔ کیونکہ سپاہ کی عظمت و شان اور آبرو قایم رکھنے کو کچھ نہ کچھ ہونا ضروری تھا تا کہ خود سپاہ کو بھی کچھ اطمینان ہوتا۔

اب نپولین کو معلوم ہوا کہ سومیل اور اندر کی جانب الکزنڈر نے اپنی افواج کو ایک مستحکم شہر سمولنسک Smolensk میں جمع کیا تھا۔ ۱۴۔ اگست کو نپولین پھر اپنی فوج لے کر روانہ ہوا۔ اس فوج کو اب نپولین نے مختلف رستوں سے روانہ کیا کہ روسیوں کے پیچھے ہٹنے اور بھاگنے کا امکان نہ رہے۔ کاسک لوگوں کے گروہ حملہ آوروں کے سامنے سے بھاگتے تھے اور ہر قسم کا سامان خوراک یا چارہ جو رستہ میں پاتا تھا برباد کرتے چلے جاتے تھے۔ بلا کی گرمی پڑ رہی تھی اور فرانسیسی فوج کی مصیبت کا ناگفتہ بہ حال تھا۔ اُس کے کوچ کے رستہ کا پتہ نیم جانوں اور مُردوں کی لاشوں سے پہچانا جا سکتا تھا۔ ۱۶ تاریخ کو نپولین سمولنسک کی شہر پناہ کے سامنے پہونچا۔ اور ایک بلند پہاڑی پر چڑھ کر شہر کو دیکھنے لگا اور یہ دیکھ کر کہ تمام شہر میں روسی فوج بھری ہوئی تھی اور اسلحہ جھلک رہے تھے اُسے اطمینان ہوا اور کہنے لگا۔ "آخر کار روسیوں کے سر پر آہی پہونچا"۔ شہر پناہ نہایت عریض اور مستحکم تھی۔ اور اُس پر جابجا برج بنے ہوئے تھے۔ اب نہایت خونریز جنگ شروع ہوئی اور روسی سپہ سالار نے اپنی

فوج کا ایک حصہ فرار ہونے والے باشندوں کو دشمن سے بچانے کے لئے بھیجا۔ رات ہوگئی اور لڑائی اسی طرح ہوتی رہی۔ آدھی رات گزرنے پر شہر میں جابجا آگ کا آسمانی شعلہ بلند ہوتا ہوا نظر آیا۔ اور دھوئیں کی گھٹائیں اٹھنے لگیں۔ اور اس آگ اور دھوئیں نے بڑھ کر تمام مکانات اور ذخائر کو گھیر لیا۔ اور گھر اور گرجے اور گودام ایک ساتھ جلنے لگے دن میں کثرت سے گرمی رہ چکی تھی لیکن رات ذرا ٹھنڈی اور خوشگوار تھی نپولین مقتولوں اور مجروحوں کے درمیان بیٹھا اس ہولناک آتش زدگی کو دیکھ رہا تھا۔ نپولین نے کہا: "یہ ایسا ہی منظر تھا جو نیپلس Napoli کے باشندے وسوویس Vesuvius آتش فشاں پہاڑ کے خروش کے وقت دیکھا کرتے ہیں۔"

دو بجے صبح کو ۱۰ تاریخ نپولین کی فوج کا ایک حصہ ایک شگاف کے ذریعہ سے شہر میں داخل ہوا اور دیکھا کہ روسی شہر کو خالی کر گئے ہیں اور اس کو آگ لگا کر مجروحوں اور مقتولوں کو جلنے کے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ جب نپولین شہر میں داخل ہوا تو لاشوں کے انبار دھوئیں سے کالے اور آگ سے جھلسے پڑے تھے اور بعض ابھی زندہ تھے اور سسک رہے تھے اور ہوش میں تھے۔ یہ مکروہ تماشا دیکھ کر فرانسیسی سپاہی ڈر گئے۔ لیکن پہلا کام نپولین نے یہی کیا کہ ان مظلوموں کی خبرگیری شروع کی۔ جن کو اُن کے ساتھی چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔

اس مقام سے برتھیر نے روسی جنرل کو ایک صلح آمیز مراسلہ لکھا جس کی آخری لفظیں یہ تھیں کہ۔ شاہنشاہ نپولین مجھے حکم دیتا ہے کہ میں آپ کو یہ عاجزی تحریر کروں کہ آپ اسکندر کو شاہنشاہ نپولین کا سلام شوق کہیں اور اُس سے یہ بھی کہیں کہ جنگ کی ضرورت یا گولی اور بستے اس دوستی کو جو دونوں شاہنشاہوں کے درمیان

ــــــــــــــــ

[1] وسوویس۔ ملک اٹلی میں ایک آتش فشاں پہاڑ ہے۔ ۱۲ مترجم

ہے توڑ نہیں سکتی۔

صبح ہوتے ہی نپولین ایک پرانے مینار پر چڑھا اور ایک دریچہ میں دوربین لگا کر دیکھیں کو جاتے ہوئے دیکھا۔ روسی فوج کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے اور اب ایک سینٹ پیٹرزبرگ کو جا رہا تھا اور دوسرا سیگرٹشن کے ماتحت ماسکو کو جا رہا تھا۔ نپولین نے فوراً مارشل نے کو حکم دیا کہ ماسکو جانے والی فوج کا بڑی تیزی سے تعاقب کرے۔

ایک روسی پادری نے اس موقع پر بڑی بہادری کا اظہار کیا۔ یعنی جب رات میں شہر کو آگ لگا کر روسی فوج روانہ ہو گئی اور شہر کے باشندے بھاگ گئے تو یہ پادری مجروحوں کی خبر گیری میں مصروف رہا اور شہر کو چھوڑ کر نہ بھاگا۔ اس بوڑھے پادری سے یہ کہا گیا تھا کہ نپولین ایک سفاک شیطان ہے جس نے دنیا میں خون کے طوفان برپا کر رکھے ہیں یہ پادری نپولین کے سامنے پیش کیا گیا اور اس نے بڑی نڈری سے نپولین کو شہر کے برباد کرنے پر ملامت کی۔ نپولین نے اس کی تقریر کو صبر اور ادب کے ساتھ سنا۔

آخر میں نپولین نے کہا "کیا آپ کی گرجا بھی جلا دی گئی ہے؟"

پادری نے جواب دیا "نہیں۔ خدا آپ سے زیادہ قوی ہے۔ میری گرجا کا وہی محافظ ہے۔ کیوں کہ میں نے اپنے گرجا میں ان سبھوں کو پناہ دی ہے جن کے گھر جل گئے ہیں"

نپولین نے کہا "آپ نے سچ فرمایا" نپولین پر اس وقت عجب حالت طاری تھی اور پھر کہا "جنگ کے بیگناہ مظلوموں کا وہی حافظ ہے۔ اور آپ کی بہادری کا خدا آپ کو معاوضہ اور جزا دیگا۔ اگر سب پادری آپ کے قدم بہ قدم چلتے تو اپنی پاک رسالت کو رسوا نہ کرتے۔ اگر وہ اپنے پاک گرجے چھوڑ کر بھاگ نہ گئے ہوتے تو میرے سپاہیوں کے ہاتھوں سے انہیں کوئی گزند نہ پہونچتا۔ کیونکہ ہم سب مسیحی ہیں اور ہمارا اور آپ کا

خدا واحد ہے"۔

یہ کہکر نپولین نے اس پادری کو مع کچھ محافظ سپاہیوں اور امداد کے گرجا کو واپس پہنچوا دیا۔ گرجا والوں نے جب دیکھا کہ فرانسیسی سپاہی آرہے ہیں تو خوف سے چیخیں مارنے لگے لیکن پادری نے فوراً اُن کے خوف کو دور کردیا۔

اُس نے کہا۔ "میں نے نپولین کو دیکھا اور اُس سے باتیں کیں۔ صاحبو صد افسوس ہم کو کیسا دھوکا دیا گیا۔ فرانس کا شاہنشاہ تو ولیسا ہرگز نہیں ہے۔ جیسا ہم سے بیان کیا گیا ہے وہ خود اور اُس کی سپاہ اُسی خدا کی عبادت کرتے ہیں جس کی عبادت ہم کرتے ہیں۔ وہ مذہبی جنگ نہیں کرتا ہے اور اُس کی جنگ تو ہمارے شاہنشاہ کے ساتھ ملکی وجوہ سے پیش آئی ہے۔ اُس کی سپاہ ہماری سپاہ سے لڑتی ہے اور جیسا ہم سے بیان کیا گیا ہے وہ بچوں اور عورتوں کا قتل عام نہیں کرتے۔ پھر پادری نے خدا کی سپاس میں ایک بھجن گایا اور سب آبدیدہ ہوکر اُس میں شریک ہوئے[1]"

فرانسیسی فوج نے روسی سپاہ کو جا پکڑا اور بڑی خونریزی کے ساتھ اُس پر حملہ کیا۔ روسی بڑی تیزی سے پیچھے ہٹتے گئے اور فرانسیسی بڑی سرعت سے اُن کا تعاقب کرتے چلے گئے۔ اگرچہ نپولین کو اب تک ہر موقع پر فتح ہوئی تھی لیکن اُس کو مصائب وہی پیش آرہی تھیں جو ایک ہزیمت خوردہ سردار کو پیش آتی ہیں اُس کے گرد نعرہ مصائب میں گرا ہوا ایسا ملک تھا جو تخت و تاراج کیا ہوا تھا۔ بڑی دشواری سے رسد کا غلہ بہم پہونچتا تھا اور ماندگی اور فاقہ زدگی سے اُس کی افواج گھٹ رہی تھیں۔ بندرہ عالیشان عمارتوں میں جو جلنے سے بچگئی تھیں بیمار اور مجروح بھرے ہوئے تھے اور اسی قسم کے لوگوں کی بڑی بڑی جماعتیں ولنا اور والی ٹپسک میں پیچھے چھوڑی جاچکی ہیں۔ ڈاکٹر اور جراح مجبور ہوکر پٹیوں کے واسطے اپنی چادریں پھاڑتے تھے۔ اور جب یہ بھی ختم ہوگئیں تو کاغذ اور ایک قسم کے درخت کے روئیں سے کام لیا گیا بہت سی جانیں تو صرف

[1] تاریخ محاربہ ماسکو مصنفہ سیگر صاحب جلد اول صفحہ ۲۹۳

گرسنگی سے تلف ہوگئیں۔ شاہنشاہ کو بلا کا صدمہ تھا اور تمامی فوج پر کسی بڑی آنے والی مصیبت کے آثار پیدا ہوگئے تھے۔ اگر یہاں سے نپولین مراجعت کرتا تو سارا یورپ اس پر ہنستا۔ لیکن اُسی مقام پر قیام کرنا جہاں وہ موجود تھا یقینی تباہی اور بربادی کا موجب تھا۔ لہذا عالم مایوسی میں جو کچھ کیا جاسکتا تھا وہ یہی تھا کہ فوج کو آگے بڑھایا جاتا۔

اسکندر نے اپنی فوج کو تو پیچھے چھوڑا اور آپ ماسکو پہونچا۔ اسمولنسک سے ماسکو تک پانسو میل کا پر مصائب فاصلہ ہے۔ نپولین نے اپنی تھکی اور نیم فاقہ زدہ فوج کے ساتھ ماسکو جانے کا عزم کیا اور اُس کو یقین تھا کہ ماسکو پہونچکر کھانا اور آرام ملیگا۔ اُس کو ہرگز یہ خیال نہ تھا کہ ماسکو جیسے شہر کو جس میں تین لاکھ آدمی رہتے تھے اسکندر جلاکر راکھ کا ڈھیر کردیگا۔

ماسکو میں اسکندر چند ہی روز مقیم رہا اور اُس نے یہ انتظام کردیا کہ اگر نپولین ماسکو لے لینے میں کامیاب ہوجائے تو ماسکو تمام وکمال جلادیا جائے۔ اس کے بعد زار سینٹ پیٹرز برگ کو روانہ ہوگیا جہاں روسی افواج کی متصل فتحیابیوں کے متعلق گرجوں میں حمد کے راگ گائے جانے لگے۔ جب ان باتوں کی نپولین کو خبر ہوئی تو اُس نے تعجب سے کہا۔ "حمد کے راگ گائے گئے ہیں؟ پس معلوم ہوا کہ یہ لوگ صرف انسانوں ہی کے سامنے جھوٹ بولنے کی جرات نہیں کرتے ہیں بلکہ خدا کے بھی سامنے جھوٹ بولنے کی جسارت کرتے ہیں"۔

۲۴۔ اگست کو نپولین نے پھر تعاقب شروع کیا۔ اس کوچ میں ایسی ایسی تکلیفیں ہوئیں کہ احاطۂ بیان میں نہیں آسکتیں۔ شبانہ روز کوچ ہو رہا تھا۔ فوج تھک گئی تھی۔ ہر قسم کے موانع پیش آتے تھے اور گاہ گاہ نہایت ہی خونریز جنگیں ہوتی تھیں یہاں تک کہ ۴۔ ستمبر کی شام ہوئی۔ یہاں دریائے مسکوا

کے کنارے بوروڈنی نو کے قریب ایک لاکھ بیس ہزار روسی سپاہ مورچہ بند تھی۔ اس مقام پر جنرل کوٹوسوف نے نہایت اچھے موقع سے اپنی کل فوج کو جمع کیا تھا۔ اور دار الخلافہ ماسکو کی حفاظت میں بڑی زبردست جنگ کرنے کا عزم کیا تھا۔ دمدموں پر چھ سو بڑی توپیں چڑھائی تھیں۔ اور ایک بلندی پر ایسی باٹری قایم کی تھی کہ تمام میدان زد میں آگیا تھا۔ اس کے سوا بغلی توپ خانوں کا ایسا رُخ قایم کیا تھا کہ حملہ آوروں کو گھاس کی طرح کاٹ کر پھینک دینے کو کافی تھا ان کے پیچھے ایک لاکھ ستر ہزار فوج صف بستہ موجود تھی کہ غنیم سے ہر طرح مبارز ہو۔

فرانسیسی فوج بھی جس کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی تین بڑے کالموں میں میدان میں آپہنچی۔ ہراول آگے نکل کر نپولین نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر غنیم کی فوج کو بغور دیکھا اور حملہ کرنے کا مقام مقرر کر دیا۔ اور پھر اپنے جنرلوں کے نام ضروری احکام جاری کر کے اپنے خیمہ میں گیا اور سپاہ کے نام حسب ذیل اعلان بھیجا:-

"سپاہیو۔ جس جنگ کی تمھیں عرصہ سے تلاش تھی۔ لو۔ وہ قریب ہے اب فتح تم پر منحصر ہے۔ اور فتح حاصل کرنے کی سخت ضرورت ہے جس سے تم کو ہر شے بافراط حاصل ہو جائیگی۔ تم اسی طرح کام کیجیو جیسا آسٹرلٹز۔ فریڈلینڈ۔ وائٹیپسک اور سمولنسک میں کر چکے ہو۔ دیکھو آج وہ داد شجاعت دی جاسے کہ آنے والی نسلیں مثال میں پیش کریں۔ تمامی فرانسیسی بھائی فرانس میں تم کو دیکھ کر یہی کہیں وہ ماسکو کی شہر پناہوں کے نیچے ایک جنگ ہوئی تھی اور اس جنگ میں یہ شخص بھی موجود تھا۔" سپاہ نے جس وقت اس اعلان کی لفظوں کو سنا جوش سے بھر گئی اور شاہ ہم زندہ باد کا ایسا نعرہ مارا کہ آسمان گونج اٹھا۔

رات میں بڑی سردی تھی اور تاریکی کا بھی کچھ ٹھیک نہ تھا۔ اتفاق سے سخت

کالی گھٹا اٹھی اور تھکی ماندہ سپاہ پر شدید بارش ہونے لگی۔ جنگلوں میں وہی ہوا چل رہی تھی جو سرما میں چلتی ہے اور بورو ڈی نو کی پہاڑیوں پر سنسنا رہی تھی۔ روسیوں کے کیمپو کی آگ میلوں روشن نظر آتی تھی۔ فرانسیسی فوج نے بھی مقام کرکے آگ جلائی نپولین نے اولڈ گارڈ کے مرکز میں اپنا خیمہ نصب کرایا۔ رات میں اُس کو ایسی فکر رہی کہ ذرا بھی نہ سویا کیونکہ اُس کو یہ ڈر لگا ہوا تھا کہ روسی فوج آج پھر نہ بھاگ جاسے۔ صبح تک مراسلات لکھواتا رہا۔ اور برابر جاسوسوں کے ذریعہ سے معلوم کرتا رہا کہ روسی ۱۹۹
اپنے مقام پر موجود ہیں۔ واقعی عجب اُداسی کا وقت تھا اور نپولین کے چہرہ سے اُداسی ٹپک رہی تھی۔ اُس کی قریب آتی ہوئی مصیبت کے گھن کے تاریک سایہ نے اُس کے رستہ کو اندھیرا کردیا تھا۔ مصائب کی خبریں اُس کو پہونچ رہی تھیں اور پیچھے اسی حال میں اسپین کے متعلق خبر موصول ہوئی کہ سالامنکا میں فرانسیسی افواج کو فاش ہزیمت ہوئی اور لارڈ ولنگٹن اسپین کے دارالحکومۃ میڈرڈ میں در آیا۔[1]

[1] اس واقعہ کے متعلق کرنل نیپر صاحب لکھتے ہیں یہ مارمونٹ کی شکست کے متعلق نپولین کو پہلے ہی یعنی ۲ ستمبر کو خبر ہوگئی تھی۔ یہ خبر کرنل فیور لے گیا تھا۔ مگر ڈیوک آف راگیوزا یعنی مارمونٹ نے جس کا دماغ اور قوا سے بدنی نہایت کمزور ہوگئے تھے۔ معذرت میں کچھ ایسا الجھا ہوا اور پیچیدہ بیان تحریر کیا تھا کہ نپولین نے اس کو سن کر کہا۔ کہ "یہ تحریر تو گھڑی کے پرزوں سے بھی زیادہ پیچیدہ ہے" اور پھر اپنے وزیر صیغہ جنگ کو لکھا کہ مارمونٹ سے جواب طلب کیا جائے کہ بادشاہ کی حصول اجازت بغیر اُس نے کیوں جنگ کی۔ اور جس طرح محاربات کا ایک انتظام قایم تھا اُسی کا پابند کیوں نہ رہا۔ اور مرکزی افواج آنے سے قبل مدافعانہ جنگ کے طریقہ کے بجائے جارحانہ کارروائی کیوں کی گئی۔ شاوٹ صاحب کے سواروں کا دو دن کیوں انتظار نہ کیا جن کو وہ جانتا تھا کہ قریب ہی تھے۔ از شہنشاہ نے بظاہر سختی سے کہا۔ ڈیوک آف راگیوزا نے

نپولین کو ابھی یہ بھی اطلاع ملی تھی کہ ٹرکی اور روس میں صلح ہو گئی اور وہاں سے فرصت پاکر ایک زبردست روسی فوج دریائے ڈینوب کے دہانوں سے حملہ کرنے کو بہ سرعت تمام آرہی تھی۔ اور یہ بھی سنا تھا کہ برناڈوٹ فرماں روائے سوئیڈن نے اپنی افواج کو روس کی افواج کا شریک کر دیا تھا۔ کوئی شبہ نہیں کہ برناڈوٹ کا یہ فعل نہایت شرم ناک اور موجب بدنامی تھا۔

نپولین نے چند اعلانوں کو بھی پڑھا جو اسکندر نے اپنی فوج کے نام شائع کئے تھے۔ ان اعلانوں کے نقطوں سے روسی رعایا کے دلوں میں نپولین کی طرف سے سخت عداوت پیدا ہوئی تھی اور اسکندر اپنے مُلک کو بڑی بے پروائی سے نپولین کے مقابلہ میں برباد کر رہا تھا کہ اس کی وجہ نپولین کی سمجھ میں نہ آتی تھی کیونکہ اسکندر اور نپولین میں بڑی دوستی رہ چکی تھی۔ نپولین نے یہ اعلان دوبارہ پڑھوا کر سُنے اور کہا:۔

"شاہنشاہ اسکندر میں ایسی تبدیلی کس وجہ سے ہو گئی۔ اور اس جنگ میں یہ زہر کہاں سے مل گیا۔ اب زورِ شمشیر ہی کے ذریعہ سے یہ جھگڑا ختم ہو گا۔ جنگ ہی سے سب باتوں کا خاتمہ ہو گا۔ میں نے اسی وجہ سے سخت احتیاط کی تھی کہ معاملہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹: اپنے ذاتی تکبر و خود بینی سے اپنے ملک کے مقاصد اور میری خدمات کی خوبی کا ستیاناس کر دیا۔ وہ نافرمانی کا مجرم اور تمامی مصائب کا بانی ہے"۔ لیکن اگرچہ نپولین کا غصہ حق بجانب اور ظاہرا بہت خوفناک تھا تاہم اپنے پہلے اشتعال میں بھی پرانی دوستی پر غالب نہ آسکا۔ کیونکہ اسی مراسلہ میں مکرر شاہنشاہ نے بہ تاکید لکھا تھا "یہ تو سب کچھ ہے۔ لیکن خبردار میرے مجروح لفٹنٹ مارمونٹ سے یہ سُوال اس وقت تک ہرگز نہ کئے جائیں جب تک اُس کے زخم چنگے نہ ہو جائیں اور تندرستی ٹھیک نہ ہو جائے"۔ اس سے شاہنشاہ کی ایسی مہربانی ظاہر ہوتی ہے کہ اُس کی یاد نے مارمونٹ کی سوح پر اثر کیا ہے۔ ماخوذ از نپیئر جلد ۴ صفحہ ۲۴۳۔

اس حد کو نہ پہونچے۔ اور جنگ شروع ہونے سے قبل اسی سبب سے میں نے پولینڈ کی آزادی کا اعلان نہ کیا تھا۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ میرا اعتدال سراسر غلطی تھی۔"

انھیں اور ایسی حالتوں میں میریالوئیا کا ایک قاصد آیا اور ایک خط اور نپولین کے محبوب بیٹے کی تصویر لایا۔ وہ صبح جس کو شاید معاملات طے کر دینے والی قطعی جنگ پیش آنے کو تھی قریب آگئی تھی۔ یہ خیال تھا کہ نپولین اپنے بیٹے کی تصویر کے صندوقچہ کو اس وقت کھولنا ملتوی رکھے گا۔ لیکن نپولین کو ایسی بے تابی ہوئی کہ اُس نے یہ صندوقچہ اپنے خیمہ میں منگایا اور تصویر نکالی اور اُس کو دیکھ کر آبدیدہ ہوگیا۔ اس تصویر میں دکھایا گیا تھا کہ بچّہ جھولے میں بیٹھا ایک گیند اور بیا سے کھیل رہا تھا۔ نپولن نے یہ تصویر اپنے جنرلوں اور عام سپاہیوں کو جنھیں وہ اولاد سمجھتا تھا دکھائی۔ اپنے ہاتھ میں یہ تصویر لیکر وہ خیمہ سے باہر آیا۔ اور ایک کُرسی پر رکھدی کہ قریب کے لوگ دیکھیں۔ اب جہاں دیدہ اور کارآزمودہ پورانے سپاہیوں کے گروہ آنا شروع ہوئے اور اس بے فکر معصوم بچّہ کی خوبصورت تصویر کو خاموشی سے دیکھنے لگے۔ اس منظر اور جنگ کے ہولناک تماشہ میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ آخر کار نپولین نے بڑی اوداسی سے اپنے سکرٹری سے کہا یہ اچھا اب اس تصویر کو لے جاؤ اور حفاظت سے رکھ لو۔ یہ بچّہ جنگ کے منظر کو ایسی عمر میں دیکھ رہا ہے کہ اس عمر میں اُسے نہ دیکھنا چاہیئے۔"

نپولین اپنے خیمہ میں جاکر خواب گاہ میں گیا جس کو ہمراہی مصاحبین کے فیا مگاہ سے صرف ایک کپڑے کے پردہ سے علیحدہ کر رکھا گیا تھا۔ فکر اور تھکائی سے اُسے بخار آگیا اور پیاس کی شدّت بڑھ گئی۔ تمام رات پیاس بجھاتا تھا۔ لیکن نہ بجھتی تھی۔ فکر کا وہ حال تھا کہ پلک سے پلک نہ لگی۔ اُس کو اپنی تھکی ہوئی اور بے سامان سپاہ کی فکر بہت زیادہ تھی اور خیال تھا کہ کل کس طرح جنگ کا تحمّل ہو سکے گا اس موقع پر اُسکو صرف اپنے قواعدداں گارڈ پر بھروسہ تھا اور اُس نے گارڈ کے

مارشل بےسیئرؔ کو بلایا۔ اور گارڈ کی راحت اور سامان کے متعلق دریافت کیا۔ اور کہا کہ محفوظ گاڑیوں میں سے گارڈ کے ہر سپاہی کو تین تین دن کے بسکٹ اور چاول دیئے جائیں لیکن صرف اس خیال سے کہ شاید حکم کی تعمیل نہ ہوئی ہو اُس نے خود اٹھ کر خیمہ کے سنتری سے دریافت کیا "کہ تم کو بسکٹ اور چاول مل گئے" پھر خیمہ میں آ لیٹا۔ لیکن بدخوابی رہی تھوڑی ہی دیر میں اتفاق سے ایک مصاحب کچھ پوچھنے کو شاہنشاہ کے پاس آیا۔ دیکھا کہ پلنگ پر بیٹھا ہوا دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھامے ہے۔ اور کچھ خیال میں ڈوبا ہوا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سخت متردد تھا۔

اور اُس نے بڑے تاسف سے کہا "جنگ کیا ہے۔ ظالموں کا پیشہ ہے۔ جنگ کا سب سے بڑا فن یہ ہے کہ مقررہ موقع پر آدمی سب سے قوی ہو۔ بڑی لڑائی سامنے ہے۔ اور شدید مٹ بھیڑ ہو گی۔ اور میری بیس ہزار سپاہ کام آ جائیگی"

دن بھر نپولین کے سخت درد رہ چکا تھا۔ گھوڑے کی سواری کی حالت میں وہ بار بار گھوڑے سے اترتا تھا اور اپنا سر نہایت تکلیف کی حالت میں توپ پر ٹیک دیتا تھا بھر بخار۔ تکان اور تردد سے وہ ایسا رنجور ہوا کہ دوسرا شخص ہوتا تو اپنے بستر سے ہل نہ سکتا اور طاقت بالکل زائل ہو جاتی۔ پھر ایسی کھانسی پیدا ہوئی کہ تنفس کی نوبت پہنچی طلوع آفتاب سے قبل کیا دیکھا گیا کہ شاہنشاہ اپنے جنرلوں کے درمیان گھوڑے پر سوار کھڑا ہے۔ اُس کے جبلی عزم و ہمت اُس کی بیماری پر غالب تھے۔ صبح کا کہر چھٹ جانے کے بعد مشرق میں آفتاب نے بڑے جاہ و جلال سے طلوع کیا۔ نپولین نے مسکرا کر آفتاب کی طرف اشارہ کیا اور کہا "دیکھو وہی آسٹرلٹز
۳۹ کی جنگ کے دن کا سا آفتاب ہے کہ نہیں" شاہنشاہ کا یہ فقرہ تمامی صفوں میں پہونچا دیا گیا اور سپاہی جوش خوشی سے بھر گئے۔ بوروڈی نو کے ایک ٹیلہ پر نپولین کھڑا ہوا اور میدان میں ادھر سے اُدھر جانے والے روسی فوج کے گھنے پروں کو

دیکھا۔ اگرچہ اُس نے اپنے ہمراہ احتیاطاً چند ہی ہمراہی لئے تھے کہ دشمن دیکھ کر گولے نہ مارنے لگیں تاہم روسیوں نے اُسے دیکھ لیا۔ اور اپنی باٹری سے اُس کی طرف گولوں کی ایک باڑہ ماری۔ لڑائی کا ہنگامہ شروع ہوگیا اور نپولین کے گروہ کے سروں پر سے گولے سنسناتے ہوئے نکل گئے۔

اب نپولین نے بھی حملہ کا حکم دیا۔ اور میدان میں توپ خانے گرجنے لگے۔ اور قتال شروع ہوگیا اور تین لاکھ مبارز ہر قسم کے ہولناک حربوں سے مسلح ایک دوسرے پر لوٹ پڑے۔ پانچ بجے صبح سے لے کر سہ پہر تک جنگ کے خونی سمندر کا مدوجزر چڑھتا اور اترتا رہا۔ ڈسے وسٹ کے گھوڑے کے ایک گولا ایسا آکر لگا کہ جسم پاش پاش ہوگیا اور مارشل خون سے رنگی ہوئی زمین پر بیہوش سر کے بل جا گرا۔ فوراً نپولین کو خبر دی گئی کہ مارشل ڈسے وسٹ کام آیا۔ لیکن یہ مارشل ذرا سی دیر میں اُٹھ کھڑا ہوا اور دوسرے گھوڑے پر سوار ہوگیا اور یہ مژدہ شاہنشاہ کو پہونچایا گیا۔ کہ شاہزادہ اکمل یعنی مارشل ڈسے وسٹ اپنی فوج کی کمان کر رہا ہے۔ یہ سن کر نپولین نے بے ساختہ کہا۔ "الحمدللہ"۔

جنرل ریپ کے چار زخم آئے اور آخر میں ایک گولی اُس کے کولے پر لگی اور وہ گھوڑے سے گر پڑا۔ خون بہتا ہوا وہ میدان جنگ سے علیحدہ کر دیا گیا۔ یہ بائیسواں زخم جنرل ریپ کے لگا تھا۔ نپولین اپنے بہادر دوست کے دیکھنے کو فوراً گیا۔ نپولین نے مہربانی اور محبت سے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا "ریپ جب لگتا ہے تمھارے ہی زخم لگتا ہے"

نپولین کے ہمراہ ایک نوجوان افسر تھا جس سے نپولین کو بڑی محبت تھی اس کا نام کوسٹ اگس لٹس کالن کورٹ تھا اور یہ کالن کورٹ ڈیوک ونیسنزا کا بھائی تھا جنگ سے قبل کی پر تردد رات میں یہ نوجوان ذرا نہ سویا تھا بلکہ اپنی نوعمر

بیوی کی چھوٹی تصویر کو بڑے غور و محبت سے رات بھر دیکھتا رہا تھا۔ اس لیڈی سے اُس کی شادی کو ابھی بہت تھوڑا عرصہ ہوا تھا اور اُسے یہ جوان وطن میں چھوڑ آیا تھا جس وقت جنگ کا بازار نہایت گرم ہو رہا تھا کونٹ کالن کورٹ نپولین کے قریب حکم کا منتظر کھڑا تھا۔ اتنے میں خبر آئی۔ جنرل مونٹ برن جس کو ایک دمدمہ کے فتح کرنے کا حکم دیا گیا تھا حملہ کرنے میں کام آیا۔ چنانچہ نپولین نے فوراً کالن کورٹ کو حکم دیا کہ مقتول جنرل کی جگہ کام پر چلا جائے۔ اُس نے رہوار کو مہمیز کیا اور کہا۔ میں دمدمہ پر فوراً ہی پہونچتا ہوں زندہ یا مُردہ۔“

چنانچہ سب سے پہلے جو شخص اس دمدمہ پر پہونچا کالن کورٹ ہی تھا مگر ایک گولی اُس کے ایسی لگی کہ وہ فوراً ہی مرگیا۔ اور اُسی وقت شاہنشاہ کے پاس اُس کے مارے جانے کی خبر پہونچائی گئی۔ مقتول کونٹ کا بھائی نپولین کے پاس نہایت افسردہ خاطر کھڑا تھا۔ نپولین کے دل پر بہت صدمہ گزرا اور وہ مقتول کونٹ کے بھائی کے پاس گیا اور کہنے لگا تم نے سنا۔ کالن کورٹ مارا گیا اگر تم پسند کرو تو یہاں سے چلے جاؤ ڈیوک کے مُنہ سے غم کے مارے بات تو نکلی نہیں لیکن اُس نے سر سے ٹوپی اُتار لی اور ادب سے سر کو خم کر دیا۔ جس سے یہ مطلب تھا کہ وہ شاہنشاہ کو چھوڑ کر جانا پسند نہیں کرتا تھا۔ اور مقتول کونٹ کی نعش کو بوروڈی نو کے اُسی خون سے رنگے ہوئے دمدمہ میں دفن کیا گیا۔

اسی طرح تمام دن نپولین کے پاس موت اور فتح کی خبریں آتی رہیں۔ اور ہر ایک قاصد کی لائی ہوئی خبر کو وہ بڑے افسوس کے ساتھ سنتا رہا۔ لیکن بڑی تیز نگاہ سے جنگ کے موقعوں کو دیکھتا بھی جاتا تھا۔ تمام دن اُس نے خاصہ کے گارڈ کو جس کی بیس ہزار تعداد تھی محفوظ حالتیں چھوڑ کر کام کے وقت کے لئے بچا رکھا تھا۔ اور اُن کو ہرگز جنگ میں شریک نہ ہونے دیا تھا۔ لیکن ایک خوفناک موقع پر

برتھیر نے شاہنشاہ سے اصرار کیا کہ فرانسیسی فوج کو جس پر اب بڑی داب پڑ رہی تھی گارڈ کی کمک جانا چاہئے۔ اس کا نپولین نے بڑے استقلال سے جواب دیا۔

"نہیں۔ جنگ گارڈ کی مدد بغیر فتح ہو جائیگی۔ اور اگر کل لڑائی پھر ہوئی تو کیا ہوگا؟"

ایک اور سنگین جدال و قتال کے موقع پر جبکہ جنگ کی نہایت نازک حالت ہو گئی تھی اُس سے پھر اصرار کیا گیا کہ جری گارڈ کو میدان میں جانے کی اجازت دی جائے اس پر نپولین نے پھر جواب دیا۔

"اس لڑائی کے خاتمہ کا اصل وقت ابھی نہیں آیا ہے۔ وہ وقت دو گھنٹے میں شروع ہوگا"

نپولین نے ایسی خوبی کے ساتھ موقع موقع سے اپنی فوج کو حملہ کرنے اور بڑھنے کے حکم دئے تھے کہ انجام کار روسی فوج پر داب پڑنے لگی۔ ہر گھنٹہ پر نپولین کی طرف سے ایک نئے توپ خانہ سے روسیوں کی گھبرائی ہوئی فوج پر گولہ باری کی جاتی تھی۔ روسیوں نے اپنے مورچوں کے پیچھے سے جنگ شروع کی تھی۔ فرانسیسی زیادہ پھرتیلے اور چست تھے اور بیٹریوں پر حملہ کرنے میں اپنے مقتولوں کو روندتے ہوئے جاتے اور دمدموں پر قبضہ کر لیتے رفتہ رفتہ جنگ کا تموج بڑے دھس کی طرف بڑھا۔ اور یہیں پر اب معرکہ جدال و قتال ایسا برپا ہوا کہ احاطہ بیان سے باہر ہے۔ خندقوں کے پیچھے اور دمدمو کے اوپر ایک لاکھ جنگجو اپنے کام میں مصروف تھے۔ بارود کے کالے دھوئیں نے ان کو چھپا دیا تھا اور اس دھوئیں کی پرہول گھٹا میں توپوں کے دہانوں سے بجلی کوندتی اور بادل کڑک رہا تھا۔ مجنونوں کی طرح اس اندھیری میں سوار پیدل اور توپ خانے ایک دوسرے پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ اب یہ مبارز کسی کو نظر نہ آتے تھے۔ نپولین اس ہولناک آتش فشاں کو استقلال اور خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ جس کے آتشیں دہانے میں اُن کے سپاہی رستمانہ بہادری سے جنگ کر رہے تھے۔ یہ جنگ مختصر ہی ہوئی اور شعلے خون کے پانی سے بجھ گئے اور جنگ کے شور محشر میں کمی ہو گئی۔ ہوا دھوئیں کو اڑا لیگئی

اور فرانسیسی بکتر پوشوں کے خودشگافوں میں چمکتے ہوئے نظر آئے اور فرانسیسی جھنڈا برجوں پر لہرانے لگا۔

اب آفتاب لٹک آیا تھا روسی فوج نے بڑے غصہ سے لیکن بڑی بہادری کے ساتھ پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ ایک ایک انچ زمین پر جانیں ہار رہے تھے۔ اگر نپولین اپنے خاصہ کے گارڈ کو اس وقت حملہ کی اجازت دے دیتا تو خدا معلوم روسیوں کا کیا حال ہوجاتا اور کسقدر اتلاف جان ہوتا۔ لیکن دوراندیشی اور رحم کی وجہ سے اُس نے ایسا نہ کیا۔ حربی معاملات کو مدنظر رکھتے ہوئے نپولین پر اس بارہ میں سخت نکتہ چینی اور ملامت کے تیر چلائے گئے ہیں۔ نپولین نے جنرل ڈیوماس اور کونسٹ ڈاروسے اُسی وقت کہا۔

"غالباً لوگوں کو تعجب ہوگا کہ زیادہ کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے مینے اپنی محفوظ فوج سے کیوں کام نہ لیا۔ لیکن مجھے تو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ محفوظ فوج کو اُس بڑی اور قطعی جنگ کے لئے بچالوں جو غالباً دشمن ماسکو کے سامنے میدان میں لڑیگا اُس جنگ کا مدعا تو حاصل ہی ہوگیا جو آج ہم نے لڑی ہے۔ لیکن میرا یہ فرض ہے کہ اس محاربہ کے عام نتیجہ کو زیرنظر رکھوں اور یہی وجہ تھی کہ مینے محفوظ فوج کو بچا لیا۔"

نپولین بڑا عالی حوصلہ تھا۔ اس جنگ کی فتح کو اُس نے اپنی ذات سے منسوب نہ کیا بلکہ اپنے جنرلوں اور سپاہیوں کی شجاعت سے منسوب کیا۔

نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا "روسی سپاہی بہادر ہیں۔ اُن کی پوری فوج مسکوا میں جمع تھی اور ماسکو کی فوج سمیت اُس کی تعداد ایک لاکھ ستر ہزار تھی کوٹوسوف نے اپنی فوج کے موقع بڑے موقع سے مضبوط مقام پر جمائے تھے۔ ہر شے اُسی کے مفید مطلب تھی۔ یعنی پیدل۔ سوار اور توپیں اُسی کے پاس زیادہ تھیں۔ اعلیٰ درجہ کا مقام مورچوں کے لئے موجود تھا اور بہت سے

وُھس اور ہدمے اُس کے قبضہ میں تھے اور اس پر بھی اُس کو شکست ہوئی۔ بہادر مرات
لے۔پوسنے ٹوسکی۔ اس فتح کے سہرے تمھارے ہی سر ہیں۔ تاریخ میں بھی یہ کیسے کیسے
عظیم الشان کارنامے درج کئے جائینگے۔ تاریخ میں لکھا جائیگا کہ کس دلیری سے ہمارے
بکتر پوشوں نے وُھس اور ہدمے چھین لئے تھے۔ اور گولنداز دل کو اُن کی توپوں پر تہ تیغ
کردیا تھا۔ تاریخ میں مونٹ برن اور کالن کورٹ کی جاں نثاری لکھی
جائیگی کہ عین ہنگام شان و عظمت میں وہ کام آئے۔ تاریخ میں یہ بھی لکھا جائیگا کہ ہمارے
گولنداز بے پناہ کھلے میدان میں تھے اور اُنھوں نے کیا کیا کام کئے۔ جبکہ اُن کے
مقابلہ میں دشمن کی باڑیاں زیادہ اور ہدموں کی پناہ میں تھیں۔ تاریخ اُن پیدلوں کا
بھی مذکور کریگی جنھوں نے نہایت ہی نازک وقت میں بجائے اس کے کہ اُن کے
کمان افسر اُن کے حوصلہ بڑھاتے۔ خود باآواز بلند کہا تھا " اے یارو۔ خوف موت
کرو۔ تم نے تو آج فتح کر لینے کی قسم کھائی ہے۔ اور تم فتح کروگے"۔ آنے والے
زمانہ میں ان بے نظیر کاموں کی نظیر ملنا محال ہے۔ کیا جھوٹ اور افترا ان کارناموں
کو پوشیدہ کرسکتے ہیں؟"

فتح کی رات کوئی مسرت کی رات نہ تھی۔ نپولین خاموش اور اُداس خیالات میں
غرق تھا۔ کوئی تو اُس کے گرد اپنے بھائی کا ماتم کر رہا تھا۔ کوئی رشتہ دار کے غم میں
سوگوار تھا اور کوئی دوست کے الم میں سر دھن رہا تھا۔ ۴۳ جنرل مقتول و مجروح ہوئے
تھے اور تیس ہزار سپاہی دشمن کی تلوار یا گولی اور گولے سے موت کے گھاٹ اتر گئے
تھے۔ پیرس میں رانڈوں اور یتیموں کو اس سانحہ کی خبر بھیجنا کچھ آسان کام نہ تھا۔ بورودینو کی
کی فتح نے فرانس کو لباس ماتمی پہنا دیا تھا۔ روسیوں کی طرف اس سے بھی
زیادہ شدید نقصان ہوا تھا۔ یعنی پچاس ہزار روسی خون کے دریا میں ڈوبے پڑے
تھے"۔

غروب آفتاب میں ابھی کسیقدر دیر تھی۔ روسیوں کے پس پا ہونے کا شور ابھی فاصلہ پر سنا جاتا تھا۔ نپولین گھوڑے پر سوار ہو کر میدان قتال کے ملاحظہ کو حسب عادت چلا۔ جہاں بے شمار مقتول و مجروح خاک پر پڑے تھے۔ اس پُرہول منظر کی خیالی تصویر بھی ناممکن ہے۔ شام کے قریب ہونے سے سرمائی طوفان چلنا شروع ہوے۔ اور اتنے ہی میں بادلوں کی گھنگھور گھٹا چھائی اور خون کی بھیگی ہوئی زمین پر ایسا مینہ برسا کہ مجروح جانکنی کے ساتھ خون کی کیچڑ میں مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے صنوبر اور دیودار کے جنگلوں میں چھپا ہوا سنسناتی تھی اور ایک شورِ طوفان برپا تھا دیہات اُجڑ کر راکھ کا ڈھیر رہ گئے تھے۔ سب میدان ہو گیا تھا اور میدان کی صورت کو بگاڑ دیا تھا۔ جدھر دیکھئے بربادی مصیبت اور موت کی فرماں روائی تھی۔ رات کی جھلکتی ہوئی اندھیری میں سپاہی دھوئیں سے کالے اور لہو میں لتھڑے ہوئے اُن مجروحوں کو جن میں جان کی رمق باقی تھی اٹھاتے پھرتے تھے اور مقتولوں کے جھولوں میں کھانے کی چیزیں ٹٹولتے تھے فاتح فوج میں ظفر کے ترنم اور نصرت کے نعرے کہیں سن نہ پڑتے تھے۔ بہت سے مجروح تو نالوں اور نالیوں میں ملے جہاں وہ اس خوف سے رینگ گئے تھے کہ گولے یا گھوڑوں کے آہنی نعلوں اور توپ کے پہیوں سے اُن کا کام نہ تمام ہو جائے۔ مجروح گھوڑے جن کا درد سے بُرا حال تھا میدان میں لنگڑاتے پھرتے تھے یا جاں کنی کی حالت میں الف ہوتے اور ٹانگیں پھینکتے تھے ہر طرف سے فریاد و آہ کی صدائیں آ رہی تھیں۔ میلوں تک ٹیلوں۔ جنگل اور نالوں میں یہی تماشہ دکھا جا رہا تھا اور بہت سے مظلوم تو گھائل حالت میں کئی شبانہ روز سردی اور کیچڑ۔ طوفان میں ویسے ہی پڑے رہے اور بعد کو اُن کا پتہ چلا۔ اور بہتوں کا تو پتہ بھی نہ چلا اور بھوک اور جراحت کی سختیاں جھیل کر جانیں توڑیں۔ بعض مجروحوں نے یہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے اپنی استخوان شکستہ

میں لکڑی باندھ لی کہ کچھ سیدھی ہو جائے اور اُسی حالت نادیدنی میں لنگ کرتے ہوئے مدد کی تلاش کرنے لگے۔ ایک شخص ایسا بھی دستیاب ہوا کہ اُس کی دونوں ٹانگیں اور شانہ سے ایک ہاتھ اڑ گیا تھا اور وہ ہنوز زندہ تھا اور ہوش و حواس درست تھے ایک مجروح روسی ایک گھوڑے کی لاش میں جسکو ایک گولے نے خالی کر دیا تھا چھپا رہا اور کئی دن تک اندر ہی اندر گھوڑے کا گوشت دانتوں سے نوچ نوچ کر کھاتا رہا ہمارا فرض ہے کہ ہم یہ سب اصلی واقعات اصلی صورت میں دکھائیں تاکہ جنگ کی پوری دل آویز تصویر نظروں کے سامنے پھر جائے۔

کونٹ سیگر نے لکھا ہے کہ مقتولوں میں ہو کر جہاں لاش پر لاش پڑی ہوئی تھی شاہنشاہ کے پیچھے پیچھے ہمیں بھی جانا پڑا اور اتفاق سے گھوڑے کا پیر ایک مجروح
۹۹، پر پڑ گیا اور اس صدمہ سے اُس کی جان کی آخری رمق جو اب ذرا سی باقی تھی نکل گئی اب تک شاہنشاہ خاموش اور خیالات میں ڈوبا ہوا چلا جا رہا تھا۔ لیکن جب اس نیم جاں کو گھوڑے کے پیر کے صدمہ سے پھڑک کر وزاہی مرجاتے دیکھا تو بے اختیار اُس کے مُنہ سے چیخ نکل گئی۔ اس کے بعد اُس کو غیظ آیا اور اس بے احتیاطی پر نہایت ہی غصہ کا اظہار کیا۔ اور اُس مجروح اور مقتول کی مدد کو جھک پڑا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا۔ وہاں کچھ بھی باقی نہ تھا۔ شاہنشاہ اسی غیظ و غضب کی حالت میں تھا کہ ہم میں سے ایک نے اُس کو ٹھنڈا کرنے کی غرض سے عرض کیا" جہاں پناہ یہ شخص تو روسی سپاہی تھا" یہ سن کر شاہنشاہ نے جواب دیا" کیا خوب۔ جب جنگ ختم ہو چکی اور فتح مل گئی تو دوست و دشمن سب انسان ہیں" اس کے بعد شاہنشاہ نے افسروں کو چاروں طرف مجروحوں کی امداد کو روانہ کیا جو ہر سمت پڑے کراہ رہے تھے شاہنشاہ نے فرانسیسی اور روسی مجروحوں پر یکساں توجہ کی۔ انھیں حالات کے درمیان شاہنشاہ کو خبر دی گئی کہ جنرل کو لوسوف کا چند اول موجبیک

کے مشہور مقام پر پورش کرنے والا ہے۔ نپولین نے کہا بہت اچھا۔ ہم اپنے مظلوم مجروحوں کے ساتھ اور چند گھنٹے مقیم رہینگے[1]

روسی فوج آہستہ آہستہ ماسکو کی طرف ہٹتی گئی اور جہاں کہیں چند گھنٹے قیام اور مقابلہ کرنا ممکن ہوا اُس نے باڑیاں قایم کیں۔ یہ فوج مصیبت زدہ غلام رعایا اپنے ساتھ آگے آگے کرلیتی تھی اور خود عبور کرنے کے بعد دریاؤں کے پل اڑا دیتی تھی۔ اور رسد اور چارہ کے سامان کو یا تو اپنے ساتھ لے جاتی تھی یا برباد کردیتی تھی۔ سات روز تک تھکے اور فاقہ زدہ فرانسیسیوں نے روسیوں کا تعاقب کیا۔ میدان کی ویرانگی کا وہی حال تھا۔ اُن کو ہر مقام پر فتح ہوتی تھی لیکن فتح کا نتیجہ کچھ نہ ہوتا تھا۔ راس ٹوپ چن ماسکو کے جلانے کی تیاری کر رہا تھا۔ اور جہاں تک ممکن تھا شہر کو باشندوں سے خالی کر رہا تھا۔

۱۴۔ ستمبر ۱۸۱۲ء کو سہ پہر سے پہلے نپولین نے جو اس ویران یکساں اُداس ملک میں کوچ کئے ہوئے چلا آرہا تھا ایک پہاڑی کی چوٹی سے ماسکو کے سنہرے گنبد اور مینار بہت فاصلہ پر دیکھے۔ اور گھوڑے روک کر باآواز بلند کہا "دیکھو وہ سامنے قیصروں کا مشہور شہر نظر آتا ہے۔ پھر تھوڑی دیر تک بذریعہ دوربین کے ماسکو کی طرف دیکھ کر کہا "لیجئے آہی پہونچے"۔

سپاہیوں نے یہ خیال کرکے اُن کی مصائب کا خاتمہ ہوگیا اور معقول جاے امن اور پورا سامان رسد ہاتھ آئیگا بے انداز خوشی کا اظہار کیا۔ تمام صفوں میں "ماسکو" "ماسکو" کا شور برپا ہوگیا اور شہر کی صورت دیکھنے کو قدم تیزی سے

---

[1] جنرل گارڈو نے لکھا ہے کہ زمانہ قدیم یا زمانہ حال کے کسی جنرل نے مجروحوں کی پرداخت نپولین کی برابر نہ کی۔ نشۂ فتح میں وہ کبھی ایسا مدہوش نہوا کہ مجروحوں کو بھول جاتا۔ جنگ کے ختم ہوتے ہی سب سے پہلے وہ مجروحوں کی طرف متوجہ ہوا کرتا تھا"۔ مصنف ۱۲

اُٹھنے لگے۔ فرانسیسی شہر کے قریب پہونچے۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ خاموشی اور سناٹا تھا اُن کو حیرت ہوگئی۔ اور یہ غمناک خبر نپولین تک پہونچائی گئی کہ شہر خالی پڑا ہے اور لوگ اُس کو چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ صرف چند مصیبت زدہ قیدی باقی تھے جن کو روسیوں نے صرف اس شرط پر رہا کیا تھا کہ جس وقت فرانسیسی شہر میں داخل ہوں یہ شخص شہر میں آگ لگادیں۔ یہ شخص نشہ میں مخمور اور نہایت ہی گندے اور خوفناک صورت کے لوگ تھے۔ یہ دیکھ کر کہ تمام شہر خالی پڑا تھا نپولین کو بھی حیرت ہوگئی۔ اب اُس کے کانوں تک یہ افواہ بھی پہونچی کہ شہر میں آگ لگائی جائیگی۔ لیکن یہ بات نپولین کو کسی طرح باور نہو سکی کہ ماسکو جیسے عظیم الشان شہر کو جلانا گوارا کیا جائیگا۔ اور واقعی سوائے ایک وحشی قوم کے جس پر ایک ظالم اور خودسر فرماں روائی ہو ایسا کر سکتا۔ کسی کے امکان میں بھی نہ تھا۔ اُن باشندوں میں جن کو روسی فوج ماسکو سے ہانک لے گئی تھی ایک لاکھ سے زیادہ والدین اور بچے بھوک اور سردی سے جنگلوں میں مرگئے اور دوسرے ہزاراں ہزار باشندے جو جنرل کوٹوسوف کے ہمراہ ہوگئے تھے ماندگی اور طرح طرح کی ایذا کی بدولت موت کا شکار ہوگئے۔ نپولین ماسکو میں صرف اس لیئے نہ آیا کہ ویران سڑکیں اُس سے دیکھی نہ جاسکتی تھیں۔ چنانچہ خود شہر کے باہر ہی ایک مکان میں مقیم ہوگیا اور مورٹیر کو شہر کا گورنر مقرر کیا۔

نپولین نے تاکید کی کہ شہر میں لوٹ نہونے پاے۔ دوست و دشمن کی یکساں حفاظت کی جاے۔ شہر میں کھانے اور ٹھہرنے کے مکانوں کی جستجو میں سپاہی منتشر ہوگئے۔ بعض شہری تو ایسی جلدی میں بھاگے تھے کہ سنگار کی میزوں پر عورتوں کے زیور سے ویسے ہی چھوٹ گئے تھے۔ اور سوداگروں کے خطوط اور اشرفیاں اُن کی درازوں میں موجود تھیں۔

نپولین اب پیرس سے دو ہزار میل سے زیادہ دور تھا۔ اور خوفناک فکروں کے خیال اُس کے دماغ کو ستا رہے تھے۔ ایک پلنگ پر وہ آرام کرنے کو لیٹ گیا لیکن کسی طرح نیند نہ آئی۔ رات میں چند مرتبہ اُس نے خدمتگاروں سے دریافت کیا کہ کوئی حادثہ تو نہیں ہوا۔ صبح کو اُٹھ کر نپولین کریملن کے ایوان میں چلا گیا جہاں روس کے پُرانے فرماں روا رہا کرتے تھے۔ اپنی عادت کے موافق نپولین نے فوراً اسکندر کو صلح کے بارہ میں لکھا اور یہ خط ایک روسی سردار کو جو اسپتال میں مل گیا تھا لیجانے کو دیا گیا۔

نپولین نے لکھا "جنگ کی بدولت جو کچھ ہوا سو ہوا۔ لیکن اپنے دوست کی طرف سے جو تلسٹ اور ارفرتھ کے عہدناموں سے میرا خالص دوست ہو گیا ہے۔ میرے خیالات بدل نہیں سکتے" ذرا یہ بات بھی غور کے لائق ہے کہ اس کی کیا وجہ تھی کہ نپولین باربار پُرانی دوستی جتلاتا تھا۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ اُس اب تک یقین تھا کہ اس مخالفت پر اسکندر جبریہ آمادہ کیا گیا تھا اور اُس کی کوئی خطا نہ تھی اصل وجہ اُس کی ماں یعنی بڑی بیگم اور روس کے امرا تھے کہ یہاں تک فساد کی نوبت پہونچی تھی۔

دن تو اس انتظام میں گزرا کہ سپاہ کہاں کہاں مقیم ہو۔ اور ویران شہر کوں پر آوارہ پھرنے کے بعد عالی شان مکانوں میں سپاہی مقیم ہوے اور اسی کے ساتھ قریب بیس ہزار کے نہایت ادنیٰ طبقہ کے مرد عورت اُن مقامات سے جہاں وہ پوشیدہ ہو گئے تھے چپکے چپکے نکل کر آئے اور فرانسیسی سپاہ میں مل گئے کریملن کے ایوان کے نیچے باروت کا ایک بڑا بھاری ذخیرہ بھر دیا گیا تھا اور اسی ایوان میں نپولین اور اُس کے سررشتہ کے افسر ٹھہرے

ہوئے تھے۔ اور دوسرے ایوانوں کے نیچے بھی اسی طرح بارود بچھادی گئی جہاں دوسرے فرانسیسی ٹھہرے تھے۔ اور ان ایوانوں کے کمروں اور تہ خانوں میں اس بارود کے علاوہ نہایت کثرت سے برباد کرنے اور اڑ جانے والا سامان مثل بم کے گولوں وغیرہ کے بھر دیا گیا تھا کہ ان کے اڑجانے سے وہ سب لوگ اڑ جائیں جو آگ بجھانے کو مکانوں میں آئیں۔ فواروں کو مسمار کر دیا گیا تھا۔ پانی کے نل کاٹ دیئے گئے تھے اور آگ بجھانے کے انجنوں کو یا تو خراب کر دیا تھا یا اپنے ہمراہ اٹھا لے گئے تھے۔ چنانچہ روس کی خودسر حکومت کا ظالمانہ فعل تاریخ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اور اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ روس کی رعایا جانوروں سے بہتر خیال نہ کی گئی تھی۔

یہ جملہ تدبیریں خفیہ کی گئی تھیں اور فرانسیسی سپاہی بھی شہر میں کچھ ایسے جلدی میں داخل ہوئے کہ کسی کی نظر ان باتوں کی طرف نہ پہونچی۔ لیکن باوجود اس کے یہ ایک عام افواہ ہو رہی تھی کہ شہر میں آگ لگے گی اور اس افواہ کے ساتھ شہر کو خالی دیکھ کر فاتحین کے دل میں کچھ سمجھ میں نہ آنے والے تردد سے بھر گئے تھے۔ بہرحال یہ دن خیریت سے گذرا۔

رات آتے ہی اندھیری گھٹا چھائی اور سرمائی طوفان کے جھونکے چلنے لگے شہر کے مکانات لکڑی کے تھے اور موسم گرما میں سوکھ کر اب آتشزدگی کے لیے تیار کھڑے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روسیوں کی غیبی امداد بل رہی تھی۔ نپولین فاتح تھا۔ اور فتح اور نصرت کے ساتھ اپنے دارالحکومۃ پیرس سے چل کر دو ہزار میل سے زیادہ آیا تھا۔ اور براعظم یورپ کے سب سے قوی شاہنشاہ کے دارالحکومۃ کو چھین لیا تھا باوجودیکہ اس کی کمک او امداد انگلستان۔ اسپین پرتگال۔ اور سویڈن نے کی تھی۔ اس فتح کو دیکھ کر یورپ دنگ ہو گیا تھا۔

یہ فتح نپولین کے تمام پہلی فتوحات پر غالب تھی۔ لیکن یہ عظیم الشان فاتح ایسے معراج فتح کے وقت میں بھی مایوسی سے گھرا ہوا تھا اور اُس کے دل کو یہی فکر مسوسے ڈالتی تھی کہ کوئی حادثہ جانکاہ ضرور ہونے والا ہے۔

آج ستمبر ۱۸۱۲ء کی سولھویں تاریخ تھی۔ اور آدھی رات کو تھکا ماندہ نپولین آرام کی غرض سے لیٹا۔ کرملین کے ایوان کے میناروں پر بادِ سرو کے جھونکے سر ٹکرا رہے تھے۔ کہ اتنے میں سڑکوں پر شور برپا ہوا کہ "آگ لگی۔ آگ لگی" شہر کے مشرقی حصہ میں شعلوں کے ساتھ دھواں بل کھاتا اور موجیں مارتا پُرطوفان آسمان کی طرف چڑھ رہا تھا۔ اور اسی کے ساتھ بم کے گولے پھٹتے تھے۔ اور بارود کے پیپے اڑتے تھے اور چاروں طرف موت کا بازار گرم تھا۔ اتنے ہی میں دوسری طرف بھی زلزلہ کی سی مہیب آواز پیدا ہوئی۔ اور بیس پچیس مکان ایک دم سے ہوا میں اُڑ گئے۔ اور جلتی ہوئی آتش گیر چیزیں کچھ ایسی قسم کی کہ بجھ نہ سکتی تھیں اطراف میں پھیل گئیں۔ اور ایک نئے آتش فشاں کے دھوئیں اور شعلہ نے بربادی شروع کر دی۔ اب کیا تھا۔ زلزلہ کے بعد زلزلہ شروع ہوا۔ اور طوفان کا شیطان ایسا آموجود ہوا تھا کہ شعلوں کو اور ہوا دیتا تھا اور اس بربادی کی شب میں جشن منا رہا تھا۔ تمام سڑکوں اور تمام مکانوں پر آگ برس رہی تھی۔ سرنگ اڑ رہے تھے۔ بم کے گولے پھٹ رہے تھے اور بارود کی گاڑیاں۔ اور میگزین اُڑے جا رہے تھے اور دو ہی تین گھنٹہ کے اندر جس میں بیرون از بیان گھبراہٹ پھیلی ہوئی تھی یہ عظیم الشان شہر ماسکو آگ کے ایک طوفانی سمندر میں غلطاں پیچاں ہو گیا آتش زنوں کا یہ حال تھا کہ فرانسیسی اُن کو گولی سے مار دیتے تھے۔ سنگینوں سے چھید ڈالتے تھے۔ شعلوں میں جھونک جھونک دیتے تھے لیکن کم بخت باز نہ آتے تھے اور آگ لگاتے چلے جاتے تھے۔

نپولین صبح سے اُٹھ کھڑا ہوا اور دیکھا کہ ہر طرف سے شہر جل رہا ہے اور یہ پہلا موقع تھا کہ وہ ایسا گھبرایا کہ کبھی پہلے ایسا اور اتنا پریشان نہوا تھا اور اس دور اندیش شہنشاہ کو ایک دم میں وہ سب آفات اور مصائب معلوم ہوگئیں جو سر پر آپہونچی تھیں۔ اور گھبرایا ہوا کمرہ میں ٹہلنے لگا اور جلد جلد احکام لکھوائے۔ اور پھر کھڑکی سے آگ کی ترقی کو دیکھنے لگا۔ کرملین کے ایوان کے گرداگرد سبز باغات اور چمن تھے اور چند ساعتوں کے واسطے محفوظ معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اُس کے نیچے بارود کی سرنگیں موجود تھیں اور آتش گیر اشیاء کا ایسا انتظام کر دیا گیا تھا کہ وہاں تک فوراً آگ کا گزر ہو جائے اس آگ کو دیکھ کر نپولین بے ساختہ کہتا تھا۔ افسوس کیسا ہولناک نظارہ ہے۔ ہائے ایسے ایوان۔ اور اتنے بہت سے عالی شان محل خاکستر ہوئے جاتے ہیں۔ کوئی شک نہیں یہ روسی قطعی حیوان ہیں۔ شہر ٹرائے جو پرانے زمانہ میں جلا تھا اور بڑی رنگ آمیزی سے اس کو افسانے کی صورت میں بیان کیا ہے اور شاعری کا پورا مبالغہ صرف کیا گیا ہے فی الحقیقت ماسکو کے واقعہ سے جو میری آنکھوں کے سامنے پیش آیا ہے ہرگز بڑھ کر نہیں ہے"

تمام دن۔ ۱۷ تاریخ کو۔ پھر آنے والی تمام رات۔ یہ آگ بڑھتی اور ترقی کرتی گئی۔ اور تمام شہر نہ بجھنے والے کوہ آتش فشاں کا عظیم الشان دہانہ نظر آرہا تھا۔ رنگ رنگ کے شعلے ہوا میں بلند ہوتے تھے۔ برانڈی شراب۔ شورہ۔ اور بارود۔ ایسے ایسے مہیب آوازوں سے اُڑتے تھے کہ کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے۔ لوہا۔ پتھر۔ اور جلتے ہوئے شہتیر اڑ کر میدان میں گرتے اور ہلاکت کا باعث ہوتے تھے تنگ کوچوں میں گروہ کے گروہ شعلوں سے گھر کر جل جاتے تھے اور غالباً جیسی گھبراہٹ۔ پریشانی اور ابتری آج پھیلی ہوئی تھی کبھی نہ پھیلی ہوگی سپاہیوں کا دھوئیں سے دم گھٹ گیا تھا۔ شعلوں سے جھلس گئے تھے۔ اور

جلتے ہوئے شہر کی گلیوں میں راہ بھول گئے تھے۔ اور اس دشمن آگ کے درمیان بھاگے پھرتے تھے اور اس دشمن پر کسی طرح حملہ اور بھی نہ ہو سکتے تھے۔ یہ بھی دیکھا جاتا کہ بہت سے سپاہی قیمتی مال سے گرانبار بہ وقت تمام چلتے اور بھاگتے تھے لیکن پھر جان عزیز کی حفاظت کو مقدم سمجھ کر سارا مال وہیں کا وہیں چھوڑ کر بھاگ بچنے کی فکریں کرتے تھے مصیبت زدہ اور دکھیا عورتیں بچوں کو گودوں میں لئے اور ہاتھ پکڑے اس محیط خطرہ سے باہر نکلنے کو بھاگی بھاگی پھر رہی تھیں۔ ضعیف اور ناتوان بوڑھوں کی ڈاڑھیاں جل گئی تھیں اور ناتوانی اور ضعف سے رینگتے تھے اور بسا اوقات تعاقب کرنے والے شعلوں کے پھندے اُن کو پھانس کر جلا ڈالتے تھے۔ نپولین اپنے سپاہیوں اور باقی بچے ہوئے باشندوں کو بچانے کی فکر میں ہمہ تن مصروف تھا۔

آخر کار نپولین کو یہ اطلاع دی گئی کہ کریملن کے ایوان میں آگ آ پہونچی۔ اور معاً شعلوں نے اس ایوان کو ایسا محصور کیا کہ نکلنا قریب قریب ناممکن ہوگیا۔ اور بڑے پھاٹک کی عمارت جلنا شروع ہوگئی۔ اور بڑی جد و جہد سے ایک چور دروازہ ملا جس سے شاہنشاہ اور اُس کے ہمراہی باہر نکل سکے۔ شعلوں سے آنکھیں بند ہوگئی تھیں اور گرمی اور دھوئیں سے دم گھٹ گیا تھا اور اسی حالت میں یہ لوگ سب کے سب آخر کار ایسے موقع پر پہونچے جہاں آگ کا سمندر موجیں مار رہا تھا اور بظاہر ایسا حایل تھا کہ باہر نکلنا ممکن نہ معلوم ہوتا تھا۔ آخر کار ایک تنگ اور پیچیدہ باہر نکلنے کا کوچہ دستیاب ہوا۔ لیکن اس میں بھی چند مقام پر آگ لگی ہوئی تھی اور اوپر سے برابر لپٹ آرہی تھی اور یہ رستہ ایسا رستہ تھا کہ اس سے باہر نکلنے کی کوشش کرنا پہلے جان سے ہاتھ دھولینا تھا۔ لیکن آخر کیا بھی کیا جاتا۔ نپولین اور اُس کے ساتھیوں کو انجام کار اسی کوچہ میں در آنے پر ضرورت نے مجبور کردیا۔

چاروں طرف سے انگاروں کا مینہہ برس رہا تھا۔ جلتی ہوئی چیزیں سروں پر گر رہی تھیں۔ گرمی اور دھوئیں نے اندھا کر دیا تھا اور دم رک گیا تھا لیکن اسی حال میں یہ سب آگے بڑھے چلے جاتے تھے۔ لیکن انجام کار رہنما رستہ بھول گیا، اور حیران و ششدر ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اب سب کو یقین ہوا کہ جل کر وہیں مر جائینگے کہا گیا ہے کہ اس نازک اور سنگین موقع پر بھی نپولین کے استقلال میں فرق نہ آیا تھا اور اُس کے ہوش و حواس سلامت تھے۔ اسی حالت میں کیا دیکھا کہ مارشل ڈے وسٹ شاہنشاہ کو ڈھونڈھتا ہوا چلا آ رہا ہے اور اُسکے ہمراہ فرانسیسی سپاہ کی ایک کمپنی ہے۔ مارشل ڈے وسٹ نے یہ عزم کر لیا تھا کہ اپنے شاہنشاہ کی جسطرح ممکن جان بچالیگا کیونکہ فرانس کی سلامتی اُسی کی سلامتی سے وابستہ تھی اور نہیں تو اس ارادہ میں خود اپنی جان پر کھیل جائیگا۔ چنانچہ نپولین نے جاں نثار مارشل کو گلے سے لگا لیا۔ آگے بڑھنے پر کیا دیکھا گیا کہ بارود کا انبار لگا ہوا ہے اور اگرچہ اُس کے گرد اور قریب آگ پھونچ گئی تھی اس گروہ کو اُسی کے قریب سے ہو کر نکلنا پڑا لیکن نپولین کے اقبال کا اب بھی اور ایسے موقع پر بھی وہ حال تھا کہ کسی کے منھ سے بدحواسی یا پریشانی کا کوئی کلمہ نہ نکلا۔

ماسکو کی شہر پناہ سے اب خدا خدا کر کے باہر نکلے اور اس جلتے ہوے دار السلطنت سے تین میل کے فاصلہ پر نپولین پیٹروسکوئی کے گڈھ میں مقیم ہوا۔ شاہنشاہ نے ماسکو کی طرف دیکھا۔ اور بڑی اُداسی سے کہا۔ "اس حادثہ سے کسی معمولی مصیبت کے آثار ظاہر نہیں ہیں بلکہ کوئی غیر معمولی آفت نازل ہونے والی ہے۔" چند سال اس واقعہ کے بعد نپولین نے کہا۔ "ماسکو کی آتش زدگی آتشین سمندر اور آتشین امواج کا منظر تھا۔ شعلوں کا آسمان تھا۔ شعلوں کے بادل تھے۔ سمندر کی مہیب امواج کی طرح یہ آتشیں پہاڑ تھا۔ کبھی اُس کی چوٹیاں بلند ہو کر آسمان سے جا ملتی تھیں اور کبھی پست ہو کر وہ شعلوں کی

نیچی سطح کے برابر ہو جاتا تھا۔ کوئی شبہ نہیں کہ دنیا کا یہ سب سے زیادہ پُر ہول۔
مہیب اور دلوں کو سہما دینے والا منظر تھا۔"
۱۹ ستمبر کو جب آگ مشتعل کرنے والی کوئی شے باقی نہ رہی تو رفتہ رفتہ
وہ خود کم ہو چلی۔
کرم زن صاحب لکھتے ہیں:" کیا ایوان اور کیا معابد
اور علوم و فنون اور عیش و عشرت کی معجز نما یادگاریں۔ اور کیا صدیوں کی پرانی اور کل
کی بنی ہوئی عمارتیں۔ قدیم بزرگوں کے مقبرے اور شیر خوار بچوں کے گہوارے
سب ہی تو بلا امتیاز برباد ہو گئے۔ ماسکو میں کچھ بھی باقی نہ رہا صرف یہ نام باقی
رہ گیا کہ ہاں ماسکو قدیم زمانہ میں کوئی عظیم الشان شہر تھا۔"
جلے ہوئے شہر کے گرد فرانسیسی فوج میدان میں جا پڑی۔ اس لشکر میں ایسا
انوکھا تماشا نظر آتا تھا کہ کبھی نہ دیکھا گیا تھا۔ یعنی سپاہی راتوں میں خوب آگ کے
عظیم الشان الاؤ لگاتے تھے۔ لیکن اُن میں جلایا کیا جاتا تھا۔ نہایت قیمتی لکڑی
کا سامان یعنی میز کرسی۔ الماری وغیرہ وغیرہ جلایا جاتا تھا۔ ہوا سے بچنے کو
فرانسیسیوں نے شاہی ایوانوں کے زرروزی اور کارچوبی ریشمین پردوں
کی راوٹیاں بنا کر تان لی تھیں۔ نہایت ہی گراں بہا آرام کرسیوں۔ مسہریوں
گدّوں پر ایک ایک سپاہی بیٹھا نظر آتا تھا۔ یہ سب تمامی سامان ارغوانی اور
قرمزی مخملوں سے منڈھے ہوئے تھے۔ کشمیر کی شالیں۔ ملک شام کے سمور
ہندوستان اور ایران کے جواہرات عجب بے ترتیبی سے جا بجا ڈھیر کے
ڈھیر پڑے تھے لیکن ادھر تو خوش حالی کے سامانوں کا یہ حال تھا مگر اُدھر غذا
کا کچھ حال قابل بیان نہیں ہے یعنی سپاہ کو فاقے ہو رہے تھے۔ قابیں تو سونے
اور چاندی کی تھیں لیکن کھانا اُن میں دیکھیے تو گھوڑے کا کباب کیا ہوا گوشت تھا

یا جلے ہوئے گیہوؤں کی جلی ہوئی کالی روٹی ہوتی تھی جس کو شدت گرسنگی سے سپاہی بڑے شوق سے کھاتے تھے۔ فرانسیسی افواج اب حد سے زیادہ پریشان تھیں فرانس سے بہت بڑا فاصلہ تھا۔ ملک ویران۔ جہاں کچھ بھی آرام کا سامان موجود نہ تھا۔ چاروں طرف نہایت ہی دلاور اور قواعد داں دشمن کے ٹڈی دل گروہ منڈلا رہے تھے اور ملک کی حفاظت میں ہر شے کو برباد کرنے پر آمادہ تھے۔ اس سب پر ایک طرّہ یہ تھا کہ موسمِ سرما قریب آپہونچا تھا اور موسمِ سرما بھی کیسا۔ شمالی ملک کا موسم سرما۔ کہ خدا کی پناہ۔ سپاہ کو یہ توقع تھی کہ ماسکو پہونچ کر آسائش کی قیام گاہ ملیگی اور ہر شے کی افراط ہوگی۔ لیکن اس سب کو آگ نے کھالیا۔ لہذا اب فرانسیسی فوج اور دریائے نیمن میں ایک ہزار میل چوڑا نہایت ہی ویران اور خوفناک میدان حائل تھا جس میں شمالی بادِ سرد کے قاتل جھونکے چل رہے تھے اور اس بادِ سرد سے بڑھ کر ہلا کو کاساک روسی افواج کے دھاوے ہو رہے تھے۔ اور اگر کسی صورت سے فرانسیسی فوج دریائے نیمن پر پہونچ بھی جاتی تو بھی یہاں سے فرانس کی وادیاں ایک ہزار میل تھیں۔

کرملین کے ایوان کا ایک حصہ جلنے سے بچ گیا تھا۔ ۱۸۔ تاریخ کو نپولین پھر وہیں اُٹھ گیا۔ جب نپولین اس ویران شہر میں داخل ہوا تو فونڈلنگ اسپتال کے قریب سے گزرا۔ اور اپنے سکرٹری سے کہا "جاؤ میری طرف سے دریافت کرو کہ اس عمارت کے مکینوں پر کیا گذری" اسپتال کا مہتمم ایک دیرینہ سال روسی تھا جس کا نام ماسیئو ر ٹو ٹل مین تھا اور اُس نے سکرٹری سے کہا "میرے اسپتال والے صرف اُس فرانسیسی گارڈ کی بدولت بچ گئے جس کو شاہنشاہ نپولین نے اسپتال کی حفاظت پر مامور کر دیا تھا"

پھر اس مہتمم نے سکرٹری سے کہا "آپ کا شاہنشاہ ہمارے لئے فرشتہ

رحمت تھا۔ اگر وہ حفاظت نہ کرتا تو یہ اسپتال لٹ بھی جاتا اور جل بھی جاتا" اسپتال کے تمامی اطفال سکرٹری کے سامنے پیش کئے گئے۔ اور بچے نہایت مسرور اور شکرگذار سکرٹری کے سامنے آکر جمع ہو گئے۔ جب نپولین سے یہ واقعہ بیان کیا گیا تو اُس پر بڑا اثر ہوا۔ اُس نے مہتمم کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ اور ملاقات سے نپولین کی مہربانی کا اُس پر ایسا اثر ہوا کہ اُس نے نپولین سے درخواست کی کہ اُسے زار کی والدہ یعنی بڑی بیگم کو یہ بات لکھ بھیجنے کی اجازت دی جاے کہ اسپتال کس طرح جلنے اور برباد ہونے سے محفوظ رہا۔ کیونکہ اس اسپتال کی سرپرست بڑی بیگم ہی تھی۔

یہ گفتگو ختم نہ ہونے پائی تھی کہ دریا کے دوسری طرف مکانات جلتے ہوے نظر آئے۔ یہ دیکھ کر نپولین کو راس توپ چن پر بڑا غصہ آیا۔

اُس نے کہا۔ یہ راس توپ چن بڑا ہی کمبخت حرامزادہ ہے۔ جنگ کی مصیبتیں ویسی ہی کیا کم تھیں کہ اب اُس پر آتش زدگی کی آفت کو اُس نے خود اپنے ہاتھوں سے محض ظلم کی خاطر اور اضافہ کیا ہے۔ حقیقت میں یہ بڑا ہی حیوان ہے۔ اس نے بیکس بچوں کو چھوڑ دیا۔ جن کی حفاظت اس کا ذاتی فرض تھا۔ اور اُن مجروحوں اور جاں بلب لوگوں سے بھی اس نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا جن کو روسی اسی کی نگرانی میں چھوڑ گئے تھے۔ اس بے درد نے عورتوں بچوں یتیموں بوڑھوں بیماروں اور بیکسوں کو آگ کے حوالہ کر دیا۔ یہ راس توپ چن انسان نہیں ہلاکو ہے اور بے حس وحشی ہے"

نپولین نے چند روز اسکندر کے مراسلہ کا انتظار کیا اور اس اثنا میں اپنے معمولی عزم وہمت سے فوج کی حالت کی درستی۔ رسد منگانے کا انتظام اور برباد شہر ماسکو میں پولیس قایم کرنے کے بندوبست اور فرانس کے نظم ونسق کے متعلق احکام صادر کرنے میں مصروف رہا۔ نپولین روسیوں کو یقین دلانا چاہتا تھا کہ اب

بھی اُس کا یہی عزم تھا کہ موسم سرما ماسکو میں صرف کرے اور موسم بہار آنے پر جنگ کی کارروائی شروع کی جائے۔

جب زار کی طرف سے کوئی جواب موصول نہوا تو ۴۔ اکتوبر کو نپولین نے کونٹ لارسٹن کو جنرل کوٹوسوف کے صدر مقام پر بھیجا تاکہ سرکاری اصلاح صلح پہونچادیے جاویں۔

۴۰۲ نپولین نے اپنی کونسل کے افسروں سے کہا۔ "روس کا شاہنشاہ میرا دوست ہے۔ اور اگر اپنے میلانِ طبع سے صلح کی طرف راغب ہوگا تو ممکن ہے کہ وہ وحشی سردار جن سے وہ محصور ہے اُس کو تخت سے اُتار دینا چاہیں۔ یا اُس کو قتل کر ڈالیں۔ پس اس حادثہ سے اسکندر کو محفوظ رکھنے کے لئے ضروری یہی معلوم ہوتا ہے کہ صلح کے پیغام میری ہی طرف سے سبقت ہو"[۱]

[۱] نپولین نے کہا۔ سمولنسک سے ماسکو تک پالسوپیل کا عریض ملک ہے یعنی ماسکو سے چل کر ہم نے اسمولنسک کو لے لیا اور اُس کو اچھی طرح محفوظ کیا اور ماسکو پرورش کرنے کے لئے وہ ہمارا مرکز کا مقام ہوگیا آٹھ ہزار آدمیوں کی رہایش کے لایق ہم نے اسپتال مقرر کردیے۔ میگزین اور سامان حرب جمع کیا۔ پچیس ہزار توپوں کے کارتوس۔ اور بے شمار کپڑا اور خوراک کا سامان بہم پہونچایا اور دریاے ویسچولا اور بورس تھینز کے درمیان دو لاکھ چالیس ہزار فوج چھوڑی اور صرف ایک لاکھ سات ہزار فوج نے ماسکو پرورش کرنے کے لئے اسمولنسک کے پل کو عبور کیا۔ اور اس فوج میں سے بھی چالیس ہزار سپاہ میگزین ذخائر اور اسپتالوں کی حفاظت کو دورو کولوج نیازما گھجاٹ اور موجیسک میں چھوڑ دی گئی تھی۔ ماسکو میں ایک لاکھ فوج داخل ہوئی۔ کیونکہ راستہ میں بیس ہزار کے قریب مقتول و مجروح ہوگئی تھی اور بڑا حصہ ماسکو کی جنگ میں کام آیا تھا جس میں پچاس ہزار روسی کام آیا تھا (ماخوذ از نپولین کی اسیری کی تاریخ" مصنفہ مان تھولون جلد ۳ صفحہ ۲۰۲۔

کونٹ لارسٹن روسی کیمپ میں پہنچا لیکن اُس کو راہداری کا پروانہ دینے سے انکار کیا گیا۔ کوٹوسوف نے کہا مجھے پروانہ دینے کا اختیار نہیں ہے۔ لیکن روسی اہتمام سے یہ مراسلہ سینٹ پیٹرزبرگ کو بھیجدیا جائیگا۔ مگر نپولین کے اس مراسلہ کا کبھی جواب موصول نہ ہوا اور اسی طرح دوسرے مراسلات کا بھی جواب نہ آیا جو نپولین کی طرف سے روانہ کئے گئے۔ روسی رعایا کا ایک بڑا حصہ غلام لوگ تھے۔ اور جب حد سے زیادہ خودسر فرماں روائی ہوتی ہے ....

....

....

.... تو رفتہ رفتہ رعایا کے دل سے جوشِ ذکاوت اور آزادی کا خیال مٹ جایا کرتا ہے لیکن باوجود اس کے کہ روسی گورنمنٹ نے جان توڑ کوشش کی تھی کہ روسی غلاموں اور فرانسیسی سپاہیوں میں کسی قسم کا میل ملاپ نہ ہونے پائے۔ اور اسی غرض سے فرانسیسی افواج کی راہ پر شہروں اور قریوں کو جلا دیا تھا اور مصیبت زدہ رعایا کو روسی افواج اپنے ساتھ رگیدے لے گئی تھیں۔ اور نپولین کو شیطان۔ اور اُس کے سپاہی بھوتوں کی اُوتار اور ظلم کی حریص بیان کئے گئے تھے۔ تاہم روسی غلام رعایا فرانسیسی فاتح فوج کے سپاہیوں سے ملی اور لفظ آزادی کے معنوں کی ایک جھلک اُس کو معلوم ہوئی۔

پہلے تو روسی رعایا کو اپنی پریشانی کی وجہ سے سخت حیرت ہوئی لیکن اس کے بعد ہی اُس کے دل میں تعریف کا خیال جاگزین ہوگیا۔ رعایا نے دیکھا کہ ہر موقع پر نپولین کو فتح ہوئی اور اُس کے سامنے سے روسی افواج دھول کی طرح پراگندہ ہوگئیں تو اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اس رعایا نے اپنے حقوق بشری کی طرف خیال کیا اس میں اچھے اور اعلیٰ خیال کے بھی چند لوگ تھے۔ جنھوں نے رعایا کی حوصلہ افزائی

کرکے اُن کے دلوں کو اُبھارا۔ اور اُنھوں نے نپولین سے پے در پے درخواستیں کیں کہ ہم بڑی کثیر تعداد کے ساتھ تمھاری مدد کو موجود ہیں بہ شرطیکہ تم ہماری آزادی اور حقوق کے ضامن ہو جاؤ۔ لیکن نپولین نے اس کا ترش جواب دیا۔ اُس کی دلیل یہ تھی کہ ایسا کرنے سے ایک غلامانہ جنگ واقع ہو گی جو بہت طول کھینچ جائیگی اور روسی گورنمنٹ سے صلح ہونے کے رستہ میں موانع حائل ہونگے اور ملک میں خون کے دھارے بہ جائینگے۔

نپولین نے کہا" یہ غلام اُس آزادی کے شایاں نہیں جس کی یہ خواہش ظاہر کر رہے ہیں اگر اس رعایا کو میں اُس کے فرماں روا کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کرونگا تو مجھ کو پھر کبھی یہ امید نہ رکھنا چاہیئے کہ زار سے کبھی میری صلح ہو گی"

نپولین ایسی پریشانی میں پھنس گیا تھا کہ رہائی ناممکن تھی۔ چونکہ پولینڈ کو خود مختار کر دینے سے اُس نے انکار کر دیا تھا لہذا پولینڈ والے اُس کی امداد سے کنارہ کش ہو گئے۔ اگر اس کے برخلاف وہ پولینڈ کو خودمختار کر دیتا تو آسٹریا اور پروشیا اُس سے خلاف ہو جاتے اور سخت دشمن بن جاتے اگر وہ روسی رعایا کو زار سے بغاوت کر دینے پر آمادہ کر دیتا تو اس عظیم الشان سلطنت میں انقلاب کا ایک جہاں آشوب طوفان برپا ہو جاتا اور خون کے دریا بہ جاتے اور تمام یوروپ کے تاجداروں کو اُس سے اور بھی دس گنا عداوت ہو جاتی۔ چونکہ نپولین نے روسی رعایا کی امداد سے قطعی انکار کر دیا لہذا دو نقصان واقع ہوے یعنی ایک تو اس کو اس رعایا سے وہ امداد نہ ملی جو کافی اور وافی تھی۔ دوسرے خود اس رعایا میں سے ہزارہا شخص فرانسیسی فوج پر جو جاڑے سے خراب حال ہو رہی تھی چھریاں اور خنجر لے کر ٹوٹ پڑے۔ نہ سمجھ میں آنے والی مشیت میں یہی لکھا ہوا تھا کہ نپولین کو زوال ہو۔ پس ایسے نوشتہ تقدیر کو میٹ دینا کسی بشری دور اندیشی کے اختیار میں نہ تھا۔ نپولین کہتا تھا۔

"سینٹ ہلینا تو لوح محفوظ ہی میں لکھا ہوا تھا" سر رابرٹ ولسن روس کے بہت سے محاربات میں خود موجود تھے اور لکھتے ہیں "ہر سمت سے بغاوت کر دینے کی درخواستیں آتی تھیں۔ لیکن نپولین نے ان کو نامنظور کر دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اُس کو خانہ جنگی کی مصائب کا خیال تھا اور اپنی رحیمانہ سرشت سے اُس نے یہ بات پسند نہ کی کہ روس میں خون کے دریا بہیں"

موسم سرما قریب آگیا اور آثاروں سے معلوم ہوتا تھا کہ غیر معمولی شدت سے جاڑا پڑیگا۔ فوج عظیمہ کی تعداد میں روزانہ کمی ہوتی جاتی تھی۔ اور دشمن کی تعداد بڑھتی جاتی تھی۔ نپولین کے فرانس اور اُن افواج سے جو پیچھے چھوڑی گئی تھیں تعلقات معرض خطر میں پڑتے جاتے تھے۔ کاسکون کے ٹڈی دل گروہ بادپا گھوڑوں پر سوار نپولین کی رسد کو روک رہے تھے۔ اور فرانسیسیوں کے گروہوں پر جو دانہ گھاس کی تلاش میں جاتے تھے حملہ کیا جاتا تھا۔ اور بیرونی چوکیات پر جہاں جہاں موقع ملتا تھا حملہ کیا جاتا تھا۔ جب ایسی نازک حالت ہوگئی تو مشورہ کے لئے فوجی سردار جمع ہوے اور بڑی بحث کے بعد یہ طے ہوا کہ ماسکو چھوڑ کر پولینڈ میں سرما گذارنا چاہیئے۔

اگرچہ معاملات کی بڑی نازک حالت تھی مگر نپولین نے خزانہ کا ایسا اچھا انتظام کیا تھا کہ فرانس کے باشندوں پر کوئی زائد ٹیکس نہ لگانا پڑے۔ کرنل نیپر ایک انگریز تھا اور نپولین کا ایسا دشمن تھا کہ تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے نپولین کے ٹکڑے کر ڈالنے کو موجود تھا۔ تاہم ایسی راستی کے ساتھ جس سے نیپر صاحب کے نام کو شرف حاصل ہوا نامور نپولین کی عظمت کی شہادت حسب ذیل لفظوں میں دی ہے۔ یہ وہی نپولین تھا جس نے بیس سال کامل تمام یورپ کے بادشاہوں کا بڑی کامیابی سے مقابلہ کیا تھا۔

نیپیر صاحب لکھتے ہیں ''فرانس کا خرچ انگلستان سے آدھا تھا۔ نپولین کے عہد میں سرکاری طور پر کبھی قرضہ نہ لیا گیا اور یہی قرضہ وہ بلا ہے جس کو سلطنت کی خرابی کی جان کہنا چاہیئے۔ نپولین نے اپنے پیچھے کوئی قرضہ نہ چھوڑا۔ نپولین کے زمانہ میں کسی شخص نے سرکاری روپیہ کو مفت خوروں کی طرح صرف اس استحقاق سے نہ کھایا کہ وہ کوئی بڑا خاندانی آدمی تھا۔ سرکاری عہدہ داروں کو معقول تنخواہیں دی جاتی تھیں اور اُن کو سرکاری کام کثرت سے کرنا پڑتا تھا۔ یہ نہ ہوتا تھا کہ کھا کھایا اور سو رہے۔ سرکاری حساب کتاب حیرت انگیز صحیح۔ سادہ اور جملہ امور حسابی پر محیط تھا اور اسی وجہ سے سرکاری رقوم کو ہضم کر جانا محال تھا۔ نپولین کا رجسٹر ہمارے ۴۰۳
بڑے نامور نارمن فاتح ولیم کی ڈومز ڈے بک[1] سے زیادہ وسیع اور کامل تھا۔ اور یہی ایک رجسٹر نپولین کو فرانسیسی قوم میں ہر دل عزیز کر دینے کو کافی تھا۔ چونکہ نپولین بڑی شدت سے اس رجسٹر کی نگرانی کرتا تھا یوماً فیوماً یہ وسیع ہوتا گیا اور ہر شخص کو کیا سرکاری کیا نجی جائداد کی مقدار اور قیمت اور سرکاری مطالبات کا صاف صاف حال معلوم ہوا۔ اس رجسٹر کو ایسی خوبی سے ترتیب دیا گیا تھا کہ جائداد وں کے نام متعین ہو گئے تھے۔ فریب دنیا موقوف ہو گیا تھا۔ مقدمہ بازی کم ہو گئی تھی۔ ٹیکس انصاف اور مساوات کے ساتھ قایم ہوتے تھے۔ محاصل وصول کرنے والے جبر نہ کر سکتے تھے۔ محاصل سرکاری میں کوئی نقصان واقع نہ ہو سکتا تھا۔ اور غریب سے غریب فرانسیسی کا گھر محفوظ تھا۔ یہ رجسٹر اگرچہ نپولین کا طبع زاد نہ تھا تاہم اپنے محیط ہونے کی وجہ سے جب مکمل ہو جاتا تو سب سے بڑی برکت ہوتا جو کسی مدبر کے ہاتھ سے کسی شائستہ قوم پر نازل ہوئی''۔

[1] ڈومز ڈے بک یہ ایک کتاب کا نام ہے جس کو ولیم فاتح نے تیار کیا تھا جس میں ملک کی اراضیات وغیرہ کا حال درج تھا ولیم نے انگلستان کو ۱۰۶۶ء میں فتح کیا تھا۔ مترجم ۱۲

باب پنجاہ وچہارم

مراجعت

موسم سرما کا آنا - برف - پولینڈ کو مراجعت کی تیاریاں - چنداول کا فرض - یوجین کی روسیوں سے جنگ - کلوگا کا درہ - مراجعت شروع ہونا - شاہنشاہ کا سخت تردد
روسیوں کی پریشانی - بورو ڈی نو کی حالت - دیاس ما
ارشل سے چنداول کا کمانیر - آدھی رات کا طوفان - اسمولنسک
کو پہونچنا - فرانس سے متوحش خبر کا آنا - یوجین کا ایک واقعہ -
کراسس نو جنرل نے کا واقعہ - برلسینیا کارستہ
اسمورگونی ایبی ڈی پریڈینٹ سے ملاقات -
پیرس کو واپس آنا - جنرل نے کی شجاعت -

فرانسیسی فوج ماسکو میں چار ہفتے رہی - نپولین کی شہر میں ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ داخل ہوئی تھی - نپولین ایک مہینہ کے قریب اپنی تھکی ہوئی فوج کے درست کرنے اور سامان بہم پہونچانے اور بیماروں کے علاج میں محنت کرتا رہا - بیماروں کی ایسی تسلی اور تشفی کرتا تھا کہ تمام فوج میں وہ محبوب ہوگیا - اُس نے ہر قسم کے خطرہ کو

ص ۲۰۳

برداشت کرلیا لیکن مجروحوں کا ساتھ نہ چھوڑا کہ وحشی کاسک ان پر ظلم کریں۔ اُس کو یہ امید بھی قوی تھی کہ زار سے صلح ہو جائیگی۔

نپولین کے کافی انتظام سے فوج پھر عالیشان نظر آنے لگی اور پورا انتظام ہوگیا چونکہ سپاہ کو اپنے سردار پر پورا بھروسہ تھا وہ فکر سے آزاد اور بشاش تھی۔ مگر آنے والے خطرہ کو نپولین اچھی طرح دیکھ چکا تھا۔ اور اُس کے تردد کی کوئی انتہا نہ تھی۔ چہرہ زرد ہوگیا تھا بدن پر گوشت نہ رہا تھا اور بے چین تھا۔

اب اکتوبر کا مہینہ آپہونچا تھا۔ خزاں سے درختوں کے پتے گر گئے تھے اور ماسکو کے جلے ہوئے مکانات کے ڈھیروں پر جہاں اب بھی کہیں کہیں دھواں نکل رہا تھا شمالی سرد ہوا کے جھونکے چل رہے تھے۔ نپولین نے بڑی احتیاط سے پچاس برس گذشتہ کے رجسٹروں کو موسم کا اندازہ کرنے کو کہ کس وقت سے سرما کی شدت شروع ہوجاتی ہے جانچ کیا تھا۔ لیکن اس سال خاص طور سے ہمیشہ کے معمول کے خلاف ۱۳۔ اکتوبر کو یعنی ۳ ہفتہ قبل ایسی شدید برف باری ہوئی کہ زمین سفید ہوگئی۔

یہ تماشا دیکھ کر سخت متحیر اور پریشان ہوا اور اُس نے فوراً مراجعت کرنے اور پولینڈ میں موسم سرما گزارنے کا اعلان کر دیا لیکن یہ سفر ایک ہزار میل کا اب خوفناک تھا کہ ایک ویران اور اُجاڑ ملک میں جانا تھا جہاں اُداسی اور مصیبت کے سوا کسی دوسری چیز کا پتہ نہ تھا۔ ایسی مراجعت کا خیال کرتے ہوئے خوف غالب ہوتا ہے۔ یعنی برابر برف پر چلنا۔ شمالی مہلک سرد ہوا کے طوفانوں کے صدمے برداشت کرنا اور کاسکوں کے ٹڈی دل حملہ آوروں کا نشانہ ہونا جو طوفان سے بھی زیادہ مہلک تھے۔

یہ امر ضروری تھا کہ بڑی دلجمعی اور احتیاط اور دیکھ بھال کے ساتھ مراجعت کی جائے۔ تاکہ فوج مایوس نہ ہو اور دشمن مایوسی کو دیکھ کر گستاخ اور دلیر نہ ہو جائیں۔

نپولین نے یہ عزم کیا کہ نئے رستہ سے اسمولنسک کو جانا چاہیئے۔ کیونکہ
جس راہ سے وہ آیا تھا تمام ملک جنگ کی بدولت ویران ہو چکا تھا اور کسی چیز کے
ملنے کی امید باقی نہ تھی جہاں تک گاڑیاں دستیاب ہو سکیں تمام مجروح اور مریض اُن
میں سوار کیئے گئے اور اسمولنسک کی طرف ایک زبردست فوجی دستہ کی حفاظت
میں روانہ کر دیئے گئے سپاہیوں نے نپولین کے احکام کی بڑی چستی سے تعمیل
کی۔ ۱۸۔ اکتوبر کو سپاہ نے بھی کوچ کیا۔ دوسری صبح کو آفتاب کے طلوع کے
وقت نپولین بھی ماسکو سے روانہ ہو کر اپنی فوج میں کلوگا پر یورش کرنے کو
آملا جو ماسکو سے ایک سو میل کے فاصلہ پر تھا اس مقام پر کوٹوسوف ایک جرار
روسی فوج کے ساتھ پڑا فرانسیسیوں کی نقل و حرکت دیکھ رہا تھا ماسکو سے رخصت
ہوتے وقت نپولین نے مورٹیر سے جس کو ماسکو کا گورنر مقرر کیا تھا اور
جس کے سپرد شہر خالی کرنے کا انتظام تھا کہا۔

"حتی الامکان مجروحوں اور مریضوں کی خبر گیری کرنا اور اُن کی خاطر سامان
کیا بلکہ ہر شئے کو قربان کر دینا۔ گاڑیاں انھیں کے استعمال میں رہیں اور اگر ضرورت
ہو تو خود اپنے گھوڑے اُن کو دے دینا۔ مینے عکہ میں یہی کیا تھا۔ پہلے افسر اپنے
گھوڑے چھوڑ دیں پھر اُن کے ماتحت چھوٹے افسر اپنے گھوڑے دے دیں اور
سب سے آخر میں سوار گھوڑے خالی کر دیں۔ جنرلون اور اپنے ماتحت افسروں
کو جمع کرنا اور اُن کو سمجھانا کہ ایسی ضرورت کی حالت میں رحم دلی کس قدر درکار ہے
رومن لوگ ایسے شخصوں کو جو اپنے شہریوں کو بچایا کرتے تاج پہنا کر شہریوں کے
ممتاز درجہ پر فائز کرتے تھے اور میں کچھ اس سے کم ممنون نہ ہونگا"

جس زمانہ میں نپولین نے ماسکو میں قیام کیا تھا فوج ایسے مکانوں میں رہی
تھی جن کی مرمت کر لی گئی تھی یا جو جلنے سے بچ گئے تھے۔ بہت سے بیمار اور مجروح

صحت یاب بھی ہو گئے تھے۔ چنانچہ نپولین کی مراجعت کے وقت اُس کے ہمراہ ایک لاکھ سے زائد کارآمد فوج اور سب قسم کے پچاس ہزار سوار پانسو پچاس توپیں دو ہزار توپ خانہ کی گاڑیاں اور بے شمار اسباب و رسد وغیرہ کی گاڑیوں کا سلسلہ تھا۔

فوج کے پیچھے قریب پچاس ہزار کے بے ترتیب آوارہ گرد۔ روسی غلاموں کا جو آزادی چاہتے تھے۔ بے وردی کے رنگروٹ اور خدمتگاروں۔ گاڑیبانوں عورتوں۔ لڑکیوں اور سپاہیوں کی بیویوں۔ اور بدمعاش لشکر کے ہمراہیوں کا سلسلہ بھی تھا۔ گاڑیاں۔ چھکڑے ارابے۔ تانگے قیمتی اسباب تجارت اور مکانوں کے آرائش کے سامانوں سے بھرے ہوئے جو ماسکو میں ہاتھ آئے تھے ساتھ آرہے تھے۔ ان میں قیمتی سمور۔ اور طرح طرح کے قیمتی پارچاے پوشیدنی اور اسی قسم کے اور بہت سے سامان بھی تھے

نپولین اب بھی فاتح اور فیروز تھا وہ دشمن کے ملک کے عین وسط میں ایسا در آیا تھا کہ کوئی تاب مقاومت نہ لاسکا تھا۔ اور اب مراجعت کی حالت میں اُس کے جھنڈے ہوا میں لہرا رہے تھے اور کلوگا میں دشمن پر حملہ کرنے کو جا رہا تھا۔ اور وہاں سے بقصد وقار پولینڈ کو جانے کو تھا۔ جہاں موسم سرما میں قیام کرنے کا قصد تھا۔ ۴۰۴
اور موسم بہار آتے ہی جرلی کارروائیاں شروع کی جائیں خوفناک مصائب سے وہ گھرا ہوا تھا اور اس سے بھی زیادہ خوفناک مصائب اُس کے سامنے تھیں۔

اکتوبر ۱۸۱۲ء کی ۱۹ تاریخ تھی ابھی سفیدہ صبح نے طلوع نہ کیا تھا کہ نپولین کریملن کے ایوان سے نکلا صاف آسمان میں ستارے جھلملا رہے تھے۔ ہوا ٹھنڈی اور آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ شہر کے پھاٹک سے نپولین اپنے وفادار گارڈ کے ساتھ باہر آیا اور آفتاب بھی نکلا۔ اُس نے آفتاب کی طرف اشارہ کر کے کہا:۔

"دیکھو میرا محافظ ستارہ وہ ہے ہم کلوگا پر دھاوا کئے جا رہے ہیں۔ افسوس ہے اُن کے حال پر جو ہمارے سدراہ ہونگے"

کئی دن تک متواتر سلسلہ ماسکو کے پھاٹک سے نکلتا رہا۔ نہایت ہی عظیم الشان کارواں کی طرح یہ سلسلہ میلوں تک چلا گیا تھا۔ یہی حال فوج کا تھا کہ فرسنگوں تک سڑک پر پھیلی ہوئی تھی اور اُس کے کالم کا اگلا حصہ مرکز یا پچھلے حصہ کی مدد نہ کر سکتا تھا۔ نپولین کی مراجعت میں سدراہ ہونے کو بڑی بڑی روسی افواج جمع ہوئی تھیں کاسکوں کے غول کے غول تیز پا اور گرگ نما گھوڑوں پر سوار ہر مقام پر چاروں طرف منڈلا رہے تھے۔ چنانچہ ایسے بڑے انبوہ میں جو مراجعت کر رہا تھا حائل ہوئے اور پریشان کرنے والے بہت سے حادثے پیش آئے۔

دو دن تک اس کالم کا اگلا حصہ بلا مزاحمت سڑک پر چلا گیا اور اُس کے پیچھے مراجعت کرنے والوں کا سانپ کی طرح بل کھایا ہوا سلسلہ چلا آیا۔ مورٹیر کے ہمراہ آٹھ ہزار سپاہ تھی اُس کے سپرد یہ خوفناک خدمت ہوئی کہ شہر کو اپنی نگرانی میں خالی کرائے۔ روسی فوج اس کثرت سے جمع ہو گئی تھی کہ ضرور یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ ہر چند اول کا خاتمہ ہو جائیگا۔ ماسکو میں بارود اور دوسرے حربی سامان کے ہنوز ایسے انبار موجود تھے کہ کسی طرح ہمراہ نہ لئے جا سکتے تھے۔ اور اسی کے ساتھ یہ بھی نہ کیا جا سکتا تھا کہ دشمن کے لئے پیچھے چھوڑ دیئے جائیں۔ رخصت کے وقت نپولین نے جاں نثار مورٹیر کو گلے لگایا اور بڑی بے تکلفی لیکن مغموم لہجہ میں اُس سے کہا:۔

"تم کو تمھاری خوش قسمتی کے حوالہ کرتا ہوں۔ چونکہ ہم کو ہمیشہ جنگ کا سامنا رہا ہے کبھی قربانی کرنا بھی ضروری ہے"

اس سورما سپاہی نے اپنے فرائض منصب کی انجام دہی پر ہمت کی کمر باندھی

اُس کے جرمی یاروں نے اُس سے خداحافظ کہہ کر ماسکو سے کوچ کیا۔ اور اُن کو ہرگز توقع نہ رہی کہ پھر مورٹیر کو زندہ دیکھینگے۔ ماسکو سے چار روز متواتر آدمیوں اور گاڑیوں کا سلسلہ باہر نکلتا رہا اور مورٹیر کریملین میں دشمن کے مقابلہ پر جما رہا اور اُس کو آگے بڑھنے نہ دیا۔ جن گنبدوں پر کھڑا ہوا مورٹیر دشمن سے جنگ کر رہا تھا اُنھیں گنبدوں کے نیچے اُس نے ایک لاکھ اَسّی ہزار پونڈ بارود بچھا رکھی تھی۔ دوسرے مکانات اور کمروں میں بارود بھردی گئی تھی۔ اور یہ کام اُس حالت میں ہوا تھا کہ دشمن کی گولیاں اور گولے اوپر برس رہے تھے۔ ممکن تھا کہ مورٹیر کو کسی وقت کثیر التعداد دشمن کے سامنے سے ہٹنا پڑتا اور شتابہ کو آگ دکھانا پڑتی۔ اگر دشمن کی طرف سے ایک چنگاری بھی آکر اس بارود میں آکر پڑ جاتی تو مورٹیر مع اپنی سپاہ کے ہوا میں اُڑ جاتا اور کہیں نشان نہ ملتا۔

جب مورٹیر نے دیکھ لیا کہ ماسکو سے اُس کے رفقاء اور جملہ ضروری سامان نکل گیا تو اُس نے شتابہ کو آگ دی اور اندازہ کرلیا تھا کہ آہستہ آہستہ سُلگ کر بارود تک یہ شتابہ اُس وقت پہونچے گا جبکہ وہ اپنی فوج سمیت مناسب فاصلہ پر پہونچ جاویگا۔ چنانچہ اس آتش فشاں سے جواب جوش زن ہونے کو تیار تھا۔ مورٹیر مع اپنے ساتھیوں کے تیز قدم ڈالتا ہوا علیحدہ ہوا۔ کاسک لوٹ کی طمع میں اندھوں کی طرح کریملین میں بے تحاشا گھس پڑے۔ اور یکایک ایوان ہوا میں اڑ گیا۔ مورٹیر کے قدموں کے نیچے زمین ہل گئی اور اس صدمہ سے نپولین کی فوج سوتے سے جاگ پڑی۔ اس کے بعد ہی گندھک کے دھوئیں کے بادلوں سے تمام ماسکو پر شہتیروں پتھروں۔ چٹانوں۔ ہتھیاروں۔ توپ کے پرزوں اور پاش پاش لاشوں کی ہولناک بارش ہوئی۔ نپولین اس وقت ۲ میل کے فاصلہ پر تھا وہ نیند سے چونک پڑا اور اس مہیب گرج سے اُس کو معلوم ہوگیا کہ کریملین اڑ گیا اور اُس کی فوج

کے چند اول نے ماسکو سے کوچ کردیا۔ مورٹیر جلد جلد کوچ کر کے فوج سے آملا۔
۲۴-تاریخ کو نپولین بورسک میں ماسکو سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر شب باش ہوا
یوجین آٹھ ہزار اٹلی اور فرانس کی فوج کے ساتھ صدر مقام سے بارہ میل آگے مقیم تھا
چار بجے صبح کو جبکہ تھکے ماندے سپاہی سوکر اٹھنے بھی نہ پائے تھے پچاس ہزار
روسی فوج آ ٹوٹی اور جو سامنے پڑگیا نیزہ اور تلوار کی نذر ہوگیا۔ یوجین نے فوراً فوج
کو آراستہ کرلیا اور اس کثیر التعداد فوج کے مقابلہ میں کئی گھنٹے برابر خونریز جنگ کی
اور اُس کو جنگل میں بھگا دیا۔ تھوڑی دیر میں شاہنشاہ بھی موقعہ جنگ پر آپہونچا۔
میدان مقتول اور گھائل پڑے ہوئے تھے اور روسیوں کی طرف دُگنا نقصان
ہوا تھا۔ نپولین نے پدرانہ شفقت سے یوجین کو گلے لگا کر کہا:۔

"ہاں تمھارے حربی کارنامہ میں یہ معرکہ یادگار رہے"

اسی مقام پر نپولین کو اطلاع دی گئی کہ آگے گھاریوں اور ٹیلوں پر روسی
زبردست افواج مورچہ بند ہیں جہاں سے فرانسیسی مراجعت کرنے والوں کا گذرنا
غیر ممکن ہے۔ نپولین نے بے سے ریز کو دریافت حال کے
لئے روانہ کیا اور اُس نے واپس آکر کہا۔ "ہاں بیشک۔ میرے اندازہ میں ایک
لاکھ تیس ہزار کے قریب روسی فوج ایسی خوبی سے مورچہ انداز ہے کہ اُس پر حملہ
کرنا دشوار ہے نپولین ایک لمحہ کے لئے کچھ متردد ہوا۔

پھر اُس نے زور دے کر پوچھا "کیا تم کو اس بات کا یقین ہے۔ کیا تم نے
ٹھیک دیکھ لیا۔ کیا تم اس واقعہ کی تصدیق کرتے ہو؟"

مارشل نے سب باتوں کو تصدیق کیا۔ نپولین نے ہاتھ باندھ لئے اور اُداس
خیال میں ڈوبا ہوا ٹہلنے لگا۔ رات میں قطعی نہ سویا بار بار اُٹھ بیٹھتا تھا۔ نقشوں
کو دیکھتا تھا اور ہزاروں سوال پوچھتا تھا۔ اُس کی بے کلی سے بڑی پریشانی کا

اظہار ہو رہا تھا۔ لیکن منہ سے اس نے کوئی کلمہ ایسا نہ نکالا جس سے اس کی پریشانی کا راز فاش ہوتا۔

چار بجے صبح کو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھا۔ اگرچہ اس کو معلوم ہو گیا تھا کہ کاسکوں کے گروہ تاریکی سے فائدہ اٹھا کر اس کی اگلی فوج اور اصل فوج کے مابین داخل ہوئے ہیں۔ ایک وسیع میدان پار کرنے میں کاسک سواروں کا ایک گروہ
بھیڑیوں کے غول کی طرح تیزی سے آیا اور اپنے جنگی نعروں سے ہوا کی خوشنما ۴۰۵
خاموشی کو ہول سے بھر دیا۔ تلوار میان سے نکال کر شاہنشاہ جو بھاگنے سے نفرت کرتا تھا۔ اپنے گھوڑے کو سڑک کے کنارے پر لے گیا لیکن شاہنشاہ کے گروہ سے قریب ہوتا ہوا یہ غول شہابہ کے مثل نکلا ہوا تیزی سے چلا گیا۔ لیکن جنرل ریپ ان وحشی نیزہ برداروں کے ہاتھ سے زخمی ہو گیا۔

ایک لمحہ کے بعد بے سے ریز ان کاسکوں کا تعاقب کرتا ہوا اور ان کو اپنے سامنے سے اس طرح اڑاتا ہوا آپہنچا جس طرح ہوا کے جھونکے کے سامنے بھُس اڑ جاتا ہے۔ ایک تاریک جھونپڑے میں اس کے متعلق مشورہ کیا گیا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ کلوگا پر حملہ کرنا محال تصور کیا گیا اسلئے کہ روسی ایسے عمدہ موقع سے مورچہ بند تھے اور تمامی گھاریاں اور بلندیاں اُن کے قبضہ میں تھیں اور اُن کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ فرانسیسی فوج یقینی طور پر برباد ہو جاتی۔

نہایت ہی غیر قابل بیان رنج کے ساتھ نپولین نے ہٹ جانے کو منظور کیا اور اُسی سڑک کو جو پہلے جنگ سے برباد ہو چکی تھی اختیار کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ وہی سڑک تھی جس پر ہو کر وہ ماسکو کو گیا تھا۔ اس وقت تک اس محاربہ روس میں نپولین ہر موقع پر فتحیاب ہوا تھا۔ ماسکو سے وہ ایک فاتح کی طرح چلا تھا۔ دشمن نے سامنے سے بھاگ نہ رہا تھا۔ بلکہ اُس کو اپنے سامنے سے مار کر بھگاتا جاتا تھا

تاکہ پولینڈ میں پہنچکر موسم سرما میں وہاں مقیم ہو۔ لیکن کلوگا کی گھاٹیوں کے سامنے پہلا موقع تھا کہ روسیوں کو اُس نے حد سے زیادہ قوی پایا۔ اور اُن کے سامنے سے ہٹ جانے پر مجبور ہوا اب مصائب کا وہ ہولناک سلسلہ شروع ہوا کہ دنیا کی تاریخ میں اپنی مثال نہیں رکھتا۔ آئندہ ساڑھے سات سو میل کی مسافت میں نپولین کے سامنے صرف دو مقام ایسے تھے جہاں ٹھہر کر اُس کی فوج دم راست کر سکتی تھی یعنی اسمولنسک اور منسک میں نپولین نے بڑے بڑے ذخائر ہر قسم کے جمع کر رکھے تھے۔ اور نہایت قوی محافظ فوج چھوڑی تھی۔

لیکن اب تک نپولین کے نام کی وحشت کم نہ ہوئی تھی۔ یہ بھی عجب لطف کی بات ہے کہ ادھر تو فرانسیسی فوج واپس ہونے لگی اور اُدھر یوجین کی حیرت انگیز فتح کا حال سنکر اور یہ معلوم کر کے کہ ایک زبردست فرانسیسی فوج آگے آرہی ہے یہ مصمم ارادہ کر لیا کہ مورچہ بندیاں چھوڑ کر پیچھے ہٹ جانا چاہئیے۔ چنانچہ دونوں فوجیں ایک ایک چند اول پیچھے چھوڑ کر جاتا معلوم نہ ہو بڑے غصہ اور رنج سے روانہ ہوگئیں۔ اگر نپولین کو روسی فوج کے ہٹنے کا حال معلوم ہو جاتا تو وہ بڑی دلیری سے آگے بڑھنا شروع کر دیتا اور ماسکو سے مراجعت کرنے میں جو حادثات پیش آئے ہرگز پیش نہ آتے۔ خدا کے راز بھی کیسے مخفی و پنہاں ہیں کہ ذرا سے اتفاق پر امور عالم میں انقلاب برپا ہو جاتے ہیں۔

۲۶۔ اکتوبر کی صبح کو مراجعت شروع ہوئی ہر ایک سپاہی کو نپولین ہی کی طرح صدمہ تھا۔ نہایت ہی مغموم حالت سے جبکہ نگاہ زمین پر گڑی ہوئی تھی اور چپ خاموش فرانسیسی سپاہی ایسے دشمن کے سامنے سے پیچھے ہٹے کہ جب وہ مقابلہ میں آیا تھا ہزیمت اٹھانا پڑی اور ان فرانسیسیوں کے سامنے وہ کبھی ٹھہر نہ سکا تھا۔ لیکن جب روسیوں کو یہ معلوم ہوا کہ فرانسیسی ہٹے جارہے ہیں۔ بس پھر کیا تھا۔

جوش وخروش سے تعاقب کو آمادہ ہوگئے۔ اور نہایت ہی مہیب مظالم شروع ہوئے۔ نپولین نے چاہا کہ جنگ انسانیت کے ساتھ ہو۔ چنانچہ اُس نے ایک گشتی حکم جاری کیا کہ میری طرف سے اس بات کی سخت تاکید سمجھی جائے کہ وہ ملک جس کو میں چھوڑ رہا ہوں ہرگز برباد نہ کیا جائے۔

اُس نے کہا۔ رعایا کی مصائب کو بڑھانے سے مجھے سخت نفرت ہے۔ کسی روسی آتش زن اور چند بدمعاشوں کو سزا دینے کی خاطر جو لڑائی کو تاتاری ہولناک جنگ بناتے ہیں میری یہ منشا ہرگز نہیں ہے کہ نو ہزار زمینداروں کو برباد کر دیا جائے۔ اور دو لاکھ رعایا کو جس کا ان ظلموں میں کوئی قصور نہیں ہے بالکل اجاڑ دیا جائے۔

اور برتھیر کی معرفت اُس نے کوٹوسوف کو لکھا۔ "جنگ اسی طرح کیجئے کہ روس کو اسی قدر صدمہ پہنچے جو جنگ سے معمولی طور پر پہنچا کرتا ہے۔ ایسا نہ کیجئے کہ غیر معمولی مصائب کا ملک کو سامنا کرنا پڑے۔ اور اس وقت جو جو مصائب روس پر پڑ رہی ہیں اُن کا مجھے اسی قدر صدمہ ہے جیسا روسی گورنمنٹ کو ہے"۔

کوٹوسوف نے اس کا گستاخانہ جواب دیا اور لکھا کہ "یہ بات میرے امکان سے باہر ہے کہ میں روسی حب الوطنی کو روک دوں"۔ پس یہ ایسا اشارہ تھا کہ جنگ کا شیطان بالکل بگ ٹوٹ اور بے لگام گھوڑے کی طرح آزاد ہوگیا۔ چنانچہ وحشی کاسک طرح طرح کے ظلم کرتے تھے اور فرانسیسی جی کھول کھول کر انتقام لیتے تھے۔

۲۸۔ تاریخ کو مراجعت کرنے والی فوج کا بورودی نو کے میدان سے گذر ہوا۔ ہزاروں غیر مدفون لاشیں جن کو آدھا بھیڑیوں نے کھایا تھا اب بھی زمین پر پڑی ہوئی تھیں۔ پرانے پرانے سپاہی بھی اس

آور منظر کی تاب نظارہ نہ لا سکے اور جلد جلد قدم اٹھاتے ہوئے یہاں سے گذر گئی
تاریخ کو نپولین ایک پرانی اور تاریک خانقاہ کے قریب پہنچا جس سے اسپتال کا کام
لیا تھا - اور یہ دیکھکر اس کو سخت تعجب ہوا کہ بہت سخت مجروح شخصوں کو اس غدر
پیچھے چھوڑ دیا گیا تھا کہ ان کے لئے کافی گاڑیاں نہ تھیں اس نے فوراً حکم دیا
ہر گاڑی میں خواہ کسی کام میں کیوں نہو کم از کم ایک مجروح کے لئے جگہ کر دینا چاہئے
ن ایسے مجروحوں کو جو اپنے زخموں کی وجہ سے جگہ سے بھی نہ اٹھائے جا سکتے
شاہنشاہ نے اُن روسی زخمیوں کی حفاظت میں چھوڑا جن کو محض فرانسیسی ڈاکٹر
کوشش سے آرام ہوا تھا -

نپولین اتنا ٹھہرا رہا کہ اس نے اس حکم کی تعمیل کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیا - نپولین آگ
ب رہا تھا اور یہ آگ گاڑیوں کے ٹکڑوں کو جلا کر بنائی گئی تھی کہ اس نے بارود اڑنے
بم کے گولے پھٹنے کی مہیب آواز سنی جس سے اس کو یقین ہو گیا کہ اس کے
کر کے گھوڑے کمزور اور تعداد میں اتنے کم ہو گئے ہیں کہ سامان کی گاڑیاں آگے
نچی نہیں جا سکتیں اور بہت سی گاڑیوں کے اڑا دینے کی ضرورت واقع ہوئی -

کلوگا سے مراجعت کرنے کے بعد نپولین اب تک برابر چنداول کے ساتھ رہا
تاریخ کو وہ ویایس ما　　　　میں پہونچا اور یہاں اپنی فوج کو آرام دینے
ایک جگہ جمع کر لینے کے لئے دو دن مقیم رہا - اس مقام سے چنداول کی سپہ سالاری
ہولناک خدمت مارشل نے کے سپرد ہوئی - ۲ نومبر کو مراجعت پھر شروع ہوئی - اور
ن ہزار فرانسیسی چنداول پر ساٹھ ہزار روسی فوج نے حملہ کیا - روسی فوج کے ساتھ
یت اچھا توپ خانہ اور عمدہ رسالے اتنی کثرت سے تھے کہ اُن کو آسان فتح کا خیال
لیکن فرانسیسی چنداول کا یہ حال تھا کہ بہتوں کے زخموں میں ہنوز پٹیاں بندھی ہوئی
یں اور گلوں میں رومال بندھے ہوئے تھے جن میں شکستہ اور مضروب ہاتھ لٹکے

۴۰۷

ہوئے تھے اور بوروڈی نو کی جنگ میں یہ زخم آئے تھے لیکن
باوجود اس حال کے فرانسیسی چنداول سات گھنٹے کامل لڑا۔ اور دشمن کو پس پا کیا۔
اس جنگ میں چار ہزار فرانسیسی اور اسی قدر روسی کام آئے۔ پھر فرانسیسی چنداول آگے
روانہ ہوا۔ تین دن تک مراجعت کے دوران میں اب کوئی بڑی مزاحمت نہ کی گئی۔
تین سو میل کے قریب دس دن میں نپولین نکل آیا۔ لیکن ابھی بہت سی کڑی منزلیں
اُس کے سامنے موجود تھیں۔ دشمن پوری طاقت اور بھروسہ کے ساتھ تعاقب میں
لگا ہوا تھا اور موسم زیادہ شدید ہوتا جاتا تھا۔ ۵ نومبر کی رات میں کالی گھٹا اٹھی اور
ہوا نے ایسا زور باندھا کہ آندھی ہو گئی اور یہ جھونکے تھکے ماندے فرانسیسی سپاہیوں
کے سروں پر چلنے لگے۔ آدھی رات گذر جانے کے بعد برف باری کا مہیب طوفان
شروع ہوا۔ کیمپ کی آگ بجھ گئی اور سپاہیوں کے اور جن کے سروں پر کسی قسم کا سایہ
نہ تھا برف گرنے لگی۔ عجب خوفناک حالت تھی۔ خیر وہ شب تو گذر گئی لیکن صبح ہوئی تو
عجب ہولناک صورت پیش آئی۔ یعنی ایسی گھٹائیں چڑھی ہوئی تھیں اور ایسا طوفان
برپا تھا کہ آفتاب کا کہیں نشان نہ تھا۔ برف باری کی شدت اور آندھی کے جھوکوں
سے سپاہی اندھے ہو گئے اور پریشانی میں ڈگمگاتے پھرتے تھے اور یہ نہ معلوم ہوتا
تھا کہ کدھر جا رہے ہیں۔ ہوا کی تھپیڑ سے برف آتی تھی اور سپاہیوں کے چہروں پر طمانچے
مارتی تھی اور اُن کے پتلے اور بوسیدہ کپڑوں کے اندر چھید جاتی تھی۔ سانس منجمد ہو گئی
تھی۔ اور ڈاڑھیوں تک برابر برف کا ایک سلسلہ نظر آتا تھا۔ اعضا اکڑ کر سخت ہو گئے
تھے۔ سپاہی صفیں اور قطاریں قایم نہ رکھ سکے اور بے ترتیب انبوہ کی صورت میں آگے بڑھ رہے
تھے۔ غرض یہ دن نہایت ہی پرخطر اور صعب تھا۔ بہت سے جنھوں نے پتھر سے ٹھوکر
کھائی اور گرے۔ اور بہت سے ایسے جو گڈھوں میں جو برف سے چھپ گئے تھے گرے
یہ سب ایسے گرے کہ پھر نہ اٹھے اور چند ساعتوں میں ان پر برف کے انبار لگ گئے

اور انھیں سفید سفید انباروں سے معلوم ہوتا تھا کہ فرانسیسی سپاہی اس مقام پر مدفون ہیں اوپر اور چاروں طرف سوائے طوفان اور برف کے کچھ نظر نہ آتا تھا اور بربادی کا بازار گرم تھا۔ صرف ویودار کے چند درخت آندھی میں جھومتے اور اپنی تنہائی سے منظر کو اور اداس بناتے تھے۔ اسی حالت میں بے شمار سپاہی اور گھوڑے گر گر گئے ٹھٹھرے ہوئے ہاتھوں سے بندوقیں چھوٹ پڑیں۔ یا ہاتھ اور ہتھیار برف سے ایک جگہ منجمد ہو کر رہ گئے۔ جنگلوں سے گدھ اڑکر بڑے بڑے غولوں میں آتے تھے اور زندہ سپاہیوں کا گوشت نوچ نوچ کر کھاتے تھے اور ان سپاہیوں میں ہاتھ ہلانے کی بھی سکت باقی نہ تھی۔

ادھر تو عناصر کا قہر ٹوٹ رہا تھا اور اُدھر ایک اور مصیبت کا سامنا تھا یعنی کاسکون کے گروہ حملہ آور تھے۔ یہ وحشی مجروح اور جاں بلب لوگوں کو برہنہ کر کے تلواروں سے پارہ پارہ کرتے تھے اور سنگینوں سے کوچتے تھے اور جب انتہائی جاں کنی کی تکلیف میں ننگے برف پر یہ مظلوم چکراتے اور پلٹے کھاتے تھے تو یہ وحشی کاسک قہقہے لگاتے اور آوازے کستے تھے۔

خیر یہ دن بھی بہ ہزار خرابی گذرا۔ رات آئی۔ لیکن الاماں۔ خدا ایسی رات دشمن دشمن کو بھی نہ دکھائے۔ سوکھی لکڑی کا تو کہیں پتہ نہ تھا کہ آگ ہی روشن کر لی جاتی جدھر دیکھئے برف ہی برف کا میدان تھا۔ چنانچہ تھکے نیم جان۔ فاقہ زدہ سپاہی اسی برف پر لیٹ گئے جہاں سے صبح کو ہزاروں نہ اُٹھے۔ اس شب طولانی میں جبکہ طوفان اور برف باری میں کسی قسم کی کمی نہ تھی سپاہی کراہ رہے تھے اور جان توڑ رہے تھے۔ اور اُن کی روحیں منصف حقیقی کے دربار کو فریادی جا رہی تھیں گھوڑے بھی آدمیوں کی طرح جلد جلد مر رہے تھے اور اُن کی خون ٹپکتی ہوئی کھالوں کو سپاہی اُتارتے تھے اور اوڑھ لیتے تھے کہ برف سے کچھ تو امان مل جائے

بہت سے گھوڑے صرف اس غرض سے ذبح کر ڈالے گئے کہ اُن کے گرم خون کو پی کر سپاہیوں کو کچھ تو تقویت ہو۔ روسی خدا کا شکر کر رہے تھے اور پیر پیغمبر منا رہے تھے کہ طوفان برابر اسی طرح برپا رہے۔

آخر کار یہ سولہ گھنٹے کی شب بلا بھی ختم ہوئی اور دوسری قیامت کی صبح نمودار ہوئی اور جو جو مصائب پیش آئیں اُن کو دیکھنے سے بڑے بڑے رستموں کا کلیجہ کانپ گیا اب دن کی روشنی میں رات کے حادثات اس طرح دیکھے گئے کہ سپاہیوں کے مدور گروہ زمین پر مردہ اور اکڑے ہوئے پڑے تھے اور رات میں طوفان کے ہاتھ سے یہ کارروائی ہوئی تھی جسکی لاشوں پر برف جم گئی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ اُن کی شب باشی کا یہ مقام تھا اسی طرح ہزار مقام پر برف کے تودہ نظر آرہے تھے جن میں گھوڑے اور آدمی مدفون پڑے تھے۔

موسم سرما کے فرماں روا نے اب نہایت جاہ وجلال سے نزول اجلاس فرمایا تھا۔ مارشل نے رستمانہ شجاعت اور عدیم المثال دلیری سے ہر قسم کی مصیبت برداشت کرتا ہوا چنداول کو بچا رہا تھا۔ دشمن کے سامنے سے آہستہ آہستہ ہٹ رہا تھا جس کے بے شمار گروہ اُس کو اکثر گھیر لیتے تھے اور ایک ایک میل سڑک کے لئے اُس کو خونریز جنگ کرنا پڑتی تھی۔ حیرت انگیز ذکاوت سے وہ ہر موقعہ پر فائدہ اٹھاتا تھا۔ اور اکثر لوٹ کر دشمن کے کثیر انبوہ میں قتال کرتا ہوا گھس جاتا تھا اور فوق العادت عزم وثبات کا اظہار کرتا تھا۔ جس دلیری اور شجاعت سے مارشل نے۔ نے اس چنداول کی سرداری کی ہے اُس سے دنیا حیرت میں ہوگئی۔

مراجعت کرنے والی دلیر فوج نے پھر کوچ کیا اور ایسے ایسے واقعات کا سامنا کرنا پڑا کہ جن کا بیان کرنا محال ہے۔ ہر ہر قدم پر توپیں اور سامان چھوڑنا پڑتا تھا نوجوان سپاہی احکام کی تعمیل نہ کرتے تھے۔ افسر اور سپاہی سب گڑبڑ ملے جلے آگے چلے جا رہے تھے۔ صرف شاہی گارڈ نے تو اپنے قواعد کی پابندی اور اپنے چلن کو قایم رکھا تھا باقی اور کسی دستہ میں یہ بات باقی نہ رہی تھی۔ خوفناک کاسک

برابر پیچھے پیچھے تعاقب میں چلے آ رہے تھے۔ تھکے ہوئے اور نیم جاں لوگوں کو جو پیچھے رہ جاتے تھے یہ ظالم کاسک طرح طرح کی اذیت دے دے کر مارتے تھے۔

مارشل نے اُس خوفناک بے ترتیبی اور بربادی کو دیکھ کر جس میں ہر شے پڑ گئی تھی ایسا پریشان ہوا کہ اُس نے شاہنشاہ کی خدمت میں ایک مصاحب کے ذریعہ سے یہ روح فرسا حال اپنی مصائب کا کہلا بھیجا۔ نپولین کو معلوم تھا کہ ان مصیبتوں کا کوئی علاج باقی نہ رہا تھا اور سوائے گوناگوں نقصانوں کے اُٹھانے کے فوج کو چارۂ کار ہی نہ تھا لہذا اُس نے مارشل نے کے مصاحب کو اُسی حالت میں جبکہ وہ غم کی داستان بیان کر رہا تھا روک دیا اور نہایت تاسف سے کہا "کرنل" "میں تم سے یہ تفصیلیں نہیں پوچھتا" اس مراجعت کے دوران میں نپولین سنجیدہ خاموش اور راضی برضائے الٰہی رہا۔ جسمانی تکالیف کی طرف سے اُس کو کسی قسم کا احساس ہوتا ہوا معلوم نہ ہوتا تھا اور وہ کسی طرح کی شکایت نہ کرتا تھا۔ مگر اُن لوگوں کو جو اُس کے پاس رہتے تھے وقتاً فوقتاً یہ معلوم ہوتا کہ اُس کو کسی قسم کا نہایت ہی سخت روحانی صدمہ تھا۔

۹۔ نومبر کو نپولین سمولنسک پہنچا۔ اُس کو امید تھی کہ یہاں خوراک۔ پارچہ۔ اور آرام میسر آئیگا۔ لیکن دیکھا تو شہر ویرانہ ہے اور کھانے کو کچھ بھی موجود نہیں ہے، صرف برانڈی شراب کثرت سے تھی۔ حرص میں آ کر سپاہیوں نے نہایت کثرت سے شراب پی لی اور مدہوش ہو کر شہر کے سڑک اور کوچوں پر جان دی۔ صبح کو دیکھا گیا کہ جابجا اکڑی ہوئی لاشیں پڑی تھیں۔ یہاں رسد کا سامان نہایت افراط سے جمع کیا گیا تھا اور نہایت زبردست کوشش کی گئی تھی کہ فرانسیسی فوج کے منتشر دستوں کو یہ رسد پہنچائی جائے لیکن جنگ کی وجہ سے ایسے حادثات پیش آ گئے کہ گودام خالی پڑے رہے تھے۔

اسی وقت نپولین کے پاس رسد کا کچھ سامان پہونچا اور اُس نے یہ سامان اُسی وقت مارشل نے کو روانہ کردیا اور کہا کہ "جو لوگ لڑ رہے ہیں سب سے پہلے اُن کو کھانا چاہئے" اور مارشل نے کو کہلا بھیجا کہ چند روز روسیوں کو روکے رکھے تاکہ اسمولنسک میں فوج کی حالت سدھارلی جاسکے۔ چنانچہ یہ دلیر مارشل گھوم پڑا اور روسیوں پر ایسا سخت حملہ کیا کہ اُن کو پس پا ہونے پر مجبور کیا۔ فرانسیسیوں کی طرف توپ خانہ تو قریب قریب باقی نہ تھا لیکن مارشل نے نے بندوق ہاتھ میں لے کر اپنے تئیں عام سپاہیوں کی طرح خطرہ میں ڈال دیا اور اسی کے ساتھ جبکہ معمولی سپاہیوں کی صفوں میں شریک ہوکر بے نظیر شجاعت کا اظہار کر رہا تھا ایک لایق اور فایق جنرل کی طرح انتظام بھی کر رہا تھا۔ اُس کی عاقلانہ نقل و حرکت اور نہایت دلیر حملوں سے جن میں اُس کے سپاہیوں نے بھی حیرت انگیز بہادری کا اظہار کیا روسی فوج ایسی رُک گئی کہ شاہنشاہ کے ہمراہ سپاہ کو اسمولنسک میں ایک رات اور ایک دن دم راست کرنے کا موقع مل گیا۔

جس وقت نپولین اسمولنسک میں داخل ہوا تھا تو ایک ڈاک کا سپاہی اُس کے پاس ڈاک لایا۔ نہایت طوفانی دن تھا اور برف و بارش سے زمین آسمان ایک ہو رہا تھا۔ شاہنشاہ نے مراسلات کھولے اور بہت سے افسر اُس کے گرد جمع ہو گئے۔ کوئی شبہ نہیں کہ افکار پر افکار کا ہجوم ہو رہا تھا یعنی مراسلات سے معلوم ہوا کہ روس کی مصائب سے موقع پاکر پیرس میں ایک بڑی سازش ہوئی تھی کہ نپولین کی فرمانروائی کو معدوم کرکے وہی عوام الناس کی حکومت کا دور کردیا جاوے اور طوایف الملوکی ہوجاوے۔

میلٹ نام کے ایک افسر نے ایک جعلی کاغذ بنایا تھا جس میں نپولین کے مرنے کا حال درج کیا تھا۔ جب اس خبر سے تحت پریشانی اور وہی ہی

پہلی تو میلٹ نے نیشنل گارڈ کے کئی شخص اپنے حامی کر لئے اور نہایت بے باکی سے حکومت پر قبضہ کر لینے کی کوشش کی مگر یہ شخص فوراً گرفتار ہو کر گولی سے مار دیا گیا۔ لیکن اس واقعہ سے یہ ثابت ہوگیا کہ فرانس کی خیریت نپولین کی جان سے کہاں تک وابستہ تھی اور صاف معلوم ہوگیا کہ شاہنشاہی حکومت ابھی مستحکم نہ ہوئی تھی اور نپولین کی موت فریقین کے باہمی جھگڑے کے لیے ایک اشارہ ہو سکتی تھی۔

یہ مراسلات پڑھ کر نپولین سخت پریشان ہوا اُس کو ثابت ہوگیا کہ اُس کی موت سلطنت کے تہ و بالا کر دینے کو ایک اشارہ تھی۔ اور رقیب فریقوں میں خونریزی کے لئے کافی تھی اور وہ حکومت جو سخت جانکاہی سے اُس نے اس لئے قایم کی تھی کہ فرانس کے لئے خیر و برکت کا موجب ہو اُس کی ذاتی عظمت اور برتری ہی تک محدود تھی اور اُس کے مرجانے کے بعد باقی نہ رہ سکتی تھی۔ نپولین کی اصل خواہش جس پر اُس نے ہمیشہ غور کیا تھا یہی تھی کہ سلطنت ایسے استحکام کے ساتھ قایم ہو جاسے کہ اس کے مرنے کے بعد بھی فرانس کی امن و خوشحالی میں فرق نہ آئے۔ اسی مقصد کے پورا کرنے کو اُس نے ہولناک قربانی کی تھی۔ اور جوزیفاین سے جو نہایت ہی اعلیٰ صفات خاتون تھی علیحدگی اختیار کرنے کا گناہ کیا تھا اور ہیپس برگ کے ذلیل شدہ خاندان میں آسٹریا کے شاہنشاہ کی بیٹی سے شادی کی تھی۔ اب یہ معلوم کر کے اُس کو نہایت جاں کاہ صدمہ ہوا کہ اُس کے بیٹے کا کسی نے ذرا بھی خیال نہ کیا۔ گویا کہ وہ پیدا ہی نہ ہوا تھا۔ اور اب اُس کو یہ بات حد سے زیادہ دیر میں معلوم ہوئی کہ جوزیفاین جس کو اُس نے طلاق دی تھی قیصر کے خاندان کی بیٹی یعنی میریا لوئیسا سے اُس کی بہت زیادہ قوی رفیق تھی۔ یہ بات تو صاف ہے کہ جوزیفاین کے طلاق کے معاملہ میں نپولین کا منشا کسی ظلم سے نہ تھا اور یہ گناہ اُس سے نادانستگی کی وجہ سے ہوا۔ لیکن تھا تو وہ گناہ اور گناہ سے کسی طرح کم نہ تھا۔ دنیا کی آنکھوں

کے روبرو اُس کا ارتکاب ہوا اور دنیا ہی کے سامنے نپولین نے اُس گناہ کی سخت سزا بھگتی۔ چنانچہ اس وقت نپولین کو ایسا صدمہ تھا کہ اُس نے اپنے خبر یون کے سامنے کہا

"کیا میری فرماں روائی ایسے نازک اور بودے دھاگے سے آویزاں ہے کیا میرا دور حکومت ایسا کمزور ہے کہ ایک آدمی اُس کو معرض خطر میں ڈال دیتا ہے اور اگر میرے سر پر سلطنت کو صرف دو تین قسمت آزما شخصوں کی گستاخانہ کوششیں ڈگمگا سکتی ہیں تو لا کلام میرا تاج میرے سر پر ٹھیک نہیں ہے۔ بارہ سال کی فرمانروائی اور میری شادی اور میرے بیٹے کے پیدا ہونے کے بعد اور اتنے حلفوں کے پیچھے میری موت کیا فرانس میں پھر وہی انقلاب کے ہولناک تماشے نظر آئینگے؟ نپولین ثانی کو فراموش کر دیا گیا"

پس نپولین نے اُسی وقت جبکہ عزت کے ساتھ اپنی فوج کو چھوڑکر واپس جانا ممکن ہو پیرس واپس جانے کا عزم کرلیا اور کمرہ میں جاکر جنرل ریپ سے کہا۔

مصیبت کا قاعدہ ہے کہ کبھی تنہا نہیں آتی۔ پیرس کی اس سازش سے مصیبت کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔ میرا ہر جگہ موجود ہونا ممکن نہیں ہے مجھ کو قطعی پیرس واپس جانا چاہیئے۔ جمہور کی رائے کو ٹھیک کرنے کے لئے میری پیرس میں موجودگی لازمی ہوگئی ہے۔ ہم کو سپاہ اور روپیہ کی حاجت ہے۔ بڑی بڑی کامیابیاں اور عظیم الشان فتوحات سب امور کی تلافی کر دینگی"

مگر نپولین نے اپنے اس ارادہ سے صرف دو ہی ایک سرداروں کو آگاہ کیا کہ کہیں اس خبر کے عام ہونے سے اور زیادہ بدنظمی نہ ہوجائے۔

اسمولنسک میں نپولین نے پانچ روز قیام کیا۔ اپنی منتشر فوجوں کو جمع کیا۔ مختلف رستوں پر جانے والی افواج کی خبریں ہم پہونچائیں اور ایسے انتظام کئے کہ مراجعت میں کم دشواریاں پیش آئیں۔ پوصین والی ٹیک

کے رستہ سے

مراجعت کر رہا تھا اور اُس کی فوج میں بہت زیادہ لوگ مجروح اور مقتول ہوئے۔ اور اپنے توپ خانے اور سامان کی گاڑیاں پیچھے چھوڑ کر بڑی دشواری کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا۔ جنرل ڈیوسٹ اور مارشل نے کی فوجوں کو بھی کاسکوں کے ٹڈی دُل گروہوں نے پریشان کر رکھا تھا۔ یہ تو کاسکوں کی ہمت پڑتی نہ تھی کہ ان بہادروں کے مقابلہ میں میدان میں آکر جنگ کریں کاسک صرف یہ کر رہے تھے کہ پلوں کو توڑ ڈالتے تھے اور دیہات کو جلا دیتے تھے اور خندقوں گھاٹیوں اور جنگل میں چھپ کر پیچھے سے یا بازو سے حملہ کرتے تھے۔ اور قبل اس کے کہ اُن پر کوئی داب پڑے فوراً بھاگ جاتے تھے۔

۱۴۔ نومبر کی صبح کو چار بجے سے مراجعت پھر شروع ہوئی اور جس وقت اسمولنسک کے ویران شہر سے فرانسیسی فوج نکلی تو اندھیرا اور نہایت ہی بلا کا جاڑا تھا۔ فوج میں اب قریب چالیس ہزار کے کارآمد آدمی تھے۔ اس کے چار حصے کئے گئے اور مرات۔ یوجین۔ ڈیوسٹ اور نے کے زیر کمان کئے گئے۔ تیس ہزار کے قریب اور بھی فوج کے ساتھ بھیڑ تھی جس سے مراجعت میں اور دشواریاں اضافہ ہو گئی تھیں۔ نپولین پہلے حصہ کے آگے آگے ہو لیا۔ جس کا کمانیر مرات تھا۔ مارشل نے کو پیچھے رہنے اور اپنے سامنے شہر خالی کرنے کا کام سپرد ہوا اور فوج کی بھیڑ کو اپنے ساتھ رکھنے اور ایسی توپوں کو جو ہمراہ نہ رکھی جا سکیں بیکار کر دینے کی ہدایت کر دی گئی۔ اور شہر کے برجوں اور ایسے سامان حرب کو جو ہمراہ نہ لیا جا سکے اڑا دینے کی تاکید کر دی گئی۔

گھوڑوں کے نعل گھس کر چکنے ہو گئے تھے یا سُموں میں قطعی باقی نہ رہے تھے اور وہ سواروں کے نیچے گر رہے تھے۔ پس توپوں اور سامان کی گاڑیوں کو برف کے تودوں پر سپاہی کھینچ کر چڑھاتے تھے اور جو جو تکلیف پیش آتی تھی لا بیان

ہے۔ اکثر تاریکی میں آدمی اور گھوڑے گڑبڑ ہو کر پہاڑیوں کے ڈھال سے نیچے گر پڑتے تھے کیونکہ برف سے یہ ٹیلے ایسے پھسلنے ہو گئے تھے کہ قدم نہ جمتے تھے۔ اسی کے ساتھ دشمن کی طرف سے گولوں اور گراب کی مار صفوں کو اڑائے دیتی تھی۔ دن چھوٹے اور راتیں نہایت طولانی اور پُر خطر تھیں۔ مجروحوں کی تکالیف کسی طرح بیان نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ پہلے دن میں ۲۴ گھنٹے کے درمیان صرف پندرہ میل رستہ طے ہوا جنرل کوٹوسوف جس کے ہمراہ نوے ہزار آراستہ سپاہ وردیوں اور سامان حرب سے مالا مال تھی فرانسیسی فوج کے متوازی برابر قطار میں کوچ کر رہا تھا اور تھکی ہوئی فرانسیسی فوج سے اکثر نکل کر اُن کے سامنے مستحکم مقاموں پر مورچے باندھتا اور باٹریاں قایم کر دیتا تھا اور رستہ روک لیتا تھا۔ لیکن اس پر بھی شاہی فرانسیسی گارڈ متکبرانہ غصہ اور مایوسی سے آگے بڑھتا چلا جاتا تھا اور حملہ کرنے والوں کو سامنے سے ہٹا دیتا تھا پھر روسی اپنی باٹریوں پر جا پہونچتے تھے جو قرب وجوار کے ٹیلوں پر جمی ہوتی تھیں اور بے شمار مہلک آگ برساتے تھے۔ جس وقت نپولین اس گولیوں اور گولوں کے مینہ میں جس سے اُس کے گرد موت کا بازار گرم ہوتا تھا کوچ کرتا تھا تو اُس کے گرانڈیل اُس کے گرد نہایت ہی گھنا حلقہ باندھ لیتے تھے اور سارے گزند کو اپنے اوپر لے لیتے تھے اور بینڈ باجوں سے یہ راگ بجایا جاتا تھا "اپنے بال بچوں کے درمیان ہونے کے سوا کسی کو کہیں دوسری جگہ ایسی مسرت نہیں ہو سکتی" اور شاہنشاہ اس کو اپنے حسب حال دیکھ کر حکم دیتا تھا کہ اس کے بجائے یہ بجاؤ "آؤ کہ ہم ملک کی خیریت کی جستجو کریں"[1]

---

[1] سر آرچیبالڈ ایلی سن صاحب۔ نپولین کے کوچ کا حال اس طرح لکھتے ہیں:۔ شاہنشاہ کا گروہ ایسی آندھی کے جھوکے کی طرح تیزی سے گزرتا تھا کہ سپاہیوں کو صفوں باندھنے یا سلامی دینے کا بھی موقع نہ ملتا تھا۔ اور اس سے قبل کہ وہ اپنے محبوب شاہنشاہ کو ایک جھلک بھی دیکھ لیں شاہی موکب

جب فرانسیسی سپاہ کا پہلا حصہ روسیوں کو پس پا کر کے نکل جاتا تھا تو روسی یوجین کے دستہ کو روکتے تھے جو چند میل پیچھے آتا تھا۔ خاص سڑک پر بڑی بڑی تعداد کے ساتھ روسی مورچے جاتے اور یوجین کی فوج سے ہتھیار ڈال دینے کو کہتے اور خوفناک جنگ شروع ہو جاتی۔ یوجین کے دستہ سے پندرہ سو سپاہی نکل کر ایک گھنٹہ تک بیس ہزار روسی فوج کو جس سے وہ محصور ہوتے تھے روکا کرتے تھے اور ہرگز اس بات پر راضی نہ ہوتے کہ ہتھیار ڈال دیں اور پھر روسی فوج کو چیر کر یوجین سے آ ملتے۔ سپاہی نہایت ہی گھنے مربعے بنا لیتے اور روسی فوج پر حملہ آور ہوتے۔

روسی اپنی صفوں میں رستہ کر دیتے اور کمزور فرانسیسیوں کو اپنے بیچ میں آ جانے دیتے تھے اور جب شکار بیچ میں آ جاتا تو رحم کی وجہ سے یا حیرت کے سبب سے روسی سپاہ جو چاروں طرف موجود ہوتی تھی فرانسیسیوں سے التجا کرتی تھی کہ خدا کے واسطے اب تو ہتھیار رکھ دو۔ لیکن۔ اس کے جواب میں فرانسیسی خاموشی اور استقلال سے سنگینیں سامنے کئے ہوئے آگے بڑھے چلے جاتے تھے۔ روسیوں کو بے رحمی سے ان پر گولیاں چلاتے ترس آتا تھا لیکن فرانسیسی کسی طرح ہتھیار نہ رکھتے تھے تو صرف چند ہی گز کے فاصلہ سے باڑھ ماری جاتی تھی اور آدھا گروہ بے جان ہو کر زمین پر بچھ جاتا تھا۔ لیکن باقی ماندہ فرانسیسی پھر ویسا ہی گھنا مربع قایم کر لیتے تھے۔ ایک شخص بھی لغزش نہ کھاتا تھا اور اسی طرح آگے بڑھتے یہاں تک کہ سب مارے جاتے۔ اگر اتفاق سے چند نفوس بچ جاتے تو جیسے ہی پیچھے سے یوجین کی باقی

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۵۔ نفرت سے اچھل ہو جاتا تھا گو ہمیشہ رستہ صاف کر دیا جاتا تھا سوار آگے آگے دوڑتے تھے۔ اور ہٹو بچو پکارتے جاتے تھے۔ اور یہ طلسماتی لفظ سنتے ہی کہ "شاہنشاہ" آ پہنچے۔ پیدل۔ سوار۔ توپ خانے گڑبڑ ہو جاتے تھے اور فوراً ایک طرف کو ہٹ جاتے تھے اور کبھی اس بدحواسی اور گڑبڑی میں لوگوں کے ہاتھ پیر بھی ٹوٹ جاتے تھے۔"

فوج کو آتے دیکھتے دوڑ کر اُس سے جا ملتے۔

اب یوجین کی باری ہوتی کہ اپنے سے دوگنی تعداد کے روسی دستوں سے جنگ کرے۔ توپ خانے سامنے لگے ہوئے تھے اور اُن کو پار کرکے فرانسیسی فوج کو آگے بڑھنا ممکن ہوتا تھا گراب کا مینہ برستا تھا۔ خیال میں نہیں آتا کہ ایسی حالت میں ایک فرانسیسی بھی کیونکر جان سلامت لے جاسکا۔ دشمن کے مورچے ایسے ہوتے تھے کہ سڑک صاف زد میں ہوتی تھی۔ فرانسیسی فوج کو کسی قسم کی امید نہ ہوسکتی تھی جب تک دشمن کے مورچوں کو نہ چھین لیتی۔ چنانچہ ان باڑیوں کو چھین لینے کے لئے تین سو سپاہیوں کا انتخاب ہوتا اور ایک لمحہ میں یہ سب خاک و خون میں غلطاں ہوتے اور ایک بھی نہ بچتا۔

یوجین کے پاس اب صرف چار ہزار سپاہ تھی۔ لیکن رات نے جو نہایت طولانی سخت اور مہلک تھی اُس کی مدد کی اُس نے آگ کو جلتا چھوڑا کہ دشمن کو دھوکا ہو جائے اور روسیوں کے عسیر الفتح دمدموں اور مورچوں کے ایک سمت ہو کر نہایت خاموشی اور دبے پیروں سے میدان کا رستہ لیا۔ واقعی نہایت ہی خوفناک اور نازک حالت تھی۔ ادھر پیچھے یکا یک چاند نکل آیا۔ اور مراجعت کرنے والے فرانسیسیوں کو ایک روسی سنتری نے دیکھ لیا اور اُس نے فوراً ٹوکا۔ فرانسیسیوں نے جان لیا کہ بس اب خیر نہیں ہے لیکن ادھر سے ایک پولینڈ کا جوان فوراً سنتری کے پاس دوڑ گیا اور پولینڈ کی زبان میں اُس سے بڑے استقلال کے ساتھ کہا "خبردار خاموش۔ ہم خفیہ مہم پر جارہے ہیں"۔ سنتری دھوکا کھا گیا اور اُس نے کوئی غل نہ مچایا۔ اس طرح یوجین بچکر صبح کو شاہنشاہ سے جا ملا۔ نپولین بڑے تردد کے ساتھ تمام دن یوجین کا انتظار کرتا رہا تھا۔ اور اس وقت شاہنشاہ کراسنو کے میدان میں تھا۔

خیر۔ جب یوجین آگیا۔ تو نپولین کو اب مارشل نے اور ڈوسے وسٹ کی سخت فکر پیدا ہوئی۔ اور باوجودیکہ وہ روسیوں کے درمیان جن کی فوجیں ساعت بہ ساعت بڑھتی جاتی تھیں طرح طرح کے خطرات سے محصور تھا۔ لیکن پھر بھی اُس نے ٹھہر جانے اپنے دونوں سرداروں کے آجانے تک انتظار کرنے کا عزم کیا۔ چنانچہ شاہنشاہ دو دن کامل اپنے چھوٹے گروہ کو لئے ہوئے میدان میں مقیم رہا اور دشمنوں کا مقابلہ کرتا رہا جو قریب کی بلندیوں سے متواتر نقصان پہونچاتے اور دھمکاتے رہے۔ لیکن نپولین کے نام سے وہ اسقدر خائف ہو گئے تھے کہ اپنے مورچوں سے باہر نکلنے کی جرأت نہ کرتے تھے۔

سروالٹر اسکاٹ لکھتے ہیں" جنرل کوٹوسوف نے نپولین اور اُس کی فوج عظیمہ کے ساتھ وہی چلن اختیار کیا تھا جو جزیرہ گرین لینڈ کے ماہی گیر ویل مچھلی کے ساتھ اختیار کرتے ہیں۔ یعنی وہ اس مچھلی کے قریب اُس کی جاں کنی کے وقت نہیں جاتے کیونکہ درد اور غصہ اور انتقام لینے کے خیال سے اُس کی آخری کوششیں بہت زیادہ خطرناک اور مہلک ہوجاتی ہیں"

دو دن گذر جانے پر بھی دونوں مارشلوں کی کچھ خبر نہ ملی اور نپولین نے ایسے نازک وقت میں واپس پھرنے اور مارشلوں کی رہائی کا حیرت خیز عزم بالجزم کیا۔ ۴۰۹
چنانچہ اس عزم سے زیادہ شجاع اور اس عزم سے زیادہ فیاض عزم تاریخ میں ناپید ہے اگر نپولین اپنے چھوٹے گروہ کو لے کر اپنے رستہ چلا آتا اور مارشلوں کو چھوڑ دیتا تو اُس کو کسی کا کھٹکا نہ تھا اور وہ اس سے چلا آتا کیونکہ آخری روک کو بھی جو رومیوں نے قایم کی تھی وہ پار کر چکا تھا۔ اور لیتھوانیا

میں ہو کر اُس کی مراجعت کے واسطے رستہ صاف پڑا ہوا تھا۔ اور اب دیر کرنے سے روسیوں کو آگے بڑھ جانے اور پُل توڑ دینے اور گھاٹوں اور گھاڑیوں پر قبضہ کر لینے اور نپولین کا رستہ روک دینے کا موقع ملا جاتا تھا نپولین کو یہ سب باتیں نہایت اچھی طرح معلوم تھیں۔ لیکن پھر بھی اُس نے یہی عزم کیا کہ روسیوں سے لڑکر روس کے ویرانہ میں از سرِ نو جاتے اور اپنے مارشلوں کو بچائے۔ یا اس کوشش میں خود مارا جائے۔

انگلستان اور امریکہ کے لوگوں کو اس بات کا تعجب ہے کہ وہ لوگ جو نپولین سے واقف تھے اُس سے اتنی کیوں محبت کرتے تھے کہ اُس پر اپنی جانیں فدا کر دیتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نپولین اس محبت کا مستحق تھا۔ اور بنی نوع انسان میں نہایت ہی فیاض۔ عالی حوصلہ اور نفس کُش شخص تھا۔ پس کیونکر ممکن تھا کہ مارشل نے اور ڈےوسٹ ایسے نپولین کو اپنے دل سے فراموش کر دیتے جس نے باوجود اس بات کے کہ ہنوز ایک ہزار میل کا ویرانہ گوناگوں خطرات سے بھرا ہوا اُس کے سامنے مراجعت کے واسطے باقی تھا۔ قحط اور برف کے طوفان وغیرہ کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا اور اُن کی خلاصی کی نیت سے برف سے ڈھکے ہوئے روس کے ویرانہ میں ایسی حالت کے درمیان لوٹ پڑا جبکہ تعداد کے اعتبار سے ایک فرانسیسی کے مقابلہ میں دس روسی تھے۔ کیا یہ حیرت انگیز بہادری نہ تھی؟ اور لیجئے صرف نو ہزار فاقہ زدہ تھکی۔ اور قریب قریب غیر مسلح سپاہ کے ساتھ اسی ہزار روسی افواج کے مقابلہ میں نپولین نے گھوم پڑنے کا عزم کیا اس طرح غنیم کی صفوں میں در آنے اور اُن کے حربوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے سے یہ ممکن تھا کہ جنرل ڈےوسٹ اور نے کو اتنا موقع مل جاتا کہ گھاریوں کو پار کر کے جنھوں نے رستہ روک لیا تھا روس کے اس خطرناک مقام سے جان سلامت نکال لاتے جب نپولین میں واقعی

ایسے اوصاف موجود تھے تو فیاض دل لوگوں کا اُس سے الفت کرنا اور اُس کی برتری کو تسلیم کرنا کیا بے جا تھا۔

▪ نپولین روسیوں سے قریب قریب گھرا ہوا تھا۔لیکن ان خطرات سے نڈر اُس نے دشمن کو چیر کر اپنے مارشلوں کی مدد کو پہونچنے کی تجویزیں شروع کر دیں۔

جب نپولین اپنے مصیبت خیز صدر مقام سے دھاوے کی نیت کر کے باہر نکلا تو کہنے لگا "ہم نے کافی شاہنشاہی کر لی۔ اب پھر وقت آگیا ہے کہ جنرل بن جائیں" نپولین کے بائیں ہاتھ کو روسیوں کی ایک زبردست فوج نہایت اچھے موقع سے مورچے ڈالے ہوئے تھی اُس نے جنرل ریپ کو آواز دی اور کہا "جنرل ریپ فوراً روانہ ہو جاؤ اور اندھیرے میں دشمنوں کو سنگینوں پر رکھ لو۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ انھوں نے ایسی دلیری اور گستاخی کا اظہار کیا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اُن کو ایسا مزہ چکھا دوں کہ میرے اتنے قریب آنے کی اُن کو پھر ہمت نہو"

لیکن ایک لمحہ غور کرنے کے بعد نپولین نے جنرل ریپ کو واپس بلایا اور کہا۔ "جنرل ریپ تم مت جاؤ تم وہیں رہو جہاں تم ہو۔ رو گے اور اُس کے دستہ کو جانے دو۔ اس موقع پر مجھے تم کو ہلاک کرانا نہ چاہیئے۔ ڈین زگ میں مجھے تمھاری ضرورت پڑنے والی ہے"[1]

[1] جنرل ریپ رو گے کے نام شاہنشاہ کا حکم تو لے چلا لیکن اُس کو سخت حیرت تھی کہ یہ کیسا شاہنشاہ ہے جس کو اپنی امن و عافیت کا یوں یقین ہے۔ درحالیکہ اسی ہزار روسی افواج سے تو محصور ہے اور جس پر دوسرے دن صرف نو ہزار فرانسیسیوں کے ساتھ حملہ کرنے کی نیت ہے اور پھر یہ منصوبے کر رہا ہے کہ ڈین زگ میں اُس کو کیا کیا کرنا ہے۔ اور یہ ڈین زگ کیسا ڈین زگ ہے جو شاہنشاہ سے اس وقت اسی فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اور یہ موسم سرما کی شدت کی یہ نوبت ہے، اور ڈین زگ اور شاہنشاہ کے مابین دو چار روسی فوجیں بھی حائل ہیں اور رفاقتوں سے فرانسیسیوں کا بُرا حال بھی ہے۔ ماخوذ از کونٹ فلپ سیگر۔ جلد ۲ صفحہ ۱۸۸۔

رات میں صبح کی جنگ کی تمہید کے طور پر فرانسیسیوں نے دو چھاپے مارے اور پورے کامیاب ہوئے۔ بندوقیں فیر کئے بغیر فرانسیسی سنگینیں لے کر دشمن کی گھنی صفوں پر جا پڑے اور فرانسیسی سپاہ کی فوق العادت بہادری دیکھ کر روسیوں کو ہٹ جانا پڑا۔

صبح ہوئی۔ روسی سپاہ اور باٹریاں فرانسیسیوں کو تین طرف سے حصار کئے ہوئے تھیں۔ نپولین چھ ہزار گارڈ کے جوانوں کے آگے ہوا اور خوفناک دشمن کے حصار کی طرف بڑے استقلال سے قدم بڑھایا تاکہ اُس کو توڑ کر پار نکل جائے اور شاہنشاہ کے میمنہ کی حفاظت کرتا ہوا مورٹیر اُس کے ہمراہ چلا پُرانے گارڈ کی ایک پیدل پلٹن نے ایک مربع قایم کیا۔ یہ مربع نہ تھا گویا ایک سنگلاخ قلعہ تھا اور شاہنشاہ کے کمزور لیکن شیر دل حملہ کرنے والے گروہ کی میسرہ کی حفاظت اُس کے سپرد ہوئی۔

لڑائی شروع ہوئی۔ دشمن اپنی تعداد ہی سے نپولین اور اُس کی فوج کو پامال کر ڈالنے کو کافی تھا اُس کو صرف آگے بڑھے چلے آنے کی ضرورت تھی بندوقیں چلانے کی بھی کچھ حاجت نہ تھی لیکن اپنے مورچوں سے آگے بڑھنے کی روسیوں کو ہمت اور جرات نہوئی۔ اپنے توپ خانوں سے اُنھوں نے فرانسیسیوں کی صفوں کو بچھا دیا۔ لیکن اُن کو آگے بڑھنے سے نہ روک سکے۔ دشمن کی توپوں کی چمک مشرق مغرب اور جنوب میں نظر آتی تھی۔ صرف شمالی سمت خالی تھی۔ اب روسی فوج کا ایک دستہ اسلئے آگے بڑھا کہ ایک بلندی پر نئی باٹری اور قایم کردے اور شمال کی سمت بھی گھر جائے۔ اور فرانسیسیوں کا بچنا غیر ممکن ہو جائے اس خطرہ سے فوراً نپولین کو مطلع کیا گیا۔

اُس نے کہا "اچھا کیا مضائقہ ہے۔ میرے بکتر پوشوں کے ایک دستہ کو

بھیج دو کہ وہ ٹیلہ روسیوں سے ابھی چھین لے۔" اور پھر اس خطرہ کی کچھ پروا نہ کر کے
نپولین اسی طرح دشمن کی صفوں میں گھس جانے کو آگے بڑھتا رہا۔
دو بجے دن تک نہایت سخت جنگ ہوتی رہی اور آخر کار مارشل ڈےسے
آ پہونچا۔ نپولین کے حملہ سے مدد پا کر ڈے سے وسٹ نے پیچھے سے روسی فوج کی
صفوں کو چیر ڈالا۔ اور فرانسیسی فوج کے سپاہی دھوئیں کی اندھیری میں رہ کر لیکن
اُن کی صفیں دشمن کی باڑھوں سے برباد ہو رہی تھیں باہم آملے۔ اس میدان
خونریزی میں مبارکباد کا کوئی موقع نہ تھا۔ نپولین بڑے اشتیاق سے مارشل نے
کا حال دریافت کرنے لگا اُس کی کوئی خبر نہ تھی۔ غالباً وہ برباد ہو چکا تھا۔
اب بھی نپولین ہٹنا نہ چاہتا تھا اُس سے برداشت نہ ہوتا تھا کہ اپنے سورما
مارشل کو دشمن کے ہاتھ میں چھوڑ دیتا۔ لیکن آخر میں سبھوں کے برباد ہو جانے کا
اسقدر خطرہ بڑھ گیا کہ بمجبوری نپولین نے پھر مراجعت شروع کی اور مورٹیر کو پاس
بلا کر بڑے تاسف سے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا۔ "اب ایک لمحہ دیر
کرنے کا بھی موقع نہیں ہے۔ چاروں طرف سے دشمن کا غلبہ ہو گیا ہے۔ اور
ممکن ہے کہ دریائے بورس تھنیز کے آخری موڑ پر ہم سے
پہلے پہونچ جائے اور رستہ روک لے۔ پس بڑی ضرورت ہے کہ گارڈ کو
لے کر میں اُس طرف بڑی تیزی سے روانہ ہو جاؤں۔ تمھیں اور ڈے سے وسٹ
کو چاہئے کہ جب تک رات نہ ہو جائے دشمن کو روکے رہو اور پھر چل کر مجھ سے آملنا
نپولین کا دل مارشل نے کی جدائی پر پھٹا جاتا تھا اور بڑے غم کے ساتھ ۴۱۰
وہ میدان سے روانہ ہوا۔ اور پچاس ہزار روسیوں کو روکنے کے لئے مورٹیر
اور ڈے سے وسٹ تین ہزار فرانسیسیوں کے ساتھ موجود رہے۔ گراب اور
گولیوں کی اُن کی صفوں پر بارش ہو رہی تھی۔ لیکن متکبر مارشل تیز قدم ڈالنے

سے متنفر تھے اور ایسے استقلال سے چل رہے تھے گویا کہ پریڈ کے میدان سے واپس آرہے ہوں۔ اُن کے راستہ میں مقتولوں کی لاشیں بچھی ہوئی تھیں اور اپنے مجروحوں کو وہ اپنی گود میں لئے ہوئے تھے۔

اسی ہنگامۂ قیامت زا میں جنرل لابورڈ نے کہا۔ سپاہیو کچھ سُن رہے ہو۔ مارشل حکم دیتا ہے۔ کہ معمولی قدم چلو معمولی قدم چلو۔"

نپولین ایک پہاڑی چھڑی ہاتھ میں لئے پیدل چل رہا تھا اور کچھ ایسا آہستہ آہستہ اور بے دلی سے قدم اٹھاتا تھا کہ شبہ ہوتا تھا کہیں پھر میدان جنگ کی طرف پلٹ نہ پڑے اور مارشل نے کی جستجو میں مصروف نہ ہو جائے۔ وہ جسقدر آگے بڑھتا جاتا تھا۔ مفقود الخبر مارشل کے متعلق بڑے غم کا اظہار کرتا تھا۔ اُسی کا ذکر کئے جاتا تھا اور کہتا تھا کہ مارشل نے تو بڑا ہی بہادر۔ ذکی اور نیکو صفات شخص تھا۔" لیجئے اب یہ جاڑوں کا چھوٹا سا دن بھی آخر ہوا اور موت و غم کی دوسری شب مصیبت اور نازل ہوئی۔ فوج کی ماندگی اور اُسکا گھائل ہونا اُس پر ایک اور تازیانہ تھا۔ رات میں نپولین کو اپنے جی سے اس طرح باتیں کرتا ہوا سنا گیا۔

"ہائے میری سپاہ کی مصائب نے میرا کلیجہ پاش پاش کر دیا۔ جب تک میں کسی مقام پر قایم نہ ہو جاؤں اُس کے درد کا درمان کر ہی نہیں سکتا۔ لیکن بغیر رسد۔ توپ خانوں اور دوسرے سامان حرب کے ایسا کرنا کیونکر ممکن ہے اب ٹھہرنے کی مجھ میں قوت نہیں ہے اور جسقدر جلد ممکن ہو منسک پہونچنا چاہیئے۔"

اُس کے مُنہ سے یہ لفظیں ابھی پوری نکلنے نہ پائی تھیں کہ ایک مخبر نے آکر

سلہ اگر یہ واقعات زیادہ وضاحت کے ساتھ دیکھنا ہوں تو "نپولین کے محاربات روس" مصنفہ کونٹ فلپ سیگر ملاحظہ کیجئے۔ مصنف ۱۲

خبر دی کہ منسک پر جہاں سے شاہنشاہ کی آخری امید وابستہ تھی اور جہاں سامان اور ذخائر جمع تھے مع توپ خانوں وغیرہ کے روسی فوج نے قبضہ کر لیا ہے۔ یہ سنتے ہی بس ایسا معلوم ہوا کہ نپولین کو یاس نے گھیر لیا۔ لیکن فوراً ہی سنبھل کر اُس نے بڑے تاسف لیکن استقلال سے کہا :-

" خیر۔ بہت اچھا۔ تو اب ہم سنگینوں کی نوک ہی کے ذریعہ سے اپنا راستہ بنائینگے "

ایک بجے شب میں نپولین نے جنرل ریپ کو بلایا۔

شاہنشاہ نے کہا " جنرل۔ معاملات حد درجہ نازک حالت کو پہونچگئے۔ غریب سپاہیوں کی حالت دیکھ کر میرا جگر پھٹا جاتا ہے اور کیسے افسوس کا مقام ہے کہ میں کچھ علاج نہیں کر سکتا "

یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ حملہ کا شور مچگیا اور توپ خانوں کا گرجنا اور بندوقوں کی آوازیں سنی گئیں اور عجب طرح کی پریشانی پھیل گئی۔ نپولین کے استقلال میں ذرا بھی فرق نہ آیا اور ایسا معلوم ہوا کہ وہ گویا اپنے ایوان کے اندر مسہری میں لیٹا ہے اُس نے جنرل ریپ سے کہا۔ جنرل جاؤ۔ دیکھو تو یہ کیسا شور مچا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بدمعاش کاسک ہماری نیند میں مخل ہونا چاہتے ہیں "

لیکن ہوا کے جھوکے کی طرح یہ شور غائب ہوگیا اور تھکے ہوئے سپاہی پھر برف سے ڈھکی ہوئی زمین پر لیٹ رہے جہاں برف آمیز ہوا کے جھوکے دشمن کی گولیوں سے زیادہ مہلک تھے۔

نپولین نے ان ایام کی فرانسیسی فوج کی مصائب کا مفصل حال انتیسویں[۲۹] سرکاری مراسلہ میں لکھوا کر فرانس کو روانہ کیا اور اس مشہور مراسلہ میں اُس نے کسی امر کو پوشیدہ نہیں کیا۔

اس مراسلہ میں لکھا تھا "۶ تاریخ کے بعد یکایک سردی بڑھ گئی - ۱۴ - اور ۱۵ کو مقیاس الحرارت میں سیماب نقطہ انجماد سے بھی - ۱۶ - اور - ۱۸ - درجوں کے فاصلہ پر پہونچ گیا - اور سڑکیں برف سے پٹ گئیں - رسالے اور توپ خانہ کے گھوڑے اور سامان کی گاڑیوں کے جانور ہر شب سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں مرنے لگے - خصوصاً وہ جانور جو فرانس اور جرمنی کے تھے اس برف کو برداشت نہ کر سکے سوار سب پیدل ہو گئے - اور توپ خانوں اور سامانوں کو کھینچنے والے جانور نہ رہے -

" فوج جو ۶ تاریخ کو نہایت اچھی حالت میں تھی ۱۴ تاریخ کو اس کی بہت بری گت ہو گئی یعنی نہ تو سوار ہی باقی رہے نہ توپخانے - نہ سامان ہی باقی رہا - سوار نہ ہونے کی وجہ سے ہم کو اتنا بھی نہ معلوم ہو سکا کہ دو میل پر کیا گذر رہا ہے - توپوں کے نہ ہونے سے ہم کسی مقام پر ٹھہر کر جنگ کا انتظار نہ کر سکتے تھے - لہذا یہی بات ضروری معلوم ہوئی کہ ہم مراجعت ہی کئے جائیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہم کو جنگ کا سامنا ہو جائے کیونکہ گولی بارود اور کارتوس نہ ہونے کی وجہ سے ہم جنگ کی خواہش نہ کر سکتے تھے - یہ ضروری ہو گیا تھا کہ ہم کسی جگہ پر قایم ہو جائیں اور بغیر سواروں کے اپنے کالموں کی رہنمائی کریں یا اُن کا سلسلہ ملایا کریں - اس دشواری پر مزید مصیبت یہ پیش آئی کہ برف نہایت شدت سے گری اور ہماری حالت اور بھی زیادہ خراب ہو گئی - اُن لوگوں میں جو فطرتاً ایسے نہ بنے تھے کہ اُن کی طبیعت تقدیر پر غالب آئے بشاشت کا پتہ نہ رہا اور اُن کے خیال کے سامنے مصیبتوں اور حادثوں کی مجسم تصویریں پھرنے لگیں - لیکن قوی مزاجوں کی حالت بدستور رہی اور نئی نئی مصائب کو وہ نئی شان و عظمت کا ذریعہ گردانتے لگے - معظم کو ہماری مصیبت اور پریشانی کے نشانات رستہ میں ملے اور ان سے اُس نے

فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ ہمارے دستوں کو کاسکون نے گھیر لیا۔ اور ریگستان کے عربوں کی طرح ہماری گاڑیاں اور سامان جو ذرا بھی پیچھے رہ گیا لے بھاگے۔ چنانچہ کاسکون کے یہ قابلِ نفرت ذلیل رسالے جن کو سوائے شور و غل مچانے کے اور کچھ نہیں آتا صورت معاملات کی وجہ سے قوی ہو گئے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے جس موقع پر کاسکون نے زیادتی کرنا چاہی اور ہم سے مٹ بھیڑ ہو گئی تو پچھتانا ہی پڑا۔"

فرانسیسی ضعیف فوج نے آخر کار دریائے نیپر کو عبور کیا اور قصبہ اورچا میں داخل ہوئی۔ یہاں ٹھہرنے کو مکان۔ تاپنے کو آگ اور پیٹ بھر کھانا ملا۔ اور ماسکو چھوڑنے کے دن سے آج یہ پہلا موقع تھا کہ یہ سب چیزیں میسر آئیں۔

سیگر صاحب لکھتے ہیں "نپولین چھ ہزار گارڈ کے ساتھ جو پینتیس ہزار میں سے باقی بچا تھا اورچا میں داخل ہوا۔ یوجین صرف اٹھارہ سو سپاہیوں کے ساتھ اورچا میں آیا جس کے ہمراہ بیالیس ہزار سپاہ تھی۔ اور ڈے وسٹ اورچا میں چار ہزار سپاہ کے ساتھ پہونچا جس کے ہمراہ ستر ہزار فوج تھی۔[1]

بہادر مارشل ڈے وسٹ کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا۔ نہ سونے۔ نہ کھانے کو۔ اور انتہائے ماندگی نے اُس کو بلاقاق کر دیا تھا۔ بدن پر کپڑے چیتھڑے ہو گئے تھے اور اُس کے پاس قمیص تک نہ تھی۔ ایک ہمدرد نے اُس کو رومال دیا کہ اپنا چہرہ جو برف سے سفید ہو گیا تھا صاف کرے۔ خود مارشل کے پاس رومال تک نہ تھا اُس نے ایک روٹی جھپٹ کر اُٹھالی اور بھوکوں کی طرح

[1] بظاہر تعداد میں اسلئے اختلاف نظر آتا ہے کہ روزانہ ہزاروں مرتے تھے اور ہزاروں دوسرے دستوں سے جو رستہ میں متعین تھے آآ کر شریک ہوتے جاتے تھے۔ مصنف ۱۲

اُس کو جلدی سے کھا گیا۔ اور کہنے لگا۔

"اصل تو یوں ہے کہ ایسے مصائب وہی برداشت کر سکتا ہے کہ جس کا فولادی مزاج ہو۔ قوائے انسانی کو دیکھتے ہوئے ان باتوں کو جھیل جانا غیر ممکن ہے۔ بشر کے قوا کی آخر ایک حد مقرر ہے لیکن یہاں تو کوئی حد ہی نہ تھی"

لیکن ڈےوسٹ اس ہمت کا مارشل تھا کہ کسی موقع پر اُس کے عزم وثبات میں لغزش نہ ہوئی۔ ہر ایک گھاری پر وہ ٹھرا اور دشمن کو مار کر بھگایا۔ اور بے ترتیبی کے طوفان کا برابر مقابلہ کیا۔

نپولین کو اب بھی مارشل نے کی جستجو تھی۔ ساری فوج میں غم چھایا ہوا تھا اب چار دن ہو چکے تھے اور اُس کی کوئی خبر نہ ملی تھی اور اب اُس کی طرف سے قریب امیدیں منقطع ہو گئی تھیں۔ لیکن باوجود اس کے سب کی نگاہ دریائے نیپر کے دوسرے کنارہ پر لگی ہوئی تھی کہ شاید مارشل اور اُس کے ہمراہیوں کا کچھ نشان افق میں نظر آجائے اور سب غور سے کان لگاتے تھے کہ کہیں اُس کے دشمن سے جنگ ہی کا نشان معلوم ہو۔ لیکن سرد ہوا کے جھونکوں کے شور کے سوا اور کچھ سُن نہ پڑتا تھا۔ اور سوائے کاسکون کے انبوہ کے جو دریا کے دوسرے کنارے پر جمع تھے یا پل کو عبور کرنے کی دھمکی دیتے تھے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ بعض نے یہ تجویز پیش کی کہ اب چونکہ مارشل نے کے آنے کی کوئی توقع باقی نہیں ہے پلوں کو اڑا دینا چاہئے کہ روسی تعاقب کرنے سے رُک جائیں۔ لیکن دوسرے کہتے تھے ایسا نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ اگر مارشل نے کہیں زندہ ہے تو پل اُڑا دیئے جانے سے اُس کے بچنے کی پھر کوئی توقع نہیں ہو سکتی۔

پھر رات ہوئی اور اس محفوظ مقام پر چند ساعتوں کے لئے مصیبت زدہ سپاہیوں کو اپنی مصائب فراموش کرنے کا کچھ موقع ملا۔ نپولین جنرل لیفی ور کے

ساتھ سادہ کھانا کھا رہا تھا کہ اُس نے سڑکوں پر مسرت کا شور سنا کہ مارشل نے۔ بخیریت ہے " اور اُسی وقت ایک پولینڈ کا باشندہ سردار کمرہ میں آیا اور شاہنشاہ سے کہا۔ مارشل نے چند فرسنگ کے فاصلہ پر کاسکوں میں گھرا ہوا دریا کے کنارہ موجود ہے اور اُس نے مدد مانگی ہے " یہ سنتے ہی نپولین بے اختیار کرسی سے کھڑا ہوگیا اور خبر لانے والے افسر کے دونوں مونڈھے بڑی بے تابی سے پکڑ کر با اشتیاق تمام پوچھنے لگا۔

کیا یہ خبر واقعی سچ ہے۔ کیا تم کو اس کا پورا الیقین ہے۔ اور پھر انتہائے مسرت کے جوش میں کہنے لگا " ٹوئی لریز کے تہ خانوں میں میرے پاس بیس کروڑ اشرفیاں ہیں اور مارشل کے بچانے میں میں سب دیدیتا "

رات تو جیسی شدید طوفانی اور سرد تھی ظاہر ہے اور اتنے دنوں کی مصیبت جھیلنے کے بعد آج سپاہیوں کو اور چاہیں سایہ اور تاپنے کو آگ ملی تھی۔ لیکن یوجین کا حکم پاتے ہی پانچ ہزار سپاہی اپنے سورما مارشل کی مدد کو اُٹھ کھڑے ہوئے اور گرم بستر یا آرام کا کچھ خیال نہ کیا۔ چھ میل تک برف پر اندھیرے میں چلے گئے اور ہر طرف جستجو کرتے رہے اور ٹھہر ٹھہر کر برابر کان لگاتے رہے کہ کہیں کچھ آہٹ معلوم ہو۔ دریا میں بڑے بڑے برف کے ڈھیر تیرتے تھے اور یہ دریا اس جستجو کرنے والے گروہ کے ایک جانب بہ رہا تھا۔ اور سامنے صنوبر اور دیودار کا گھنا جنگل کھڑا تھا۔ آدھی رات کے سناٹے اور تاریکی میں وہ گھرے ہوئے تھے۔ اسی پس و پیش کی حالت میں یوجین کے حکم سے توپوں کے چند فیر کئے گئے۔ اور اس کے جواب میں دور سے خفیف سی آواز بندوق کی باڑھ کی آئی۔ مارشل کے ساتھ اب ایک توپ بھی باقی نہ تھی۔ اور دونوں دستے بڑے اشتیاق سے ایک دوسرے سے ملنے کو آگے بڑھے۔ یوجین بوہارنے۔ جو اشرف انسانوں میں سے ایک شریف

انسان تھا۔ اور جس کو کسی خطرہ میں کوئی خوف نہ ہوتا مارشل نے کو فرطِ مسرت سے لپٹ گیا اور رونے لگا اور سپاہی اور افسر اور جنرل اسی طرح ایک دوسرے سے بڑی خوشی کے ساتھ بغل گیر ہوئے۔

یہ متحدہ جماعت اورچا کو واپس آئی۔ مارشل نے اپنی سرگذشت شاہنشاہ کو سنا رہا تھا اور شاہنشاہ جوش محبت سے اُس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیکر کہتا تھا" مرحبا۔ اے شیر بیشہ شجاعت" اس لافتح مارشل نے اپنے سپاہیوں کو بھی عزم و ہمت سے خود اپنی طرح بھر دیا تھا اور اُن حیرت انگیز کارناموں کو سُن کر جو اس دوران میں مارشل نے سے وقوع میں آئے تھے پنولین نے جوش میں آکر کہا" غزالوں کی فوج جس کا کمانیر ایک شیر ہو ایسی فوج سے بہتر ہوتی ہے جو شیروں کی ہو لیکن اُس کا کمانیر ایک بزدل غزال ہو"

اب مارشل نے کی مختصر سرگذشت بھی سن لیجئے۔ ۱۷ تاریخ کو مارشل نے اسمولنسک سے جو ایک سو میل کے قریب اورچا سے ہے روانہ ہوا تھا۔ اور اُس کے ہمراہ چھ ہزار فوج تھی۔ جب اورچا میں پہنچا تو صرف پندرہ سو آدمی ساتھ تھے اور توپ ایک بھی ہمراہ نہ تھی۔ اپنے بیمار اور مجروح اُس نے مجبور ہو کر دشمن کے رحم پر چھوڑے۔ جس سڑک پر وہ روانہ ہوا اُس کو اپنے فرانسیسی بھائیوں کی بربادی کے جابجا نشان ملے جو اُس سے پہلے چلے تھے۔ یعنی اُس نے ہر مقام پر دیکھا کہ ٹوٹی ہوئی بندوقیں تلواریں اُلٹی ہوئی گاڑیاں۔ اتری ہوئی توپیں اور ٹھٹھرے ہوئے آدمی اور گھوڑے پڑے تھے۔

کرسینو کے میدان سے بھی اُس کا گذر ہوا جہاں شاہنشاہ نے خود نے اور ڈے وسٹ کی خلاصی اور رہائی کی غرض سے بڑی بہادری سے جنگ کی تھی۔ یہ میدان مقتولوں کی منجمد لاشوں سے پٹا پڑا تھا۔ لیکن

دوسرے دن ایسا برف آمیز کہر گرنا شروع ہوا کہ مارشل نے اور اُس کی سپاہ کو چند فیٹ سے آگے کچھ نہ دکھیتا تھا۔ اسی حال میں اُنھوں نے اپنے سامنے روسیوں کی باڑیاں لگی ہوئی پائیں اور کثیر التعداد روسیوں نے رستہ روک لیا۔ اور ایک روسی سردار آیا اور مارشل سے تلوار حوالہ کر دینے کو کہا۔ لیکن روسی کمانیر مارشل نے کی شجاعت سے ایسا واقف تھا کہ اُس نے اطاعت کی درخواست کے ساتھ ایسی درخواست کے متعلق معذرت بھی کہلا بھیجی تھی۔

چنانچہ اس روسی افسر نے جو تلوار مانگنے آیا تھا مارشل نے سے کہا "فیلڈ مارشل کو ٹوسوف۔ آپ جیسے نامور جنرل سے ایسی بے رحمی کی کبھی درخواست نہ کرتا اور آپ جیسے مشہور بہادر سے ایسی اطاعت اختیار کر لینے کو کبھی نہ کہتا اگر آپ کے محفوظ ہونے کا ایک اتفاق بھی باقی رہا ہوتا۔ لیکن آپ اسّی ہزار روسی سپاہ سے گھرے ہوئے ہیں۔ اور اگر آپ کو اس بارہ میں کچھ شبہ ہو تو مارشل کوٹوسوف نے اجازت دے دی ہے کہ آپ ایک آدمی بھیجکر اس کی تصدیق کر لیں اور فوج کا شمار کرالیں۔"

اس کا مارشل نے نے جواب دیا "یہ توقع فضول اور سودا سے خام ہے فرانس کے مارشل کہیں اپنے ہتھیار دیا کرتے ہیں"؟

جس وقت یہ باتیں ہو رہی تھیں دشمن نے یا تو غلطی سے یا دغا سے اپنی چالیس توپوں کی باڑی سے فرانسیسیوں کے سینہ پر گراب کی ایک باڑھ ماری جس سے مہیب خونریزی کا حادثہ پیش آیا۔ یہ دیکھ کر ایک فرانسیسی افسر جھپٹا کہ اس مکار روسی افسر کو کاٹ کر ٹکڑے کر ڈالے۔ لیکن مارشل نے اپنے افسر کو روکا اور اس روسی افسر کے جو غالباً بے گناہ تھا اور اس مکر سے اُس کو واقفیت نہ تھی ہتھیار لے کر حوالات کر دیا۔ اب روسیوں کی طرف سے متصل آگ برسنا شروع ہو گئی۔ اور ایک چشم دید گواہ کا بیان ہے ۴۱۲

کہ چند ساعت پیشتر قرب وجوار کی بلندیاں سرد اور خاموش نظر آتی تھیں لیکن اب یہ حال ہوگیا کہ یہی بلندیاں ایک ہولناک آتش فشاں پہاڑ نظر آتی تھیں جو پورے خروش میں آرہے تھے" لیکن باوجود اس کے مارشل نے پر کوئی ہراس یا خوف کا اثر نہوا اور نہ اُس کی سرگرمی میں کمی ہوئی۔

سیگر صاحب لکھتے ہیں "کوتوسوف نے مارشل نے کو دھوکا نہ دیا تھا۔ اُس کی طرف واقعی پوری اسّی ہزار فوج تھی۔ جو سامان رسد و حرب سے مالامال تھی اور اُس میں کثرت سے رسلے اور توپ خانے تھے اور نہایت اچھے موقع سے اُس کی فوج مورچہ بند تھی اور بہت اچھے موقعوں سے اُس کی باڑیاں قایم تھیں اور اس کے علاوہ بخت اُس کی یاوری کر رہا تھا جس کی مدو جملہ امداد کی برابر تنہا ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف فرانسیسیوں کی جانب پانچ ہزار ٹوٹی پھوٹی گروش افلاک کی ستائی ہوئی ایسی برائے نام سپاہ تھی کہ جس کو فاقہ پر فاقہ تھا۔ نہ جس کی قطار بندی تھی۔ نہ جس کے پاس ثابت وردیاں یا ہتھیار تھے۔ ہاتھ لغزش کر رہے تھے اور اسلحہ اُن میں کام نہ دیسکتے تھے۔ لیکن باوجود اس کے فرانس کے مارشل کو جسے رستم کہنا کچھ مبالغہ نہیں نہ مرنے کا خیال تھا اور نہ اطاعت کرنے کا۔ بلکہ اُس کا یہی عزم تھا کہ دشمن کی صفوں کو چیرے گا اور نکل جائیگا۔"

مارشل نے اپنے ایک کالم کو لے کر اور اُس کے آگے ہو کر دشمن کے صعب مورچہ پر حملہ آور ہوا۔ مارشل کا عزم بھی ایک حیرت زا عزم تھا کہ دشمن کی صفوں کو چیر کر نکل جانے کے ارادہ سے باز نہ آتا تھا۔ درحالیکہ روسی فوج کی تعداد اسّی ہزار تھی۔ اپنی ٹوٹی پھوٹی چھ توپوں سے دشمن کی دوسو توپوں پر دوہ بڑھا۔ اور تمام دن لڑتا رہا حتی کہ شام ہوگئی۔ جب بالکل اندھیرا ہوگیا کہ دوست و دشمن میں تمیز باقی نہ رہی اور کامیابی محال ہوگئی تو پھر مارشل نے اپنے سپاہیوں کی جماعت کو لے کر جس کی آدھی تعداد رہ گئی تھی

روس کے ویرانہ میں اسمولنسک کی طرف لوٹا۔

یہ انوکھا حکم سن کر اُس کی سپاہ حیران رہ گئی لیکن فوراً حکم کی تعمیل کی۔ اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے جو آگے چلے گئے تھے اور اپنے شاہنشاہ اور اپنے محبوب فرانس کی طرف سے پیٹھ پھیر کر یہ گروہ پھر اُسی ویرانہ کی طرف لوٹا جس سے باہر نکلنے کی جہد اور سعی کر رہا تھا۔ ایک یا دو گھنٹہ تک فرانسیسی جلد جلد واپس چلے رات سخت اندھیری تھی۔ رستہ کا کچھ حال معلوم نہ تھا۔ اور اب وہ ایک چھوٹی سی ندی پر پہونچے۔ مارشل نے نے برف کو توڑ کر یہ بات دیکھی کہ دھار کس طرف بہتی ہے۔

اور اُس نے کہا یہ ندی دریائے نیپر کی جانب بہ رہی ہے اور یہی ہماری رہبر ہوگی۔ چنانچہ یہ بھٹکا ہوا۔ فاقہ زدہ۔ تھکا ماندہ اور مجروح گروہ اسی ندی کے کنارہ کنارہ اُفتاں خیزاں روانہ ہوا اور آخر کار دریائے نیپر کے کنارہ جا پہونچا۔ ایک لنگڑا کسان یہاں پر ملا اور اُس نے بتلایا کہ فلاں مقام سے منجمد دریا کا عبور کرنا ممکن ہے۔ اس مقام پر دریا میں ایک موڑ تھا اور برف کے بہتے ہوئے ٹکڑے یہاں پر انبار ہو گئے تھے اور سردی سے منجمد ہو گئے تھے۔ اسی مقام سے عبور کرنا ممکن تھا۔ لیکن یہ مقام خطرناک بھی بہت تھا۔

مارشل نے اپنا لبادہ اوڑھ کر برف پر لیٹ کر سو گیا اور اُس کے ہمراہی ایک قطار میں پار اترنا شروع ہوئے۔ برف کی تہ پتلی تھی اور قدموں کے نیچے لچکتی اور چرچراتی تھی۔ آدمیوں کے بعد مجروحوں کی گاڑیوں نے عبور کرنا شروع کیا۔ ان میں بہت سے بیمار بھی تھے۔ اور بوجھ کی وجہ سے برف کی پتلی سطح ٹوٹ گئی۔ اور بہت سی گاڑیاں غرق آب ہو گئیں اور ٹھنڈے پانی کی موجوں میں غرق ہوتے وقت ایک خفیف سی چیخ ان مظلوموں کی سنی گئی اور پھر برف سے اُن کی ہولناک قبر کا مُنھ بند ہو گیا۔

کاسک بھی پتہ لگاکر اُسی رستہ آپہونچے تھے۔ لیکن قریب تو آتے نہ تھے دور ہی سے گولے مارتے تھے۔ مارشل نے اس مقام سے شبانہ روز چل کر بغیر کسی قسم کا آرام کئے ہوئے ۲۰ تاریخ کو آدھی رات کے بعد اورچا پہونچا اور فرانسیسی فوج سے جا ملا۔

اسی مراجعت کے درمیان ایک سوتیلی ماں نے اپنے بچہ کو برف پر چھوڑ دیا۔ مارشل نے نے اس بچہ کو گود میں اٹھاکر پیار کیا اور اُس کو پھر اُس کی ماں کے پاس پہونچا دیا۔ لیکن اس ظالم ماں نے جو مصائب کی وجہ سے ڈائن ہو گئی تھی بچہ کو دوبارہ گاڑی میں سے جس میں کثرت سے بوجھ تھا برف پر پھینک دیا۔ لیکن نرم دل مارشل نے جو اپنی شجاعت اور رحم دلی میں یکساں تھا اس بچہ کی جان بچالی۔ اور اُس کے حکم سے بچہ کملوں اور سموریں میں رکھ کر جاڑے کی زحمت سے بچالیا گیا۔ لیکن گاڑی کے غصہ ناک سپاہیوں نے اس بے رحم ماں کو برف پر ڈھکیل دیا کہ وہیں پڑے پڑے رجانے بعد کو اس بچہ کی پوری حفاظت رکھی گئی۔ اور یہ یتیم۔ برسینا ولنا۔ اور کونو میں دیکھا گیا اور خدا کی شان دیکھئے کہ مراجعت کی سب مصائب اور حادثات سے بچکر زندہ اور سلامت باہر نکل آیا۔

اب نپولین کے پاس صرف بارہ ہزار کارآمد سپاہ تھی لیکن سپاہ کے ساتھ بھیڑ کی بے شمار تکلیف دِہ جماعت تھی۔ اگرچہ کثیر التعدا روسی فوج نے اورچا سے نکلنے پر پھر روکنا شروع کیا لیکن متواتر تین دن تک یہ کمزور جماعت کہیں نہ رکی اور برابر چلی گئی۔ جب نپولین کو توسوف پر کلوگا میں حملہ کرنے کو اپنی فوجیں لے کر ماسکو سے نکلا تھا تو جنرل وٹ جنسٹین معہ جرار افواج کے اُس کے میسرہ سے تین سو میل پیچھے تھا اور اُس سے بھی چھ سو میل پیچھے جنرل چیچے گوف ساٹھ ہزار روسی سپاہ کے ساتھ ترکوں کی جنگ سے فرصت

پاے ہوئے واپس آرہا تھا یہ دونوں مدہ روسی فوجیں دھاوے کرتی ہوئی اسلئے چلی آرہی تھیں کہ روسی افواج سے دریاے برلیسینا کے کنارہ پر آملیں - نپولین کے مقابلہ میں یہ سب فوجیں جمع ہونے والی تھیں - چنانچہ دریاے برلیسینا کو عبور کرنا بڑی خطرناک مہم تھی۔[1]

نپولین نے بوری سوف میں اپنی ایک قوی فوج معہ بہت

۱۴ بڑے میگزین کے چھوڑ دی تھی اور دریاے برلیسنا کا گھاٹ اسی شہر کے نیچے اور اسی کی زد میں تھا - اور اُس کو قوی امید تھی کہ یہاں پہونچکر آرام بھی ملیگا - خوراک بھی ملیگی اور فوج اور سامانِ حرب میں اضافہ ہو جائیگا۔

۲۴ - تاریخ کی شب میں نپولین کی قیام گاہ میں خبر آئی کہ فرانسیسی جرنل کی غفلت سے

---

[1] روسیوں اور ترکوں کے باہم ایک مخفی صلحنامہ ہوا تھا - یہ صلحنامہ انگلستان کی کارستانی تھی - اور ایک جعلی دستاویز کی بنا پر عمل میں آیا تھا - یہ کاغذ وزراے لندن نے وزیر اعظم دولت عثمانیہ کے سامنے پیش کرایا تھا - نپولین کی جانب سے یہ جعلی خط بنایا گیا تھا جس میں نپولین نے یہ تجویز اسکندر زار روس کے سامنے پیش کی تھی کہ سلطنت عثمانیہ کے ٹکڑے کر دئے جائیں - غالب پاشا نے جوزیف فان ٹن سے اس معاملہ میں مشورہ کیا - لیکن جوزیف فان ٹن انگلستان کا وظیفہ خوار تھا - اُس نے تصدیق کر دیا کہ خط نپولین ہی کا تھا - جب باب عالی کو یہ معلوم ہوا کہ نپولین نے تو خود ملک روس پر یورش کی ہے تو اس صلحنامہ کی آخری تصدیقی کارروائی میں تامل کیا گیا اور جب انگلستان نے دھمکی دی تو صلحنامہ پر آخری دستخط کئے گئے - چنانچہ اسی آخری تصدیقی کارروائی میں دیر ہونے کی وجہ سے مولڈیویا میں روسی فوج کو اکتوبر تک مہلت اور فرصت نہ مل سکی - اور دوران مراجعت میں یہ فوج نپولین کے مقابل میں سواے دریاے برلیسینا کے مشہور عبور کے اور کہیں پر نہ آسکی ماخوذ - از تاریخ نپولین مصنفہ مالشبورڈوی - ناروِنس - کیا مزہ کی بات ہے کہ روسی تو نپولین سے اسلئے بگڑ گئے کہ وہ دولت عثمانیہ کے پاش پاش کئے جانے پر راضی نہوا اور اُدھر ترک اسلئے خفا ہو گئے کہ انگلستان کی بنی ہوئی جعلی دستاویز نے اُن کو یقین دلایا کہ نپولین دولت عثمانیہ کو تقسیم کر لینے کے لئے روس سے سازکر رہا ہے - مصنف

روسیوں نے بوری سوف کو مع تمامی ذخائر اور سامان کے چھین کر اپنے قبضہ میں کر لیا۔ یہی وحشت خیز بات سننے کو نپولین تیار نہ تھا۔ ایک لمحہ تک تو وہ ایک سناٹے کے عالم میں رہا اور پھر آسمان کی طرف اپنا ہاتھ اُٹھا کر اور ایک ٹھنڈی سانس بھر کر بولا۔
"کیا یہ بات آسمان پر لکھدی گئی ہے کہ ہم سوائے غلطیوں کے اور کچھ نہ کرینگے"
نیپر صاحب لکھتے ہیں " باوجود ایسے بڑے حادثہ کے نپولین کے منہ سے بس صرف یہی پہلے لفظ تھے جو نکل گئے اور صرف اُس کے ناظر ہی نے اُس کی یہ پریشانی دیکھی۔ ڈیوراک۔ ڈارو۔ برتھیر اور سب مارشل اُس کی پریشانی دیکھنے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے تو یہی دیکھا کہ اُس کو ذرا بھی تردد نہ تھا" اور یقینی یہی بات بھی ہوگی۔ کیونکہ نپولین کو اپنی ظاہری حالت پر واقعی ایسا خدا نے اختیار دیا تھا کہ اُس کے تردد اور فکر کا اُس کے بُشرہ سے کبھی اظہار نہ ہوتا تھا"
اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ فرانسیسی فوج کے واسطے کہیں رستہ باقی نہ رہا تھا۔ کونو جہاں سے نپولین نے دریائے نیمن کو عبور کیا تھا ہنوز سات سو میل دور تھا۔ اب نپولین کے تمامی افسروں نے یہ التجا پیش کی کہ شاہنشاہ فوج کو چھوڑ کر خود فرانس کو جس طرح بنے چلا جائے۔ اور مسٹر ڈارو نے اس وقت کہا۔ چاہے شاہنشاہ کا جانا ہوا پر کیوں نہ ہو۔ کیونکہ زمین کا رستہ تو قطعی بند ہو گیا ہے۔ لیکن اُس کو فرانس ضرور جانا چاہئے اسلئے کہ پیرس میں بیٹھ کر شاہنشاہ ہماری امداد زیادہ بہتر کر سکتا ہے"
نپولین نے نقشوں پر غور کیا اور بوری سوف کے مقام کو اچھی طرح جانچا۔ اور دو تین موقعوں پر دریا عبور کرنے کی جگہ تجویز کی۔ مگر یہ معلوم ہوا کہ ان مقامات پر روسیوں نے سخت انتظام کیا ہے اور بڑے ہولناک توپ خانے جما رکھے ہیں۔ فرانسیسیوں کی ضعیف فاقہ زدہ اور جاڑے سے ٹھٹھری ہوئی فوج ایسے زبردست دشمن کے سامنے سے دریا عبور نہ کر سکتی تھی۔ لیکن باوجود اس کے نپولین نے

یہ تجویز کردیا کہ کچھ ہی کیوں نہ ہو فرانسیسی فوج بوری سوف کی داہنی جانب اسٹڈزیان کا موضع کے سامنے دریا کو عبور کرے۔ یہاں دریا کا عرض تین سو گز اور عمق چھ فٹ تھا۔ ایسا قصد کرنا جان پر کھیلنا تھا۔ وہاں پل جیسی کوئی شے نہ تھی۔ دریا میں برف کے تودے تیر رہے تھے۔ دوسرے کنارہ پر سخت دلدل تھی جس کے گرد بلندیوں پر آراستہ روسی افواج مورچہ بند تھیں۔ نپولین کو صرف اپنی ذکاوت اور ہمت پر بھروسہ تھا اور اپنی فوج کی جاں بازی اور جاں نثاری پر اعتماد تھا۔ اور اس خوفناک کارروائی کا اس نے فوراً انتظام کیا۔

اپنی فوج کے بچے ہوئے جھنڈوں کو نپولین نے جمع کرکے جلادیا اور غیر ضروری گاڑیوں کو برباد کردیا۔ اور اپنے اٹھارہ سو گارڈ کے جوانوں کی جن کے پاس اب گھوڑے نہ رہے تھے دو پلٹنیں بنائیں۔ اور اپنے گرد سب ایسے افسروں کو جمع کیا جن کے گھوڑے بچ گئے تھے۔ اس دستہ سے پانسو افسروں کی جماعت تیار کی گئی اور اس کا نام "پاک اسکواڈرن" رکھا گیا۔ بڑے بڑے جنرل تو چھوٹے درجہ کے کپتان بن گئے اور چھوٹے افسروں نے بڑی خوشی سے معمولی سپاہیوں کی طرح اپنے کندھوں پر بندوقیں رکھ لیں اور نپولین کے عزم و ہمت نے سب میں ایسا جوش بھر دیا کہ اس ناتوان جماعت میں ایک ایک شیر بن گیا۔

یہ تیاریاں کرکے فرانسیسیوں نے صنوبر کے جنگل میں قدم اٹھائے۔ اس موقع پر فوج کی بھیڑ عورتوں اور بچوں کو ملاکر قریب چالیس ہزار کے تعداد تھی۔ اور جس وقت بوری سوف کے سامنے پہونچے تو دوسری طرف سے مسرت کے نعروں کا شور سنا گیا اور فرانسیسیوں نے یقین کرلیا کہ یہ نعرے شادکام روسی افواج میں بلند ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس طرف سے کچھ آدمی حال لینے کو روانہ کئے گئے اور یہ آدمی فوراً یہ نوید لے کر واپس آ گئے کہ مارشل وکٹر اور اوڈی ناٹ نے روسیوں کو بوری سوف

سے مار بھگایا اور پھر شہر پر قابض ہو گئے اور شاہنشاہ کے منتظر کھڑے ہیں۔ فرانسیسیوں کی یہ خوشی جو شادی مرگ کے قریب تھی جب کہ وہ اپنی فوج سے بوری سوف میں آکر ملے بیان نہیں ہو سکتی۔ وکٹر کی فوج کو اُن حادثات کا کچھ حال معلوم نہ تھا جو فرانسیسیوں پر ماسکو چھوڑنے کے دن سے واقع ہوئے تھے۔ وہ کیا جانتے تھے کہ اُن کے رفیق اُن کو ایسے حال میں ملینگے۔ یعنی انھوں نے دیکھا کہ مراجعت کرنے والے فرانسیسی ننگے۔ دری یا گھوڑے کی کچی کھال اوڑھے۔ برہنہ پا۔ بدن پر سوائے پوست استخواں کے گوشت کا نام نہیں۔ چہروں پر مُردنی چھائی ہوئی۔ اور بدن سے لہو جاری تھا۔ جاڑے سے ٹھٹھر گئے تھے۔ غم کی سرگذشت بیان کی جاتی تھی اور یہ پُرانے سپاہی دھاڑیں مار مار کر روتے تھے۔ یہ ایسی غم اندوز داستان تھی کہ تاریخ میں جس سے بڑھ کر غمناک واقعہ دیکھا نہیں جاتا۔ بوری سوف کے فرانسیسیوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ اُس عظیم الشان فوج میں سے جس کی عالم میں دھاک بیٹھی ہوئی تھی اور جس کے لئے تمام یورپ میں یہ مشہور تھا کہ روس کے دارالسلطنت ماسکو کی فاتح ہے۔ صرف یہی چند نیم جان نفوس باقی بچکر لوٹے ہیں تو اُن کے رنج وغم کی کوئی انتہا نہ تھی۔ گویا صدمہ کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔ مارشل وکٹر اور اوڈی ناٹ کی فوجوں کو ملا کر اب ہمگیں تعداد فرانسیسی فوج کی ۲۷ ہزار ہوئی اور اس کے علاوہ قریب چالیس ہزار کے بھیڑ اور لشکر کے ہمراہی اور تھے۔

اگرچہ حادثات ایسے ایسے مصیبت خیز پڑے تھے کہ بیان سے باہر ہیں لیکن پھر بھی فرانسیسیوں کو نپولین سے جو محبت تھی اُس میں فرق نہ آیا۔ سیگر صاحب لکھتے ہیں "ان فرانسیسیوں کے درمیان جو اپنی بے انداز مصائب کی وجہ سے نپولین کو ملامت کر سکتے تھے۔ نپولین بے خوف و ہراس پھرتا تھا۔ اور سب سے بے تصنع باتیں کرتا تھا۔ اور اُس کو یقین تھا کہ جب تک شان و عظمت عزت کا

باعث ہوسکتی ہے اُس کی عزت کی جائیگی اُس کو معلوم تھا کہ جیسا وہ فرانسیسیوں کا تھا ایسے ہی فرانسیسی اُس کے تھے۔ اُس کی شہرت ایک دولت عامہ تھی۔ فرانسیسی اُس کو قتل کرنے کے لئے ہاتھ اٹھانے کے بجائے اپنے خنجر مار سکتے تھے اور اُس کو ادنیٰ درجہ کی خوشی سمجھتے تھے۔ اُس کی جان کے مقابلہ میں اپنی جان کی قدر نہ کرتے تھے۔

"چنانچہ صدہا اتفاقات ایسے پیش آئے کہ فرانسیسی اُس کے قدموں کے سامنے گرے اور مرے۔ جاں کنی کی اذیت میں ہزیاں ہوتے تھے لیکن کبھی اس ہذیان میں نہ دیکھا گیا کہ نپولین کا شکوہ یا اُس کی شان میں کوئی گستاخانہ لفظ نکلا ہو۔ ہزیان میں بھی التجائیں اور منت سنی گئی ہے۔ اور حقیقت حال یہ ہے کہ ایسا تو ہونا بھی چاہئے تھا کیا نپولین معمولی اور ادنیٰ سپاہیوں کی طرح اُن کی مصائب میں شریک نہیں رہا؟ اور اُس سے زیادہ کس نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا۔ ؟ اس ماسکو کی یورش میں اُس سے زیادہ کس کا نقصان ہوا ؟ کسی نے اگر اُس کو برا کہا ہو تو غیبت میں کہا ہوگا۔ منہ پر ایسی نوبت کبھی نہ آئی کیونکہ اُس کی ناراضی سب سے بڑی مصیبت خیال کی جاتی تھی۔

بوری سوف سے چند میل اُس طرف دریائے برسینا بہتا ہے۔ پس پا ہونے والے روسیوں نے جاکر دریا کا پل توڑ دیا۔ اور دوسرے کنارہ پر نہایت زبردست توپ خانے جما دئے۔ نپولین نے بوری سوف میں دو دن قیام کرکے اپنی فوج کو
آرام دیا۔ ۲۵۔ تاریخ دشمن کو دھوکا دینے کی غرض سے مختلف طریقوں سے نقل و ۲۱۴
حرکت شروع کی گئی۔ تاکہ دشمن کو اس بات کا ٹھیک پتہ نہ چلے کہ فرانسیسی کس مقام سے دریا کو عبور کرینگے۔ اور اسی اثنا میں جنگل کے درمیان ایک پل تیار کرنے کی تجویز ہوئی کیونکہ اس مقام پر دریا دشمن کی نگاہ کے سامنے نہ تھا۔ قرب وجوار کی بلندیوں پر روسی فوج پڑی ہوئی تھی۔ فرانسیسی فوج تمام دن جنگل میں پڑی رہی تاکہ شام ہوتے ہی

پُل کی تیاری شروع کردی جائے۔ اور آفتاب برف پوش پہاڑیوں کے پیچھے غروب ہوا ہی تھا کہ فرانسیسیوں نے کام شروع کر دیا۔ آگ جلانے کی قطعی ممانعت کر دی گئی تھی۔ اس اندھیری سرد اور طولانی رات میں گلے گلے پانی کے اندر گھُس کر پُل باندھنا شروع کر دیا برف کی سلیں آتی تھیں اور پانی میں اُن کے ٹھوکریں مارتی تھیں پہیوں کے ہالوں سے لوہے کے بندھنوں اور مکانوں کی لکڑی سے شہتیروں کا کام لیا جاتا تھا۔

نپولین سب کے ساتھ محنت کر رہا تھا اور بذات خاص کام کی نگرانی کرتا تھا۔ اور مُنہ سے کوئی ایسی بات نہ کہتا تھا جس سے یہ نتیجہ نکلتا کہ اس مہم میں کامیابی نہ ہوگی تین روسی فوجوں سے وہ گھرا ہوا تھا جن کی تعداد ڈیڑھ لاکھ تھی کیونکہ مولڈیویا سے بھی روسی فوجیں جو ترکوں کے مقابلہ کو گئی تھیں واپس آگئی تھیں۔ روسی مورخ بوٹورلن Boutourlin لکھتا ہے "اس موقع پر بھی جو ایسا خطرناک تھا کہ نپولین جیسے بڑے کپتان کو اس سے زیادہ خطرناک موقع پر پھنسنے کا کبھی اتفاق نہوا اُس نے ثابت کر دیا کہ اس موقع کی بھی اُس کے عزم وہمت اور شجاعت کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہ تھی۔ اس برسر رسیدہ خطرہ سے وہ ذرا بھی خائف نہوا اور نگاہِ ذکاوت سے اُس کو جانچ کر اُس کے مقابلہ کی تجویزیں بہم پہنچائیں جبکہ اسی موقع پر دوسرے کم ہمت اور کم غیر مستقل جنرل کو تو ایسے خطرہ کے مقابلہ کے امکان ہی میں شک ہوتے"

فرانسیسی جنرل دریا عبور کر جانے کو غیر ممکن کہہ رہے تھے۔ اور مارشل ریپ۔ موٹیر اور رپے۔ کہتے تھے کہ اگر اس موقع سے بچ نکلیں تو ہم کو شاہنشاہ کے محافظ ستارہ پر ہمیشہ اعتقاد رہیگا۔ حتیٰ کہ مرات جیسا شجاع شخص بھی کہتا تھا کہ فوج کو بچالے جانا غیر ممکن ہے وہ اس بات پر زور دیتا تھا کہ اب فوج کے بچانے کے خیال کو چھوڑنا چاہئے۔ صرف شاہنشاہ کے بچانے کی تدبیر ہونی چاہئے جس کی سلامتی سے فرانس کی سلامتی وابستہ ہے سپاہی بھی یہی خوف اور خواہش ظاہر کرتے تھے۔ پولینڈ کے افسر کہتے کہ

ہم شاہنشاہ کو جنگل کے ایسے رستوں سے جو کسی اور کو معلوم نہیں ہیں لے جا کر پروشیا کی سرحد پر پہنچا سکتے ہیں۔ اور پونے ٹوسکی جو پولینڈ کی افواج کا سپہ سالار تھا اپنی جان کی ضمانت دیتا تھا کہ شاہنشاہ کا رُواں میلا نہوگا اور وہ پروشیا کی سرحد میں پہنچا دیا جائیگا لیکن نپولین نے سب کو ڈانٹ دیا اور کہا کہ اس طرح فوج کو چھوڑ جانے سے بُزدلی اور فراری کا الزام آئیگا اور کیسے ممکن ہے کہ میری فوج تو اس ہولناک موقع پر پھنسی ہو اور میں اُس کو چھوڑ کر چل دوں۔

سیگر صاحب لکھتے ہیں "نپولین نے ان سب تجویزوں کو یہ کہکر رُد کر دیا کہ یہ نہایت دنی تجویزیں ہیں۔ ان سے ذلیل فراری کا الزام آئیگا۔ اور اُس نے کہا کہ اُس وقت تک کسی کو میرے چلے جانے کا خیال نہ کرنا چاہیئے۔ جب تک میری فوج خطرہ کی حالت میں ہے۔ اور کسی نے ایسا خیال مُنھ سے نکالا تو میں اُس سے سخت ناراض ہونگا۔ لیکن جب مرات نے یہ تجویز پیش کی تو نپولین اُس سے ناخوش نہوا۔ اس کی دو وجوہ ہوسکتی ہیں۔ اول یا تو اس تجویز سے خود مُرات نے اپنی مستعدی کا اظہار کیا تھا۔ یا محض اپنی جان نثاری کا ثبوت دیا تھا اور بادشاہ کی جان نثاری کرنا قابل قدر خدمت اور اعلیٰ صفت ہے"

انجامکار صبح صادق نمودار ہوئی اور روسی کیمپ میں آگ زرد ہونے لگی۔ نپولین اپنی کل کی نقل و حرکت سے دشمن کو دھوکا دے چکا تھا۔ اور اب اُدھر تو پریشان ہو کر روسی جنرل نے استاڈریانکا Stoudienka سے اپنی فوجوں کو ہٹانا شروع کیا اور ادھر نپولین نے اسی طرف اپنی فوج کو جمع کرنا شروع کیا۔ فرانسیسی افسر دوربینوں سے روسی فوج کو بلندیوں سے ہٹتے اور جاتے ہوئے صبح کی دُھندلی روشنی میں دیکھکر اپنی آنکھوں پر اعتبار نہ کرتے تھے۔ روسی فوج کو یہ حکم دے دیا گیا تھا کہ دریا کی زیریں وادی میں اٹھارہ میل نو اُسے جا سکے۔ جہاں روسی جنرل کو یقین ہوگیا تھا کہ فرانسیسی

فوج دریا کو عبور کرنے والی تھی۔

اوڈوے ناٹ اور ریپ نپولین کے پاس یہ مژدہ لے گئے۔ نپولین نے کہا۔ بہت اچھا ہوا۔ تو ہم نے دشمن کو دھوکا دے دیا۔ چنانچہ اپنے گھوڑوں پر جو ایک ڈھانچہ رہ گیا تھے ایک فرانسیسی رسالہ گیا اور دریا کے دوسری جانب بلندیوں پر قابض ہوگیا پل بھی جلد تیار ہوگیا۔ اور فوج نے بڑی تیزی سے اُترنا شروع کیا۔ اور چند گھنٹوں میں انجنیروں نے ایک اور پل توپوں اور گاڑیوں کے لئے تیار کر دیا۔ تمام دن اور تمام رات فوج ان پلوں سے عبور کرتی رہی لیکن روسیوں نے لوٹنا شروع کیا۔ اور قریب کی بلندیوں پر توپیں جا کر پل پر آگ برسانا شروع کی۔ ۲۷۔ تاریخ کی صبح کو روسی فوج اس کثرت سے آموجود ہوئی کہ فرانسیسیوں پر دریا کے دونوں جانب ایک ساتھ حملہ کرنے کو آمادہ ہوگئی۔ نپولین معہ ہراول کے دریا عبور کر چکا تھا۔ اور دوسرے کنارہ پر پہونچ کر اُس نے کہا۔ "ابھی اقبال میرے ساتھ ہے"۔

بڑا مہیب ہنگامہ پیش آیا۔ روسیوں کو تو اپنی کامیابی کا زعم تھا اور پیچھے قدم نہ ہٹاتے تھے۔ ادھر فرانسیسیوں کو جان سے ناامیدی تھی اور جانیں توڑ توڑ کر جنگ کر رہے تھے۔ ادھر تو یہ ہولناک جدال و قتال ہو رہا تھا اور خون کے دریا بہ رہے تھے اور جنگجو طرح طرح سے مجروح اور پامال ہو رہے اور اُدھر عناصر نے بھی غیظ و غضب کا اظہار شروع کر دیا یعنی نہایت شدت سے آندھی آگئی۔ اور بیچ نپولین کا ایک پل توپخانوں۔ گاڑیوں اور آدمیوں کے بوجھ سے ٹوٹ گیا۔ پلوں کے سروں پر مجنوں اور پریشاں آدمیوں کے گروہ جانیں بچانے کو دوڑ پڑے اور اسی حالت میں روسیوں کے توپ خانوں نے پرے کے پرے اڑا دئے اور بے شمار آدمی دریا کی تیز دھار میں گر کر بہتی ہوئی برف کے درمیان غرق ہو گئے۔ جن کے شور و فریاد کی آواز جنگ کی گرج سے بھی بلند سنی جاتی تھی لیکن ایسے موقع پر بھی نپولین کی ذکاوت

نے اُس کی مدد کی اور موافق و مخالف مورخین یک زبان ہو کر لکھتے ہیں کہ اُس نے بریسینا کے خوفناک عبور میں جو کچھ کر دکھایا دوسرے سے ممکن نہ تھا۔

ان حادثات اور خوفناک منظر کے بے انتہا خطرہ کا اُس پر کچھ بھی اثر نہ تھا اور ہر مفید موقع پر اُس کی نظر تھی اور لیجئے اسی ضعیف اور مصیبت زدہ جماعت سے اُس نے روسیوں کو پیچھے ہٹا دیا اور اُن کی روسیوں پر فتح ہوئی۔ فریقین کی فوجوں کی صحیح تعداد بتانا دشوار ہے۔ لیکن ہم سیگر صاحب کے حوالہ سے جو نہایت مستند تسلیم کئے گئے ہیں لکھتے ہیں کہ نپولین کی طرف ۷۰ ہزار کارآمد سپاہ تھی۔ لیکن فاقہ زدہ تھکی ہوئی اور بغیر پوری وردی کے تھی اس کے علاوہ چالیس ہزار بھیڑ تھی جس میں مجروح بھی تھے اور اس وجہ سے نپولین کو اور بھی دشواری پیش آئی تھی۔ روسیوں کی ساٹھ ہزار آراستہ فوج نے ہر طرف سے گھیرا تھا اور جنرل وٹ جنس ٹین Witt Genstein نے چالیس ہزار روسی افواج سے اُن فرانسیسیوں پر حملہ کیا تھا جو ابھی دریا کو عبور نہ کر سکے تھے۔ لیکن مارشل نے نے صرف چھ ہزار فرانسیسیوں سے ان چالیس ہزار روسیوں کو چند گھنٹہ تک ایسا روکا کہ ایک قدم آگے نہ بڑھنے دیا۔ امیر البحر۔ چیٹ پچے گوف نے بیس ہزار روسی فوج سے اُن فرانسیسیوں پر حملہ کیا جو دریا عبور کر چکے تھے لیکن مارشل نے اس فوج پر حملہ آور ہوا اُس کو ہزیمت دے کر چھ ہزار روسیوں کو قید کر لیا اور تعجب ہوتا ہے کہ مارشل نے۔ نے یہ حیرت انگیز کام صرف آٹھ ہزار فوج سے کیا۔ ۴۱۵

اگرچہ طرح طرح کے خطرات کا سامنا تھا لیکن فرانسیسی انجنیر برابر پُلوں کو سنبھالے اور درست کرتے رہے تھے اور کسی طرح کا خوف اُن پر اثر نہ کرتا تھا۔ رات ہو جانے پر بھی جنگ ختم نہ ہوئی۔ روسی برابر پلوں پر گولے اور گراب برساتے رہے اور پلوں پر اسلئے نہایت سخت نقصان ہوتا رہا کہ اُن پر کثرت سے آدمیوں کی بھیڑ

لگی رہتی تھی۔ اور گھوڑے گاڑیاں برابر عبور کر رہے تھے۔

انھیں خطرات کے دوران میں ایک چھوٹی کشتی برف کی ٹھوکر سے اُلٹ گئی اور ایک ماں اور اُس کا بچہ پانی میں گر پڑے۔ یہ دیکھ کر ایک سپاہی فوراً دریا میں کود پڑا اور بڑی کوشش اور محنت سے چھوٹے بچہ کو نکال لایا۔ لیکن بچہ اپنی ماں کے لئے روتا رہا اور سپاہی اُس کو تسلی دے کر کہتا تھا۔ بچہ مت رو۔ میں تیرے پاس موجود ہوں۔ تجھے ذرا بھی تکلیف نہ ہوگی۔ تیرا باپ میں ہوں۔

اس ہنگامے میں بڑے بڑے دردناک حادثے پیش آئے یعنی عورتیں پانی میں گر پڑتی تھیں۔ اور بچے گود میں ہوتے تھے۔ اور آپ تو غرق آب ہو جاتی تھیں لیکن اکثر دیکھا جاتا تھا کہ بچہ والا ہاتھ مع بچہ کے پانی کے اوپر معلوم ہوتا رہتا تھا۔ اس پُل پر سے وہ بچہ بخیریت گذر گیا جو مارشل نے۔ نے بچایا تھا اور جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔

بھاری گاڑیوں کی جھپٹ میں آکر بہت سے لوگ کچل کر پاش پاش ہوگئے۔ سپاہیوں کے گروہ پُلوں پر بے ترتیب بھیڑ کو اپنی سنگینوں اور تلواروں کی نوک سے ہٹاتے تھے اور مجروح اور مُردے بے طرح اُن کے قدموں کے نیچے پامال ہوگئے۔ رات آئی لیکن نہایت ہی سرد۔ تاریک اور شب یلدا کی طرح منحوس تھی جس سے مصائب میں مصائب بڑھ گئیں۔ ہر شے برف شے چھپ گئی تھی۔ برف کی سفید سطح پر فرانسیسی سپاہی۔ گھوڑے اور گاڑیاں ایک سیاہ قطار اور ایک کالا کالا ڈھیر نہایت واضح طور سے صاف نظر آرہا تھا اور اپنی باڑیوں سے روسی تاک تاک کر صحیح گولے برساتے تھے کہ نشانہ پر ٹھیک بیٹھتے تھے۔ طوفان باد کی دھاڑ۔ آدھی رات کی اندھیری متصل توپوں کی چمک اور گرج۔ گھنے انبوہ میں گولوں کے زناٹے۔ خوفناک سیل کے گولوں کا پھٹنا۔ گولیوں کے سناٹے۔ سپاہیوں

کی آواز اور نعرے۔ مایوسوں اور مجروحوں کی فریادیں۔ کاسکوں کا شادمانی سے نعرے مارنا ایسا پُرہول منظر تھا کہ شیطانی جنگ میں کبھی نہ دیکھا گیا تھا۔ اور یہ نظارہ یا اس کا مختصر بیان حربی شان وشوکت کے دلدادہ کو خایف کردینے کے لئے کافی خیال کرنا چاہئے۔ آخرکار مارشل وکٹر نے روسیوں کو دریا کے پار اتنے عرصہ تک روکے رکھا کہ باقاعدہ فوج نے پلوں کو عبور کرلیا۔ پھر اُس نے خود دریا عبور کیا اور پلوں کو آگ دے دی۔ اس موقع پر جسقدر اتلاف جان ہوا اُس کا صحیح اندازہ ہرگز نہ ہوسکا لیکن برف پگھلی تو بارہ ہزار لاشیں اُس کے نیچے سے برآمد ہوئی تھیں۔

۲۹۔ اکتوبر کو نپولین نے پھر مراجعت شروع کی لیکن ہرساعت پر مصائب کا ہجوم بڑھتا ہی جاتا تھا۔ چار روز تک فرانسیسی برابر برف کی سڑک پر چلتے رہے اور اپنے پیچھے برف سے ٹھٹھرے اور اکڑے ہوئے ہمراہیوں کو چھوڑتے گئے ۴۔ نومبر کو فرانسیسی مولوڈیزنو *Maladeezno*۔ میں پہونچے۔ ولنا *Wilna*۔ سے یہاں رسد اور چارہ بہ کثرت بھیجدیا گیا تھا اور فرانسیسیوں کو سب چیزیں بہ افراط بہم پہونچیں۔ یہاں سے مجروح افسر۔ مجروح سپاہی اور ہر شئے جو مراجعت کے وقت موانع حائل کرتی تھی ایک محافظ فوج کے ہمراہ پہلے سے ولنا کو بھیجدی گئی۔ کئی ہزار تازہ گھوڑے بہم پہونچائے گئے۔ اور رسالے قایم ہوگئے اور سپاہیوں کو آراستہ کرکے مراجعت کا باقاعدہ سامان کرلیا گیا۔

لیکن نپولین کو یہاں یہ خبر بھی دی گئی کہ اُس کی مراجعت کی مصیبتوں کا حال سُن کر پروشیا نے مخالفت کا قصد کیا ہے اور آسٹریا نے اس موقع کو فرانس کی جمہوری حکومت کے برباد کرنے کا مناسب موقع خیال کرکے نپولین کے خلاف مسلح ہوجانے کا عزم کیا ہے۔ چنانچہ نپولین نے اپنے افسروں کو جمع کرکے جملہ حالات سنائے اور کہا کہ اب میرا ارادہ ہے کہ فوراً پیرس جاؤں اور خبرلوں کہ ایک زبان

ہو کر اس تجویز سے اتفاق کیا۔ لیکن نپولین وودن اور اپنی فوج میں رہا۔ ۵ نومبر کو فرانسیسی سپاہ اسمورگونی میں پہونچگئی۔

اب فرانسیسی قدیم پولینڈ کی حدود میں پہونچگئے تھے۔ اور اگرچہ روس ہی کی سرحد میں تھے تاہم لوگوں نے یہاں اُن سے ہمدردی کی اور اُن کو دوستوں کی صورت نظر آئی۔ مراجعت کی سب سے کڑی منزلیں اب طے ہو چکی تھیں۔ نپولین نے سب مارشلوں کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کو بلایا۔ اور کھانا ختم ہو جانے کے بعد اُس نے ان مارشلوں سے کہا "آج شام میں فرانس کو جاتا ہوں اور آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ تین لاکھ فوج لے کر بہت جلد واپس آؤنگا اور اُن فتوحات کو پھر شروع کرونگا جو برف نے روک دی ہیں"

اُس نے پھر کہا "فوج کی سپہ سالاری بادشاہ نیپلس کے سپرد کی جاتی ہے اور میں توقع کرتا ہوں کہ تم اُس کی ویسی ہی اطاعت کرتے رہو گے جس طرح میری کرتے رہے ہو۔ اور باہم نہایت اتفاق اور میل جول سے رہو گے" پھر نپولین سب سے بغل گیر ہوا اور رخصت چاہی۔ دس بجے شب کے برف پر چلنے والی دو گاڑیاں دروازہ پر حاضر کی گئیں۔ افسر محبت اور غم سے شاہنشاہ کے گرد جمع ہوے۔ ایک گاڑی میں نپولین بیٹھا اور کالن کورٹ کو اپنے پاس بٹھایا۔ ڈیوراک اور لوبا دوسری گاڑی میں سوار ہوئے اور محافظت کو چند پولینڈ کے باشندے اور شاہی گارڈ ہمراہ ہوا۔

ان حالتوں میں نپولین کے فوج کو چھوڑنے اور فرانس کو جانے پر سخت نکتہ چینی کی گئی ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ فعل نپولین کا شرمناک اور بزدلانہ تھا۔ لیکن ہم ایک وسی مورخ کی تاریخ سے اس موقع پر تھوڑا سا اقتباس کرتے ہیں اور یہ مورخ کوئی اور شخص نہیں ہے۔ صرف شاہنشاہ اسکندر کا مصاحب یعنی جنرل بوٹولین Boutourlin ہے۔

وہ لکھتا ہے:۔ "نپولین کے چلے آنے کے بارہ میں مختلف فیصلے کئے گئے ہیں۔ لیکن انصاف کے ساتھ اس معاملہ کا فیصلہ کر دینا کوئی دشوار امر نہیں ہے۔ جاننا اور انصاف کرنا چاہیے کہ جس فوج کے ہمراہ شاہنشاہ نپولین تھا وہ اُس فوج کا صرف سپہ سالار ہی نہ تھا جس کو چھوڑ کر وہ فرانس گیا۔ بلکہ وہ سلطنتِ فرانس کا فرماں روا بھی تھا جس کی قسمت کا فیصلہ نپولین کی ذات سے وابستہ تھا پس ظاہر ہے کہ موجودہ حالات میں اُس کا یہ پہلا فرض نہ تھا کہ اپنی بقیہ فوج کی بربادی کو بیٹھا دیکھا کرتا اور تمامی سلطنت کے بچانے کا خیال نہ کرتا۔ نہیں اُس کا پہلا فرض یہ تھا کہ اپنی سلطنت کی خیریت کی طرف متوجہ ہوتا۔ اور یہ کام کسی دوسرے پہلو کے اختیار کرنے سے انجام کو نہ پہونچ سکتا تھا تو پیرس ہی جانے سے پہونچ سکتا تھا۔ تاکہ فوراً دوسری افواج کو آراستہ کر کے اُس سپاہ کا قائم مقام کرے جو روس کی یورش میں ضائع ہو گئی تھیں"

اب دیکھئے۔ بورین کیا کہتا ہے۔ اگرچہ اپنی قلبی عداوت کو وہ نہ چھپا سکا تاہم یہ اعلان کرتا ہے:۔ "میں نے نپولین کی فوج کو چھوڑنے اور پیرس پہ چلے آنے کو سُنا اور مجھے غصہ بھی آیا۔ لیکن اس بازگشت کو بعض لوگ بزدلی اور خطرہ سے منسوب کرتے ہیں۔ یہ اعتراض میں ٹھنڈے دل سے ہرگز نہیں سن سکتا۔ کیا معقول اعتراض ہے نپولین اور بزدل۔! افسوس جو لوگ ایسا کہتے ہیں نپولین کی صفات سے آگاہ نہیں ہیں۔ ہنگام خطر میں اُس کے استقلال کو جنبش نہ ہوتی تھی۔ جیسا میدان کارزار میں اُس کو مطمئن دیکھا گیا ہے کبھی ویسا کسی اور موقع پر نہیں دیکھا گیا ہے"

اور سنئے کرنل نیپیہ صاحب اس حیرت انگیز بازگشت کے متعلق لکھتے ہیں "ایسے رنج دہ ساحالات میں اور ایسی دشواریوں میں امید سے لڑائی لڑنا ایسی بات تھی کہ بڑے سے بڑے دماغ والے شخص سے جس کی امید نہیں کی جا سکتی لیکن

شہنشاہ نپولین کا استقلال اور صحت کے ساتھ نہایت ہی زبردست کوششوں کو مجتمع اور اندازہ کر لینا! اور نہ خطا کرنے والی سرعت سے ہر مفید موقع سے فائدہ اٹھانا اور ہر ایک ہزیمت کو ایسے استقلال سے برداشت کرنا کہ اس میں ذرا سی بھی جنبش کا نہ پیدا ہونا۔ اور مایوسی سے بدحواسی کے ساتھ کام کرنے پر مجبور نہ ہونا۔ اور عقل انسانی کی سچی نہایت سے اُس حد تک شجاعت کا اظہار کرنا جہاں تک شجاعت کی انتہائی حد ہو سکتی ہے۔
فایق ترین اعلیٰ ذکاوت کا ایسا اظہار ہے کہ زمانہ قدیم یا زمانہ حال کے بڑے لوگوں سے مقابلہ کرتے ہوئے اگر نپولین بنی نوع انسان میں سب سے آگے اور سب سے افضل کہا گیا ہے تو ہرگز ناانصافی سے نہیں کہا گیا ہے۔"

اسی مراجعت کے متعلق کالن کورٹ نے لکھا ہے۔ "میں زور سے کہہ سکتا ہوں کہ کبھی کسی قسم کے حالات میں شاہنشاہ نے ایسی بہادرانہ اور رستمانہ عالی حوصلگی کا اظہار نہ کیا جیسا اُن چودہ دنوں میں کیا جو ماسکو کے حادثات کے بعد گذرے۔ یعنی شاہنشاہ میرے ساتھ ایک تنگ برف پر چلنے والی گاڑی میں جاڑہ اور بھوک کا ستایا ہوا بیٹھا تھا کیونکہ ہم کسی موقع پر ٹھیر نہ سکے تھے اور بیکار ہمراہیوں کو جو باقی ماندہ فوج سے متعلق تھے پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ لیکن شاہنشاہ کی ہمت اور شجاعت میں ذرا بھی فرق نہ آیا تھا۔ اور تاہم کسی امید موہوم سے وہ خوش بھی نہ ہوتا تھا۔ قعر مصائب کے عمق کو اُس نے ٹھیک ٹھیک معلوم کر لیا تھا۔ اور اُس کی تیز نگاہ نے اُن امیدوں کو جو آگے تھیں دیکھ لیا تھا۔"

شاہنشاہ نے کہا۔ کالن کورٹ۔ معاملات کی صورت بہت مہیب ہو گئی ہے لیکن یقین رکھو کہ میری ہمت میں فرق نہ آئیگا۔ میرے ستارہ اقبال پر بدلی آگئی ہے لیکن وہ غروب نہیں ہوا ہے۔ تین مہینے میں دس لاکھ مسلح جمہور اور تین لاکھ باقاعدہ فوج میں کھڑی کر دونگا۔ میں۔ شاہنشاہ ایک آدمی ہوں۔ لیکن وہ آدمی

ہوں کہ فرانسیسیوں کو معلوم ہے کہ اُن کے خاندانوں اور اُن کے گھروں کی عافیت مجھ ہی پر منحصر ہے۔"

روسیوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہونے سے بال بال بچ کر نپولین ولنا سے جلد گذر کر دس تاریخ دسمبر کو وارسا میں پہونچا۔ اس وقت وارسا میں ایبی ڈی پریڈٹ فرانس کی طرف سے سفیر تھا اُس نے اپنی کتاب "سفارت وارسا ۱۸۱۲ء" میں اپنی اور نپولین کی ملاقات کا عجیب حال لکھا ہے۔ نپولین کے دوست کہتے ہیں کہ یہ حال ہجویہ تصویر ہے اور شاہنشاہ کو مطعون کرنے کی غرض سے لکھا گیا ہے۔"

ایبی ڈی پریڈٹ کا حوالہ دیتے ہوئے نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا "لیکن ایبی ڈی پریڈٹ نے وارسا میں کسی خدمت کو پورا نہ کیا جس کی اُس سے توقع کی گئی تھی۔ بلکہ اس کے خلاف اُس نے بڑا نقصان پہونچایا۔ چاروں طرف سے اُس کے خلاف رپورٹیں موصول ہوئیں۔ حتی کہ نوجوان سپاہی اور منشی لوگ جو سفارت سے تعلق رکھتے تھے اُس کے چال چلن سے متنفر تھے۔ اور اُنھوں نے یہاں تک کیا کہ اُس پر دشمن کے ساتھ ساز باز رکھنے کا الزام لگایا لیکن میں نے اس بات پر کسی طرح یقین نہ کیا۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ اُس کی مجھ سے بہت دیر تک باتیں ہوئیں اور جیسی توقع تھی اُس نے اس گفتگو کا غلط پیرایہ میں اظہار کیا۔ اور جس حال میں کہ وہ لمبی نثر کی تقریر کر رہا تھا اور جو مجھ کو ایک مہمل و گستاخانہ سلسلہ گفتگو معلوم ہوا اُسی حال میں آتشدان کے قریب بیٹھ کر میں نے اُس کی برخاستگی اور سفارت سے علیحدہ ہو کر فوراً فرانس چلے جانے کا حکم لکھ دیا۔ جس سے اُسی وقت سب کو مسرت ہوئی۔ اور اسی واقعہ کو ایبی ڈی پریڈٹ کی بڑی خواہش تھی کہ کسی نہ کسی طرح پوشیدہ کرے۔"

دوسرے باب میں ناظرین کی نظر سے یہ بات گذرےگی کہ ایبی ڈی پریڈٹ نے بعد کو نپولین کے ساتھ بڑی عالی حوصلگی سے انصاف کیا ہے یعنی جب جتھہ کی طرف سے نپولین کے خلاف توہین کا طومار باندھا گیا تو ایبی ڈی پریڈٹ نے بڑی سختی سے اس طومار کی تردید کی۔ جو لوگ نپولین کی عادات کی خصوصیات سے واقف ہیں۔ جانتے ہیں کہ وہ بہت بڑا معاف کرنے والا تھا۔ چنانچہ جب اس شریفانہ تردید کا حال نپولین کو معلوم ہوا تو اُس کو بڑی خوشی ہوئی۔

اپنے ماتحت رفقا کی غداری کا حال نپولین کو اچھی طرح معلوم تھا۔ اسی لئے وہ بیویریا میں سے بڑی تیزی کے ساتھ نکل گیا۔ نہیں تو وہ قید کر لیا جاتا اگرچہ وہ اس مراجعت میں قید نہ کیا گیا تاہم رچرڈ شیرول کی قید سے زیادہ مصیبت خیز اسیری اُس کی قسمت میں لکھی ہوئی تھی۔ سینٹ ہلینا کی گھلا گھلا اور کڑھا کڑھا کر ہلاک کرنے والی مصیبت سے بڑھ کر دنیا میں شاہنشاہ پر اور کون سی مصیبت پڑ سکتی تھی۔ شاہنشا مارا مارا رات دن چلا گیا اور ۱۴ دسمبر کو ایک بجے شب کے اُس کی گاڑی ڈریسڈن میں پہونچی۔ یہ وہی شہر تھا جہاں سے چند ماہ قبل نپولین اس شان و شکوہ سے رخصت ہوا تھا کہ ہفت اقلیم کے کسی تاجدار کو یہ جاہ و حشم نصیب نہوا تھا۔ اُس نے خلوت میں سکسنی کے بادشاہ سے بہت دیر تک مشورہ کیا۔ یہی بادشاہ اُس کے رفقا میں سب سے زیادہ وفادار اور جاں نثار تھا۔ اور پھر اپنی گاڑی میں سوار ہو کر اس تیزی سے روانہ ہوا کہ گارڈ کے سوار پیچھے رہ گئے اور چار روز میں پیرس جا پہونچا۔

۱۸ دسمبر کی آدھی رات کا وقت تھا۔ ملکہ ماندی۔ متفکر اور شکستہ خاطر ابھی ٹوئی لریز کے کمرے میں جا کر لیٹی تھی اور اُس کو خیال تھا کہ شاہنشاہ روس کے ویرانہ میں دشمنوں سے اب بھی لڑتا ہوگا۔ پاس والے کمرے میں یکایک لوگوں کی آواز سُنی گئی اور

ایک خواص نے چیخ مار کر کہا خدا خیر کرے۔ کچھ نئی بات معلوم ہوتی ہے اور اسی پریشانی میں ملکہ بستر سے اُٹھ کر زمین پر کھڑی ہو گئی۔ اور دیکھا کہ کمرہ کا دروازہ کھُل گیا اور سموریں لپٹا ہوا ایک شخص کمرہ میں گھس پڑا۔ اور ملکہ نے اُسی حال میں پہچانا کہ شاہنشاہ ہے۔"

شاہنشاہ کی آمد کی خبر پیرس میں جلد پھیل گئی۔ نپولین نے ایک سرکاری مراسلہ فوجی صدر مقام سے پیرس کو روانہ کیا تھا جس میں تمامی حادثات کا حال صاف صاف لکھا ہوا تھا اور کوئی امر پوشیدہ نہ کیا گیا تھا۔ لیکن نپولین کے آجانے پر صبح کو یہ مراسلہ پیرس میں موصول ہوا۔ اور فوراً مشتہر کر دیا گیا۔ اور ایسی ہولناک مصیبت سے پیرس کے باشندے حیرت زدہ اور خوف زدہ ہو گئے۔

نو بجے صبح کو شاہنشاہ نے دربار کیا۔ اور نہایت کثرت سے درباری جمع ہوئے ہر شخص کے بشرہ پر غم اور اُداسی چھائی ہوئی تھی۔ شاہنشاہ خاموش تھا لیکن جس سوال کے پوچھنے اور اُس کے جواب کے سننے کے تمامی حاضرین بڑی بے چینی سے آرزومند تھے اُس کو خود شاہنشاہ نے شروع کیا اور بڑی بے تکلفی سے ہنگام مراجعت کے جانکاہ حادثات کو تفصیلی طور سے بیان کرنا خود اختیار کیا اُس نے کہا۔ ہم نے ماسکو لے لیا۔ ہر موانع پر ہم غالب آئے۔ ماسکو کے جل جانے سے بھی چنداں ہماری خوش حالی میں خلل نہوا۔ لیکن سرما کی شدت نے فوج کو کہیں کا نہ رکھا۔ چند ہی شب میں تمامی معاملات کی صورت بگڑ گئی۔ ایسے حادثات پیش آئے کہ ناگفتنی ہیں۔ اور اگر فرانس کے لوگوں کی بھلائی کے خیال کے سوا میرے دل میں کسی اور شئے کے خیال کی گنجایش ہوتی تو میرا کلیجہ پاش پاش ہو جاتا۔ میں امن اور صلح چاہتا ہوں۔ صلح کی ضرورت ہے۔ امئینس کے صلحنامہ کی شکست سے اس وقت تک مینے چار مرتبہ بڑی سنجیدگی اور سچائی سے

دشمنوں کے سامنے صلح پیش کی ہے۔ لیکن میں جب صلح کرونگا تو ویسی ہی صلح کرونگا جو میری شان و عظمت اور فرانس کے شکوہ اور جلال کے شایاں ہو۔

اب چند کلمات فرانسیسی فوج کے متعلق بھی لکھے جاتے ہیں۔ شاہنشاہ کے چلے آنے کے بعد جاڑا نہایت شدت سے بڑھ گیا۔ جب ولنا میں فوج آئی تو مقیاس الحرارت میں صفر یعنی نقطہ انجماد سے بھی ساٹھ درجے سیماب نیچے اُتر آیا تھا۔ اب جو مصیبت پیش آئی قلم میں اس کے بیان کی ہرگز طاقت نہیں ہے۔ دریائے برسینا سے جب عبور ہوا تھا تو ہمگیں فوج اور ہمراہی وغیرہ ملاکر ساٹھ ہزار کی تعداد تھی اور بیس ہزار کی جماعت بعد کو اور شریک ہوگئی تھی۔ ان اسی ہزار میں سے ولنا کو پورے چالیس ہزار پہونچنا نصیب نہوئے اور یہ بربادی صرف برف باری اور سردی کی وجہ سے ہوئی۔ اور تعاقب کرنے والے روسی بھی اسی حیثیت سے مرے جیسے کہ فرانسیسی مرے تھے۔ اور یہ بات پوری مصدقہ ہے کہ زیادہ جنوبی اور گرم ملک کے باشندوں پر سردی کا اس قدر مہلک اثر نہوا جیسا شمالی ملک کے سرد مقامات پر رہنے والوں پر ہوا۔

۱۲- دسمبر کو فرانسیسی کو نویں دریائے نیمن کے کنارہ پہونچے۔ ۱۳ دسمبر کو دریا کا پل عبور کیا لیکن تعداد میں وہ تیس ہزار سے زیادہ نہ تھے۔ "اولڈ گارڈ" میں اب صرف تین سو شخص باقی تھے۔ لیکن اب بھی تکبر سے کوچ کر رہے تھے اور بشروں سے جوش تہوّر عیاں تھا۔ مرتے وقت تک اس گارڈ کے ہر فرد کا یہی حال رہا۔ خوف کو انھوں نے پاس نہ آنے دیا۔ اس زمانہ مراجعت میں بھی چند اول کی حفاظت سورما اور رستم ثانی مارشل نے ہی کے ذمہ رہی جس نے وہ وہ مصیبتیں برداشت کیں اور ایسی ایسی شجاعت کا اظہار کیا ہے کہ معجزے معلوم ہوتے تھے۔ ویاسما سے نیمن تک سنتیس دن اور سنتیس راتیں لگی تھیں اور اس زمانہ میں اس کو چار پہر دن

وئے گئے تھے اور چاروں قطعی کام آئے تھے۔ وہ چار ہزار سپاہ لیتا تھا اور یہ چار ہزار جلد دو ہزار رہ جاتی تھی۔ اور پھر گھٹ کر ایک ہزار رہ جاتی تھی۔ حتی پالنسو پر تعداد پہونچکر آخر میں آخر صرف پچاس ساٹھ آدمی رہ جاتے تھے۔ اس کے بعد وہ اور چار ہزار کی جماعت لیتا تھا اور اس کا بھی یہی حشر ہو جاتا تھا۔ اور جتنے سردی اور ماندگی سے مرتے تھے اُتنے دشمن کی گولیوں سے نہ مرتے تھے۔

مارشل نے۔ نے حسب ذیل طریقہ سے مراجعت کا انتظام کیا تھا یعنی ہر سپہر کو پانچ بجے کے قریب وہ کوئی اونچی جگہ منتخب کرتا اور یہاں کھڑے ہوکر روسیوں کو آگے بڑھنے سے روکتا۔ اتنی مہلت میں اُس کے سپاہی ایسا کھانا کھا لیتے یا ایسا آرام کر لیتے جیسا ان حالات میں ممکن ہوتا تھا۔ دس بجے شب کو تاریکی میں وہ پھر کوچ شروع کر دیتا۔ سات بجے جب دن نکل آتا تو وہ پھر ٹھہر کر روسیوں سے لڑتا۔ اور دس بجے تک فرانسیسی دم لیتے۔ دس بجے تک سب روسی آکر جمع ہو جاتے اور پھر مارشل کوچ کرتا اور بڑی احتیاط سے لڑتا بھڑتا اُس قدر رستہ طے کرتا جسقدر طے کر سکتا۔ یہاں تک کہ پانچ بجے شام کا وقت آجاتا اور مارشل پھر جم کر حسب دستور سابق دشمن سے جنگ کرتا۔

کاسکون کو آگے بڑھنے سے روکنے کو گاڑیوں میں بارود اور بم کے گولے بھرکر کیونکہ گاڑیوں کا چھوڑنا ضروری ہوجاتا تھا ایک لمبا جلتا ہوا شتابہ اُن میں لگا دیا جاتا تھا۔ اور اُس کو دیکھ کر کاسک آگے بڑھنے کی جرأت نہ کرتے تھے جب تک کہ یہ گاڑیاں اُڑ نہ لیتی تھیں۔ چنانچہ انھیں حالتوں میں ایک مہینہ متواتر شبانہ روز مارشل نے فرانسیسیوں کو مراجعت میں مدد دیتا رہا۔ برف اور طوفان سے آنکھیں پھوٹی جاتی تھیں اور دشمن کے گولوں اور گراب سے قیامت کا سامنا تھا کو لو ـ یں۔ مارشل نے۔ نے سات سو تازہ سپاہ کی مدد سے ایک موقع پر

چوبیس توپوں کی باڑی جاری اور تمام دن روسیوں کو ایک انچ آگے نہ بڑھنے دیا اور اُس کی تمامی سپاہ پل کو عبور کر گئی۔ دشمن کی باڑھوں سے جب اُس کے قریب کے سب سپاہی قریب قریب کام آچکے تو مارشل نے ۔ خود اپنے ہاتھ میں بندوق اٹھائی اور اس وقت اُس کے گرد صرف آدمی باقی تھے اور جب اُس نے دیکھ لیا کہ ایک ایک فرانسیسی پل کو عبور کر گیا تو دشمن کی طرف مُنہ کئے ہوئے بڑے فخر سے خود بھی پل کی طرف چلا۔ اُس پر کثرت سے گولیاں برستی تھیں۔ لیکن اب بھی اُس نے دشمن کو پیٹھ نہ دکھائی اور قدم تیز نہ اٹھائے۔ بہت آہستہ آہستہ وہ چلتا تھا اور پھر بڑھتے ہوئے روسیوں پر اپنی بندوق کا آخری فیر کرکے بندوق کو دریائے نیمن میں پھینکدیا۔ اور لیجئے "فوج عظیمہ" میں مارشل نے۔ ہی وہ شخص تھا جس نے روسی سرزمین کو سب سے آخر میں چھوڑا۔

جنرل ڈیوماس Dumas ایک فرانسیسی طبیب کے مکان پر دریائے نیمن کے اس کنارے جرمنی سرحد میں بیٹھا ہوا تھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص لمبا چغہ پہنے کمرہ میں درآیا۔ اس شخص کی عجیب صورت تھی۔ یعنی لمبی الجھی ہوئی ڈاڑھی چہرہ قطعی سُتا ہوا۔ اور بارود سے کالا۔ مونچھیں آگ سے جھلسی ہوئی۔ لیکن شیر دلی سے آنکھوں میں عجیب آب وتاب تھی۔

وہ آتے ہی ایک کُرسی پر تھکے ہوئے آدمی کی طرح گر پڑا اور بولا۔ لیجئے۔ آخر آہی پہونچی۔ جنرل ڈیوماس پہچانا۔ ہم کون ہیں"؟

جنرل ڈیوماس نے سخت متعجب ہو کر جواب دیا" نہیں مینے نہیں پہچانا۔ آپ کون صاحب ہیں"؟

مارشل نے۔ نے جواب دیا۔ میں فوج عظیمہ کے چنداول کا سپہ سالار یعنی مارشل نے۔ ہوں۔ سب سے آخری گولی روسی فوج پر کووتو کے پل سے میں ہی نے چلائی اور اپنے آخری ہتھیار یعنی اُسی بندوق کو دریائے نیمن میں پھینک دیا اور

جس حالت سے تم دیکھتے ہو اُسی حالت سے پیدل چل کر جنگل میں ہوتا ہوا تمھارے پاس آپہونچا ہوں۔

ف محاربات روس کے متعلق یقین کیا گیا ہے کہ فرانس کی طرف قریب تین لاکھ پچاس ہزار سپاہ کے اس تفصیل سے نقصان ہوا کہ یورش اور مراجعت کے دوران میں ایک لاکھ اور بھوک۔ ماندگی اور موسم کی سختی سے ڈیڑھ لاکھ اور دشمنوں کے ہاتھ میں اسیر ایک لاکھ۔ اور ان ایک لاکھ اسیروں میں سے نصف کو فرانس لوٹنا نصیب ہوا لیکن تعداد اسلئے بڑھ گئی کہ اس میں یہودی سودا بیچنے والے۔ عورتیں اور بچے جو فوج کے ہمراہ تھے شامل کر لئے گئے ہیں جن کی تعداد پچاس ہزار سے زیادہ تھی۔ اس کے سوا ساٹھ ہزار گھوڑوں سے زیادہ مرے اور ایک ہزار توپیں اور قریب بیس ہزار کے گاڑیاں چھکڑے ضائع ہوئے۔

اسکندر کی طرف نقصان کا ٹھیک ٹھیک اندازہ نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن اُن شہروں کی آبادی کا لحاظ کرکے جہاں سے باشندے بھاگ گئے تھے اور بھوک اور بے پناہی کی وجہ سے مر گئے روس کا فرانس سے بہت زیادہ نقصان ہوا۔ یورش کی مصیبت سے نجات پانے پر زار روس نے ایک تمغہ ڈھلوایا تھا جو اپنی سادی سچی عبارت کے لئے مشہور ہے اور وہ عبارت یہ تھی نہ ہمارے نام نہ میرے نام۔ بلکہ تیرے نام۔

جنوری ۱۸۱۳ء۔ ۱۲۔ ایم۔ لارنٹ۔ ڈی۔ ایل۔ آرڈیچی۔ M. Laurent de l' Ardeche

جلد ۲ صفحہ ۱۶۶۔

باب پنجاہ و پنجم

لٹزن و باٹزن

وزیر داخلہ کی رپورٹ۔ دشمنوں کی شہادت۔ نپولین کے رفقا کی شریفانہ جاں نثاری۔ نیا جتھہ قایم ہونا۔ بیٹرنگ کا اقرار۔ بلے سیر یز کی موت۔ لٹزن کی جنگ۔ ڈرسیڈن میں داخل ہونا۔ باٹزن کی جنگ۔ ڈیوراک کی موت۔ بہارے چندے صلح۔ جنگ پھر شروع ہونا۔ کالن کورٹ کی شاہنشاہ سے ملاقات۔ نپولین کے حیرت انگیز بیار

اگرچہ شاہنشاہ نے اپنی ذکاوت سے بڑے بڑے حربی ذرائع پیدا کر لئے تھے لیکن معاملاتِ دیوانی میں اُس کے ہنر اور قوت اور بھی زیادہ حیرت انگیز تھے اسی زمانہ میں وزیر داخلہ نے مجلس قانون ساز کو حسبِ ذیل رپورٹ کی تھی:-

" اے شرفا۔ باوجود بڑی بڑی افواج کے جن کی ضرورت کو بڑی بحری حالات نے ناگزیر کر دیا ہے۔ فرانس کی مردم شماری بڑھتی رہی ہے۔ فرانس کی صنعت و حرفت میں ترقی ہوئی ہے۔ نہ اس سے پیشتر زمین اس سے بہتر زیر کاشت رہی نہ کارخانوں کو اس سے زیادہ کبھی سرسبزی ہوئی۔ اور نہ ہماری جماعت میں ہمارے

ملک کی تاریخ کے درمیان کبھی دولت ایسی مساوات تقسیم ہوئی۔ کاشتکاروں کو وہ منفعت حاصل ہے جو اُن کو کبھی اس سے پہلے حاصل نہ تھی۔ بہ مقابلہ سابق کے وہ بہتر لباس پہنتے ہیں اور اچھا کھانا کھاتے ہیں اور اُن کے مکان زیادہ آرام وہ اور سامان سے بھرے ہوئے ہیں۔

" زراعت۔ دستکاری۔ اور مفید فنون کی طرف سب اس لئے ترقی کرتے ہوئے مائل ہیں کہ یہ ترقیاں جدید ہیں۔ محنت کی ہر شاخ میں تجربے کئے جارہے ہیں اور جو طریقے سب سے زیادہ سودمند ثابت ہوتے ہیں اختیار کئے جاتے ہیں مصنوعی چراگاہیں بہ کثرت ہوگئی ہیں۔ زمین کو افتادہ رکھنے کا طریقہ چھوڑ دیا گیا۔ فصلوں کو بار بار پیدا کرنے کا طریقہ بہتر انداز سے سمجھ میں آگیا ہے اور چونکہ زیادہ اچھے طریقے سے کاشت ہوتی ہے پیداوار میں ترقی ہے۔ مویشی کی کثرت ہے اور اُن کی مختلف نسلوں میں ترقی ہوگئی ہے۔ اس خوش حالی کو اُن فیاضانہ قوانین سے منسوب کرنا چاہئے جن کے ذریعہ سے شاہنشاہ فرماں روائی کرتا ہی اور اُس نے جاگیرداری۔ خطابات۔ مناسب اور خانقاہوں کے قدیم انتظاموں کو موقوف کردیا ہے اور یہ وہ طریقے ہیں جن سے بے شمار جائدادیں آزاد ہوگئیں اور بے شمار ایسے خاندان جو پہلے بالکل مفلس تھے خوش حال ہوگئے ہیں۔ چونکہ معاہدات کے معاملات میں بھی گونہ تغیر و تبدل کردیا گیا ہے۔ لہذا دولت کی تقسیم میں مساوات ہوگئی ہے اور اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ مقدمات بہت تیزی کے ساتھ فیصل کردیے جاتے ہیں اور اُن کی تعداد یوماً فیوماً گھٹتی جاتی ہے۔

" باوجود اُن بڑی بڑی لڑائیوں کے جن میں شاہنشاہ معصروف رہا اور زرِ خطیر صرف ہوا تاہم رفاہ عام کے کاموں میں اُس نے حسب ذیل رقوم صرف کی ہیں

" ایوانوں اور عمارات میں جو شاہی ملکیت ہیں چھ کروڑ پچیس لاکھ فرانک۔

قلعوں کے استحکام میں تیرہ کروڑ پچاس لاکھ فرانک - بندرگاہوں اور جہاز سازی کے کارخانوں میں بارہ کروڑ پچاس لاکھ فرانک سڑکوں اور رستوں میں سترہ لاکھ پچاس لاکھ فرانک پیرس کے پلوں اور دیگر محکموں میں تین کروڑ بارہ لاکھ پچاس ہزار فرانک - نہروں - بندرگاہوں اور نالوں میں بارہ کروڑ پچاس لاکھ فرانک - پیرس کے محکمہ تعمیرات میں دس کروڑ فرانک سرکاری عمارات پر مختلف صیغوں میں پندرہ کرور فرانک اور ان سب رقموں کی مجموعی میزان ایک ارب فرانک سے زیادہ ہوتی ہے جو شاہنشاہ نے نو سال کے عرصہ میں فرانس کی رونق اور ترقی میں صرف کئے ہیں[1]"

ایک فرانسیسی مورخ لکھتا ہے کہ "یہ سب حیرت انگیز کام جن کو معجزات کہنا چاہیئے شاہنشاہ نپولین کے مستقل ارادہ سے جو طاقت سے مسلح تھا اور خزائن کو عقلمندی اور کفایت شعاری کے ساتھ صرف کرنے سے عمل میں آ گئے تھے"

کونٹ مولے Mole وزیر خزائن نے سلطنت کے قابل فخر حالات کو بڑی ایمانداری سے لکھتے ہوئے اپنی رپورٹ کو حسب ذیل لفظوں پر ختم کیا۔

"اگر میڈی سی[2] Medici یا لوئی چہاردہم[3] کے زمانہ کے لوگ پھر زندہ ہو جائیں اور فرانس کی حیرت خیز ترقی کو جو معجزات معلوم ہوتے ہیں دیکھیں تو ضرور

[1] جب یہ بات یاد کی جاتی ہے کہ ایسا عظیم الشان صرفہ ان کاموں پر جو دائمی شاہانہ اور جنگی تھے اور جس صرفہ کی مقدار سالانہ ۳۵ لاکھ پونڈ کے قریب تک ہوا کرتا تھا اور یہ صرفہ ایسے زمانہ میں ہوا کرتا تھا جبکہ حیرت ناک حربی کوششیں عمل میں آ ئی تھیں اور بری اور بحری مخالفت برابر قایم تھی تو یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ اپنے منصوبوں تجویزوں اور حربی کامیابیوں کے اعتبار سے نپولین بنی نوع انسان میں ایک نہایت ہی حیرت انگیز بادشاہ تھا - تاریخ یورپ مصنفہ ایلی سن صاحب - جلد ۴ صفحہ ۳

[2] میڈی سی - فلورنس کے مشہور خاندان کا بانی - ولادت ۱۳۸۹ء وفات ۱۴۶۴ء مترجم

[3] لوئی چہاردہم فرانس کا نامور بادشاہ تھا - ولادت ۵ ستمبر ۱۶۳۸ء وفات ۱۷۱۵ء مترجم

یہ سوال کرینگے کہ یہ حیرت خیز ترقی کتنے عظیم الشان امن وامان کے جگوں اور فرمانروائیوں کے دَوران میں ہوئی ہو۔ لیکن ان کو صرف یہی جواب دیا جائیگا کہ "یہ حیرت زا ترقی صرف بارہ سال کے عرصہ میں ہوئی ہو اور یہ سال بھی ایسے تھے جن میں برابر جنگ وجدل رہا ہے اور یہ سب معجزات ایک شخص یعنی نپولین کی لیاقت کا کرشمہ ہیں"۔

ایلی سن صاحب۔ لکھتے ہیں کہ "فرانس کی سلطنت کی یہ خوش حالی جیسا کہ ان رپورٹوں سے ثابت ہوا ہے اسلئے زیادہ قابل توجہ ہے کہ یہ دنیا کے سامنے اس خوش حالی کا آخری جلوہ تھا۔ آیندہ زمانوں کے لئے نپولین کی ملکی اور سیاسی لیاقتوں کی یہ شہادت ہے۔ چونکہ شاہنشاہ کی زوال پذیر سلطنت کے گرد فوراً مصائب کا ایک ہجوم ہوگیا اور حیرت انگیز دشواریوں سے شاہنشاہ کو مقابلہ کرنا پڑا لہذا پھر کسی ایسی ترقی کی طرف توجہ کرنے کا موقع نہ ملا اور نپولین کے زوال کے بعد جب بوربون خاندان پھر سے فرماں روا بنایا گیا اور درہمی برہمی کے بعد امن قایم ہوا تو سلطنت فرانس گھٹ کر انھیں حدود میں آگئی جو انقلاب عظیم سے پہلے ۱۷۸۹ء میں تھیں۔ اور وہ سب فتوحات سے چھین لی گئیں اور جو دَوران انقلاب ۴۱۹
میں کی گئی تھیں۔ یعنی دو ثلث تو زمین باقی رہ گئی اور ایک چہارم اثر باقی نہ رہا۔ پس اُس تصویر کی طرف جو سلطنت فرانس کی اس وقت دکھائی گئی تھی آیندہ زمانہ کے لوگوں کی آنکھیں متواتر اُٹھتی رہینگی کیونکہ فرانس کو جیسی اس وقت اعلیٰ ترقی ہوئی تھی اور قوی اور حربی زور حاصل ہوا تھا زمانہ حال کی تاریخ میں اپنی آپ مثال ہے۔

کیا فوجی اور کیا دیوانی معاملات سلطنت نپولین دونوں کا خود انتظام کرتا تھا۔ وزارت سے جو تجویز ہوتی تھی اُس کے ملاحظہ کے لئے پیش کی جاتی تھی۔ تمامی حساب کتاب کو وہ خود جانچتا تھا۔ سرکاری خط وکتابت اُس کی نگاہ سے گذرتی تھی اور نپولین اپنی قلم سے اُس کو صحیح کرتا تھا۔ شاہنشاہ کی بظاہر نہ تھکنے والی دماغی اور جسمانی قوت

سے سب لوگ دنگ رہ جاتے تھے جن کو اُس سے معاملہ پڑتا تھا۔ اگرچہ اُن حادثات سے جو روس میں پیش آئے تھے تمام پیرس کے باشندے سراسیمہ اور بدحواس ہو گئے تھے لیکن شاہنشاہ نے ایسے اطمینان اور استقلال کا اظہار کیا کہ سبھوں کو تسلی ہو گئی۔ شاہنشاہ نے اسی کے ساتھ تمام مصائب کی مقدار کا پورا پورا اقرار بھی کیا۔ سرکاری مراسلہ نمبر ۲۹ کے متعلق پیرس کے اخبار میں حسب ذیل شرح چھاپی گئی۔

"مصائب کی تفصیلوں سے فرانس کی افواج کی ناموری میں اسلئے اور اضافہ ہوتا ہے کہ افواج مذکورہ نے بڑی جاں بازی سے مقابلہ کیا اور اپنے بچانے کی سعی کی اور شاہنشاہ کی شجاعت۔ استقلال اور ذکاوت کی طرف سے اور حیرت بڑھ جاتی ہے۔ بیس لڑائیوں میں روسیوں کو شکست دینے کے بعد اور اُن کو اُن کے قدیم دار الحکومت سے نکال کر ہماری بہادر افواج کو بچاس دن کی مسافت میں موسم کی سختیاں خاص دشمن کے ویران ملک میں برداشت کرنا پڑیں اور ہماری فوج کے پاس نہ توپیں تھیں نہ سامان باربرداری تھا نہ رسالے تھے۔ تاہم شاہنشاہ کی ذکاوت نے کسی کو بے دل نہ ہونے دیا اور نہایت ہی شدید مصائب کے دَوران میں شاہنشاہ سب کی امیدگاہ ثابت ہوا اور اگرچہ عناصر نے روسیوں کی مساعدت کی تاہم جہاں کہیں سامنے آئے ہزیمت اٹھانا پڑی۔ پس ایسے جنرل اور ایسی فوج سے یہی امر یقینی ہے کہ انجام کار فرانس کو فتح نصیب ہو گی انیسویں صدی میں نپولین کا نام یادگار رہیگا"

نپولین کے منہ کی نکلے ہوئے لفظوں کو بڑے شوق سے جمع کیا جاتا تھا اور تمام سلطنت میں مشتہر کیا جاتا تھا۔ پیرس کے خاص خاص گروہوں اور تمامی فرانس کے بڑے بڑے شہروں سے اُس کے سامنے ایڈریس پیش ہوئے اور اپنی وفاداری کا یقین دلایا۔ روم۔ ملان۔ فلورنس۔ ٹیورن۔ ہیمبرگ۔ المیس ٹردم۔ مینس۔ کے

باشندوں نے عالی حوصلہ جاں نثاری کا اظہار کیا۔ اور اس کڑے وقت میں اپنے شریف سردار کی رفاقت پر ایسے آمادہ ہوئے کہ جس سے بنی نوع انسان کو افتخار حاصل ہوتا ہے۔ اور جملہ ایڈریسوں میں سے ہم صرف شہر ملان کے ایڈریس کو بطور نمونہ کے پیش کرتے ہیں۔

"عالی جاہا۔ ہماری سلطنت آپ کے ہاتھ کی بنی ہوئی ہے۔ اندرونی امن و امان جس کا وہ لطف اٹھا رہی ہے۔ اس کے فنون کی وقعت۔ اس کی زراعت اس کی خوش حالی۔ اس کی سڑکیں اس کی یادگار عمارتیں۔ اور اس کے آئین سب آپ کی بدولت ہیں۔ اٹلی کے باشندے تمام دنیا کے سامنے یہ اعلان کرتے ہیں کہ وہ اس بڑے کام کی تکمیل کے لئے جو پروردگار نے جہاں پناہ کے سپرد کی ہے جہاں پناہ کے ساتھ ہر ایک قسم کی وفاداری اور قربانی کرنے کو آمادہ ہیں۔ انوکھے موقعوں پر انوکھی قربانیاں درکار ہوتی ہیں چنانچہ ہم لا انتہا کوشش کرنے کو آمادہ اور تیار ہیں۔ جہاں پناہ کو اسلحہ۔ افواج۔ زر۔ نمک حلالی اور جاں نثاری کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاس یہ سب موجود ہے اور جہاں پناہ پر نثار ہے۔ یہ اظہار وفاداری کسی سرکاری دباؤ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ہمارے ملکی وجود کے جذبہ نے ہم میں یہ عام آواز۔ شکر گذاری اور یقین پیدا کر دیا ہے۔"

چونکہ اسٹریا اور پروشیا بے دلی کے ساتھ جمہوری فرانس کے شریک ہوئے تھے۔ اب انھوں نے علانیہ مخالفت کا اظہار شروع کر دیا۔ پروشیا کے افواج کے کمانڈر نے اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیا اور اسی کے بعد جلد پروشیا روس اور انگلستان کے ساتھ جتھہ میں شریک ہو گیا اور نپولین کی مخالفت پر آمادہ ہوا۔ سیوبرے نے کہا ہے:۔

"پروشیا کے بادشاہ سے پروشیا میں عرصہ سے التجائیں کی جاتی تھیں

کہ وہ روس کا شریک ہو جاے لیکن اُس نے کچھ توجہ نہ کی تھی۔ چونکہ وہ فطرتی طور سے صادق تھا وہ فرانس کا شریک رہا اور اُن مہلک نتایج کا کچھ لحاظ نہ کیا جو اس شرکت سے بالضرور اُس کے خلاف نکلتے۔ لیکن نہایت مضبوط ارادہ کے اشخاص نے آخرکار اُس کو فرانس کی مخالفت پر مجبور کردیا یعنی ان اشخاص نے اُس سے صاف صاف کہدیا کہ گو اوب کو ملحوظ رکھا کہ ہم کام کرنے کو تیار ہیں چاہیے آپ ہمارے بادشاہ ہوں یا نہوں" اس پر بادشاہ پروشیا نے کہا "خیر۔ اے شرفا۔ تم مجھ کو فرانس سے مخالفت کرنے پر مجبور کرتے ہو۔ لیکن یاد رکھنا کہ دو ہی نتیجے ہو سکتے ہیں یعنی یا تو ہم کو فتح کرنا ہوگا یا برباد ہو جانا پڑیگا"

آسٹریا کی افواج کے کمانڈر پرنس اسکوارٹزن برگ نے بھی پروشیا کی تقلید کی اور ہنگام مراجعت میں صرف یہی نہ کیا کہ فرانسیسیوں کی امداد نہ کی بلکہ اُس نے پولینڈ کے جمہور کو بغاوت کرنے اور فرانسیسیوں کو مدد دینے سے خائف کردیا۔ اور پھر اُس نے روسیوں سے صلح کی اور آسٹریا کی حدود میں واپس چلا گیا۔ یہ خبر سنکر مرات ایسا بے دل ہوا اور نیپلس سے جب یہ خبر اُس کے پاس پہنچی تو ایسا گھبرایا کہ فوج کو چھوڑکر فوراً اٹلی کو چلا گیا۔ مرات کی غداری پر نپولین کو نہایت سخت غصہ آیا اور اُس نے اپنی بہن کیرولاین یعنی مرات کی بیوی کو لکھا۔ "تمھارا شوہر میدان حرب میں نہایت ہی شجاع ہے۔ لیکن جب دشمن اُس کی آنکھ کے سامنے نہ ہو تو وہ ایک عورت سے زیادہ بودا ہے۔ اُس میں اخلاقی جرأت نہیں ہے"

مرات نے فوج چھوڑنے سے پہلے جنگی مشورہ کو سردار جمع کئے اور شاہنشاہ نپولین کے خلاف اس بات پر بہت کچھ زہر اگلا کہ اُس نے نوابی نیپلس سے اُس کو ایسی مہم میں شریک ہونے کو بُلایا جس میں بڑے بڑے حادثات پیش

آنے والے تھے۔

مراٹ نے یہاں تک کہا: "کہ ایسے دیوانہ شخص کا شریک ہونا قطعی ناممکن ہے جو اپنے رفقا کی حفاظت بھی نہیں کر سکتا ہے۔ اور اب یورپ کا کوئی فرماں روا ظالم کی بات پر توجہ کریگا نہ آپ کے عہدناموں کو وقعت کی نظر سے دیکھے گا اور اگر میں نے انگلستان کی تجویزوں کو منظور کرلیا ہوتا تو آج آسٹریا اور پروشیا کے بادشاہوں کی طرح میں بھی ایک قوی بادشاہ ہوتا۔"

یہ سنکر ڈیوے وبسٹ نے غصہ سے جواب دیا "جن بادشاہوں کا تم نام لیتے ہو وہ خدا کے فضل سے فرماں روا ہوتے ہیں اور امتداد زمانہ اور اُس عزت کی وجہ سے جس کا عرصہ دراز سے رواج پڑ گیا ہے اُن کی عزت ہوتی ہے لیکن تم صرف نپولین کی عنایت اور فرانسیسی سپاہیوں کے لہو کی بدولت بادشاہ بنے ہو اور تم اُسی وقت تک بادشاہ رہ سکتے ہو جب تک نپولین قوی ہے اور تم فرانس کے رفیق ہو۔ تم سے زیادہ ناسپاس اور ناشکرا دنیا میں نہیں۔ میں ضرور بالضرور شاہنشاہ کو لکھونگا اور تم پر لعنت کرونگا۔"

نپولین نے مراٹ کو لکھا: "اب مجھ کو شبہہ نہیں کہ تم بھی اُنھیں شخصوں میں ۱۴۴
سے ہو جو چہلیاں کر رہے ہیں کہ شیر مر گیا ہے اور اگر تم نے یہی سمجھ رکھا ہے تو تم کو اپنی غلطی بہت جلد معلوم ہوئی جاتی ہے۔ جب سے میں ولنا چلا ہوں کوئی برائی ایسی نہ تھی جو تم نے میرے ساتھ نہ کی ہو۔ بادشاہی کے خطاب نے تمھارے دماغ کو چلا دیا ہے۔"

خاص سپہ سالاری یوجین کو تفویض ہوئی تھی اور شاہنشاہ نے یوجین کے متعلق لکھا۔ "ولیسرائے یوجین بڑی بڑی افواج پر حکومت کرنے کا عادی ہے اور علاوہ بریں شاہنشاہ کو اُس کی ذات پر اعتماد کلی ہے۔" اس فقرہ

سے جو مُرات کے لیئے ایک طعنہ تھا مُرات کو اور بھی رنج ہوا۔

پروشیا کے بادشاہ فریڈرک ولیم کا دل اب فرانسیسی افواج کی بربادی سے اور بڑھ گیا اور اُس نے یکم مارچ ۱۸۱۳ء کو رُوس کے شاہنشاہ سے جارحانہ اور مدافعانہ عہد نامہ کر کے فرانس کے خلاف جنگ کا اشتہار دے دیا اور جب یہ اعلان نپولین کے سامنے سینٹ کلاوڈ میں پڑھا گیا تو اُس نے صرف اسی قدر کہا :۔

"ایک مُشتبہ دوست سے وہی دشمن بہتر ہے جو اپنی دشمنی کو ظاہر کر دے" پھر بعد کو کہا " شاید میرا سب سے بڑا یہی قصور تھا کہ پروشیا کے بادشاہ کو میں نے اُس وقت تخت سے نہ اُتار دیا جبکہ میں بڑی آسانی سے اُس کو اُتار سکتا تھا۔ فرڈلینڈ کی فتح کے بعد مجھے چاہئے تھا کہ سیلی شیا کو پروشیا سے علیحدہ کر کے یہ صوبہ سیکسنی کے حوالہ کر دیتا۔ پروشیا کا بادشاہ اور پروشیا کے باشندے ایسے ذلیل ہو چکے تھے کہ پہلے موقع پر انتقام کی جستجو نہ کرتے۔ اگر میں ایسا کرتا اور اگر میں پروشیا میں آزاد حکومت قایم کر دیتا اور کسانوں کو غلامی سے رہا کر دیتا تو قوم قانع ہو جاتی"۔

نپولین نے فیاضانہ عہدناموں کے ذریعہ سے اپنے دشمنوں کو دوست بنانا چاہا تھا کہ صلح ہو جائے۔ لیکن یورپ کے بادشاہوں نے جن میں جتھہ بندی تھی اُس کی فیاضی پر کچھ لحاظ نہ کیا۔ اور نپولین نے سچ کہا تھا " کہ فرانسیسی انقلاب کے مخالفین نے یہ بات طے کر لی ہے کہ تا بہ مرگ لڑتے رہیں"

پروشیا کی مخالفت کے بعد بادشاہوں کے جتھہ نے برسیلا میں ایک عہدنامہ پر دستخط کئے جس کا یہ منشا تھا کہ جرمنی کے سب فرماں روا نپولین کی مخالفت پر مجبور کئے جائیں۔ اور جو مخالفت سے انکار کرے اُس کی ریاست ضبط کر لی جائے بس جتھہ نے بادشاہوں کی خودمختاری کو پامال کر ڈالا اور نہایت واجب الاحترام

عہدناموں کو ظلم کے ساشکست کر ڈالنے کی کوشش کی۔ سیکسنی کے معزز بادشاہ نے اپنے وفادار رفیق نپولین سے دغا کرنے سے انکار کیا اور جب اعداء نے اُس کا تخت چھین لینے کی دھمکی دی تو بہ مجبوری اُس کو اپنی دار الحکومت سے بھاگنا پڑا۔ جتھہ نے اُس کے ملک کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ اور بڑی دھوم سے فاتح ڈریسڈن میں در آئے۔ ایسے اشخاص نے جو فرانس کی آزاد خیالی سے خالیف تھے ان در آنے والی افواج کا خیر مقدم کیا۔ انگلستان کے دربار نے بھی کوپن ہیگن کے دربار کو جتھہ میں شامل کرنے کی کوشش کی اور بحری فوج جنگی جہازوں میں کوپن ہیگن کے سامنے متعین کر کے کہا کہ اڑتالیس گھنٹے میں صاف جواب دیدو نہیں تو شہر توپوں سے اڑا دیا جائیگا۔ یاد ہوگا کہ اس سے پہلے بھی کوپن ہیگن پر گولہ باری کا طوفان برپا ہو چکا تھا اور خون اُس کی زمین سے ابھی صاف نہ ہوا تھا۔ اس زمانہ کی خوفناک جنگ کے دوران میں جہاں انگلستان نے بحری قزاقوں کی طرح حملے کر کے اپنے تئیں بدنام کیا تھا انھیں حملوں میں سے یہ کوپن ہیگن پر بھی ایک حملہ تھا۔ ابالحسن صاحب کہتے ہیں "کہ اس تجویز سے اگر کافی افواج سے مدد کی جاتی تو نہایت ہی خوش آیند نتائج نکلتے۔ لیکن اس تجویز میں اسلئے ناکامی ہوئی کہ کافی افواج نہ تھیں"۔

انگلستان کے ٹوری فریق کو بڑی خوشی تھی۔ اس طولانی جنگ و جدل کے بعد کامیابی کا ان کو یقین کامل تھا چنانچہ انھوں نے اور بھی شدومد سے کوشش شروع کی۔ اور انگلستان کے گماشتوں نے فرانس کے ساحلی صوبجات میں ہزارہا رسالے چھپوا کر تقسیم کر دیے۔ جن میں نپولین کو طرح طرح سے بدنام کیا یعنی اُس کو جاہ طلب۔ خود سر۔ خونریزی کا پیاسا ٹھہرایا گیا۔ اور اس طرح جمہور کو بغاوت پر آمادہ کیا گیا۔ بڑی ونارت سے نپولین پر الزام لگایا گیا کہ وہ ہی ان

طولانی اور خوفناک لڑائیوں کا بانی تھا اور صلح کی تمامی تجاویز کی مخالفت کرتا تھا۔ آتش زنی اور قتل عام میں اُس کو ولی مسرت ہوتی تھی۔ اور اُس نے اپنی طلب جاہ کی نہ بجھنے والی پیاس کو بجھانے اور حربی ناموری حاصل کرنے کی غرض سے تمام یورپ میں خونریزی کا طوفان برپا کر دیا تھا۔ انگریزی قوم نے بڑی بےباکی سے اپنے تئیں قرضہ میں مبتلا کر لیا تھا کہ بڑے اسراف کے ساتھ اُن سب کو زر تقسیم کیا جائے جو فرماں روائی کے مصلح بڑے سردار نپولین کو پامال کرنے میں مدد دیں۔

۱۱۔ نومبر ۱۸۱۳ء کو میٹرنک Metternich نے اُس رشوت کا تذکرہ کرتے ہوئے جو انگلستان نے آسٹریا کے سامنے اس غرض سے پیش کی تھی کہ وہ نپولین کی مخالفت پر آمادہ ہو جائے فرانسیسی سفیر سے کہا۔ "علاوہ ستره کروڑ فرانک کے جو انگلستان۔ روس کو دیتا ہے۔ انگلستان نے پچیس کروڑ فرانک ہماری آسٹریا کی گورنمنٹ کے سامنے اس مطلب سے پیش کئے کہ ہم اپنی حکمت عملی کو بدل کر فرانس کے مخالف ہو جائیں۔ لیکن باوجودیکہ ہماری مالی حالت نہایت تباہ ہے۔ ہم نے انگلستان کی رشوت سے بڑی نفرت کے ساتھ انکار کیا ہے۔"

نپیر صاحب لکھتے ہیں "اس اثنا میں متحدہ بادشاہوں نے اپنے جمہور کو یہ امید دلائی کہ اگر تم فرانس کے خلاف جان توڑ کر کوشش کرو گے تو آزاد حکومت قایم کر دی جائیگی اور پھر اپنی قوت سے زیادہ افواج جمع کر کے دریائے رین کو عبور کر لے اور فرانس پر یورش لے جانے کا مستقل ارادہ کیا۔ لیکن جمہور کو یہ امید تو دلائی مگر نہایت ہی قابل لعنت رذالت سے یہ ارادہ پہلے ہی کر لیا تھا کہ ہم جمہور کو دھوکا دینگے اور یہ امید کبھی پوری نہ ہونے پائیگی"

جب متحدہ افواج سیکسنی میں داخل ہوئیں تو بےشمار اشتہار جمہور میں

تقسیم کئے گئے اور ان سے چاہا گیا کہ نپولین کی مخالفت پر آمادہ ہوجائیں اور جنرل
وٹ جنسٹین Wittgenstein نے کہا " اے جرمنی کے لوگو - ہم
پروشیا کی فوج میں تم کو عہدہ دینے پر آمادہ ہیں جہاں ایک مزدور اور بادشاہ
کا بیٹا صف میں پہلو بہ پہلو کھڑے ہونگے - اور جب ہم ان بڑے خیالات کو جن میں
بادشاہ - آزادی - غیرت اور ملک - جیسے عزیز الفاظ شامل ہیں پیش نظر رکھتے
ہیں تو موروثی رتبہ کی سب تمیز و امتیاز کو دل سے محو کر دیتے ہیں - ہمارے باہم
آبائی رتبہ کچھ چیز نہیں - صرف جوہر لیاقت کی قدر ہے اور ہم اُس سرگرمی کی قدر کرتے
ہیں جس سے ہم اُس مقصد کی طرف دوڑتے ہیں جو ہم سب کا مشترکہ ہے "
اب دیکھئے کہ خود سر بادشاہوں کے فوجی سرداروں نے جاہل جمہور کو ایسی
اور اس قسم کی جھوٹی باتوں سے اس بات کا یقین دلایا کہ وہ ہمسری کے حامی تھے
اور سب کے حقوق یکساں کر دینا چاہتے تھے - ان سرداروں نے دغابازی
سے جمہوری حکومت کا جھنڈا بلند کیا اور احمق کسانوں کو اُس کے گرد جمع کیا -
جنھوں نے سرگرمی کا اظہار کیا - لیکن اصل منشا ان سرداروں کا یہ تھا کہ ہرگز
ایفاے وعدہ نہ کریں بلکہ جمہوری حکومت کا بڑی خونریزی کے ساتھ ستیاناس
کریں - چنانچہ ان وعدوں سے بہتوں کو دھوکا ہوگیا - اور اُنھوں نے جب
فرانس کے شہنشاہ کے گرد مصائب کا ہجوم دیکھا تو یقین کر لیا کہ اُس کو انسان
اور خدا دونوں نے چھوڑ دیا اور خود اُنھوں نے بھی اسی لئے اپنے سچے دوست
نپولین کا ساتھ چھوڑ دیا -

نپولین نے اُس طوفان کو جو اُس کے گرد جمع ہو رہا تھا استقلال سے
دیکھا وہ جانتا تھا کہ ایسی حالت میں جبکہ اُس کے دشمن شادمانی سے جامہ میں
نہ سماتے تھے صلح کی تجویز پیش کرنا بیکار تھا - اُس کے لئے سوائے اس کے

کوئی چارہ کار نہ تھا کہ دشمنوں کو اُن کی عداوت میں کامیاب نہ ہونے دے۔ فرانس کے جمہور اُس کی صدا پر سرگرمی سے آموجود ہوئے۔ والدین نے اپنے بیٹوں کو بڑی خوشی سے فیصلہ کر دینے والی جنگ کے لئے حاضر کر دیا۔ ہر شہر اور قریہ میں تیاریوں کی دھوم مچ گئی۔ گویا بزورِ طلسم ایک اور فوج جمع ہو گئی۔ اور وسط اپریل ۱۹۱۴ء تک قریب تین لاکھ کے فوج جرمنی کی طرف روانہ ہوئی تاکہ دشمنوں کے حملہ کی موج کا رخ پھیر دے۔ فرانس کے کارآزمودہ سپاہی روس کے برف میں تباہ ہو چکے تھے اور ایک بڑی فرانسیسی فوج اسپین میں انگلستان اسپین اور پرتگال کی متحدہ افواج کے مقابلہ میں لڑ رہی تھی چنانچہ جو فرانسیسی فوج اب نئی جمع ہوئی تھی وہ بقول سر والٹر اسکاٹ کے "لونڈوں کی فوج تھی"۔

۱۵۔ اپریل ۱۸۱۳ء کو چار بجے صبح کے نپولین سینٹ کلاوڈ سے فوج کے صدر مقام کی طرف روانہ ہوا۔ کالن کورٹ جو ہمراہ تھا کہتا ہے:۔

"جب گاڑی روانہ ہوئی تو شاہنشاہ جس کی نگاہ سینٹ کلاوڈ کی طرف جمی ہوئی تھی پیچھے کو تکیہ پر لیٹ گیا اور اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ لیا۔ اور تھوڑی دیر تک اسی سوچ کی حالت میں رہا۔ اور پھر اپنی اُداس سوچ سے چونک کر بڑی آب و تاب سے اپنی تدبیروں اور تجویزوں اور اُس امید کا جو آسٹریا کی دوستانہ شرکت سے متعلق تھی ذکر کرنے لگا۔ اُس کی پھر وہی قدرتی سادگی کی حالت ہو گئی اور اپنی عزیز بیوی لوئیا اور پیارے بچہ کی مفارقت پر اظہار افسوس کرنے لگا۔

"اُس نے کہا" اپنی سلطنت کے ادنیٰ سے ادنیٰ مزدور کی قسمت پر مجھے رشک آتا ہے۔ ایسی عمر میں جیسی اب میری ہے یہ مزدور اپنے ملک کے حقوق ادا کر چکتا ہے اور اپنے گھر میں رہ کر بال بچوں کی صحبت کا حظ اُٹھاتا ہے اور ایک میری حالت ہے کہ بھاگا ہوا کیمپ کو جاتا ہوں کہ جنگ میں شریک ہوں۔

اور میری پیچیدہ قسمت کا یہ فرمان ہے۔"

"وہ پھر سوچ میں ڈوب گیا۔ لیکن اُس کا خیال بدلنے کو میں نے گذری ہوئی شام کا ذکر چھیڑ دیا جبکہ شاہزادوں اور بڑے بڑے اراکین کے سامنے ملکہ نے نائب السلطنت ہونے کی قسم کھائی تھی۔"

"اس پر نپولین نے کہا۔ "میریا لویا حلیم المزاج اور فرماں بردار ہے میں اُس پر اعتماد کر سکتا ہوں۔ اپنی محبت اور جاں نثاری میں میرے ساتھ وہ قصور نہ کریگی۔ موجودہ حالات میں ممکن ہے کہ ایسے واقعات پیش آجاویں جو ایک سلطنت کی قسمت کا فیصلہ کر دیں۔ ایسی حالت میں مجھے اُمید ہے کہ یہ قیصروں کی بیٹی لویا اُسی جوش سے کام کریگی جس جوش سے اُس کی دادی میریا تھریسیالہ نے کام کیا۔"

نپولین نے حکم دیا تھا کہ اُس کی فوجیں ارفرتھ میں جمع ہوں چنانچہ ۲۵- اپریل کو وہ خود بھی ناتجربہ کار نوجوانوں کے کیمپ میں جا پہونچا۔ متحدہ بادشاہ کامیابی سے خوش اور اپنی کثیر تعداد سے بشاش اور اس امید سے پھولے ہوئے کہ تمام یورپ میں فریق شاہی کے حامی عام بغاوت پھیلا دینگے ہر جگہ پر آگے بڑھتے چلے آتے تھے۔ اب غیر قطعی لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوا جس میں ہر مقام پر نپولین باوجود اپنے دشمنوں کی کثیر تعداد کے کامیاب ہوا۔

لہ میریا تھریسیا۔ آسٹریا کی بیگم۔ ہنگری اور بوہیمیا کی شہزادی اور جرمنی کی ملکہ شاہنشاہ چارلس ششم کی بیٹی تھی جو اس کے انتقال پر تاج و تخت کی وارث ہوئی۔ ۱۷۳۶ء میں فرانسس اول سے شادی کی ۱۷۴۰ء میں میریا تھریسیا کے باپ کا انتقال ہوا اور یورپ میں شعلہ جنگ مشتعل ہوا لیکن میریا تھریسیا کے سامنے حملہ آوروں کی پیش نہ گئی ۱۷۶۵ء میں ملکہ کے شوہر کا انتقال ہوا۔ اور پھر تمام عمر ملکہ نے لباس ماتمی نہ اُتارا اس ملکہ نے افواج کو ترتیب دیا۔ حربی کالج۔ رصدگاہیں۔ اسپتال۔ قلعے۔ مدارس تعمیر کئے۔ علوم و فنون اور تجارت کو ترقی دی۔ ولادت ۱۷۱۷ء وفات ۱۷۸۰ء مترجم

ان لڑائیوں میں سے ایک لڑائی میں بے سے ریز کے سینہ میں ایک گولی لگی اور مردہ ہو کر زمین پر گر پڑا۔ یہ افسر شاہنشاہی گارڈ کا کمانیر تھا۔

مارشل بے سے ریز اٹلی کے محاربات کے زمانہ یعنی ۱۷۹۶ء سے گارڈ کا کمانیر تھا۔ مثل اُن دوسرے شخصوں کے جنھیں نپولین کی دوستی کا افتخار حاصل تھا اس مارشل کو بھی بڑی عزت حاصل تھی اور یہ نہایت ہی باوقعت افسر تھا۔ اگرچہ وہ بہت ہی بامروت اور رحم دل شخص تھا تاہم جنگ کا کوئی اور کسی قسم کا خطرہ اُس کو خائف نہ کر سکتا تھا۔ جمہوری حقوق کے مساوات کے اصول پر اُس کو پکا یقین تھا اور جس کے حاصل کرنے کو اپنے محبوب آقا کی ماتحتی میں وہ ہمیشہ جنگ کرتا رہا اور جس کی وجہ سے یہ گمنام حالت سے بڑے جلیل القدر مرتبہ پر پہونچا تاہم خونریزی سے اُس کے دل کو بڑا صدمہ پہونچا تھا اور وہ رویا کرتا تھا۔ ہر شخص کو اس کے ساتھ محبت تھی۔ حتی کہ وہی لوگ جن کے مقابلہ میں اُس کو جنگ کرنا پڑی اُس کی تعریف کرتے تھے۔ جب نپولین کے رفیق ایسے اعلیٰ عادات اور صفات کے لوگ تھے جن کی وہ سرپرستی کرتا تھا تو اسی سے نپولین کی عادات وصفات کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ وہ خود کیسا عمدہ صفات کا شاہنشاہ ہو گا۔

جب مارشل بے سے ریز مارا گیا تو نپولین کو بڑا ہی اندوہ وغم تھا۔ چنانچہ ایک مراسلہ میں وہ ملکہ کو لکھتا ہی:۔

"بے سے ریز جو بہادر اور نیکو صفات کہا جاتا ہے وہ اس تعریف کا مستحق ہے اپنے ہنر۔ شجاعت اور دور اندیشی کے لئے وہ یکساں ممتاز تھا۔ فوجی رسالوں کے لڑانے میں اُس کو بڑا بھاری تجربہ تھا۔ معاملات دیوانی میں اُس کی لیاقت جانی مانی تھی۔ مجھ پر وہ فدا تھا۔ دیکھو میدان جنگ میں جنگ کرتا ہوا وہ مارا گیا اور

ایسی مفتخر موت پر مجھے رشک آتا ہے۔ یہ موت ایسی اچانک اور فوری تھی کہ دروسے بھی کوئی سروکار نہ تھا۔ اُس کے دامن شہرت پر ایک دھبہ نہیں ہے اور اپنی اولاد کے لئے اس سے بہتر اور کیا ترکہ وہ چھوڑ سکتا تھا۔ شاذ کسی شخص کی موت پر ایسا رنج و افسوس ہوا ہوگا۔ اور آج کونسا ایسا فوجی افسر یا سپاہی ہے جو غم میں میرے ساتھ شریک نہیں ہے"

باوجود بڑے بڑے تردد اور افکار کے نپولین نے بے سے یز کی بیوہ کو فراموش نہ کیا اور ایک دلسوزی کے خط میں اس خاتون کو شاہنشاہ لکھتا ہے:-

"پیاری بہن۔ میدان عزت و شہرت میں آپ کے شوہر نے عالم فانی کو خیرباد کہا۔ اس حادثہ پر آپ کا اور آپ کے بچوں کا بہت بڑا نقصان ہوا۔ لیکن یقین جانیے کہ میرا نقصان آپ سے بھی زیادہ ہوا ہے۔ آپ کا پیارا شوہر جس کو آب ڈیوک آف آسٹریا کا معزز خطاب مل چکا تھا بڑی ہی نامور موت مرا۔ اور اُس کو کسی قسم کی تکلیف یا ایذا نہ ہوئی۔ اُس کی شہرت داغ بدنامی سے پاک ہے۔ اور اس سے بہتر متروکہ اپنی اولاد کے واسطے وہ چھوڑ نہ سکتا تھا۔ ان بچوں کی حفاظت کا میں ضامن ہوں میں ان بچوں سے وہی محبت کرونگا جو میں ان کے باپ سے کرتا تھا"

آخر کار مخالف فوجوں کا بڑی زبردست تعداد کے ساتھ لٹزن کے میدان میں مقابلہ ہوگیا۔ مئی کی ۲۔ تاریخ تھی۔ نپولین کو دشمن کی طرف سے حملہ کی توقع نہ تھی اور وہ کوچ کی حالت میں تھا اور اُس کی فوج تیس میل کے طول میں پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن پہاڑیوں کے پیچھے سے جہاں دشمن کی زبردست فوج مخفی تھی یہ فوج یکایک برآمد ہوئی۔ چار زبردست کالموں میں یہ اسّی ہزار فوج تقسیم تھی جس کے سامنے نہایت قوی توپ خانہ تھا اور پچیس ہزار نہایت ہی

اعلیٰ درجہ کے سوار محفوظہ جماعت میں پیچھے تھے۔ چنانچہ کار آزمودہ اور تجربہ کار پرانے سپاہیوں کی فوج نعروں سے آسمان سروں پر اُٹھائے فرانس کے نوآموز رنگروٹوں کی اگلی صفوں پر جھپٹی۔ وہ قریبے شعلوں کی آفت میں غلطاں پیچاں ہوگئے۔ اور فرانسیسی صفوں میں زبردست توپوں کے گولوں سے پرے کے پرے اڑنا شروع ہوئے۔ اور نپولین کے پاس قاصد پر قاصد آنا شروع ہوئے
کہ فوراً مدد کیجئے نہیں تو کام تمام ہوا جاتا ہے۔ پس بازی گاہ جنگ میں شاہنشاہ ۴۲۲
فوراً جا پہونچا اُس کے پاس صرف چار ہزار سوار تھے۔ ایک ساعت تک نپولین دشمن کی کثیر التعداد فوج پر غور کرتا رہا جو اچانک اُس کی سپاہ پر آ ٹوٹی تھی۔ اور پھر بڑے استقلال سے کہنے لگا۔

"ہمارے پاس سوار نہیں ہیں۔ لیکن۔ خیر کچھ مضائقہ نہیں۔ آج مصر والے جنگ کرینگے۔ فرانسیسی پیدل کسی چیز سے کم نہیں ہیں۔ اور بے تردد میں اپنے رنگروٹوں پر بھروسہ کرتا ہوں"

نپولین گھوڑا تیز کرکے خود میدان میں اس سرے سے اُس سرے تک گیا۔ اور پھر خاص اُس مقام پر پہونچا جہاں سب سے زیادہ سیاہ دھواں تھا اور توپیں گرج رہی تھیں اور سخت خونریزی ہو رہی تھی۔ اس مقام کا قتال۔ بے ترتیبی۔ اور پریشانی رستم کا دل سہما دینے کو کافی تھی۔ نوعمر رنگروٹ دشمن کی گولہ باری سے جوانوں کی صفوں کو گھاس کی طرح کاٹ رہی تھی سراسیمہ اور بدحواس ہوکر میدان میں ہر سو بھاگ رہے تھے۔ لیکن چند تجربہ کار سپاہیوں کی صفیں ابھی ابھی جمع تھیں اور بڑھتے ہوے دشمن کے سامنے سے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہی تھیں۔ اسی کے ساتھ قریب کی بلندی پر دشمن کے بے شمار سوار اس بات پر تیار کھڑے تھے کہ بربادی کے سیلاب کی طرح میدان میں جھپٹ کر بیچارے

فراریوں کو تہ تیغ کر دیں۔

لیکن جیسے کہ شاہنشاہ اپنے شاہی اسٹاف کے ساتھ نمودار ہوا۔ نوعمر سپاہیوں میں جان پڑ گئی اور وہ اُس کی طرف بے تحاشا دوڑے۔ شاہنشاہ نے اپنے منہ سے چند کلمات کہے اور گئی ہوئی دلیری نے سپاہیوں میں عود کیا۔ اور فوراً ہی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں اور مربعے قایم کر کے فرار کو مسدود کر دیا۔ اور جیسا نپولین کو اپنی سپاہ کے اعتماد اور بھروسہ کا اس وقت ثبوت ملا ویسا کبھی نہ ملا تھا۔ مجروح ٹولیوں میں اُس کے سامنے سے گذرتے ہوئے اُس کو نگاہ یاس و محبت سے دیکھتے اور ضعف کی حالت میں "شاہم زندہ ماناد" کے نعرے مارتے تھے۔ جدھر سے اُس کا گذر ہو جاتا نیم جانوں کے رخساروں پر خوشی کے آثار نمودار ہو جاتے۔ اور جس طرح اس موقع پر جنرلوں اور افسروں کی شجاعت اور سپاہیوں کی جاں نثاری کا اظہار ہوا کسی موقع پر ایسا اظہار نہوا تھا۔ نپولین گولوں اور گولیوں کے طوفان میں پھرتا تھا گویا اُس کی جان کسی طلسم سے محفوظ تھی۔ اُس کی یہ خواہش معلوم ہوتی تھی کہ جس موقع پر اُس کی سپاہ کو خطرہ کا سب سے زیادہ مقابلہ ہو اُس موقع پر وہ خود موجود ہو۔ اُس کا خیال صحیح تھا کہ نوعمر سپاہیوں کو جنگ کی مصیبت اور خطرہ دیکھنے کا یہ پہلا موقع تھا اور اُن کو تحریک کرنے کے لئے شجاعت کی مثال دکھانے کی ضرورت تھی۔

آٹھ گھنٹے متواتر جنگ ہوتی رہی۔ یہ جنگ بڑی سخت تھی۔ مقتولوں اور مجروحوں سے زمین پٹ گئی تھی۔ جنرل جیرارڈ کے سات گولیاں لگ چکی تھیں۔ لہو سے وردی لال ہو گئی تھی۔ لیکن اب بھی وہ اپنے دستہ کے آگے تھا اور بہ آواز کہہ رہا تھا۔

"آفرین ہے تم پر۔ اے فرانس کے شیر مردو۔ آگاہ ہو کر اب وہ وقت آگیا

کہ تم میں سے ہر ایک جس کو پیاری فرانس سے محبت ہے یا تو فتح کر لے یا مر جائے“
انجام کار فیصلہ کر دینے والی ساعت آپہونچی۔ اور نپولین نے خاصہ کے گارڈ کو
جسے بڑی احتیاط سے اب تک بچا رکھا تھا میدان میں نکالا۔ اور سولہ پلٹنوں
کی ایک گھنی جماعت جس کے آگے آگے بے نظیر ساٹھ توپوں کا توپ خانہ تھا۔
دشمن کی متزلزل صفوں میں گھس گئی۔ نپولین کے آگے بڑھتے ہوئے کالم سے پے در پے
بجلیاں کوندھنے اور دشمن پر گرنے لگیں۔ اب اس حملہ کی تاب کون لا سکتا تھا۔
اور نپولین کا کالم گرد و غبار اور دھوئیں کے بادل میں اُس کی نظر سے پنہاں ہوگیا۔
لیکن تاریکی میں بجلی برابر کوندھتی تھی اور توپخانوں سے آواز دم بدم دور اور بعید سنائی
دیتی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ دشمن پس پا ہو رہا ہے اور فرانسیسی آگے بڑھتے
چلے جا رہے ہیں۔ چنانچہ کامل فتح ہوئی۔ لیکن نپولین کے پاس رسالے نہ تھے
اور اسی لئے اُس نے سخت تاکید کر دی تھی کہ تعاقب نہ کیا جائے۔ رات میں نپولین
اُسی میدان میں جہاں اُس نے یہ سنگین لڑائی جیتی تھی سویا۔ متحدہ افواج ہزیمت
اٹھا کر پہلے لیپ زگ کو پھر وہاں سے ڈرلیسڈن کو گئیں اور حیرت تھی کہ نپولین نے
ایسی زبردست فوجیں کہاں سے بہم پہونچا لیں اُن کو یہی خیال تھا کہ روس کے
حادثات ایسے سخت پیش آچکے تھے کہ اب نپولین تاب مقاومت نہ لا سکیگا۔

” اس فتح کی خبر نپولین نے پیرس اور تمامی رفقا کے درباروں کو بھیجی۔
اور اس خوش خبری سے سب کا دل فرط خوشی سے بھر گیا۔

نپولین نے کہا ”میرے نو آموز سپاہی بھی ویسے ہی بہادر نکلے جیسے میرے
پُرانے اور تجربہ کار سپاہی تھے۔ میں بیس سال سے فوجوں کی کمان کر رہا ہوں
لیکن ایسی بہادری اور جاں نثاری کبھی نہ دیکھی۔ اگر تمامی متحدہ بادشاہ اور وزرا
جو سلطنت کے امور کی سربراہی کر رہے ہیں اس موقع پر موجود ہوتے تو اپنی

اس امید سے کہ فرانس کو نیچا دکھائیں ہاتھ دھو لیتے "
اُس نے ملکہ لوئیا کو جو اس زمانہ میں نائب السلطنت تھی لکھا۔ کہ ذیل کا سرکلر اپنے نام سے ہر ایک بڑے پادری کو سلطنت میں بھیجدے :-

سرکلر منجانب شاہنشاہ نپولین و ملکہ لوئیا نائب السلطنت بنام لاٹ پادری مقام فلاں - شاہنشاہ نپولین نے دشمنوں پر بمقام لٹزن بڑی فتح پائی - یہ حافظ حقیقی کی حفاظت کا بڑا ثبوت ہے - ہماری خواہش ہے کہ اس عنایت ایزدی کے شکرانے میں مقررہ رسوم کے ساتھ گرجا میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے اور حمد کے راگ گائے جائیں اور جس طریقہ سے مناسب معلوم ہو افواج کی نصرت اور شاہنشاہ کی خیریت کے لئے درگاہ پروردگار میں دعا کی جائے - خدا شاہنشاہ کو ہر آفت سے اپنی پناہ میں رکھے - کیونکہ اُس کی سلامتی سلطنت کے لئے ویسی ہی ضروری ہے جیسی کہ مذہب کے واسطے جس کو اُس نے از سر نو قایم کیا ہے اور اُس کی حفاظت کر رہا ہے "

اسی مضمون کا سرکلر اٹلی کے پادریوں کے نام بھی بھیجا گیا -

صبح کو نپولین گھوڑے پر سوار ہو کر میدان قتال میں آیا جہاں چھ ہزار نوجوان فرانسیسیوں کی لاشوں کو بڑے اندوہ و غم سے دیکھا - اُن کی نازک خوبصورت وضع سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ نوجوان اس قابل ہرگز نہ تھے کہ جنگ کی ہولناک مصائب کو برداشت کر سکتے - بارہ ہزار جوان جن میں سے بعض فرانس اور جرمنی کے اول ۲۲۳
درجہ کے خاندانوں سے تھے مجروح اسپتالوں کو بھیجے گئے -

اسی گشت میں جبکہ نپولین میدان قتال میں اُداس پھر رہا تھا وہ ایک نوجوان مقتول پروشیا کے سپاہی کے قریب سے گذرا - اُس نے دیکھا کہ یہ سپاہی کسی چیز کو اپنی چھاتی سے لگائے ہوئے تھا - شاہنشاہ نے غور سے دیکھا تو معلوم

ہوا کہ یہ سپاہی پروشیا کے جھنڈہ کو اپنی چھاتی سے ایسا لگائے ہوئے تھا کہ مرنے کے بعد بھی اُس کو نہ چھوڑا تھا۔ نپولین اس پراثر نظارہ کو ٹھہر کر غور سے دیکھتا رہا اور پھر آب دیدہ ہو کر کہنے لگا:۔

"مرحبا مرحبا۔ اے نوجوان مرد۔ تو اس قابل تھا کہ فرانس میں پیدا ہوا ہوتا" پھر اپنے افسروں کو مخاطب کر کے بولا۔ "دیکھو اس سپاہی کو اپنے جھنڈے سے ایسی محبت ہے کہ پرستش کے درجہ کو پہونچ گئی ہے۔ اس جھنڈے سے اس کو ایسی محبت ہے کہ گویا یہ تحفہ اُس کی محبوب بیوی کا دیا ہوا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس کی تجہیز و تکفین کا ابھی اہتمام کرو۔ افسوس ہے کہ مجھے اس کا نام نہیں معلوم کہ میں اس کے گھر کو خط لکھتا۔ یہ جھنڈا اس سے جدا نہ کرنا۔ اسی کے ریشمین پھریرے میں اس کی نعش کو لپیٹ دو۔ ایسے بہادر کا کفن یہی پھریرا ہونا چاہیئے"۔

نپولین ایک دشمن سپاہی کی بہادری اور جاں نثاری کا بھی ایسا قدردان تھا۔

لٹزن کی فتح بھی نپولین کی نامی فتوحات میں شمار کی جاتی ہے کیونکہ اس سے نپولین کے فن حرب کے کمال اور اُس کی سپاہ کی جاں نثاری کا بڑا ثبوت ملتا ہے

2 متحدہ بادشاہوں نے بھی اپنے حملہ کا ایک مقام تجویز کر لیا تھا۔ اُن کی فوجیں پہاڑیوں کی دیوار کے پیچھے پوشیدہ ہوئی تھیں۔ اور فرانسیسی فوج پر جو تین میل کی قطار میں لڑائی سے پھیلی ہوئی تھی اپنی کمین گاہ سے حملہ کرنے کی نیت کی تھی۔ چنانچہ قلب و میمنہ سے دشمن کی مجتمع فوج نے نپولین پر حملہ کیا تھا۔ لیکن باوجود اس کے شاہنشاہ نے دشمن کو آٹھ گھنٹے روکا اور جنگ کو تھاما اور کمک بُلا کر دشمن کو شکست دیدی۔ اگر نپولین کو اپنی فوج پر پورا اختیار نہ ہوتا تو دشمن کو ہزیمت نہ دے سکتا۔

نپولین کو لشکر کے دل پر قابو حاصل کر لینے کا پورا ملکہ تھا۔ اس جنگ میں اپنی سپاہ کا دل بڑھانے اور ہمت بندھانے میں اُس نے عجیب عجیب کام کئے مثلاً

ایک کرنل کا کسی تقصیر پر تنزل ہوگیا تھا لیکن یہ کرنل بڑا بہادر اور اپنے ماتحت سپاہیوں کا پورا محبوب تھا۔ چنانچہ ایک موقع پر نہایت ہی مایوسانہ دلیری کرنے کی ضرورت تھی نپولین نے اسی کرنل کو ہمراہ لیا اور اُس کی پلٹن کے سامنے جاکر چند کلمے معافی دینے اور تعریف کے کہکر کہا "سپاہیو۔ لو۔ اپنا کرنل لو۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ آج تم نے کیا کیا"۔ پھر کیا تھا۔ تمام پلٹن والوں نے خوشی سے نعرہ مارا اور یہ نعرہ ایک صف سے دوسری صف میں گونجنے لگا۔ کرنل کی مسرت اور اعزاز کی کوئی انتہا نہ رہی اور اُس نے اپنے جوانوں کو لیا اور جنگ کے طوفان میں گھس کر اُس کام کو پورا کر دکھایا جس سے شاہنشاہ کا مقصود تھا۔

یہ ٹھیک نہیں معلوم ہوسکتا کہ جنگ میں اتفاقی سپاہ کی تعداد کیا تھی۔ اور اگرچہ ایلی سن صاحب لکھتے ہیں کہ فرانسیسی تعداد میں زیادہ تھے تاہم یہ یقینی ہے کہ دن کے آخری حصہ تک فرانسیسی تعداد میں زیادہ تھے۔ شام کے قریب اُن کو البتہ کمک پہونچ گئی تھی۔

لوسے صاحب لکھتے ہیں کہ "پنولین کی یہ فتح قابل مبارکباد ہے۔ کیونکہ اُس نے اپنی اسی ہزار فوج سے جس میں صرف چار ہزار سوار تھے مخالفین کی ایک لاکھ تیس ہزار فوج کو جس میں بیس ہزار سوار تھے شکست فاش دیدی"۔

متحدہ فوجیں میدان جنگ میں بیس ہزار مقتول و مجروح چھوڑ کر پریشانی سے بھاگیں۔ دس ہزار چھکڑے جن میں سے نصف میں مجروح بھرے ہوئے تھے سڑک پر چلے جارہے تھے۔ فرانسیسی بھی تعاقب میں تھے اور اکثر موقعوں پر بڑا پریشان کرتے تھے۔ ۲ مئی کو ہزیمت خوردہ فوج ڈریسڈن میں ہوکر گذری۔ لیکن قیام کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ پھر اس فوج نے دریائے ایلب کو عبور کیا اور پل کو اڑادیا۔ چند کاسک سوار جو پیچھے رہ گئے تھے گھوڑوں کو تیرا کر پار گئے۔

ماہ مئی کی نہایت ہی خوش نما صبح تھی کہ فرانسیسی سپاہ اس خوبصورت شہر ڈریسڈن میں پہونچی۔ ادنیٰ سے ادنیٰ سپاہی بھی چاروں طرف کی پہاڑیوں کو مسرت کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا جن پر کثرت سے باغات اور آبادی نظر آرہی تھی اور میدان میں دریائے ایلب کا پانی جس کے کنارہ کنارہ موسم بہار کے پھول کھلے ہوئے تھے بل کھاتا ہوا بہ رہا تھا اور شہر کے میناروں۔ بُرجوں اور ایوانوں پر آفتاب کی شعاعیں معکوس ہو رہی تھیں۔ اور بڑے فاصلہ پر بھاگتے ہوئے دشمن کی سنگینیں جھلک رہی تھیں۔ بلندیوں پر فریقین کے توپ خانے گرج رہے تھے اور شہر والے نپولین کے خیر مقدم میں گھنٹے بجا رہے تھے۔

سیکسنی کا بادشاہ نہایت ہی پاکیزہ اخلاق شخص تھا۔ نپولین اکثر اُس کی مثال دیکر کہا کرتا تھا کہ "استقلال اور سچائی معاملاتِ سلطنت کی سب سے اچھی تدبیریں ہیں"

فریق شاہی کے حامیوں نے زار روس اور پروشیا کے بادشاہ کا ابھی حال میں بڑی خوشی سے استقبال کیا تھا۔ لیکن اب جمہور کو یہ دیکھ کر ان کا بادشاہ قدیم اُن کے درمیان پھر واپس آگیا بڑی مسرت ہوئی شہر میں نپولین کے پاس مجسٹریٹ آکر حاضر ہوئے۔ یہ وہی مجسٹریٹ تھے جو نپولین اور خود اپنے بادشاہ سے غداری کر چکے تھے اور جنھوں نے بادشاہوں کا استقبال کیا تھا۔

نپولین نے غصہ سے پوچھا "تم لوگ کون ہو؟"

اُنھوں نے ڈرتے ڈرتے کہا "ہم میونسپلٹی کے ممبر ہیں"

نپولین نے پوچھا "میری فوج کے واسطے تمھارے پاس کھانا ہے؟"۔

ممبروں نے جواب دیا "روسیوں اور پروشیا والوں نے ہم سے اسقدر وصول کرلیا کہ اب ہمارے پاس کچھ نہیں"

نپولین نے جواب دیا "کیا خوب۔ کیا یہ ممکن ہے کہ تمھارے پاس کچھ باقی نہ رہا ہو۔ میں ایسی باتیں نہیں سنتا۔ جاؤ۔ روٹی۔ گوشت اور شراب کا ابھی انتظام کرو۔ تم لوگ اسی قابل ہو کہ تم سے مفتوح قوم کی طرح برتاؤ کیا جائے۔ لیکن تمھارے بادشاہ کی خاطر سے میں تم کو معاف کرتا ہوں۔ وہ تمھارے ملک کا نجات دہندہ ہے۔ تم کو پوری سزا مل گئی ہے کہ روسی اور پروشیا والے تمھارے درمیان رہ چکے ہیں اور بیرن اسٹین B.Stein سا ظالم تم پر حکومت کر گیا ہے۔" ۴۴۴

نپولین گھوڑے سے اترا اور کالن کورٹ اور خواص لڑکے کو ہمراہ لے کر دریا کے کنارہ گیا۔ سامنے کے دمدموں سے گولے آتے تھے اور اس کے گرد گرتے تھے لیکن اس نے اپنی آنکھ سے سب موقعوں کو دیکھا اور باقی ماندہ پل کو جلنے سے بچایا اور پھر جنرل ڈروٹ Drouet کو حکم دیا کہ سو توپیں لے آؤ اور ایک بلندی پر ان کو خود جمایا۔ چنانچہ اس مقام سے دشمن کی باڑیوں پر سخت گولہ باری شروع ہوئی۔ شاہنشاہ غنیم کی توپوں کے سامنے تھا اور ایک گولہ سے اس کے قریب درخت کا چیلا ایسا پھٹا کہ اس سے شاہنشاہ کے سر کی کھال چھلتی چلی گئی اس پر شاہنشاہ نے بڑے استقلال سے کہا "دیکھو صاحب۔ اگر یہ چیلا میرے سینہ پر لگ جاتا تو بس ابھی سب معاملہ ختم ہو جاتا۔"

روس کا توپ خانہ بہت جلد خاموش ہو گیا۔ اب جتھہ کی فوجیں اپنی طاقت بھر کوشش کر کے دریا سے نپولین کو عبور نہ کرنے دیں۔ آخر کار پیچھے ہٹیں اور باٹزن میں مورچہ بند ہوئیں۔ اور یہاں فیصلہ کر دینے والی جنگ کا مصمم ارادہ کیا۔ فرانسیسیوں نے اپنے انجنیروں کی ہدایت سے ایک پل تیار کر لیا اور بہت سی کشتیاں دریا کو پار کرنے کے لئے مہیا کر لیں۔ ۱۱ تاریخ کو تمام دن نپولین فوج کو اتارتا رہا۔ پانی کے کنارہ ایک پتھر پر بیٹھا ہوا شاہنشاہ اپنے سپاہیوں کا

جی بڑھا رہا تھا۔ اُس نے فی کشتی ایک اشرفی انعام مقرر کردیا تھا اور نوجوان سپاہی اپنے توپخانوں اور سامانِ حرب کے ساتھ دریا کے داہنے کنارے پر جاجا کر خوشی سے نعرے مار رہے تھے۔

۱۲ مئی کو نپولین اور سکسنی کا بادشاہ دونوں گھوڑوں پر سوار ہوکر ڈرلیسڈن کی سڑک پر نکلے اور پھر ایوانِ شاہی میں گئے۔ توپوں سے سلامیاں دی جارہی تھیں اور بینڈ باجے بج رہے تھے۔ گھنٹے بجتے تھے اور جمہور نعرے مار رہے تھے۔ رستے میں پھول بکھیرے جاتے تھے۔ دریچوں اور بالاخانوں سے لیڈیاں رومال ہلارہی تھیں اور مسکراتی تھیں۔ یہ آخری دھوم دھام کا نظارہ تھا جس کا دیکھنا شاہنشاہ نپولین کی قسمت میں تھا۔ اُس کو خوب اچھی طرح معلوم تھا کہ اس کے گرد بڑی بڑی مصائب کا ازدہام تھا اور اس دھوم دھام کے وقت وہ نہایت سکوت اور استقلال سے اُس بلا کی تصویر کو اپنے خیال میں دیکھ رہا تھا جو اُس کے سامنے آنے والی تھی۔

بعد کو اُس نے کہا کہ میں فیصلہ کردینے والی ساعت کو قریب آتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ میرے اقبال کا ستارہ دُھندھلا ہوگیا تھا۔ باگ میرے ہاتھ سے پھسلتی ہوئی معلوم ہورہی تھی۔ میں جانتا تھا کہ خود فائدہ اٹھانے کو آسٹریا اُن مصائب سے فائدہ اٹھائیگا جو مجھے پیش آتی جائینگی۔ لیکن میں نے بڑے بڑے نقصان اٹھانے کا مصمم ارادہ کرلیا تھا۔ اور صرف وقت طلب یہ بات رہ گئی تھی کہ وہ کونسا لمحہ ہونا چاہیئے کہ میں اپنے ارادہ کا اظہار کروں اور اسی بات پر میں توجہ کررہا تھا۔ گو جسمانی طاقت بڑی موثر ہوتی ہے لیکن جمہور کی رائے کے مقابلہ میں اُس کی کوئی حقیقت نہیں اس عام خیال اور رائے کا اثر طلسماتی ہوتا ہے۔ میرا مقصد یہ تھا کہ عام رائے میرے خلاف نہ ہو۔ مکاری سے کارروائی کرنا یا غفلت سے ایک لفظ مُنہ

سے نکال بیٹھنا اس بھرم کو ہمیشہ کے لئے برباد کر دیتا ہے۔ کامیابی کی حالت میں میرا نقصان اُٹھالینا کوئی بے عزتی کی بات نہ تھی "

حالت فتح میں نپولین نے حسب عادت جیتھ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا۔ اس میں شک نہیں کہ نپولین صلح کا بڑی صدق دلی سے خواہشمند تھا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ ذلت کو بھی گوارا نہ کر سکتا تھا۔ چونکہ جیتھ کو یقین تھا کہ آسٹریا کا بادشاہ بہت جلد اُن کا شریک ہو جائے والا تھا لہذا ایسی سخت شرائط پیش کی گئیں کہ اُن کے منظور کر لینے سے گویا نپولین کا وجود ہی مٹ جاتا۔ جب نپولین کی درخواست نامنظور ہوئی تو اس نے یوجین کو اٹلی کی حفاظت کے لئے اٹلی کو بھیجدیا۔ آسٹریا کا شاہنشاہ مخفی طور سے افواج جمع کر رہا تھا اور نپولین نے جان لیا تھا کہ اُس کا دعا شغل خسر لمبارڈی کو جو اُس کی پرانی فتوحات میں سے ایک صوبہ تھا پھر حاصل کرنے کی کوشش کریگا۔

ڈریسڈن میں ایک ہفتہ انتظار کرنے کے بعد کہ اُس کی درخواست صلح کا جواب آجائے۔ آخرکار نپولین دشمنوں سے مقابلہ کرنے کو جو باٹزن میں مورچہ بند تھے آگے بڑھا۔ راستہ میں اُس کو ایک چھوٹی سی بستی ملی جو روسیوں اور فرانسیسیوں کی باہمی جنگ کی بدولت برباد ہو گئی تھی۔ باشندوں کی حالت پر رحم کھا کر نپولین نے اُن کو موجودہ ضروریات کے لئے ایک لاکھ فرانک عطا کئے اور بستی تعمیر کر دینے کا وعدہ کیا۔ جابجا رستہ میں مجروح ملتے تھے اور نپولین اپنی ہمدردی کے ثبوت دیتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک مجروح روسی کو خاص طور سے نپولین نے اپنے ڈاکٹر کے سپرد کیا۔ یہ روسی بظاہر جاں کنی کی حالت میں تھا۔

ڈاکٹر نے عرض کیا " جہاں پناہ اس کے زخم لاعلاج ہیں "

نپولین نے جواب دیا " نہیں تم کو اپنی کوشش کرنا چاہئے۔ یہ بات ہمیشہ

اچھی ہوا کرتی ہے کہ ایک جان کم ضائع ہو"۔

۱۴۔ تاریخ کو فرانسیسی فوج صبح کے وقت جیتھ کی افواج کے سامنے جا پہنچی باٹ زن کی فصیلوں کی پیچھے غنیم مورچہ بند تھا۔ اور دریائے اسپری اُس کے سامنے رواں تھا۔ میمنہ پر جنگل سے ڈھکی ہوئی پہاڑیوں پر توپ خانے جمے ہوئے تھے۔ اور میسرہ پر پروشیا کی افواج نے اپنی توپیں جما کر حفاظت کر رکھی تھی۔ اور نپولین نے ایک نگاہ میں معلوم کر لیا کہ دشمن کا کیمپ ہلہ کر کے قبضہ میں نہ آسکتا تھا پس شاہنشاہ نے اوڈی ناٹ کو حکم دیا کہ میسرہ پر حملہ کرے اور مارشل سولٹ کو ہمراہ لے کر قلب پر حملہ آور ہوا اور دشمن کی توپوں کو ان دو اطراف میں مخاطب کر کے اُس نے مارشل نے کو حکم دیا کہ لمبا چکر کاٹ کر روس کی میمنہ پر جا پہنچے۔

چار گھنٹے متواتر فرانسیسی فوج لا فتح مورچوں پر حملے کرتی رہی۔ اور آخرکار دشمن کے عقب میں مارشل نے کے بگلوں کی آواز سنائی دی۔ اور شاہم زندہ ماناو کے نعرے مار کر مارشل نے کی فوج بندوقوں اور توپوں کے دھواں ۲
دھار محشر کے ساتھ تھکے ہوئے دشمن پر ایسی حملہ آور ہوئی کہ کیمپ میں گھس پڑی اب ہر سمت سے نرغہ میں اپنے تئیں پھنسا دیکھ کر جیتھ کی فوج ایسی بدحواس اور سراسیمہ ہوئی کہ بوہیمیا کے ویرانوں کی طرف بھاگی۔ اور نپولین کو پھر کامل فتح ہوئی۔ اگرچہ مقتولوں سے زمین چھپ گئی تھی لیکن بہت تھوڑے قیدی ہاتھ
۵ آئے اور یہی حال مال غنیمت کا ہوا۔ اور چونکہ فرانسیسیوں کے ہمراہ سواروں کی کافی جمعیت نہ تھی دشمن کا معمولی طور سے نتیجہ خیز تعاقب نہ ہوسکا[۱]۔

---

[۱] نپولین کی دلیری اور اُس کے قوائے دماغی کا جیسا اس موقع پر اظہار ہوا کبھی اس سے زیادہ نہ ہوا تھا۔ جب اُن مصائب کا قیاس کیا جاتا ہے جو روس کی یورش میں پیش آچکی تھیں اور یہ کہ شمالی جرمنی نے نپولین سے غداری کی تھی جو واقعہ روس کے حادثات کے بعد ہی پیش

دوران جنگ میں شبانہ روز جاگنے سے شاہنشاہ ایسا مضمحل ہو گیا تھا کہ باوجود توپوں کی گرج اور گوناگوں خطرات جنگ کے وہ ایک باٹری کے قریب لیٹ کر بے خبر سو رہا۔

فاتح فرانسیسیوں کا جنھوں نے دشمن کی توپوں کے دہانوں تک بڑھ کر جنگ کی تھی شکست خوردہ دشمن کی برابر آتلاف جان ہوا۔ جن کی طرف مقتولوں اور مجروحوں کی پندرہ ہزار تعداد تھی۔ پانچ ہزار فرانسیسی تو قطعی کام آئے تھے اور بیس ہزار کے قریب باٹ زن اور اُس کے قرب وجوار کے اسپتالوں میں گھایل پڑے کراہ رہے تھے۔ نپولین نے اپنے وفادار گارڈ کے درمیان ورچن Wurschen میں خیمہ نصب کرایا جہاں ایک شب قبل متحدہ بادشاہوں کا

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۸۱- آیا تھا تو یہ بات طے کرنا کہ دو باتوں میں سے کونسی بات زیادہ قابل تحسین ہے دشوار ہے۔ یعنی ایک تو یہ بات کہ شاہنشاہ میں ایسی اخلاقی جرات تھی کہ جس کو روس جیسا عظیم الشان حادثہ مغلوب نہ کر سکا اور دوسری یہ بات کہ اس حادثہ سے کچھ بھی بے دل نہ ہو کر اُس نے ایسے عزم وہمت سے کام شروع کیا کہ فتح ونصرت اُس کے ہمرکاب ہو گئیں اگرچہ یہ کامیابی قلیل ہی عرصہ کے لئے ہوئی۔ لٹزن کی فتح اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ کیونکہ شاہنشاہ نے روس کی کارآزمودہ افواج اور پروشیا کے نہایت ہی جری والنیٹروں کی سپاہ کو جس کے ہمراہ نہایت قوی گھوڑ چڑھی فوج اپنی نوآموز سپاہ کی مدد سے فاش شکست دیدی۔ مانا کہ نپولین کی پیادہ فوج تعداد میں زیادہ تھی لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اُس کے ساتھ سواروں کی جمعیت تھی۔ چنانچہ اس فتح سے نپولین کی حربی لیاقت کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ یہی حال باٹ زن کی فتح کا ہے جس میں کہ نپولین نے بڑی اعلیٰ سے ہر تجویز کو پورا کیا اور مختلف دستوں اور محفوظ فوج کو ایسے عین وقت پر لڑایا کہ آسٹرلز اور جینا کی فتوحات سے باٹ زن کی فتح کسی طرح کم نہیں ہے۔ تاریخ یوروپ مصنفہ ایلی سن صاحب جلد ۴ - صفحہ ۸۰۔

صدر مقام تھا۔ اور یہاں سے حسبِ ذیل سرکاری مراسلہ اور فیاضانہ حکم لکھوایا:۔

"کوہ سینس Mont Cenis پر ایک یادگار کا مینار تعمیر کیا جائے جس کے سب سے زیادہ نمایاں رُخ پر یہ عبارت کندہ کی جائے۔ شاہنشاہ نپولین نے ورچن کے میدان اس مینار کے تعمیر کئے جانے کا اس غرض سے حکم دیا کہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ شاہنشاہ فرانس اور اٹلی کے جمہور کا شکرگزار ہے اور اس مینار کے ذریعہ سے آیندہ زمانوں تک اُس عظیم الشان وقت کی یادگار منتقل ہو جبکہ صرف تین مہینے میں بارہ لاکھ جمہور فرانس کی سلطنت کی آبرو بچانے کو مسلح ہو کر میدانِ کارزار میں آئے تھے"۔

چونکہ نپولین کے دورِ حکومت کا بہت جلد اس کے بعد خاتمہ ہو گیا۔ یہ مینار تعمیر نہ ہو سکا۔ حب الوطنی کی نیکوکاری کے دلدادہ۔ فنونِ لطیفہ کے شیدا۔ جمہوری آزادی کے حامی۔ غرض سب نے یکساں جبتہ کی کامیابی پر ماتم کیا ہے۔

رات کے بڑے حصہ میں نپولین احکام لکھواتا رہا۔ تین بجے اندھیرے سے اُس نے جنرل کوروٹ کو ہمراہ لیا اور گس ٹلے وس ایڈال فس Gustavus Adolphus [1] کے مقبرہ پر گیا۔ نپولین بہت ہی غمگین تھا۔ بسے ریز کے مارے جانے کا اُسے بہت رنج تھا۔ رستہ میں اُس نے ایک بات بھی نہ کی۔ جب وہ اُن درختوں کے پاس پہنچ گیا جو مقبرہ کے گرد کھڑے ہیں تو جنرل ڈروٹ سے کہنے لگا "جنرل تم ہٹ جاؤ میں تخلیہ چاہتا ہوں" سنتری کو پہرہ پر تھا اپنی شناخت کرا کے وہ درختوں کے نیچے سے گذرا۔ رات کا سناٹا۔ مقبرہ کی عمارت کی شان جس پر ماہتاب کی دھیمی دھیمی شعاعیں پڑ رہی تھیں۔ وہ ان جنگ میں شاہنشاہ کے معاملات کی اہمیت جو اُس کی قسمت کا فیصلہ کرنے کو تھی۔ ان سب نے مل کر

۱؎ گس ٹلے وس ایڈال فس۔ ملک سویڈن کا بادشاہ تھا سترہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا لیکن بڑی قابلیت سے لائق ترین اشخاص کو وزیر انتخاب کیا بڑا بہادر سپہ سالار تھا ۱۶۳۲ء میں لٹزن کی جنگ میں مارا گیا ولادت سنہ ۱۵۹۴ء

نپولین کو اور اُداس کر دیا تھا۔ نپولین کی طبیعت خارجی معاملات سے بہت کم متعلق ہوا کرتی تھی لیکن اُس نے بعد کو کہا۔ جب میں اس متبرک قبر کی زیارت کو گیا تو میرے دل کی کچھ عجیب حالت تھی۔ گویا میری آنے والی قسمت کے حالات کا مجھے الہام ہو رہا تھا"۔ ایک گھنٹہ کامل تنہا رہنے کے بعد وہ جنرل ڈروٹ سے پھر آملا۔ اور کہا: "قبروں پر کبھی کبھی آنا اور مُردوں سے باتیں کرنا بھی اچھی بات ہے"۔ اور پھر خاموشی سے اپنے خیمہ کو واپس آگیا۔

صبح ہوتے ہی بذات خود اپنی فوج کی کارروائیوں میں شاہنشاہ مصروف ہوگیا اور بہت جلد فرانسیسی فوج نے غنیم کے چند اول کو جو مضبوط مقام پر مورچہ بند تھا جا پکڑا۔ سخت لڑائی واقعہ ہوئی۔ اور شاہنشاہی موکب پر اس شدت سے گولوں کا طوفان ٹوٹا کہ نپولین کے قریب ہی اُس کا ایک مصاحب مارا گیا۔

نپولین نے ڈیوراک کی طرف مخاطب ہو کر کہا: "تقدیر میں یہی لکھا تھا کہ ہم میں سے آج ایک مارا جاتا۔ اور باقیوں کا حال معلوم نہیں۔

سہ پہر کے قریب شاہنشاہ اپنے گارڈ کے ہمراہ ایک گھاٹی میں تیز گھوڑوں پر سوار چلا جا رہا تھا۔ آگے پیچھے چار چار گھوڑوں کی قطاریں تھیں کہ اتنے میں ساری جماعت دھوئیں اور گرد میں چھپ گئی۔ یعنی توپ کا ایک گولہ درخت سے ٹکرا کر پھسلا اور جنرل کربے نز کے ایسا لگا کہ وہ فوراً ہی ہلاک ہوگیا اور ڈیوراک کی انتڑیاں باہر نکل پڑیں اور کاری زخم آیا۔ تاریکی اور انتشار کی حالت میں نپولین نے یہ حادثہ اپنی آنکھ سے نہ دیکھا۔ اور جب اس سانحہ کی اُس کو خبر دی گئی تو ایک ساعت کے لئے غم سے اُس کا حال غیر ہوگیا اور پھر کانپتی ہوئی آواز سے کہنے لگا۔

"ہائے ڈیوراک۔ ہائے ڈیوراک۔ خدایا۔ میرے خیالات کبھی غلط نہیں ہوتے۔ آج بڑی مصیبت کا دن ہے۔ بڑا مہلک دن ہے"۔

پھر فوراً گھوڑے سے اُتر کر خاموشی اور اُداسی سے ٹہلنے لگا اور کالن کورٹ کی طرف مخاطب ہو کر بولا۔

افسوس۔ تقدیر کو کب رحم آئے گا۔؟ ان مصیبتوں کا کب خاتمہ ہوگا۔ میرے جھنڈے کو ابھی پھر فتح ہو گی۔ لیکن اُس خوشی کا خاتمہ ہوگیا جو فتوحات سے ہوتی ہے۔ ڈیوراک کدھر گیا ہے۔ میں اُسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ ہائے غریب ڈیوراک

شاہنشاہ نے مارشل ڈیوراک کو ایک جھونپڑی میں کپوکی چارپائی پر جاں کنی کی سخت اذیت میں پایا۔ صورت ایسی بدل گئی تھی کہ پہچانی نہ جاتی تھی۔ شاہنشاہ نے چارپائی کے قریب جاکر اپنی باہیں ڈیوراک کی گردن میں ڈال دیں اور پوچھا "کیا زیست کی کوئی امید باقی نہیں ہے"؟

ڈاکٹر نے جواب دیا "کوئی اُمید باقی نہیں"۔

قریب مرگ مارشل نے نپولین کا ہاتھ گرم جوشی سے پکڑ کر اپنے ہونٹھوں پر رکھا اور اُس کی طرف نگاہِ الفت سے دیکھ کر کہا "جہاں۔ اپنی تمام عمر آپ کی خدمت میں بسر ہوگئی اور اب افسوس ہے تو صرف اس بات کا ہے کہ زیادہ خدمات کے قابل نہ رہا"۔ ۴۲۶

نپولین کی غم سے بُری حالت ہوگئی اور اُس نے ایسی آواز سے کہ سمجھ میں نہ آتی تھی جواب دیا "پیارے ڈیوراک۔ ایک اور زندگی ہے۔ اور تم میرا انتظار کرنا۔ ہم ایک دن پھر ملینگے"۔

مارشل ڈیوراک نے بڑی حالت ناتوانی میں آہستہ سے جواب دیا۔

"جہاں پناہ۔ یہ سب درست ہے۔ لیکن ابھی تیس برس درکار ہیں کہ آپ دشمنوں پر غالب آئیں اور فرانس کی امیدیں برآئیں۔ میں نے ایک ایماندار اور نیک نیت آدمی کی طرح زندگی بسر کی ہے اور کوئی فعل ایسا یاد نہیں ہوتا کہ اپنے تئیں ملامت

کروں۔ میری ایک بیٹی ہے اور اُس کے باپ اب آپ ہیں"

نپولین کی حالت ایسی غیر ہوگئی تھی کہ اُس کے منہ سے بات نہ نکلی لیکن اٹھنی محبت کے ساتھ وہ ڈیوراک کا ہاتھ پکڑے رہا۔ اور آخر کار ڈیوراک نے خود ہی کہا:

"جہاں پناہ۔ میری حالت سے آپ کو ایذا ہوتی ہے۔ اب مجھے میری حالت پر چھوڑ دیے اور آپ تشریف لے جائیے"

شاہنشاہ نے ڈیوراک کا ہاتھ پھر تھام لیا اور اپنے سینہ پر رکھ کر دبایا اور پھر ڈیوراک کو چھاتی سے لگایا اور کہا۔ "اچھا ڈیوراک خدا کے سپرد کرتا ہوں" اور یہ کہکر گھبرایا ہوا باہر آیا۔

مارشل سولٹ مارکس صاحب اور کالن کورٹ کے سہارے سے نپولین خیمہ میں آیا۔ جو ابھی ڈیوراک کے جھونپڑے کے قریب نصب کیا گیا تھا۔ شاہنشاہ کے غم کی کوئی حد نہ رہی تھی۔

اُس نے کہا: ہائے کیسا غضب ہو گیا یہ منظر تو آنکھوں سے دیکھا نہیں جاتا۔ ہائے ڈیوراک۔ ہائے ڈیوراک تیرا مرنا تو ایسا نقصان ہے کہ تلافی محال ہے" جب شاہنشاہ خلوت میں جانے لگا تو ایسا رو رہا تھا کہ آنسو اُس کے رخساروں سے بہ رہے تھے۔

اولڈ گارڈ کے مربعے جن کو اپنے شاہنشاہ کی طرح اس حادثہ پر اندوہ وغم تھا۔ اُس کے خیمہ کے گرد صف بستہ کھڑے تھے اور حکم کا انتظار تھا۔ نپولین نے کہا۔

"کل تک مجھ سے کچھ نہ پوچھا جائے" اور پھر پیشانی پر ہاتھ رکھ کر سوچ میں ڈوب گیا۔

اب شام ہوئی۔ تاریکی چھائی۔ ایک ایک کر کے ستارے نمودار ہوئے۔ پھر صاف آسمان پر چاند نکلا۔ چاندنی نے کھیت کیا۔ سپاہی نہایت آہستہ آتے اور جاتے اور کھانا پکاتے ہوئے کانوں میں باتیں کرتے تھے کہ شور نہ ہو۔ اور ماتمی منظر کی خاموشی میں کبھی کبھی سامان کی گاڑیوں کی کھڑکھڑاہٹ یا دور کسی توپ کی گرج کی آواز سنائی پڑتی تھی۔ اور کہیں کہیں جلتے ہوئے دیہات کے شعلوں کی روشنی سے نپولین کے اُداس اور تاریک کیمپ میں روشنی کی جھلک نظر آجاتی تھی۔

جے۔ ٹی۔ ہیڈلے J. T. Headley صاحب لکھتے ہیں: "فرانس کے بہادر سپاہیوں نے دیکھا کہ اُن کے محبوب شاہنشاہ کو بے حد و بے پایاں رنج تھا۔ چنانچہ ان سپاہیوں کی آنکھوں میں بھی آنسو بھرے ہوئے تھے اور خاموش سناٹے کے عالم میں کھڑے تھے۔ اور آخر کار اس ماتمی خوشی کو توڑنے کے لئے کیونکہ فرط ادب و ہمدردی سے وہ بول نہ سکتے تھے جاں بلب مارشل ڈیوراک کا بینڈ باجہ میں نوحہ شروع کیا گیا۔ میدان میں یہ اُترنے اور چڑھنے والی باجہ کی بھر گئی اور نرم لحن میں مرتے ہوئے سورما کے کانوں تک پہونچی لیکن اس بینڈ باجہ سے بھی نپولین کی حالت پر کچھ اثر نہ ہوا۔ بینڈ نے پھر باجہ کے سُروں کو بدل کر شادمانی کا نغمہ آغاز کیا۔ اور تیز قرنا کی صدائیں بلند ہو کر آسمان تک جا پہونچیں۔ اس باجہ سے نپولین پر اثر ہوا گویا کہ وہ میدان جنگ سے ناصر و منصور واپس آرہا ہے۔ اُس کی نگاہ میں چمک پیدا ہوئی اور ایسا معلوم ہوا کہ اُس کو خوشی ہوئی لیکن یہ تو سب کچھ تھا۔ مگر بینڈ باجے کی یہ آوازیں ایسے کان میں پہونچ رہی تھیں کہ جس کی اُداسی حد کو پہونچ گئی تھی۔ شادمانی کا راگ ختم کر دیا گیا اور پھر نوحہ شروع ہوا۔ لیکن نپولین کا غم ذرا بھی دور نہ ہوا۔ کیونکہ اُس کے دوست کی

حالت نزع تھی۔ اور نپولین کا ایسا عزیز مارشل جس کو اپنی جان کی برابر وہ عزیز رکھتا تھا دم توڑ رہا تھا۔ اور یہ منظر ایک مصور کے لئے کیسا غضب کا منظر تھا اور نپولین کی مدح کے لئے شاعر کو کیسی کیسی مضمون آرائی کا موقع تھا۔ نپولین کا وہ شریفانہ دل تھا کہ دنیا بھر کی عداوت جس کو نہ ہلا سکی۔ یہ دل ایسا دل تھا کہ میدان جنگ کی ہول جس کے استقلال میں کبھی فرق نہ ڈال سکی اور یہ دل ایسا دل تھا کہ فاتح دشمنوں کی توہینوں اور نفرت سے کبھی عاجز نہوا۔ لیکن اس موقع پر ہم دیکھتے ہیں کہ وہی دل عین فتح کی حالت میں محبت کی امواج کے سامنے مغلوب ہو گیا ہے۔ اور بھلا ایک مثال تو دکھائی جاوے کہ کسی رستم ثانی شاہنشاہ نے اپنے مارشل کا ایسا غم کیا ہو جیسا آج دیکھا جا رہا ہے۔ اور پھر غم بھی کس وقت پر کہ نپولین فاتح ہے اور میدانِ نصرت میں خیمہ زن ہے۔ اور کوئی یہ نظیر بھی دکھاوے کہ سپاہ نے اپنے سردار سے ایسی الفت کی ہو جیسی نپولین سے اُس کی سپاہ نے کی۔"

چند گھنٹوں تک ڈیوراک کی آہستہ آہستہ سانس چلتی رہی اور طلوع آفتاب سے قبل اُس کے طائر روح نے آشیانہ استراحت کی طرف پرواز کی۔ اور جب یہ خبر جس کی پہلے سے توقع تھی نپولین کو پہونچی تو بڑے غم سے اُس نے کہا۔

"سب مصائب کا خاتمہ ہوا درد سے اُس کو نجات ہوگئی۔ اور کوئی شبہ نہیں کہ وہ ہم سے زیادہ خوش نصیب تھا۔"

پھر نپولین نے برتھیر کے ہاتھ میں خاموشی سے ایک کاغذ دیا جس میں لکھا کہ اُسی مقام پر جہاں ڈیوراک کے گولہ لگا تھا ایک یادگار تعمیر کی جاوے اور حسب ذیل عبارت اُس پر کندہ ہو :-

"اس مقام پر جنرل ڈیوراک۔ ڈیوک آف فرولی۔ شاہنشاہ نپولین کے

ایوان کا گرانڈ مارشل گولے سے مجروح ہو کر ایسی شان و عظمت سے مرا کہ وہ اپنے دوست شاہنشاہ کی گود میں تھا۔"

اس کے بعد ڈیوراک کی با کمال بیوہ اور بیٹی کے لئے حکم لکھوایا اور زمیندار کو اپنے حضور میں بلا کر بیس ہزار فرانک اس لئے دیئے کہ چار ہزار تو یادگار کی تعمیر میں صرف کئے جائیں اور سولہ ہزار اُن نقصانات کے معاوضہ میں زمیندار خود لے لے جو دوران جنگ میں پیش آئے تھے۔ محلہ کے پادری اور مجسٹریٹ میکرس ڈورف Makersdorf کے سامنے یہ روپیہ دیا گیا جنھوں نے یادگار کی عمارت تعمیر کرا دینے کا کام اپنے ذمہ لیا تھا۔

مگر افسوس شاہنشاہ کی یہ فیاضانہ تجویز ہرگز صورت پذیر نہ ہوئی۔ کیونکہ جنتھ نے بڑی وزارت سے یہ روپیہ زمیندار سے چھین لیا کیونکہ اُنھوں نے اس رقم کو مال غنیمت خیال کیا اور چار ہزار فرانک اپنی جیب میں رکھ کر نہایت ہی اشراف سردار کی یادگار کو اس جنتھ نے بننے نہ دیا اور نپولین کو اپنے جاں نثار دوست ڈیوراک کے ساتھ اظہار شکر گذاری کرنے سے محروم کیا۔ لیکن اس کے برخلاف نپولین کو دیکھئے کہ جب دنیا سے جلا وطن کر کے وہ سینٹ ہلینا کی چٹان پر اسیر کیا گیا اور اُس نے آخر وقت میں اپنا وصیت نامہ لکھا تو میکرس ڈورف کی یادگار کو فراموش نہ کیا اور ڈیوراک کی دختر کو اس وصیت نامہ میں یاد رکھا ہے۔

بھاگتے ہوئے دشمن کا تعاقب پھر شروع کیا گیا۔ اسی دوران میں نپولین موضع برن ٹزلا Brunttzlau میں پہونچا جہاں چند ہفتہ قبل روسی سپہ سالار کوٹوسوف ماسکو کی مراجعت کی مصائب اور ماندگی سے بخار میں مبتلا ہو کر مرا تھا اور اُس کی قبر پر کوئی یادگار نہ تھی۔ چونکہ نپولین اپنی جبلت اور فطرت

سے فیاض دل تھا اُس نے فوراً حکم دیا کہ اُس کے پرانے مدمقابل اور مخالف کوڈوسوف کی قبر کے سرہانے ایک مینار تعمیر کر دیا جائے۔ لیکن فوراً ہی اس کے بعد مصائب کا شاہنشاہ کے گرد ایسا ہجوم ہوا کہ یہ تمنا بھی پوری نہ ہوئی۔ اب نپولین کے عادات کو جتھہ کی خصلتوں سے مقابلہ کیجئے کہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ۴۲۷

نپولین ہمیشہ اپنے ہراول کے ساتھ رہتا اور اُس کی رہنمائی کرتا۔ اُس میں اب معمولی بشاشت آچلی تھی اور اکثر گھوڑے پر سوار فرانس یا اٹلی کی دھن میں کچھ گنگناتے ہوئے سنا جاتا تھا۔ جتھہ کے بادشاہوں کو بڑا تردد ہوگیا تھا۔ اور اگرچہ روس اور پروشیا سے بڑی بڑی فوجیں کمک کو چلی آرہی تھیں تاہم اُن کے آنے میں کئی ہفتہ کی دیر تھی۔ چنانچہ اتنی مہلت حاصل کرنے کو یہ افواج آپہونچیں جتھہ کی طرف سے نپولین کے پاس ایک سفیر آیا اور کہا "برائے چندے جنگ ملتوی کیجئے اور ہمارے فرماں روا جہاں پناہ سے اتفاق رائی کرنے کو آمادہ ہیں"۔

نپولین اس درخواست پر خوش ہوا اور اُس نے ایک خط لکھا کہ شاہنشاہ اسکندر سے میں بالمشافہ ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اس خط کا یہ جواب آیا کہ شاہنشاہ نپولین سفر کی کلفت کیوں اُٹھائے خود اُس کے ہراول میں روسی وکیل بھیجا جاتا ہے۔ نپولین تو خدا سے چاہتا تھا کہ صلح ہو جائے مگر جتھہ صرف مہلت چاہتا تھا کہ اُس کی کمک آپہونچے اور نیز آسٹریا کا شاہنشاہ بھی جتھہ کا شریک ہو جائے اسلئے صلح کی خط و کتابت بڑی تعویق کے ساتھ عمل میں لائی گئی۔ آسٹریا کے شاہنشاہ نے ثالث بننا منظور کیا۔ لیکن آخر کار جب جتھہ کا منشا پورا ہو گیا اور افواج آپہونچیں تو حسب ذیل توہین آمیز تجویز نپولین

کے سامنے پیش کی گئی[1]

" فرانس صوبجات ای لیریا۔ اور وینس سے متعلق لمبارڈی آسٹریا کو حوالہ کرکے ہالینڈ۔ پولینڈ اور تمامی قلعجات جو دریائے اوڈر اور ایلب کے کنارے ہیں جنجھکے سپرد کئے جائیں۔ اسپین اور پرتگال سے فرانسیسی افواج ہٹالی جائیں اور نپولین اپنے دو عہدوں سے دست کش ہو یعنی رین کے جتھ کا اپنے تئیں محافظ نہ کہے اور ہل وی شیا کی جمہوری حکومت کا ثالث نہ رہے۔

نپولین نے بعد کو کہا۔ یہ مبالغہ آمیز اور لایعنی درخواست اور تجویز صرف اس غرض سے پیش کی گئی کہ میں اُسے نامنظور کر دوں۔ اگر میں اس تجویز کو مان بھی لیتا تو فرانس کو اُس سے کیا فائدہ ہوتا۔ اپنے تئیں مفت میں ذلیل کرتا اور آسٹریا کو گویا ایسے ذریعے بہم پہونچاتا کہ وہ نئی نئی درخواستیں اور دعاوی پیش کرتا۔ اور میرا بڑے زور سے مقابلہ کرتا۔ ایک دعویٰ منظور کر لینے پر نتیجہ یہ ہوتا کہ نئے دعاوی زبردستی منظور کرائے جاتے۔ اور رفتہ رفتہ دشمن ٹولی لریز کے ایوان میں مجھے بند کر دیتے۔ جہاں میری کم زوری سے غصہ ہو کر اور تمامی حادثات کا بانی یقین کرکے واقعی انصاف کے ساتھ فرانس کے جمہور مجھے جلا وطن کر دیتے اسلئے کہ دوسرے ممالک کے فرماں رواؤں کا شکار یہ فرانسیسی میری وجہ سے بنے ہوتے۔"

[1] باٹ زن کی جنگ کے بعد آسٹریا نے بیچ بننا اسلئے چاہا تھا کہ اُس فوج کی آراستگی کا وقت مل جائے جو روس اور پروشیا کی افواج سے آکر مل جانے کو تھی۔ چنانچہ معاہدہ صلح کو توڑا گیا اور اُس کی میعاد ختم ہونے سے قبل لڑائی چھیڑ دی گئی تاکہ بوہیمیا میں روسی افواج آسٹریا سے حیرت کے ساتھ آملیں ماخوذ از مہاربات جزیرہ نما مصنفہ نیپر صاحب۔ جلد ۴۔ صفحہ ۳۲۵

مے ٹرنک کو نپولین نے بڑی مضبوطی سے جواب دیا۔ آسٹریا نے اپنی مداخلت میں صرف اس غرض سے تساہل کیا تھا کہ یہ بات دیکھ لے کہ آغاز جنگ سے ابتک فرانس عاجز تو نہیں ہوگیا۔ اب جب یہ دیکھ لیا کہ میں نے فتح پائی ہے تو خواہ نخواہ اپنی مداخلت کو درمیان میں لاتا ہے۔ تاکہ میں فتوحات سے دست کش ہو جاؤں ثالث کی حیثیت سے نہ آسٹریا کا بادشاہ میرا دوست ہے اور نہ غیر طرف دار اور بالانصاف جج ہے۔ بلکہ وہ میرا دشمن ہے۔ تم تو اُسی وقت جنگ کا اعلان دینے کو تھے جبکہ میں نے لڑن میں فتح پائی تھی اور ازراہ پیش بینی تم کو یہ بات ضروری معلوم ہوئی تھی کہ زیادہ افواج جمع کرنا چاہیئے۔ اب کوہستان بوہیمیا کے پیچھے تم نے اسکوارٹ زن برگ کی سپہ سالاری میں دو لاکھ سے زیادہ سپاہ جمع کی ہے اور میری پریشانی سے فائدہ اٹھانے کے منتظر ہو۔ اب میں بھی ایک بات کہتا ہوں اُسے سن لو۔ صوبہ ایلیریا کو مجھ سے لے لو اور تم خاموش ہو بیٹھو اور کسی کے شریک نہو۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ تم کسی کے شریک نہو۔ روس اور پروشیا کو میں دیکھ لونگا"

مے ٹرنک کو آسٹریا کے دربار سے یہ ہدایت ہو چکی تھی کہ اُسی کا شریک ہو جو زیادہ رشوت دے۔ چنانچہ اُس نے کہا " افسوس ہے کہ جہاں پناہ اس جنگ و جدل میں تنہا مشغول ہیں۔ آسٹریا کی افواج کو اپنی افواج کا شریک کیوں نہیں کر لیتے۔ ہم یا تو آپ کے شریک ہونگے یا آپ کے مخالف ہونگے"

یہ سن کر نپولین میٹرنک کو علٰحدہ کمرے میں لے گیا جہاں میزوں پر نقشے پھیلے ہوئے تھے۔

کچھ دیر تک تو ایسی آہستہ آہستہ باتیں ہوئیں کہ کسی کو نہ سُن پڑیں اور آخر کار نپولین کی پرجوش آواز بلند ہوئی اور قریب کے کمرے والوں نے حسب ذیل

باتیں سنیں:-

"کیا معقول! صرف ایلیریا ہی نہیں۔ بلکہ آدھی اٹلی۔ پوپ کی روم کو واپسی اور پولینڈ اور اسپین اور ہالینڈ کو خالی کر دیا جانا۔ رین کا جتھہ اور سوئزرلینڈ۔ اور پھر تم کہتے ہو کہ اعتدال سے کام لیا جاتا ہے۔ ارے تمھاری تو یہ نیت ہے کہ ہر موقعہ سے جو ہاتھ آئے فائدہ اٹھاؤ۔ اور مال غنیمت حاصل کرنے کو کبھی تو میری شکست پر آمادہ ہوتے ہو اور کبھی میرے مخالف فریق کی شرکت کرنے کو کہتے ہو۔ اور باوجود اس کے ریاستوں کی خود مختاری کے حق کا لفظ زبان پر لاتے ہو۔ تم تو چاہتے ہو کہ تم کو۔ اٹلی۔ روس۔ پولینڈ۔ سویڈن۔ ناروے۔ پروشیا سکسینی۔ ہالینڈ بلجیم۔ غرض کہ ساری۔ بیامل جاوے۔ خلاصہ آنکہ صلح ایک بہانہ ہی تم سب کی یہ تمنا ہے کہ فرانس کو پارہ پارہ کردو۔ اور آسٹریا۔ اس بات پر آمادہ بیٹھا ہی کہ یہ آرزو برآئے تو وہ اعلان جنگ اسی وقت کردے۔ تم چاہتے ہو کہ قلم کی ایک حرکت سے ڈین زک۔ کس ٹرن۔ گلوگ لا۔ میگ ڈے برگ۔ وسیل۔ مینس۔ اسیلے سنڈرا۔ مانٹوا۔ مختصر آنکہ یوروپ کے تمامی مستحکم مقامات کو اپنے سامنے سرنگوں کردو۔ اور یہ ایسے مقامات ہیں کہ جنھیں ہیں نے بہ زور فتوحات حاصل کیا ہے۔ اور میں تمھاری حکمت عملی کا تابع ہو کر یوروپ کو خالی کردوں جس کا نصف میرے قبضہ میں ہنوز موجود ہے۔ اور اپنی فوجوں کو رین۔ آلپس۔ اور پرے نیز[۱] سے واپس بلا لوں اور ایسی صلح کے کاغذ پر دستخط کردوں جس سے اتنا کچھ ہاتھ سے کھو بیٹھوں۔ اور اپنے تئیں اُن لوگوں کے قبضہ میں دیدوں جن کو میں نے زیر کیا ہے اور ہنوز میرا پھریرا۔ دریائے وسیچولا اور اوڈر کے کناروں پر اڑ رہا ہے اور میری فتحمند افواج برلن اور برلیس لا کے پھاٹکوں پر موجود ہیں اور تین لاکھ سپاہ میرے

---

[۱] پرے نیز کوہستان کا سلسلہ ہے جو فرانس اور اسپین کے درمیان حد فاصل ہے۔ ۱۲ مترجم۔

زیر کمان موجود ہے۔ اور باوجود اس کے آسٹریا نے ہاتھ ہلائے۔ بے تلوار ۴۲
نکالے مجھ سے ایسی شرائط منظور کرانا چاہتا ہے۔ اور آسٹریا کا شاہنشاہ میرا
خسر ہو کر ایسی تجویز پیش کرتا ہے اور تم کو ایسی سفارت پر متعین کیا ہے۔ فرانسیسی جمہور
کے سامنے میری کیا وقعت رہ جائیگی۔ کیا آسٹریا کے شاہنشاہ کو یہ یقین ہے
کہ اس کے ذلیل داماد اور نواسہ کے لئے پامال فرانس کا تخت کوئی جائے پناہ
ہو سکتی ہے۔ اُف۔ مے ٹرنک۔ بھلا مجھے بتاؤ تو سہی کہ مجھ سے جنگ کرنے کو
انگلستان نے تمھیں کس قدر رقم دی ہے"

اب نپولین کی پریشانی سوہانِ روح کے درجہ کو پہونچ گئی تھی۔ جتھہ کے
پاس زبردست کمک آ پہونچی تھی اور اگر نپولین شرائط کو نامنظور کرتا تھا تو
آسٹریا کا بادشاہ جتھہ کا شریک ہوا جاتا تھا۔ اور پیچھے سے حملہ کرنے کو آمادہ
تھا۔ آخر یہاں تک ہوا کہ ٹیلرانڈ۔ کمبے سریز اور فوسے نے بھی نپولین کو یہی مشورہ
دیا کہ شرائط کو منظور کرلے اگرچہ ان شرائط سے نپولین کی ذلت اور فرانس
کے مقاصد کا خون ہوتا تھا۔

اس نازک وقت کا سینٹ ہلینا میں تذکرہ کرتے ہوئے نپولین نے کہا۔
جب میں دیکھتا تھا کہ صرف میں ایک شخص تھا جو خطرہ کا اندازہ کرسکتا تھا تو مجھے
کمال قدر پریشانی ہوتی تھی۔ اس کے سوا جتھہ نے ایسا زور پکڑا تھا کہ ہم کو اپنے
معدوم ہو جانے کا خوف تھا اور اس سے مجھے سخت صدمہ تھا اور سب پر طرہ
یہ تھا کہ ہری رعایا ایسی اندھی اور کوتاہ اندیش ہوگئی تھی کہ دشمنوں کی شریک
ہوتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ دشمن تو مجھے برباد کرنے میں کوشاں تھے۔ اور میری
رعایا۔ حتیٰ کہ وزراتک یہ اصرار کرتے تھے کہ اُسی دشمن کے حوالہ میں اپنے تئیں
کردوں۔ میں دیکھتا تھا کہ فرانس اور اُس کی قسمت اور اُس کے اصول

مجھی پر منحصر ہو گئے تھے۔ چنانچہ وہ حالات جن کے جال میں ہمارا ملک پھنس گیا تھا قطعی انوکھے اور نئے تھے۔ اُن کی نظیر تلاش کرنا بے کار ہے۔ اور اُس عمارت کا استحکام جس کی کلید میں تھا میری ہر ایک لڑائی پر منحصر ہو گیا تھا۔ اگر مرنگو میں مجھے شکست ہو گئی ہوتی تو وہی حادثات پیش آئے ہوتے جو فرانس کو ۱۸۱۴ء اور ۱۸۱۵ء میں پیش آئے اور فرانس کو وہ عظمت و شوکت بھی میسر نہ آئی ہوتی جو اُن کو میری کوشش سے نصیب ہوئی۔ اور جو لازوال ہے۔ اور آسٹرلز۔ جینا۔ ایلیا۔ اور ویگریم کی لڑائیوں کو اسی طرح تصور کرنا چاہئے۔ عوام نے مجھ پر جاہ طلبی کا الزام لگایا اور ان لڑائیوں کا بانی کہا۔ لیکن واقعی بات یہ ہے کہ ان لڑائیوں کا باعث میں نہیں ہوا۔ کچھ معاملات ہی ایسے پیش آ گئے کہ یہ لڑائیاں ناگزیر ہو گئیں یہ لڑائیاں تو اُس جھگڑے کی وجہ سے واقع ہوئیں جو گذر گیا تھا اور آیندہ پیش آنے والا تھا اور دشمن کو ہم نے صرف اس خوف سے مغلوب کیا کہ وہ ہم کو مغلوب کئے ڈالتا تھا“

یہ بات کہ نپولین ول سے صلح کا خواہاں تھا ذیل کی عبارت سے ثابت ہو جائیگی جس میں وہ شرائط صلح کو قبول کرتا ہے :-

”وارسا کی ڈچی توڑ دی جائے اور اُس کے صوبجات روس۔ پروشیا اور آسٹریا باہم تقسیم کر لیں۔ ہالنی کے شہر میں حوالہ کرتا ہوں۔ پروشیا کی سلطنت پھر سے ترتیب دے لی جائے جو دریائے ایلب پر اپنی سرحد قایم کرنا چاہتا ہے۔ صوبہ الیریا اور ٹریسٹ کا بندرگاہ آسٹریا کو دیا جائے۔ ہالینڈ اور اسپین بھی چھوڑے جاتے ہیں اور جرمن اور سوئزرلینڈ بھی خود مختار ہو جائیں“

یہ سب اُسی قدر تھا جتنا جتھہ نے پہلے مانگا تھا۔ اگرچہ جتھہ بہت قوی تھا لیکن نپولین کا رعب اب بھی اُس پر غالب تھا اور قریب تھا کہ ان شرائط پر دستخط ہو جائیں۔

لیکن اتنے ہی میں وِٹوریا کی مہلک جنگ کے نتیجہ کی خبر آئی جس نے اسپین میں فرانسیسی اقتدار کا خاتمہ کر دیا۔ اس شکست کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ نپولین نے اسپین سے اتنی فوجیں جرمنی میں طلب کر لی تھیں کہ فرانسیسی فوج اسپین میں کمزور ہو گئی تھی۔ چنانچہ وٹوریا کی فتح کی خوشی سے پھولا ہوا ڈیوک آف ولنگٹن ایک لاکھ فوج کے ہمراہ فرانس کی غیر محفوظ وادیوں میں سیلاب کی طرح بڑھنے کو تیار تھا۔ اس نوید روح افزا کو سنکر جتھہ کی مسرت کا کیا پوچھنا تھا۔ خط و کتابت بند کر کے بس نپولین سے پھر لڑائی چھیڑ دی۔ بوناپارٹ کی مخالفت کی صدائیں بلند ہونے لگیں اور جنگ کے واسطے افواج جمع ہوئیں۔

وٹوریا کی فتح کے متعلق ایلی سن صاحب لکھتے ہیں "اس فتح کا بہت بڑا اور قطعی اثر ہوا جو پراگ کی کانفرنس پر جہاں نپولین سے صلح ہو رہی تھی پڑا"

فین صاحب لکھتے ہیں۔ بوہیمیا میں پہونچتے ہی میٹرنک نے وٹوریا کی فتح کے مفصل حالات خود انگریزوں کی زبان سے سُنے۔ اور ہم کو جلد معلوم ہو جاتا ہے کہ صلح کے مقدمہ پر اس کا کیسا مہلک اثر پڑا"

لارڈ لنڈن ڈیلی لکھتے ہیں "لارڈ ولنگٹن کی فتح کا اثر بڑا اور عالم گیر تھا۔ اور میری رائے میں اسی کی وجہ سے فرانس کے ساتھ پھر جنگ چھیڑ دی گئی"

نپولین نے ڈیوک آف گیٹا سے کہا "میں جانتا ہوں کہ مجھے یہ الزام دیکر ملامت کی جائیگی کہ میں جنگ کا دلدادہ ہوں۔ اور اپنی حبِ جاہ سے میں نے

لہ اسپین میں ایک جمہوری فریق ڈیوک آف ولنگٹن کے سخت خلاف تھا۔ چنانچہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۸۱۳ء کو ڈیوک آف ولنگٹن نے انگلستان کے وزرا کو لکھا کہ "یہ بات صاف ہے کہ اگر ہم قادسیہ کے جمہور کا استیصال نہ کرینگے تو ہمارا مدعا فوت ہو جائیگا اور یہ بات کیونکر میسر آئیگی کہ ہم ان جمہور کو مغلوب کریں خدا کے علم میں ہے"

یہ لڑائیاں لڑیں۔ لیکن باوجود اس کے یہ الزام تو نہ لگایا جائیگا کہ میں خطرات جنگ سے خائف ہوگیا۔ یا میدان جنگ کو چھوڑ بھاگا۔ خیر اسیقدر غنیمت ہو۔ اور حقیقت بھی یوں ہے کہ جیتے جی اپنے ساتھ انصاف کی توقع بھی کون کرسکتا ہے۔

"لیکن جب دنیا سے اُٹھ جاؤنگا تو یہ بات مان لینا پڑیگی کہ جس حالت میں مَیں تھا۔ یعنی زبردست جتھہ جن کی پشتی پر انگلستان ہمیشہ موجود رہا مجھ کو ہمیشہ ستاتے رہے۔ جنگ سے بچنا ناممکن تھا۔ اور میں دو پہلوؤں میں سے صرف ایک ہی پہلو اختیار کرسکتا تھا۔ یعنی یا تو آتنا انتظار کرتا کہ یورش کرنے والے فرانس کی سرحد کو عبور کرکے فرانس میں داخل ہوجاتے جب مدافعت کرتا۔ یا خود اُن کی سرحد میں پہنچکر اُن کو باز رکھتا۔ چنانچہ فرانس کو تاخت و تاراج اور کسیقدر مصارف سے بچانے کو میں نے پچھلا پہلو اختیار کیا۔ اگر میرے معاصرین اب بھی مجھے الزام دیں تو اس کا کوئی علاج نہیں۔ آنے والی نسلیں میرے ساتھ ضرور انصاف کرینگی۔ اور کم سے کم یہ تسلیم کرلیا جائے گا کہ دشمنوں کی یورشیں روکے گئیں جن کا اشتعال میری طرف سے نہ دلایا گیا تھا میں نے وہی کیا جو تقاضائے قدرت تھا اور مجنونانہ جاہ طلبی کو اس سے کوئی واسطہ نہ تھا۔

"اسپین کی جنگ سے انگلستان کے برانگیختہ کئے ہوئے جتھوں کا براہ راست کم تعلق تھا اور اس جنگ کے متعلق مجھ پر طعن ہوگی لیکن یہ طعنہ دینے والے بھی وہی لوگ ہونگے جو فرانس اور اسپین کے باہمی حالات سے ناواقف ہونگے جس زمانہ میں مَیں جرمنی کے درمیان تھا تو اسپین کے بادشاہ نے ایسی ایسی کارروائیاں کی تھیں کہ فرانس کو اس پر قطعی اعتماد نہ رہا تھا۔ اب چاہے کوئی کچھ کہے لیکن اُس وقت جتنے شخص میرے گرد موجود تھے سبھوں کی یہی رائے تھی کہ اسپین کی حالت ہرگز قابل اعتماد نہیں ہے۔ چنانچہ حالات نے مجھے اسپین ۴۲۹

کی طرف توجہ کرنے پر مجبور کر دیا۔ اور یہ واقعہ بدنصیبی کا واقعہ تھا۔ جس سے دشواریاں بڑھ گئیں اور شرمناک اور مہلک بے لن کی اطاعت نے اس کو اور دشوار کر دیا۔ تاہم بہت ضروری بات تھی کہ اسپین اور پرتگال کو انگلستان کے کاش سے علیحدہ کیا جاتا۔ ورنہ جب فرانس سے فاصلہ پر کہیں جانا پڑتا میری غیر حاضری میں فرانس کا خاتمہ کیا جا سکتا تھا۔ میں ہمیشہ یہی امید کیا کرتا تھا کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ صلح عام ہو جائیگی اور پھر امن چین کے زمانہ میں میں ثابت کر دونگا کہ میری تمامی کوششیں صرف اسی مدعا پر مبنی تھیں کہ فرانس کو خوش حال کروں۔"

اب آسٹریا کی حالت دیکھ کر مجھ کو پوری امید ہو گئی تھی کہ نپولین کے مقابلہ میں بڑی کامیابی سے جنگ ہو سکتی تھی۔ اسکندر کے پاس پچاس ہزار سپاہ کی کمک آ چکی تھی۔ اور برناڈوٹ کی زیر کمان سوئیڈن کی افواج میدان جنگ میں پہونچ چکی تھیں کہ اپنے حربی حریف نپولین اور اپنے وطن فرانس کے خلاف جنگ کی جائے۔ حتی کہ جنرل مورو جسے نپولین نے بڑی فیاضی سے معاف کیا تھا امریکہ سے جلدی کر کے آ گیا تاکہ فرانس کی آزادی کے خلاف جہاد میں شریک ہو اور مینی ڈوکٹ ارنلڈ کی تقلید کر کے فرانس کی فوج کا ایک جنرل جس کا نام جومنی تھا اس ہنگام خطر میں دشمن سے جا ملا اور نپولین کے کیمپ کی مخفی خبریں غنیم کو جا سنائیں۔

اب کیا تھا۔ اُن شرائط کو جو نپولین نے پیش کی تھیں صاف نامنظور کر دیا گیا۔ اور ۱۰ اگست ۱۸۱۳ء کی شب میں بوہیمیا اور سیلے شیا کی سرحد میں ہوائیاں آسمان کی طرف چلنے لگیں اور معلوم ہو گیا کہ جنگ کا عزم واثق ہو گیا۔ دوسرے روز آسٹریا نے بھی اعلان جنگ کر دیا۔ نپولین کو تو پہلے ہی سے یہ امید تھی۔ اور جب اُس نے اعلان

کی خبر سنی تو بڑے استقلال اور جوانمردی سے کہا۔

"دشمن کے ہنگام شلہائی میں لڑکر مرجانا اُس ذلت سے ہزار دفعہ بہتر ہے کہ ہم اُس ذلت کو جو ہماری چاہی گئی ہو قبول وتسلیم کرلیں۔ اگر ثابت قدم رہ کر شکست بھی ہو جاوے تو بھی ہماری وہ عزت کہیں نہیں گئی ہے جو مصیبت کے زمانہ سے متعلق ہوا کرتی ہو۔ پس میں بھی جنگ کو ترجیح دیتا ہوں۔ اگر مجھ کو شکست بھی ہوجائیگی تو بھی دشمنوں کے اصلی اور سچے مقاصد ہماری قسمت سے ایسے وابستہ ہیں کہ دشمن بہت زیادہ فائدہ نہ اٹھا سکینگے اور اگر مجھ کو فتح ہوگئی تو میں سب کچھ بچا لونگا۔ مجھے اب بھی موقعے ہیں اور میری بلا مایوس ہونے لگی"۔

سب سے پہلے ان مصیبت خیز واقعات کی اطلاع کالن کورٹ نے نپولین کو دی تھی اور وہ ملاقات کا حال ذیل میں لکھتا ہو۔

نپولین۔ کیا آسٹریا نے سرکاری طور پر میرے خلاف جنگ کا اعلان کیا ہے؟

کالن کورٹ۔ جہاں پناہ مجھے یقین ہے کہ آسٹریا۔ روس۔ اور پروشیا کا شریک ہو جائیگا۔

نپولین (تیزی سے) لیکن۔ کالن کورٹ۔ یہ تمھاری ذاتی راے ہے۔ اسلیئے یہ واقعہ نہیں ہوسکتا۔

کالن کورٹ۔ جہاں پناہ۔ یہ واقعہ ہے۔ ایسے اہم معاملات میں کہیں قیاسات پر راے قایم کی جاتی ہو۔

نپولین۔ قیاسات پر نہیں۔ تو بھلا کاہے پر راے قایم کی ہو؟

کالن کورٹ۔ صلح کی شکست سے دو دن پہلے بلوشر ایک لاکھ سپاہ کے ساتھ سیلے شیا میں گیا ہے اور برلیس لا پر قابض ہوگیا ہے۔

نپولین۔ یہ تو واقعی سنگین بات ہے۔ کالن کورٹ تم کو خوب یقین ہے؟
کالن کورٹ۔ جہاں پناہ۔ پیرکیپ چھوڑنے سے ایک دن قبل میٹرنک سے اس معاملہ میں میری بڑی بحث ہوئی تھی۔ اور نیز اسی دن جبکہ برلین لاپر دشمن نے قبضہ کیا۔ جنرل لے۔ کے اسٹاف سے غداری کرکے جنرل جومنی علمدہ ہو گیا۔ اور اسکندر سے جا ملا ہے۔

نپولین۔ (نہایت تعجب سے)۔ ایں!۔ جنرل جومنی نے غداری کی۔ اس کمبخت پر تو میرے بڑے بڑے احسان ہیں۔ صبح تو جنگ ہونے والی ہے اور جومنی غدار ہوگیا۔ اور۔ پھر اسی کے ساتھ میرے کیمپ کی سب خبریں بھی لے گیا۔ مجھے تو یقین نہیں۔

نپولین کے چہرہ پر غصہ کی تصویر کھنچ گئی تھی اور ایسی بے چینی کے آثار ہویدا ہو گئے تھے کہ وہ مخفی نہ کرسکا۔ اور مجھ میں آیندہ کچھ بولنے کی ہمت نہ رہی۔ پھر میری طرف ہاتھ بڑھا کر شاہنشاہ نے پوچھا: "بس یہیں تک۔ یا کچھ اور بھی

کالن کورٹ۔ برائے خدا۔ جلدی بیان کرو۔ میں سب سننا چاہتا ہوں"
کالن کورٹ۔ جہاں پناہ۔ ہمارے خلاف جتھہ نے بڑا زور پکڑا ہے۔ یعنی سوئڈن بھی ہمارے خلاف ہوگیا اور دشمنوں کا شریک ہے۔

نپولین (کالن کورٹ کو جلدی سے روک کر)۔ ایں۔ یہ برناڈوٹ!۔ برناڈوٹ کو فرانس کے خلاف آنکھ اٹھانے کی کب سے جرأت ہوئی۔ یہ تو سچ مچ گدھے کی لات ہے۔

کالن کورٹ۔ جہاں پناہ۔ برناڈوٹ نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا ہے کہ تنہا اپنے ملک فرانس کے خلاف جنگ کرے بلکہ ہمارے رفقا میں سے جو مخالفت پر آمادہ ہوتا ہے اُس کے لئے برناڈوٹ نئی فوجیں بھی بھرتی کرتا ہے

اور نئے نئے مددگار فراہم کرتا ہے۔ گویا وہ تنہا اپنے ملک والوں کی لعنت برداشت نہیں کر سکتا۔

نپولین اس سے تمھاری کیا مراد ہے؟

کالن کورٹ۔ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ مورو بھی امریکہ سے بلایا گیا ہے اور جتھہ کے لشکر میں وہ موجود ہے۔

نپولین (تعجب سے) مورو! اپنی جتھہ میں آکر شریک ہو گیا۔ یہ ناممکن ہے۔ کالن کورٹ۔ یہ بات تو کسی طرح قرین قیاس نہیں۔ ممکن ہے کہ کسی نمایشی بہانہ سے برنادوٹ اپنی ملعون غداری کو رنگ دے لیکن مورو ایسا شخص نہیں ہے کہ اپنے ملک کے خلاف جنگ کرے۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ مورو ضعیف ہے۔ اُس میں اب عزم وہمت نہیں اور وہ تو بڑا جاہ طلب ہے۔ اُس میں اور جومنی میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ جومنی تو مرتد ہے۔ اور نمک حرام ہے

کالن کورٹ۔ یہ خبر قابل اعتبار نہیں ہے۔ تم نے یہ خبر کس ذریعہ سے سنی؟

اس زمانہ میں جتھہ کے بادشاہوں سے جو خط وکتابت ہوئی تھی اُس میں کالن کورٹ بھی شریک تھا اور وہ لکھتا ہے:-

"آسٹریا کے متعلق مجھے خفیف امید تھی۔ لیکن روس اور پروشیا کی طرف سے تو مجھے کسی قسم کی توقع نہ تھی کہ صلح پر آمادہ ہونگے۔ ظاہر میں نپولین سے میں ہرگز نہ کہہ سکا کہ جہاں پناہ کس خیال محال میں ہیں اور یہ طوفان جہاں پناہ کی کوشش سے رفع نہو گا۔ میں خوب جانتا تھا کہ یہ طوفان ہمارے سروں پر ٹوٹے گا۔ اور ایسا یقین مجھے اُس وقت تھا جبکہ شاہنشاہ صلح کے متعلق بولتا جاتا تھا اور میں بیٹھا لکھ رہا تھا لیکن سخت مجبور تھا اُس کے حکم کے خلاف کیسے کرتا اور اپنی رائے کیسے ظاہر کرتا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاہنشاہ بڑا نیک نیت تھا اور مناسب شرائط کے ساتھ

۴۳۰ صلح کرنے پر آمادہ تھا۔ لیکن ہماری تمامی رعایتیں اور کوششیں بے سود تھیں کیونکہ انگلستان نے عداوت پر کمر باندھی تھی۔ انگلستان ہمارا جانی تھا۔ ہمارے خلاف پانچ فرمانرواؤں کا اتحاد ہوا تھا۔ اور بیس لاکھ اعدا کی فوج نے اپنی ہزیمتوں اور ہماری فتوحات کو ناجائز ٹھہرا دیا۔ اور فرانس کے سعادت مند جمہور نے میدان جنگ میں بے فائدہ عدیم المثال شجاعت کے اظہار کئے اور اپنے خون سے زمین کو بے سود لالہ زار بنایا۔ دم بدم فرانس کی طاقت میں ضعف آتا گیا اور اُس کی تو قسمت ہی میں یہ لکھا ہوا تھا کہ ایک وقت میں جلد یا بہ دیر لاتعداد دشمنوں کے سامنے اُس کو مغلوب ہونا پڑ گیا۔

"جب لٹ زن میں ہم کو فتح ہوئی تو شاہنشاہ کی طرف سے میں نے روس اور پروشیا کو صلح کا پیغام دیا۔ لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ اس کے چند ہی روز بعد ہم کو باٹ زن میں پھر فتح ہوئی۔ لیکن فرانس کے بڑے بڑے سردار کام آئے۔ یعنی بریار کرنے بز۔ اور ڈیوراک جیسے رستم مارے گئے۔ شاہنشاہ نے مجھ کو مطلع کیا کہ آسٹریا کے سفیر مسٹر بڈنا سے کچھ کام نہ نکلا۔ اور اُس نے مجھ سے کہا۔ "کالن کورٹ دیکھو۔ ان لوگوں میں پیدایشی بادشاہ ہیں رشتہ اور لگانگت کا کچھ خیال نہیں ہے۔ اور آسٹریا کا بادشاہ اپنی بیٹی اور نواسہ کی خاطر سرمو اُس راستہ سے تجاوز نہیں کرسکتا جو اُس کے وزرا نے اُس کے لئے قایم کردیا ہے اور ان لوگوں کی رگوں میں خون کی جگہ ظالمانہ حکمت عملی کا لہو بہ رہا ہے۔ آسٹریا کا شاہنشاہ میرا شریک ہوکر سب کچھ بچا سکتا ہے۔ فرانس سے اتحاد کرکے آسٹریا بہت قوی ہوسکتا ہے۔ پھر روس اور پروشیا میدان میں ٹھہر نہیں سکتے۔ لیکن آسٹریا پر ایک جاہ طلب نمک حرام کی فرماں روائی ہے۔ اور وہ میٹرنک ہے۔ اور اس کو برباد کرنے سے پہلے ذرا اُس کی ناز برداری کرنا لازم ہے۔"

کالن کورٹ لکھتا ہے: "کہ مجھے معلوم نہ ہوتا تھا کہ اس مہم کی محنتوں کو شاہنشاہ کس طرح برداشت کرسکتا ہے۔ یعنی دن میں تو جنگ اور مارا مار دھاوے ہوتے تھے اور تمام شاہنشاہ گھوڑے سے نیچے نہ اترتا تھا اور رات میں تمام رات لکھنے میں مصروف رہتا تھا۔ باٹ زن کی جنگ ۴۸ گھنٹے رہی تھی اور اس دوران میں شاہنشاہ نے ذرا بھی آرام نہ کیا۔ دوسرے دن جب بالکل ہی پست ہوگیا تو گھوڑے سے اترا اور ایک نالہ کے ڈھالو کنارہ پر لیٹ گیا۔ مارشل مارمونٹ کے توپ خانے گردا گرد لگے ہوئے تھے اور توپیں گرج رہی تھیں۔ ایک گھنٹہ کے بعد میں نے اس کو جگا کر مژدہ دیا کہ جنگ فتح ہوگئی اور یہ سنکر اس نے کہا "سچ کہا ہے کہ خواب کی حالت میں ہم کو بھلائی ملتی ہے" اور پھر اٹھ کر گھوڑے پر سوار ہوگیا کیونکہ اگرچہ ہماری فتح ہوگئی تھی لیکن اب بھی کہیں کہیں خفیف جنگ باقی تھی اور پانچ بجے تمام سب باتوں کا خاتمہ ہوا تھا"

باب پنجاہ و ششم

حالات ماضی پر ایک نظر

صفحہ ۴۲۰

ایلی سن صاحب کی شہادت۔ انقلاب فرانس کے بعد جو لڑائیاں ہوئیں نپولین اُن کا جواب دہ اور ذمہ دار نہیں ہے۔ فرانسیسی جمہوری حکومت کی حالت۔ کانسل کا تخت۔ شاہنشاہ کا تخت۔ سر والٹر اسکاٹ کی ملکی رائے۔ نپولین ظالم نہ تھا۔ رعایا سے محبت کا ثبوت۔ سر والٹر اسکاٹ کا اقرار۔ ایبی ڈی پریڈٹ کی شہادت۔ انتخاب میں ایمانداری۔ اب یورپ کی کیا حالت ہے۔

نپولین کی آخری غم ناک کوششوں کا حال لکھنے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حالات ماضی پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے اور ناظرین کے سامنے تھوڑا سا نمونہ اُن تعریفوں اور مدحت طرازیوں کا پیش کر دیا جائے جو نپولین کے حیرت انگیز عادات و صفات نے اُس کے حاسد سے حاسد اور مخالف سے مخالف مورخوں کی قلم سے اُن کو مجبور کر کے لکھوا دی ہیں۔ لیکن یہاں پر اُن برائیوں کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے جو نپولین سے منسوب کی گئی ہیں۔ کیونکہ ان کے طوفان سے دنیا بھری پڑی ہے۔ ایلی سن صاحب لکھتے ہیں "اعلیٰ سے اعلیٰ قابلیت اور ارفع سے ارفع وقات

جس کثرت سے قسامِ ازل نے نپولین کو بخشی تھی ویسی کسی البشر کو عنایت نہ کی یہ قابلیت اور ذکاوت ایسی تھی کہ بھلائی یا برائی کے بڑے سے بڑے مقاصد پورے کر سکتی تھی۔ ذہن لطیف اور خیال سریع کے ساتھ اُس کو خدا نے نہایت ہی صائب راے عطا کی تھی جو اُلٹی کے سرگرم جذبات اور شاعرانہ آب و تاب کی آتش جوش سے مشتعل تھی اور پھر اسی کے ساتھ اعلیٰ ترین عقل اور قوائے متخیلہ سے اس راے کی رہنمائی ہو رہی تھی۔ نپولین عادم مکمل کا متعلم اور عالی حوصلہ الفت کا محرک تھا۔ وہ جوہر فصاحت۔ تابش شاعری اور قوتِ خیال سکے جلوہ کے رنگ میں گہرا رنگا ہوا تھا اور وسیع مشاہدہ اور زیرک عقل کی ہدایت کا ان سب کو محکوم اور فرماں بردار رکھنا جانتا تھا۔

"نپولین صرف اپنی فتوحات ہی کی وجہ سے مشہور نہ تھا۔ بلکہ وہ اسلئے بھی مشہور تھا کہ معاملات دیوانی میں اُس نے بڑے بڑے مفید کام سرانجام کیے۔ وہ بڑا سپہ‌سالار اسلیے تھا کہ وہ بڑا با اختیار آدمی تھا۔ نہایت ہی زبردست قابلیت اور قوتِ توجہ جس سے اُس نے اپنی حربی مہمات کی رہنمائی کی اور جس سے بڑے بڑے نتیجے نکلے اُس کی لیاقت کا ادنیٰ کرشمہ تھا جو پروردگار نے اُس کی ذات میں ودیعت کی تھی۔ دوسرے معاملات میں بھی یہ لیاقت کچھ کم نمودار ہوئی۔ چاہے یہ معاملات سلطنت رانی سے متعلق ہوں یا ذہنی خیالات سے تعلق رکھتے ہوں۔ یہ کہنا دشوار ہے کہ آیا نپولین حربی مہمات کے جوڑ توڑ اور اُن کی تجاویز قایم کرنے میں زیادہ لائق تھا۔ یا عین ہنگام جنگ میں خاص موقعہ سے دشمنوں پر حملہ کرنے میں زیادہ مشاق تھا۔ یا اس بات میں اُس کو سب سے زیادہ مہارت تھی کہ اپنی محفوظہ فوج کو کس وقت کام میں لاے۔ اور وہ لوگ جو نپولین کی نہایت وسیع باخبری اور نہایت صحیح تجویز سے جو مجالس مشورہ میں اُس سے ظاہر ہوتی تھیں حیرت میں ہیں اور اُن عام ترقیات سے جو سلطنت کے ہر صیغہ میں نپولین کی وجہ سے ہوئیں متحیر ہیں اُس کے قواے

دماغی کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے جب تک کہ اُس کے اُن روشن اور گہرے خیالات سے
آگاہ نہ ہوں جو سینٹ ہیلینا سے اپنی اسیری کے دوران میں اُس نے معاملات
ملکی کی فلسفہ پر کئے ہیں اور کسی دوسرے موقع پر اس صداقت کا زیادہ صاف ثبوت
نہ ہوا ہوگا (اور جس نے غالباً یہ مشاہدہ کرنے والے پر ضرور اثر ڈالا ہوگا جس کو اپنی
علمی طور پر واقفیت ہے) کہ اعلیٰ قابلیت میں یہ صلاحیت ضرور ہے کہ ہر موقع
اور محل پر کام میں لگائی جا سکتی ہے۔ اور یہ بات محض اتفاق زمانہ یا کارساز حقیقی کی ۴۴۱
رہنمائی سے طے پائی ہے کہ ایسی بڑی اور اعلیٰ قابلیت کا شخص ایک ہومر ہوگا۔
یا ایک بیکن ہوگا۔ یا ایک نپولین ہوگا۔

"نپولین کے کارناموں کی تصویر کھینچنے کو تھیوسی ڈائڈس کی سی بصارت درکار
ہے جس سے ٹیسی ٹس جیسے عدیم المثال مورخ کی رہنمائی ہوئے اور زمانہ حال کے
محاورہ کو دیکھتے ہوئے تھیوسی ڈائڈس اور ٹیسی ٹس بھی اس کام کے لئے موزوں
نہ تھے۔ نپولین اپنے حربی کارناموں کے لحاظ سے سکندر اعظم کا ہمسر تھا۔ قانونی
واقفیت میں وہ جسٹی نین سے فائق تھا۔ معاملات ملکی کے اعتبار سے شعور میں بعض
موقعوں پر صرف بیکن سے درجہ دویم پر تھا۔ اور نہ ختم ہونے والی تدابیر میں ہینی بال
تھا۔ ماندگی میں مستقل۔ مصائب میں صابر۔ محنتی ایسا کہ کبھی نہ تھکنے والا۔ یہ نپولین
ایسا نپولین تھا کہ دشواریوں کی حالت میں کبھی نہ رکا۔ کسی خطرہ سے نہ خائف ہوا۔
موانع اس کی راہ کو بند نہ کر سکے۔ اُس کا مزاج فولاد کا بنا تھا۔ اُس کی ہمت ایسی

۵۶ تھیوسی ڈائڈس۔ مشہور یونانی مورخ تھا۔ ولادت ۴۷۱ قبل مسیح۔ وفات غیر یقینی تاریخ یعنی صحیح
نہیں معلوم۔ مترجم

۵۷ روم کا نہایت ہی فصیح و بلیغ مورخ تھا۔ ولادت ۵۴ء۔ وفات سنہ ۱۲۰ء میں خیال
کی جاتی ہے۔ مترجم

بلند تھی کہ جسمانی تکلیف کو سبقت نہ سمجھا۔ اور اسی ہمت کی بدولت اُس نے مصر کی دھوپ اور ر... ں کی برف ... ی سختیوں کو یکساں برداشت کیا۔ پہلے سے ایسی تیاریاں کرنا کہ ... ۔ پرخوف اور پُرہول وقتوں میں اُس کے استقلال میں کبھی فرق ... تو اس ہمیشہ درست رہے۔ متواتر چھ پہر گھوڑے سے نیچے نہ اُترنا ... کو تمام تمام رات لکھواتا رہتا۔ دوران جنگ میں جبکہ دشمن کی طر... برستا ہوتا وہ دو چار منٹ کو سو جاتا۔ لیکن علاوہ دوران ... ن و امان کا زمانہ نصیب ہوا تب بھی نپولین نے آرام نہ کیا۔ یہ شا... ن کا شاہ نپولین جب شاہنشاہی کر و فر کی حالت میں ہوتا تب بھی ممالک غیر ... سلات کا تار بندھا رہتا اور ایسی ایسی تدابیر و تجاویز کی فکر میں غرق رہتا کہ دنیا کی فلاح اور فرانس کی بہبودی ہو۔

"نپولین کی کامیابیوں کا راز سربستہ یہ تھا کہ اُس نے عامی جمہور اور فوج کے ادنیٰ ادنیٰ سپاہیوں میں سے بڑی محنت کے ساتھ ارباب لیاقت و جوہر کو منتخب کیا اور اسی کے ساتھ اپنی سپاہ کو بازی گاہ کارزار میں اپنی فتوحات کے طلسماتی تماشے دکھا کر آتش جوش سے بھر دیا۔ یا دلوں کو ہلا دینے والے چھوٹے چھوٹے اعلانوں اور اپیلوں سے کام لیا۔ اور اگر جوہر فصاحت کے یہی معنی ہیں کہ مناسب لفظیں مناسب موقعوں پر استعمال کی جاویں۔ تو دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ اس فن میں کوئی بشر نپولین پر سبقت نہیں لے گیا۔

"شاہنشاہ نپولین کی اَن تھک مصروفیت اور جسمانی و دماغی محنت کو بیان کرنا زبان قلم کی طاقت سے باہر ہے۔ چنانچہ اُس نے اپنے مشیروں اور وزیروں کو بھی ایسا جفاکش۔ محنت کا عادی اور دقیقہ سنج بنا دیا تھا کہ دنیا کو حیرت ہو گئی۔ اس طرح نپولین کے مقربین بھی ہمیشہ اُس کی جودت۔ تجویز۔ اور وفور خیالات پر

اظہار حیرت کرتے رہے۔ نپولین جب کام میں مصروف ہوا اُس کا یہی حال دیکھا گیا مشہور۔ ڈی وٹس[1] کی پند کو جیسا نپولین نے سمجھا اور جیسا اُس پر عمل کیا کسی دوسرے شخص نے ایسا نہ کیا اور تمام افراد نے جن کو دنیا میں مصروف زندگی بسر کرنا پڑی ہے اس پند کے حق بہ جانب ہونے کو تسلیم کر لیا ہے اور وہ پند یہ ہے کہ "کام کو انجام دینے کا بڑا راز یہ ہے کہ کام کو ترتیب کے ساتھ اختیار کرنا اور ایک چیز کو ایک وقت میں کرنا چاہئے"۔ حربی مہمات میں اپنی محنت کی کوئی حد نپولین نے متعین نہ کی۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ مراسلات کو پڑھنے کے بعد اپنے میر منشیوں کے ایک گروہ کو تمام دن احکام لکھوانے کے بعد رات میں دوسرے گروہ کو لے بیٹھا ہے اور کام شروع کر دیا ہے۔ اور آرام چوکی پر ذرا دم لینے کے بعد تمام رات میر منشیوں کو لکھواتا رہا ہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی ہے۔ اُس کے خیالات کی آمد اور تصورات کا جوش و خروش۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تھکن کو محسوس نہ ہونے دیتا تھا۔ لیکن دوسرے لوگ جن کو آئندہ پیش آنے والے واقعات تک اپنی کوتاہ نظری سے رسائی نہ ہوتی تھک کر نیم جان ہو جاتے تھے۔

" اگرچہ دوران حرب اور مہمات کے سرانجام کے ہنگام میں نپولین کو بڑی مصروفیت ہوتی تھی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ امن چین کے دنوں میں بھی مصروفیت کا یہی حال تھا۔ یعنی اس زمانہ میں معاملات سیاسی اور اُن کی خط و کتابت کی بھول بھلیاں میں شاہنشاہ سرگرداں رہتا یا اپنے وزرا سے مباحثے کرتا جو ہر روز سہ پہر کو ہوتے رہتے تھے۔ تڑکے سے اُٹھ کر ناشتے کے وقت تک اپنے میر منشی کے ساتھ کمرے میں کام کرتا رہتا اور پھر ناشتہ کرنے میں آدھ گھنٹہ سے زیادہ کبھی نہ لگتا۔ اس کے بعد فوج کی قواعد دیکھتا۔ سفیر اُس کے حضور میں حاضر ہوتے

[1] ڈی وٹس۔ ملک ہالینڈ کا نامور مدبر۔ ولادت ۱۶۲۵ء۔ اور ۱۶۷۲ء میں قتل ہوا۔ مترجم

اور تین بجے تک دوسرے سرکاری کام ہوتے رہتے اور پھر یا تو شاہی کونسل کو جانا
یا گھوڑے پر سوار ہو کر باہر کی ہوا کھاتا۔ اور چھ بجے شام کو کھانا تناول کرتا۔ اس
کھانے میں ٹھیک چالیس منٹ صرف ہوتے اور اگر زیادہ فکر نہ ہوتی تو شاہنشاہ
خوب باتیں کرتا۔ لیکن عیش ونشاط کو اس جلسے کوئی سروکار نہ تھا۔ سوا سات بجے
کے قریب قہوہ کا دَور ہوتا اور جلسہ برخاست ہوجاتا اور گیارہ بجے تک حکام دولتی
مشہور مصوروں۔ ارباب علوم و فنون۔ ایلچیوں اور دیگر افسروں کے حلقہ میں بیٹھ کر
باتیں اور مباحثے کرتا اور اس کے بعد سونے کو جا لیٹتا۔

"ان لوگوں کے جلسے میں نپولین کو نہایت ہی مسرت ہوتی تھی اور ایسے
موقعوں پر وہ بڑی بڑی بحثیں چھیڑ دیتا جو عموماً اخلاقی یا ذہنی فلسفہ اور تاریخ سے متعلق
ہوتیں اور اُس کی ذاتی رائے اور وسیع باخبری پر سب کو حیرت ہوجاتی تھی۔
عام قاعدہ ہے کہ فرماں روا کی ذراسی ذہانت یا علم بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھا
جاتا ہے اور نپولین کے متعلق جو اُس کے معاصرین کے ذریعہ سے ہم کو اُس کی متعدد
گفتگو کی اطلاع پہونچی ہے سراسر مبالغہ معلوم ہوتی اگر سینٹ ہلینا کی تحریروں اور
پُر آب وتاب تقریروں سے جو مجالس میں سب تقریروں پر فائق ہیں اور جن کو ایام کانسلی
اور نپولین کے عہد شاہنشاہی میں بھی باڈو اور ریلیٹ نے اپنی دلچسپ کتابوں میں
قلم بند کیا ہے ہم کو کافی اور قطعی شہادت نہ ملتی۔"[ف]

ف ماخوذ از تاریخ یورپ۔ مصنفہ ایلی سن صاحب۔ جلد چہارم باب ۱۹
مگر ان واقعات کے صریح خلاف جن کو خود ہی سر آرچی بالڈ ایلی سن صاحب نے لکھا ہے یہ صاحب
نہایت ہی درشت تہدیدی الفاظ میں تاکہ گورنمنٹ برطانیہ کی گستاخی اور دست درازی کے متعلق
معذرت ہوجائے نپولین کی بابت حسب ذیل ریمارک بھی دیتے ہیں۔
"اگر ہم نپولین کو ایک ہی پہلو سے دیکھیں تو دنیا کی تاریخ میں کسی دوسرے شخص پر اُس سے

اگر کسی شے کا اخلاقی ثبوت نام ہے تو ان صفحوں میں ثابت کر دیا گیا ہے کہ فرانس

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰۹ سے زیادہ لغزین نہیں کی گئی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک واحد شخص نپولین نے صرف اپنی جاہ طلبی کی خاطر لاکھوں انسانوں کو بے وقت قبروں کی طرف روانہ کر دیا۔ اور فتوحات کے بگولہ نے یورپ کے ممالک کو تہ و بالا کر دیا اور اپنے سپاہیوں کو لوٹ اور غارت گری کی عام اجازت دے کر مدد حاصل کی اور بنی نوع انسان پر ظلم کرائے اور ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے حصولِ مدعا کی خاطر وہ کسی دشواری سے خائف نہ ہوتا تھا۔ کسی خطرہ سے نہ ڈرتا تھا۔ کسی عہد نامہ کی پروا نہ کرتا تھا۔ رحم کو پاس نہ آنے دیتا تھا۔ اور اپنے پاسِ عزت اور دنیا کے اعتماد کا کچھ لحاظ نہ کرتا تھا اور اپنی رعایا کے خون اور اپنے دشمنوں کے مال میں اسراف کرتا تھا۔ اور دوسری قوموں کی لعنت اور خود اپنی قوم کے تنزل کا خیال نہ کرتا تھا۔ فرانس میں بزورِ شمشیر حکومت کی جاتی تھی جس کی بنیاد خود غرضی پر قائم تھی۔ مذہب کو اسلئے مدد دی گئی تھی کہ حصولِ مدعا میں وہ ممد تھا۔ اور انصاف کا اسلئے نام لیا جاتا تھا کہ لوگوں میں اُس کا رواج تھا۔ جس نے آزاد اور لائق لوگوں کا استیصال کر دیا۔ اور عالی حوصلہ خیالات کا چشمہ فراموشی میں پڑکر خشک ہوگیا۔ اور انسانوں پر خود غرض اشخاص نے حکومت کی جن کو بڑے بڑے دل خوش کن صلے دیے گئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ نہایت کامل قابلیت کے ایک شخص نپولین نے لاانتہا اختیارات سے صرف اپنی ترقی کے لیے فرمانروائی کی۔ قوم کی دولت کو عام برائیوں کی ترقی کے لئے چھوڑ لیا گیا۔ اور موجودہ حظِ نفس کی خاطر آیندہ نسل کی امیدوں کا خاتمہ کر دیا گیا۔ ہمیشہ بے غرضانہ نیکیوں کا نام لیا جاتا تھا لیکن اُن پر عمل کبھی نہ کیا گیا۔ رعایا کی الفت سے استغاثہ پیش کیا جاتا تھا اور ہمیشہ اغراض ذاتی اس میں مخفی ہوتے تھے۔ ہمیشہ دوسروں کو جھوٹا کہا جاتا تھا تاہم اپنی قوم میں دروغ گوئی اس کثرت اور ایسی بے باکی سے پھیلائی جاتی تھی جیسے اپنے دشمنوں پر سیل کے گولے برسائے جاتے تھے۔"

کے انقلاب کے بعد پیش آنے والی لڑائیوں کی جواب دہی نپولین کے ذمہ نہیں ہے دوسرے لوگ چاہے جسقدر بے باکی سے قلم اٹھائیں لیکن کوئی باشعور آدمی تاریخی ثبوت کے خلاف لب کشائی نہ کریگا۔ یہ تو بہت آسان ہے کہ منہ بجائے جائیں اور کہا جائے "شیطان"، "نہ سیر ہونے والی جاہ طلبی"، "خونخوار فاتح"، "ظالم"، "غاصب" اور چنیں اور چناں۔ لیکن واقعہ تو یہ ہے کہ فرانس اپنی حفاظت اور قومی آزادی کے لئے جان توڑ کر اپنے متحدہ دشمنوں سے لڑ رہا تھا اور اس سے کوئی بشر انکار نہیں کرسکتا۔ نپولین کے مقاصد اور خواہشات ۔ دونوں کے۔ جنگ خلاف تھی۔ یورپ کے تاجدار اُس کی مخالفت میں برابر جتھے باندھتے تھے۔ اور آخر کار کثرت کے مقابلہ میں بڑی ناموری سے فرانس مغلوب ہوا اور خودسر حکومت کی بیڑیاں پھر تمام یورپ کے پیروں میں پڑگئیں۔

یورپ کے تاجداروں نے یہ تو خود تسلیم کرلیا ہے کہ فرانس کی آزاد جمہوری حکومت یورپ کی امن چین کے لئے بڑی خطرناک شئے تھی اور فرانس کے گرد کی فرماں روائیوں کو اپنی حفاظت کی غرض سے یہ بات ضروری تھی کہ اس جمہوری حکومت کو برباد کردیں۔ یورپ کے فرماں روا اچھی طرح جانتے تھے کہ نپولین جمہور کا شاہنشاہ تھا اور جمہور کے حقوق کا وہ بڑا لایق اور مستقل حامی تھا۔ ولیم پٹ کا قول تھا کہ اگرچہ نپولین بادشاہ تھا تاہم وہ خود جمہور زادہ اور جمہور کا حامی تھا اور اسی وجہ سے اُس کو زیر کرنا ضرور تھا۔ اور جب نپولین صلح کی درخواست کرتا تھا تو انگلستان کی طرف انکار ہوتا تھا اور جنگ ختم نہ کی جاتی تھی اور وجہ یہ پیش کی جاتی تھی کہ فرانس میں جمہوری حکومت کے میلان باقی ہیں اور ان سے یورپ کے بادشاہ معرض خطر میں ہیں۔ لارڈ گرین وائل کا قول تھا کہ فرانس میں وہی خیالات موجود ہیں۔ اور فرانس انھیں خیالات پر جما ہوا ہے جو انقلاب سے پہلے اُس کے درمیان

پائے جاتے تھے۔ وہ نئی نئی راہیں نکالتا تھا اور وہ اب بھی نکالتا ہے۔ وہ جمہوری تھا اور وہ جمہوری اب بھی ہے۔

چنانچہ ایسی فرانسیسی جمہوری حکومت پر جس پر ایک شاہنشاہ حکومت کر رہا تھا یورپ کے خودسر بادشاہوں نے دوہرے زور و شور سے حملہ کا قصد کر لیا اور اس حملہ کو دفع کرنے کی غرض سے فرانس نے بھی شمشیر کو برہنہ کیا۔ کرنل نیپر صاحب فرماتے ہیں اور سچ فرماتے ہیں "کہ یورپ کے تاجداروں کی ایسی زبردست مخالفانہ کوششیں تھیں کہ جمہوری فرانس کا جوش حربی سرگرمی سے بدل ہوگیا اور فرانس سے ناچاری ایسی حکمت عملی کا ظہور ہوا کہ اگرچہ بادی النظر میں یہ حکمت عملی ظلم معلوم ہوتی تھی مگر وہ سخت ضرورت کی وجہ سے اختیار کی گئی تھی"۔

خود نپولین نے لارڈ وائٹ ورتھ سے امینس کے صلحنامہ کی شکست کے متعلق شکایت کرتے ہوئے بڑی بے تکلفی اور عالی حوصلگی سے کہا تھا "آپ خوب جانتے ہیں کہ مینے جو کچھ کیا ہے اُس سے میرا منشا یہی ہے کہ امینس کے صلحنامہ کی شرائط کی تکمیل۔ اور جملہ عہدناموں کا نفاذ ہو۔ اور یوروپ میں امن قائم ہو جائے اور آپ ہی فرمائیں کہ اب وہ کونسی ریاست ہے جس کو میری طرف سے دھمکی دی جارہی ہے۔ غور کیجیئے۔ نگاہ دوڑائیے۔ بتائیے۔ ایک بھی نہیں ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں۔ اگر مصر کی کوششوں کے متعلق آپ کو خیال ہے تو میں آپ کا اطمینان کردونگا۔ مینے مصر کے متعلق بہت خیال کیا ہے اور اس سے بھی زیادہ خیال کرونگا اگر آپ نے مجھے جنگ کرتے رہنے پر مجبور کیا لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مصر کو فتح کرنے کی غرض سے میں صلح کو خطرہ میں ہرگز نہ ڈالونگا۔

"سلطنت عثمانیہ کے زوال کا خطرہ ہے۔ مگر جہاں تک میرے امکان میں ہے میں اُس کو برباد نہ ہونے دونگا۔ لیکن اگر وہ برباد ہی ہوگئی تو پھر کوئی وجہ

نہیں ہے کہ فرانس اپنا حصہ نہ لے۔ لیکن آپ یقین رکھیں کہ اپنی طرف سے معاملات میں
مَیں جلدی نہ کرونگا۔

"کیا آپ کو یہ خیال ہے کہ اپنی طاقت اور اپنے اقتدار کے متعلق جو فرانس اور
یوروپ میں مجھے حاصل ہے میں غلطی اور دھوکے میں ہوں؟ لیجئے میں آپ سے کہے
دیتا ہوں کہ میری طاقت اتنی زبردست نہیں ہے کہ بلاوجہ معقول میں کہیں پر دست درازی
کروں اور مجھے سزا نہ ملے۔ فوراً تمام یورپ کی راے میری طرف سے پھر جائیگی۔
اور میری ملکی فضیلت جاتی رہیگی اور رہا فرانس۔ تو میرے لیے اشد ضروری یہ بات
ہے کہ میں جمہور پر ثابت کردوں کہ خود فرانس پر حملے ہوتے ہیں فرانس خود جنگ
کو نہیں چھیڑتا۔ تاکہ فرانس میں وہ جوش شجاعت پیدا ہو جاے جو ایسی حالت میں
میں اُس کے درمیان پیدا کرنا چاہتا ہوں جبکہ انگلستان مجھے لڑنے پر سخت مجبور
کریگا۔ بس تمام قصور برطانیہ کے ہیں۔ میرا قصور ایک بھی نہیں ہے۔ اور دست درازی
کرنے کا مجھے خیال نہیں ہے"۔

کیا نپولین غاصب تھا؟ اس سوال کے جواب میں ہم نے اپنی کتاب کے
صفحات میں صرف دعویٰ ہی نہیں کیا ہے کہ نپولین غاصب نہ تھا بلکہ ثابت کر دیا ہے
اور اختلاف کا ذرا سا موقع نہیں چھوڑا ہے کہ فرانسیسیوں نے یک زبان ہوکر
نپولین کو کانسل اور شاہنشاہ بنایا۔ خواہ دانائی سے۔ اور چاہے حماقت سے فرانسیسی
قوم نے کانسل کی فرماں روائی کو انتخاب کیا اور نپولین کو اپنا فرسٹ کانسل بنایا۔
چونکہ غلام جمہور کو نپولین نے بڑی دلیری سے اپنا فرماں روا انتخاب کر لینے کا حق
عطا کیا۔ جمہور اُس کے شکرگذار ہوے چونکہ اب فرانس کی مخصوص حالت تھی یعنی
اُس کی جمہوری حکومت کے خلاف تمام بادشاہانِ یورپ نے ایکا اور اتحاد
کر لیا تھا اور جنگ کر رہے تھے اور فریق شاہی کے حامی فرانس کے اندر اور

فرانس کے باہر موجود تھے اور طرح طرح کی سازشیں برپا کرکے بوربون بادشاہ کو فرانس کے تخت پر بحال کرنا چاہتے تھے اور انبوہ عوام طوائف الملوکی کا حامی عام لوٹ کھسوٹ کے لئے بے چین ہو رہا تھا تو ایسی حالتوں میں جمہوری حکومت کا قائم رہنا محال تھا پس فرانسیسیوں نے بڑی دانائی سے نپولین کو اپنا شاہنشاہ بنا لیا۔

سرارچی بالڈ ایلی سن جو نپولین کی طرف سے معذرت پیش کرنے ہیں کسی طرح
مورد الزام نہیں ہوسکتے فرانس کی حالت کو اس طرح لکھتے ہیں :- ۲۳۴

" فرانس میں دس برس سے جمہوری حکومت تھی اور اُس کم زوری اور بدنظمی کی طرف رجعت کر رہی تھی جو انقلابی مظالم کا نتیجہ اور سزا ہیں۔ انبوہ در انبوہ عوام ڈائرکٹری کے اراکین اور قوانین موجودہ کے خلاف جو جمہوری حکومت کے ابتدائی آئین ہوتے ہیں شکایتیں کر رہے تھے زمینداریوں کو علیحدہ کرنے کی وجہ سے خاص طور پر گالیاں پڑ رہی تھیں اور زمین کو مساوات کے ساتھ تقسیم کر دینے کے متعلق جو باربوف نے انقلاب کے آخری جمہور میں اپنے خیالات چھوڑے بڑی تعریفیں کی جاتی تھیں اور انبوہ بآواز کہہ رہا تھا کہ فرانس کی زمین برابر تقسیم کر دی جائے۔ نی کلس لے پے لے ٹیر۔ آرینا۔ ڈروٹ جیسے انقلاب کے حامی جمع ہو گئے تھے اور ۱۷۹۳ء کی طرح خوفناک واقعات پیش آنے کی صورت پیدا ہو گئی تھی۔ پس سخت ضرورت تھی کہ کوئی لائق اور بہادر فوجی سردار اس ڈوبتے ہوئے جہاز کی ناخدائی کرکے جمہوری فرمانروائی کو نیست و نابود ہونے سے بچا لیتا۔ اور جب سے جنگ شروع ہوئی تھی بیرونی ہزیمتوں اور اندرونی خرابیوں سے جیسی ردی حالت اس وقت تھی ایسی کبھی نہ ہوئی تھی"

اسی بیان کی تائید میں ہم تھیرس صاحب کا بیان لکھتے ہیں جنھوں نے اس زمانہ کے متعلق فرانس کی تصویر حسب ذیل لفظوں میں کھینچی ہے " لائق لوگوں کی شامت آگئی تھی۔ معزز آدمی عہدوں سے خارج کر دیئے گئے تھے۔ جابجا غارتگر

گروہ جمع تھے ظالموں کا دور دورہ تھا۔ "دورِ پرخطر" کے حامی مجالس میں غوغا کر رہے تھے اور جبریہ قرضہ کے نام سے لوگوں کا مال لوٹا جاتا تھا قتل کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ ہزاروں مظلوم انتخاب کر لیے گئے تھے۔ اور بر غمال کے بہانہ سے قبضہ میں کر رکھے گئے تھے۔ غارت اور قتل اور آتش زنی کے اشارہ کا انتظار تھا۔ اور کہا جاتا تھا۔ "فرانس خطرہ کی حالت میں ہے" یہی آوازیں ۱۷۹۳ء میں سنی گئی تھیں۔ وہی لوگ اب بھی قاتل تھے اور ویسے ہی لوگ اب بھی قتل کیے جانے کو تھے۔ آزادی اور جائداد کے لئے نہیں کہا جا سکتا کہ اُن کا وجود باقی تھا۔ شہریوں کی جان کا کوئی ذمہ دار نہ تھا۔ اور سرکاری محاصل کا کوئی ضامن نہ تھا۔ تمام یوروپ فرانس کے خلاف آمادۂ جنگ تھا۔ یہاں تک کہ امریکہ نے بھی اعلان کے ساتھ کہدیا تھا کہ فرانس میں بڑا ظلم ہو رہا تھا۔ فرانس کی افواج کو ہزیمت ہو گئی تھی اور فرانس کی سرزمین پر حملہ کی دھمکی دی جا رہی تھی۔"

پس جب معاملات کی یہ حالت تھی تو فرانس کا اپنے طرز حکومت میں تبدیلی کر لینا کوئی نئی بات نہ تھی۔ اور یہ کوئی پروا کی بات نہیں ہو سکتی کہ ایسی تبدیلی عمل میں لانے سے فرانس نے حماقت کی یا دانائی کی۔ کیونکہ تبدیلی کا اُس کو قطعی حق حاصل تھا اور نپولین کو اس وجہ سے غاصب کہدینا کہ اُس نے اپنے ہم وطنوں کا ساتھ کیوں دیا سراسر ناانصافی ہے۔ فان ٹین کا مقولہ نہایت صحیح ہے "کہ نپولین نے کسی شخص کو تخت سے نہیں اُتارا۔ اُس نے صرف طوائف الملوکی کے دور کا خاتمہ کیا۔"

ط "دورِ پرخطر" فرانس کے انقلاب کے دوران میں یہ زمانہ ایسی بدامنی اور قتل و غارت گری کا تھا کہ اس زمانہ کو تاریخ کی اصطلاح میں "رین آف ٹیرر" کہتے ہیں میں نے اسکا اردو ترجمہ "دورِ پرخطر" کیا ہے۔ مترجم ۱۲

جس طرح چند سپاہیوں کا گروہ ایک بستی کو تاخت و تاراج کرسکتا ہے اسی طرح چند باعزم و ہمت اشخاص جن کے قبضۂ قدرت میں عنانِ حکومت ہوتی ہے تمام قوم کو پامال کرسکتے ہیں۔ فرانس کی طوائف الملوکی کے خلاف فرانس کی آبادی کا بہت بڑا گروہ تھا اور کانسل کو بااختیار کردینے کی طرف مخلوق کا ایسا رجحان تھا کہ بقول ایلی سن صاحب کے سارے فرانس نے یک زبان ہوکر کانسل کو منتخب کرلیا۔ اور تیس لاکھ ایک ہزار ایک سو سات اشخاص کی رائے سے نپولین کانسل بنایا گیا۔ صرف ایک ہزار پانسو باسٹھ شخصوں کی رائے اُس کے خلاف تھی اور ایسی دوسری مثال صفحاتِ تاریخ میں اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ اور پھر بھی پچاس برس سے یورپ اور امریکہ کے بہت سے لوگ یہی اَلاپے جاتے ہیں کہ نپولین نے تو کانسل کے تخت کو غصب کیا تھا۔"

نپولین کا کانسل سے شاہنشاہ بنایا جانا بھی صرف اسی غرض سے تھا کہ یورپ کے تاجداروں کو تسکین ہوجائے۔ مانا کہ یہ تبدیلی نادانی پر مبنی تھی مگر یہ سوال تو ایک قوم کی حیثیت سے فرانس نے خود طے کیا تھا اور فرانس کو دوسروں سے استمزاج کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیا یہ تبدیلی کسی ظالم نے فرانس کو مجبور کرکے جس کے حقوق کو وہ پامال کررہا تھا کی تھی؟ یہ تو فرانسیسی قوم کا ایک آزادانہ فعل تھا۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ فرانس کو ایسی تبدیلی کا حق حاصل نہ تھا۔ یہ تبدیلی خلافِ مصلحت ہوا کرے اور نپولین کی جاہ طلبی کو اس سے بڑی تسکین ہوئی ہو۔ لیکن کسی کو کیا۔ یہ اعتراض تو فرانس کی طرف سے ہوسکتا تھا۔ اور فرانس کے جمہور کو یہی مصلحت معلوم ہوئی کہ اپنے کانسل کو اپنا شاہنشاہ بنادینے سے وہ اپنے مخالفین کا کامیابی سے مقابلہ کرسکینگے۔

ایلی سن صاحب کہتے ہیں کہ "چاروں طرف سے یعنی فوج سے مینونسپلٹی سے

شہروں سے۔ صیغۂ تجارت سے اس مضمون پر درخواستوں کا طوفان برپا ہو گیا کہ ٹرسٹ کانسل شاہنشاہی کو منظور کر لے۔ اور سینیٹ نے بالاتفاق یہ حکم نافذ کر دیا کہ نپولین بونا پارٹ شاہنشاہ کر دیا جائے۔ اور اُس کو فرانس کی جمہوری فرماں روائی تفویض کی جائے اس حکم کو جمہور کی منظوری کے واسطے پیش کیا گیا اور جب جمہور کے سامنے یہ بات پیش ہوئی تو صاف ثابت ہو گیا کہ جمہور کی عام مرضی کے موافق نپولین نے تاج شاہی زیب تارک کیا۔ چنانچہ رائے لینے کو ہر مقام پر رجسٹر کھولے گئے۔ اور نتیجہ سے معلوم ہوا کہ ۳۵ لاکھ ۷۲ ہزار ۳ سو ۲۹ رائیں موافق تھیں اور دو ہزار پانسو ۶۹ رائیں خلاف تھیں۔ اور تاریخ میں ایسی مثال معدوم ہے کہ اتنے اتفاق کے ساتھ کسی قوم نے اپنے شاہنشاہ کو منتخب کیا ہو"

لیکن کیا ہی لطف کی بات ہے کہ ایسی حالت میں بھی نپولین برابر غاصب کہا جاتا ہے اور اگر کوئی جرأت کر کے یہ بات کہے کہ نپولین غاصب نہ تھا تو وہ تاریخ نگاروں کی پنچایت سے باہر کیا جاتا ہے۔ اس ادعا کی تائید میں کہ نپولین غاصب تھا سر والٹر اسکاٹ لکھتے ہیں:۔

" ایک اور زبردست اعتراض باقی رہ جاتا ہے جس سے فرانسیسیوں کا اپنی آزادی کو دوسرے کے ہاتھ میں دینا کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا یعنی اس فعل کو اصولِ قوانین کے عالم ابتداء سے ناجائز طریقے کہتے چلے آئے ہیں۔ اور اعتراض یہ ہے کہ فرانس کے جمہور نے نپولین کو وہ چیز دیدی جس کے دینے کا اُن کو اختیار نہ تھا اور نپولین نے وہ چیز لے لی جس کے لینے کا اُس کو حق نہ تھا۔ اور لینا بھی کیسا کہ جمہور کے ہاتھ سے اس معاملہ میں جمہور کی حیثیت ایک خوردسال نابالغ بچہ کی بھی جس کو ازروئے قانون املاک پہونچتی تو ہیں۔ لیکن ان املاک کو تلف کر دینے یا کسی کو دے دینے کا اس نابالغ کو اختیار نہیں ہوتا پس قومی حقوق کا بھی یہی حال ہے اور

مثل املاک کے ہوا کرتے ہیں اور خاص شرائط کے ساتھ نسلاً بعد نسل اُن سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور یہ حقوق نہ کسی کو عنایت کیے جا سکتے ہیں نہ تبادلہ کیا جا سکتا ہے اور برائے چندے ان حقوق سے فائدہ اٹھانے والے جمہور کسی طرح مجاز نہیں ہوتے کہ ان کو کسی شخص کے حوالہ کر دیں۔"

لیکن اس بات سے انکار کرنا کہ فرانس کو اپنے طرزِ حکومت یا اپنے فرمانروا کے اختیار کرنے اور اُس کے انتخاب کرنے کا حق نہ تھا ایسا پھسپھس اور نرے دوطل موٹا انکار ہے کہ امریکہ میں جہاں جمہوری حکومت ہے اس انکار کا حامی کوئی نہ ملیگا گو خود سر یورپ کے درمیان ربّانی قانون یہی ہو کہ رعایا اپنے فرماں روا کو منتخب نہیں کر سکتی۔ مگر امریکہ کے آزاد لوگ تو پکار پکار کر کہتے ہیں اور یہی نپولین کا مقولہ تھا کہ "فرماں روائی رعایا کے اختیار میں ہے۔ اور امریکہ والے یہ بھی بہ اعلان کہتے ہیں کہ نپولین کو جمہور نے اپنا فرماں روا بنایا تھا وہ ہرگز غاصب نہ تھا۔"

یہ تو کوئی انوکھی بات نہیں ہے کہ یورپ میں فریق شاہی کا حامی سر والٹر اسکاٹ کی رائے سے اتفاق کرکے نپولین کو غاصب کہے لیکن کسی امریکہ والے کا یہ کہنا کہ فرانس کے جمہور کو اپنے فرماں روا کے منتخب کرنے کا حق نہ تھا درحقیقت تعجب کی بات ہے۔ انگلستان نے اپنے سر برآوردہ رسالوں میں مضامین شائع کرکے امریکہ کے جمہوری حکومت کی ایسی توہین کی کہ ممالک متحدہ امریکہ میں ایسی ناراضگی پھیل گئی۔ کہ پچاس برس کے دوستانہ برتاؤ سے اُس کا انتزائل ہوگا امریکہ کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ انگلستان کی جارحانہ مثال کی تقلید نہ کرے۔

اب اگر یہ بات مان لی جائے کہ جمہور کی رائے کے موافق نپولین کو فرانس کی فرماں روائی کا حق حاصل ہوگیا تھا تو یہ سوال اور ہو سکتا ہے کہ آیا نپولین نے اپنے اختیارات کا بے جا استعمال کیا؟ کیا وہ ظالم نہیں ہو گیا۔ کیا اُس نے

فرانس کی آزادی کو پامال کر کے خاک میں نہیں ملا دیا۔؟ چنانچہ وہ خود سر تاجدار جو نپولین کے مقابلہ میں لڑے تھے یہی بات کہتے ہیں کہ نپولین نے اپنی طاقت کا بے جا استعمال کیا۔ وہ ظالم تھا اور آزادی کو خاک میں ملا دیا۔" لیکن فرانسیسی جنہوں نے اُسے تخت پر بٹھالا اور محبت سے اُس کی امداد کی اور آج تک اُس کی یاد کو عزیز رکھتے ہیں کہتے ہیں کہ "نپولین ایسا نہ تھا" نپولین اور اُس کی قوم نے مل کر کام کیا اپنے دشمنوں کے ساتھ صعب ترین معرکوں میں دونوں دوش بدوش لڑے۔ نپولین کی سخت سے سخت تجاویز سے قوم نے اتفاق کیا۔ اور اُن کو پسند کیا۔ شاید فرانسیسی قوم احمق تھی۔ لیکن یہ قوم اور اُس کا شاہنشاہ تمامی جاں نثاریوں اور عظیم الشان کوششوں میں جن سے دشمنوں کے حملے رُو کیے گئے اور دنیا حیرت سے بھر گئی برابر ساتھ ساتھ کام کرتے رہے۔ اور اس وقت جبکہ خطرہ نے اُس کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا۔ قوم نے یہ بات ضروری خیال کی کہ فوجیں بھرتی کی جائیں مطابع کی نگرانی رکھی جاوے اور نپولین کو اعلیٰ اختیارات دیے جائیں۔ مانا کہ قوم نے ایسی تجویز حماقت سے کی۔ لیکن یہ تجویز کی تو ضرور۔ قوم نے نپولین کو فرانس کا بچا لینے والا خیال کیا اور اُس کے ہر فعل میں اُس کے ساتھ ایسی محبت کا اظہار کیا کہ کسی دوسرے بادشاہ سے ویسی محبت کبھی نہ کی گئی۔

فرانسیسی قوم کا جوش محبت ایسا ثابت ہے کہ انکار کی گنجایش نہیں۔ اور اسی جوش کے ساتھ قوم نپولین کے گرد جمع رہی۔ اور بڑی مستعدی سے اُس کے ہمراہ۔ میرنگو۔ آسٹرلٹز اور ماسکو۔ کو گئی۔ اور اپنے شاہنشاہ اور اُس کی فرماں روائی کی حفاظت میں اپنا خون پانی کی طرح بہانے میں تیار رہی۔ اور جب نپولین جزیرہ ایلبا سے لوٹا تو فوق العادت سرگرمی سے تمامی فرانس نے اُس کا خیر مقدم کیا۔ اور جب اُس کا انتقال ہوا تو فرانس نے ایک زبان ہو کر اُس کی عزیز نعش کو مانگا

کہ پیرس میں دفن کی جائے اور اُس کی خاک اُنھیں لوگوں میں استراحت پائے جن پر وہ فدا ہوا تھا۔ آج اُس کے رفیع الشان مقبرہ کو جاکر دیکھو جو قوم نے اُس کی یادگار میں اُس کی خاک پر تعمیر کیا ہے اور اُس محبت اور پرستش نما الفت کو فرانس کے قریوں کے کسانوں میں جاکر ملاحظہ کرو کہ نپولین کا کس طرح سے آج نام یاد کیا جاتا ہے نہال ظلم میں ایسے ثمر نہیں آتے۔ ایسے شخص کو ظالم کہنا جہالت اور نادانی ہے۔ خود سرپادشاہ اور طوائف الملوکی کے حامی نپولین کی حکومت کے اُصولوں کو ناپسند کیا کریں۔ لیکن ایسا شخص جو اپنی حیات اور اپنے بعد وفات قوم کا بے نظیر محبوب رہا ہو اور اگر وہ پھر اپنی قبر سے اُٹھ بیٹھے تو قوم جوش محبت اور شکر گذاری کے نعروں سے آسمان سروں پر اٹھالے یقیناً ظالم نہیں کہا جاسکتا۔

سر والٹر اسکاٹ کہتے ہیں کہ "خود نپولین اور اُس کے زیادہ پُرجوش مداحوں نے اس غضب کے معاملہ کے متعلق معذرت پیش کرکے پردہ پوشی کرنا چاہی ہے اور کہا ہے کہ "بوناپارٹ کے عام طرز عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خودغرض غاصب نہ تھا۔ کیونکہ اُس نے اختیارات اعلیٰ پانے اور شاہنشاہ ہونے پر اپنی طاقت کا ایسا اچھا استعمال کیا کہ اُس کے طریقہ حصول اقتدار پر سونا چڑھ گیا۔" ہماری بھی خواہش ہے کہ اس توجیہ کو وہاں تک وقعت کی نگاہ سے دیکھیں جہاں تک وہ مستحق ہے۔ لیجیے ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ نپولین کی بابت جو کچھ اس توجیہ میں پیش کیا گیا ہے سب درست اور صحیح ہے اور ہم اُس صلہ اور انعام کو جو نپولین نے حاصل کیا گھٹانا نہیں چاہتے جبکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دقیقہ سنج مدبروں کی یہ رائے رہی ہے کہ ایسے فرماں رواؤں نے جن کے حقوق تخت نشینی مشتبہ ہوتے ہیں محض اپنی عافیت کی غرض سے ایسی حکومت کی ہے کہ رعایا کو فوائد محسوس ہوں۔ پس ہم مانتے ہیں کہ فرانس کے اندرونی انتظام سے نپولین

کی ہمیشہ یہی خواہش رہی کہ فرانس کے اور اپنے فائدوں کو متحد رکھے اور اُس نے فرانس کے فوائد اسی میں خیال کیے کہ خود اُس کو شان و عظمت حاصل ہو اور اُس نے اپنی دولت کو فرانس کی رونق میں صرف کیا اور ایسے موقعوں پر خرچ نہ کیا جہاں خود اُس کی ذات کو تنہا تعلق تھا۔ ہمیں اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ نپولین کو اسی بات سے مسرت ہوتی تھی کہ دنیا کی نادار اور جو تصویریں پیرس کے عجائب خانہ میں آویزاں کی جائیں اور خود اُس کے ایوان میں نہ لگائی جائیں اور یہ بھی وہ سچ کہا کرتا تھا کہ "جوزیفائن کا مال رمے سن میں عمدہ پودھے جمع کر لینا مجھے ہرگز پسند نہیں آتا کیونکہ سرکاری باغ کی رونق کم ہو جاتی ہے۔"

پس ہم مانتے ہیں کہ فرانسیسیوں میں اپنے تئیں نپولین نے عزیز بنا دیا تھا اور فرانس کو مال موروثی کر لیا تھا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ جب تک فرانس کی حکومت کو اُس کے نام سے تعلق ہے فرانس کو خارجی اعتبار سے بھی وہی شان و شوکت حاصل ہو جو اُس کی زبردست تدبیروں کی بدولت اندرونی اعتبار سے نصیب ہوئی تھی۔

"کوئی شک نہیں کہ نپولین ایسا ہر دل عزیز تھا کہ فرانسیسی ہر شے کو اپنے شاہنشاہ کی ملکیت خیال کرتے تھے اور نپولین کا بھی یہ حال تھا کہ فرانس کی سرسبزی کو اپنی ترقی جانتا تھا اور اپنے مدعا کو اُسی تعلقہ دار کی طرح لگاہ رکھتا تھا جو خوب جانتا ہے کہ اپنے رمنہ کو رونق دینے کے لئے اپنے باغ کو اُجاڑنا غلطی ہے لیکن اپنے ذاتی اغراض میں بشری طبیعت کی تحریک کو انتہائی حالت تک پہونچانا یا دبانا ایمانداری کی بات نہیں ہے۔

"پس یہی جواب دے دینا کافی ہے کہ وہ خود غرضی جس سے تمامی سلطنت کا فائدہ ہو ایسی آزادہ۔ ایسی فراخ اور دیکھنے میں ایسی خوشنما ہوتی ہے کہ بادی النظر میں حب الوطنی معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ بوناپارٹ کی فرانس پر

خود سر حکومت اُسی شفیق باپ کی محبت سے مشابہ ہے جو اپنے بیٹے کو خوش حال تو کرنا چاہتا ہے لیکن یہ شرط پہلے کرا لیتا ہے کہ بیٹے کو ذرا ذرا سی بات میں اطاعت کرنا ہوگی۔"

اب ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ سر والٹر اسکاٹ جیسا نپولین کا مخالف بہ ناچاری یہاں تک تسلیم کر لینے پر مجبور ہوا ہے جیسا مختصراً اوپر حوالہ دیا گیا۔ ۴۳۵

سنہ ۱۸۲۱ء میں آسٹریا۔ روس۔ اور پروشیا کے متحد بادشاہوں نے باش Laybach میں ایک کانگریس کی تھی اور شاہنشاہ آسٹریا کے اس موقع پر شہر کے پروفیسروں کے سامنے اپنی مشہور تقریر کی تھی۔ جس کے چار جملے حسب ذیل ہیں:-

"ذرا احتیاط سے کام کیجیگا۔ کہیں ایسا نہو کہ آپ لوگ اپنے شاگردوں کو حد سے زیادہ پڑھا دیں۔ مجھ کو فاضل اور سائنس کے ماہر درکار نہیں ہیں۔ میں تو فرمانبردار رعایا چاہتا ہوں۔"

لے باش صوبجات ایلیریا کا صدر مقام تھا۔ نپولین نے یہاں مذہب علوم اور دیوانی کے متعلق بڑے بڑے کام کیے تھے جب کانگریس کا خاتمہ ہوا تو متحدہ بادشاہوں نے ایسا اعلان شائع کیا کہ نپولین کی یادگار کی توہین ہوتی تھی اس اعلان کو پڑھ کر ایبی ڈی پریڈٹ نے نپولین کے متعلق اپنی رائے لکھی ہے جس سے ایبی ڈی پریڈٹ کی پہلی ناانصافانہ تحریر کی تلافی ہوتی ہے:-

"جب نپولین زندہ تھا اور اُس میں گوشمالی دینے کی طاقت تھی تو برسوں اُن تاجداروں نے اُس کے قدموں پر ناک گھسی۔ پس اب نپولین کے مرے پیچھے جبکہ اُس کے بچاؤ کی صورت نہیں ہے اُس کی توہین کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ ذی اختیار اور مسلح کو عاجز اور غیر مسلح کی عزت کرنا چاہیے۔ فاتح کی شہرت کا زیادہ تر

اسی پر انحصار رہے کہ حالت فتح میں اُس نے اسیران جنگ کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا اور خصوصاً ایسے اسیران جنگ کہ فنِ حرب میں فاتح سے بڑھ کر ہوں اور صرف فاتح کی کثرتِ افواج سے مغلوب ہوئے ہوں۔ نپولین بھی ایسا ہی اسیر تھا۔ اب نپولین کو انقلاب کا برپا کرنے والا کہنا بے وقت ہے۔ درآں حالیکہ زمانۂ دراز تک یہی معاندین اُس کو فرانس اور یورپ میں امن قایم کرنے والا کہہ چکے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھنے سے گھن آتی ہے کہ آج وہی لوگ نپولین کی طرف ملامت اور توہین کے تیر چلا رہے ہیں جو اس سے پہلے اُس سے دوستی اور حمایت کی التجائیں کرتے تھے۔ اور اُس کی رفاقت پر حلف کرتے تھے اور اپنے متزلزل تخت کو اس طرح سہارہ دیتے تھے کہ اُس کے خون کے ساتھ اپنا خون بہانے کو تیار تھے۔

" انقلاب کا جانشین نپولین ایسا فرماں روا تھا کہ ادھر تو یہ ہولناک لڑائیاں تھیں اور خارجہ حکمت عملی کے جال پھیلے ہوئے تھے اور ایسی حالتوں میں بیٹھ کر اُس نے جسٹی نین ثانی کی طرح وہ آئین وقوانین کا مجموعہ تیار کیا کہ آج بشری قابلیت کو دیکھتے ہوئے معائب سے قطعی پاک ہے اور تمامی دنیا کو دیکھتے ہوئے ایسی بازوانی کی کہ دوسرے فرماں رواؤں کو مُنہ چاہیئے۔ بس اس نپولین کو طوائف الملوکی کا حامی کہتے ہیں۔ اسی انقلاب کے قائم مقام کو افادہ گاہوں کا الٹ دینے والا کہا جاتا ہے۔ جس نے دارالعلوموں اور سرکاری مدارس کو قائم کیا اور اپنی سلطنت کو دنیا کی بہترین تصویروں سے بھر دیا اور ایسے ایسے جلیل القدر اور فیض رساں کام کیے کہ بنی نوع انسان کو اُن سے فخر ہے۔ اور کوہستان الپس کے روبرو جو نپولین کے حکم پر زمین بوس ہوتا تھا۔ اور بحر اعظم کے سامنے جس کو نپولین نے چربرگ فلشنگ۔ ہیلڈر اور انیٹ ورپ جیسے بندرگاہوں کی تعمیر سے مغلوب کیا۔ اور۔ جینا۔ سیرس۔ بورڈو۔ اور ٹیورن کے پلوں کے نیچے بہنے والے دریاؤں کے

بقیہ حاشیہ

مواج میں - اور ایسی ایسی انہار کے ہوتے ہوئے جنہوں نے عظیم الشان سمندروں کو ملا دیا اور مختصر آنکہ طلسماتی پیرس کے سامنے جو نپولین کی محنت کا نتیجہ ہے یہ معاندین کہہ رہے ہیں کہ نپولین نے سب کچھ برباد کر دیا - اور اُس شخص کو جس نے سب کچھ قائم کیا ایسے شخص کی طرح مخاطب کیا جاتا ہے جس نے سب کچھ اُجاڑ دیا ہو پس معاندین کس اندھے کو اپنی زبان کی خوشنما تصویر دکھانا چاہتے ہیں ؟ -

سب مورخین کا اتفاق ہے کہ نپولین کے انتخاب کے نقشے ایمانداری سے تیار ہوئے تھے - تمامی سمجھدار آدمیوں کو تسلیم ہے کہ نپولین بے انتہا ہر دل عزیز تھا - اور فرانسیسیوں نے عدیم النظیر جوش سے اُس کو بادشاہ بنایا - پیرس میں تو بڑے بڑے سر برآوردہ مدبر اور جنرل موجود تھے جو اس تمامی کارروائیوں کو حریفانہ تیز نگاہ سے دیکھ رہے تھے لیکن کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ انتخاب پر نکتہ چینی کرتا - سر والٹر اسکاٹ کو بھی تسلیم ہے کہ انتخاب میں بہت اتفاق سے کام ہوا - لیکن اُس کی توجیہ حسب ذیل لفظوں میں کرتے ہیں :-

"امیر تو بونا پارٹی کے اسلئے طرفدار ہو گئے کہ اُن کی دولت کی حفاظت ہو - اور غریب لوگوں نے اسلئے ساتھ دیا کہ اُن کی مصائب کم ہو جائیں - اور جلاوطن اسلئے حامی بنے کہ فرانس کو واپس آنا چاہتے تھے - اور انقلاب کے بانی اسلئے اُس کے ساتھ ہو گئے کہ کہیں جلاوطن نہ کر دیے جائیں - بہادر اور دلیر اُس کے جھنڈے کے گرد فتح کے لالچ سے جمع ہوئے اور بزدلوں نے جھنڈے کے نیچے حفاظت ڈھونڈھی"

اس کے بعد سر والٹر اسکاٹ کہتے ہیں کہ جب یہ حالت تھی تو کیا تعجب کا مقام ہے کہ نپولین کانسل بنا دیا گیا " سب کا اتفاق ہے کہ بڑے جوش کے ساتھ نپولین کو اعلیٰ اختیارات دیے گئے تھے اور نپولین جب بھی قوم کا محبوب تھا اور اب بھی ہے - عداوت اور عناد ایڑیوں تک زور لگائیں لیکن یہ ثابت ہونا محال ہے

کہ قوم نے نپولین کے موافق رائیں نہیں دیں۔ انتخاب کے ذریعہ سے نپولین کا شاہنشاہ ہونا ایسا سچا تاریخی کھلا ہوا واقعہ ہے کہ شک کی گنجایش نہیں اور باوجود اس کے اب بھی اگر کوئی کہے " کہ نپولین تو غاصب تھا " تو ایسی زبان کو ضرور ہمیشہ کے لیے لقوہ مار گیا ہے جو خواہ نخواہ بکتی ہے۔

باب پنجاہ و ہفتم

ڈرلیسڈن میں فتوحات

جتھہ کی خوشیاں۔ دریائے ایلب کی جانب دھاوا۔ ڈرلیسڈن پر جتھہ کا حملہ۔ نہایت سخت جنگ۔ ایک ہاڑی کا منظر۔ مصیبت کی شب۔ مورو کا مارا جانا۔ کالن کورٹ کی شہادت۔ سپاہی کو انعام دیا جانا۔ نپولین کا یکایک بیمار ہونا۔ غیر متوقع حادثات۔ شاہنشاہ کی ذکاوت۔

۱۲۔ اگست ۱۸۱۳ء کو آسٹریا کا شاہنشاہ یورپ کے جتھہ میں نپولین اور اُس کے ساتھ براعظم کے جمہور کی آزادی کو برباد کرنے کی غرض سے شریک ہوا جس وقت متحدہ بادشاہوں نے سنا کہ فرانسس نے نپولین کا ساتھ چھوڑ دیا اور دو لاکھ فوج کے ساتھ اُن کی مدد کو آرہا ہے تو مسرت بے اندازہ حاصل ہوئی۔ اسی طرح مخالف فوج نے بھی یہ مژدۂ جاں فزا سنا اور خوشی سے نعرے مارنے لگی۔ ہوائیاں اور آتش بازیاں چھوٹنے لگیں۔ اب جتھہ کی فوج پانچ لاکھ ہوگئی تھی اور اس تعداد کے مقابلہ میں نپولین کے پاس صرف دو لاکھ ساٹھ ہزار سپاہ تھی۔ جنرل جومنی اور مینی ذکٹ آرنلڈ غداری کرکے دشمن سے جاملے تھے اور نپولین کے کمپو کی سب

خبریں دشمن کو پہنچا دی تھیں۔ مورو اور برناڈوٹ جن پر متحدہ بادشاہوں کی اب بڑی عنایت تھی جنگ کی تجویزیں قائم کر رہے تھے۔

یہ کام مورو اور برناڈوٹ کے اسلئے سپرد ہوا تھا کہ نپولین کے طرز جنگ سے یہ دونوں خوب واقف تھے۔ نپولین کے سامنے جتھے کے بادشاہ اب بھی حقیقت نہ رکھتے تھے اور خالف تھے۔ دونوں خبروں کے احکام سے معلوم ہوتا ہے کہ متحدہ افواج کی کثرتِ سپاہ پر ان کو ہرگز اعتماد نہ تھا۔ یعنی یہ حکم دیا گیا تھا کہ کوئی جنرل نپولین کے مقابلہ میں واقعی طور سے میدان میں صف آرا ہو کر ہرگز جنگ نہ کرے اور جہاں تک ہو سکے جھوٹی اور نمایشی چالوں سے فرانسیسیوں کو دق کرے۔ اور جب ان چالوں سے دھوکھا کھا کر شاہنشاہ اپنے مرکز سے ہٹ جاے اور خاص فاصلہ پر چلا آئے اور مدد کو واپس نہ جا سکتا ہو تو اس کی عدم موجودگی میں اس کے مارشلوں پر حملہ کیا جاے۔ اس سے دشمن کو یہ امید تھی کہ رفتہ رفتہ نپولین کی طاقت اور سپاہ ختم ہو جائیگی اور پھر یکبارگی حملہ کر کے یا تو اس کو ہلاک کر دینگے یا قید کر لینگے۔

دشمنوں کی یہ تجویز تو اچھی تھی لیکن نپولین اس کو فوراً سمجھ گیا۔ اور بلا انتظار اس کے کہ دشمن اس پر حملہ آور ہو اس نے مارشل نے اور میکڈانلڈ کی فوجوں کو ہمراہ لیا اور جزانٹ بلوشر کی فوج پر جو تعداد میں اسی ہزار تھی اور برلیس لا کے سامنے پڑی ہوئی تھی حملہ کر دیا۔ جب ہایت بلوشر فرار ہوا۔ لیکن نپولین نے ۲۵ ہزار پرشیا کی فوج کو پکڑ کر فاش ہزیمت دی یہ دیکھ کر دشمن کی دو لاکھ فوج بوہیمیا کے پہاڑوں سے نیچے اتر کر ارزبرگ کی گھاٹیوں میں ہوتی ہوئی ڈریسڈن پر حملہ کرنے کو روانہ ہوئی۔ ڈریسڈن کی حفاظت کو سینٹ کر کی ماتحتی میں صرف تیس ہزار فوج تھی اس شہر پر قبضہ رکھنا نپولین کے لئے بہت ضروری تھا اسلئے کہ اس کی تمامی کارروائیوں کا یہی مرکز تھا۔ اور پیرس سے خط و کتابت یہیں سے جاری تھی۔ اب بلوشر کے

پیچھے میکڈانلڈ کو چھوڑ کر نپولین اپنے شاہنشاہی گارڈ کو ہمراہ لے دریائے ایلب کی طرف اس تیزی سے جھپٹا کہ اُن لوگوں کو بھی حیرت ہوگئی جو اس کے دھاوے دیکھنے کے عادی تھے۔

۲۵ تاریخ کو دشمن ڈریسڈن کے سامنے جا پہونچا۔ شہر کی پریشانی کا حال کیا بیان کیا جاوے۔ اس کی ساٹھ ہزار کی مردم شماری تھی اور باشندے امن چین سے گھروں میں رہتے تھے۔ دو لاکھ فوج نے اپنی باڑیاں شہر کے سامنے اسلئے جما دی تھیں کہ گولوں کا مینہ برسا کر اُس کو ستیاناس کر دیں۔ سینٹ کر کی فوج ہرگز تمامی مقامات کی حفاظت کو کافی نہ تھی۔ لیکن اس نمک حلال افسر نے یہ عزم کر لیا کہ دشمن کو ہرگز اپنا شہر نہ دے اور آخری دم تک مقابلہ کرے مگر شہر کے باشندے جو بر سر رسیدہ خطرہ سے خائف ہو گئے تھے شہر کو دشمن کے حوالہ کر دینا چاہتے تھے۔ لیکن سینٹ کر نے اُن کی بات پر توجہ نہ کی اور وہ توجہ کر بھی نہ سکتا تھا کیونکہ ضرورت ایسی ہی معلوم ہوتی تھی۔

آدھی رات کو اُس نے ایک خط نپولین کو اس مضمون کا بھیجا کہ روسیوں اور پروشیا والوں اور آسٹریا والوں کی ایک نہایت زبردست فوج اس وقت ڈریسڈن کے سامنے موجود ہے اور سخت نوبت پہنچانے جاوے گئے ہیں چونکہ دشمن کی فوج نہایت قوی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فوراً حملہ کریگا۔ جہاں پناہ کچھ بہت دور نہیں ہیں اگرچہ دشمن کو معلوم نہیں ہے کہ جہاں پناہ ایسے قریب ہیں۔ ہم سے جہاں تک ممکن ہے کام کرینگے اگرچہ اس سے زیادہ کا یقین نہیں ہو سکتا کیونکہ میری سپاہ نوآموز ہے۔

دوسری صبح کو دشمن نے حملہ کر دیا۔ ہر ایک کالم پچاس توپیں ہمراہ لے کر دیواروں کی طرف بڑھا۔ اور گولہ باری شروع کی اور گنجان مکانوں پر طوفان

ٹوٹنے لگا۔ اور گولے برسنا شروع ہوئے۔ سڑکیں لہو سے لال ہوگئیں اور جابجا لاشیں بچھ گئیں اور زن و بچہ کی حفاظت کا کوئی مقام باقی نہ رہا۔ ویسٹ فیلیا کے دو رسالوں نے یہ دیکھ لیا کہ نپولین اب جان بر نہ ہوگا اور شہر سے نکلے اور دشمن سے جا ملے۔ خوف زدہ شہری شور کر رہے تھے کہ شہر دشمن کے حوالہ کر دینا چاہیے۔ نپولین اس اثنا میں مارا مارا چلا آ رہا تھا۔ اور رستہ میں قاصد پر قاصد اُس کو ملتا تھا اور کہتا تھا کہ جہاں پناہ کی خفیف فوج میں اب بہت تھوڑا دم باقی ہے۔ نپولین اپنی فوج سے آگے نکل کر ایک پہاڑی پر آیا جہاں سے شہر نظر آتا تھا۔ اور دوربین سے دیکھا کہ فرانسیسی بڑی جاں بازی سے مصروفِ جنگ تھے۔ اور غنیم کی بے شمار فوج اُن کو برباد کیے ڈالتی تھی۔ نپولین نے گھوڑوں کو خیز کیا۔ نپولین کے رستہ پر غنیم کے گولے برس رہے تھے۔ نپولین نے سواری چھوڑ دی اور پیادہ روانہ ہوا۔ اگرچہ اُس کے گرد موت کا بازار گرم تھا لیکن بخیریت وہ اپنے مقام پر پہونچا۔

دوپہر ہو گئی تھی۔ اور یکایک دریا کی سمت "شاباز زندہ ماناد" کا نعرہ بلند ہوا اور پیچھے نپولین خاص موقع پر آ پہونچا۔ فوج کی مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ بوڑھے بادشاہ کے ایوان میں گیا۔ اور سب کو دلاسا دیا اور کہا کہ میرا گارڈ اور ساٹھ ہزار فوج ابھی آتی ہے۔ کالن کورٹ شاہنشاہ کے ہمراہ تھا اور وہ کہتا ہے:۔

"میں بیان نہیں کر سکتا کہ جیسی خوشی ہماری فوج کو اُس وقت ہوئی تھی جبکہ پل کے دوسرے کنارہ پر شاہنشاہ کو ہماری فوج نے دیکھا تھا۔ نئے اور پرانے گارڈ ۴۳۴ اُس کے استقبال کو آگے بڑھے۔ خوشی سے جامہ میں پھولے نہ سماتے تھے اور اشاروں سے بتاتے تھے "وہ آگیا۔ وہ آگیا۔ شاہنشاہ وہ ہے"۔ اور ایسے نعرے مارے کہ میدان گونج اُٹھا اور کوئی افسر اُن کو روک نہ سکتا تھا"۔

"شاہنشاہ نے بھی کہا"میرے سپاہیوں کو مت روکو۔ ابھی میرے لئے

وہ رستہ کیے دیتے ہیں کہ دشمن سے مقابلہ ہو"

"سپاہیوں نے فوراً ہم کو رستہ دے دیا۔ نپولین اس شادمانی سے ڈرلیسڈن میں داخل ہوا کہ دیکھنے والے اُس منظر کو فراموش نہیں کر سکتے جب ہم شہر میں پہونچے تو خوشی کے نعروں کے سوا کچھ سن نہ پڑتا تھا۔ اور مرد عورتیں اور بچے فوج کے ہمراہ ہو گئے اور ہم کو ایوان تک پہونچایا اور خوف و پریشانی خوشی اور اطمینان سے مبدل ہو گئی"

شاہنشاہ گھوڑے پر سوار ہو کر فصیلوں اور مورچوں کو دیکھنے گیا۔ اور صرف ایک ملازم لڑکا اپنے ہمراہ لیا تاکہ وہ شناخت نہ کر لیا جائے۔ یہ لڑکا تو گولی سے اسی وقت شاہنشاہ کے قریب مارا گیا لیکن نپولین نے تھوڑی سی مہلت میں سب کام کر لیا۔ اس کے بعد ہی نپولین کا گارڈ اور بکتر پوشوں کی فوج بھی پل پر آ پہونچی۔ یہ فوج پیاس اور دھوپ کی سختی سے نیم جان تھی اور اُس کو معلوم تھا کہ شہر نہایت خطرناک حالت میں تھا لہٰذا اُس نے کچھ ناشتہ وغیرہ بھی نہ کیا جو شہریوں نے پیش کیا تھا اور فوراً سوار پیدل اپنے اپنے موقعوں سے جا کر جم گئے اور اب جنگ نے نہایت ہی ہولناک پہلو بدلا۔ دشمن نے اپنی چھ سات سو توپوں کو نیم دائرہ میں جمایا تھا اور گولہ باری سے ڈرلیسڈن تباہ ہو رہا تھا۔

ایک ہزار سے زیادہ توپیں گرج رہی تھیں۔ یہی ہَوَل بندوقوں کی آواز سے پیدا تھی۔ تین لاکھ جنگجو نعرے مار رہے تھے سامان حرب کی گاڑیاں اڑتی تھیں بم کے گولے پھٹتے تھے۔ توپوں کے ارابے کھڑکھڑاتے تھے۔ شہر میں جا بجا آگ لگ گئی تھی۔ دھوئیں کے بادل سے دم رک گئے تھے۔ اور آفتاب چھپ گیا تھا۔ عورتیں اور بچے چیخیں مارتے تھے اور مہلک گولوں اور گولیوں کی بوچھار سے ہلاک ہو رہے تھے۔ ان باتوں کا بیان نہ قلم سے لکھا جا سکتا ہے

نہ اُن کی تصویر کھینچی جا سکتی ہے اور نہ خیال ہی میں پورا منظر آ سکتا ہے۔ جنگ ختم ہو جانے کے بعد بھی برسوں تک اس کا اثر باقی رہا۔ ہزاروں تندرست مجروح ہو کر ایسے ناقابل ہو گئے تھے کہ بھیک مانگتے پھرتے تھے اور تمام دیکھنے والے اُن کے حال پر افسوس کرتے تھے۔ بہت سے والدین بے اولاد رہ گئے تھے۔ اور بہت سے بچے یتیم ہو گئے تھے اور خوش وخرم بیبیاں محتاج ہو کر مصائب میں مبتلا ہو گئی تھیں۔ اور ساٹھ ساٹھ برس تک ایذائیں جھیلتی رہیں۔ اور مختصر آنکہ ایسی ایسی خونریزیوں سے یورپ کے خود مختار تاجداروں نے آزادی کے اصول کو پامال کیا جس سے اُن کے اورنگ معرض خطر میں پڑے تھے۔

متحدہ افواج کو ابھی تک معلوم نہ تھا کہ نپولین بھی شہر میں موجود ہے۔ اور اب موقع پا کر نپولین نے مرات کو میمنہ پر اور موڑتیر کو میسرہ پر اور مارشل نے کو دشمن کے قلب پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور ان تینوں بہادروں نے اس سرعت اور جاں بازی سے دشمن پر دھاوا کیا کہ تاب مقاومت نہ لا کر وہ پریشانی سے بھاگ اٹھا۔ اسی حال میں شاہنشاہی گارڈ کے رسالے میدان میں نکلے اور خونریزی سے قیامت برپا کر دی۔ پرنس اسکوارٹ زن برگ۔ اسکندر اور فرانسس کے قریب کھڑا تھا اور ایسی اچانک ہزیمت دیکھ کر کہنے لگا "یقیناً نپولین ڈریسڈن کے اندر موجود ہے۔ شہر چھین لینے کا موقع تو ہاتھ سے نکل گیا۔ اب خیر اسی میں ہے کہ فوج ایک جگہ جمع کر لی جائے"

اسی جنگ میں دشمن کے کثیر التعداد سپاہیوں نے فرانسیسیوں سے دو دمدمے چھین لیے تھے۔ نپولین نے دیکھا کہ اس کا نتیجہ نہایت ناقص نکلے گا۔ پس خود اپنی ایک جماعت کے آگے ہوا اور ان دمدموں کو چھین لینے کی غرض سے دشمن کی باڑھوں کے درمیان گھس گیا۔ جتنے مصاحب اُس کے ہمراہ تھے تقریباً سب ہی مارے گئے۔ اور نپولین نے دمدموں کو چھین لیا اور اُس پر آنچ تک نہ آئی

کالن کورٹ کا بیان ہے "عجب محبت اور بے تکلفی ادنیٰ سے ادنیٰ سپاہی اور
شاہنشاہ کے مابین واقع تھی اور نپولین کے بڑے سے بڑے دوست کی یہ مجال
نہ تھی کہ نپولین سے وہ بے تکلفی کر سکتا جو اُس کے مچھندر سپاہی اُس سے کر لیتے
تھے اور لطف یہ ہے کہ انھیں سپاہیوں کی یہ جرأت نہ تھی کہ اپنے لفٹنٹ کے سامنے
اُس بے تکلفی سے باتیں کرتے جیسے اپنے شاہنشاہ سے کرتے تھے۔ نپولین
کو وہ اور لوگوں سے جدا آدمی خیال کرتے تھے جس میں شاہنشاہی کی جمیع صفات
کے ساتھ ایسی صفات بھی جمع تھیں جیسی شہری اور کنبہ والی میں ہوتی ہیں۔ خود نپولین
سپاہیوں کے دلوں میں وہ بات ڈال دیتا تھا جو سپاہی اُس سے کرتے تھے
اور یہ نقلیں ایسی ہوتی تھیں کہ سپاہی نپولین ہی سامنے بول سکتے تھے۔ اپنے
سپاہیوں کی بے تکلفی سے نپولین جتنا خوش ہوتا کسی اور بات سے اتنا خوش
نہ ہوتا تھا اور اُن کی باتوں کا شفقت پدری سے ہمیشہ جواب دیتا"

دن کے چڑھنے کے ساتھ طوفان کی شدت بھی بڑھتی گئی اور مینہ بھی نہایت ۴۳۸
موسلا دھار برسنے لگا۔ لیکن لڑائی ویسی ہی خونریزی سے ہوتی رہی۔ میدان
جنگ میں خونریزی سے قیامت برپا تھی اور عناصر کا طوفان اور قیامت میں
قیامت کر رہا تھا۔ صبح سے نپولین گھوڑے پر سوار تھا اور مینہ میں شرابور ہو گیا
تھا۔ چونکہ کئی رات سے قطعی نہ سویا تھا اور برابر محنت کرتا رہا تھا آخر کار سُست
ہو گیا اور اُس کے چہرہ سے صاف اُداسی نظر آنے لگی۔

نپولین کے اولڈ گارڈ کی ایک پلٹن پر دشمن کے سخت حملے ہو رہے تھے
اور پلٹن کئی گھنٹے سے دشمن کو برابر روکتی اور پسپا کرتی رہی تھی۔ یہ حملہ دشمن
کے سوار کر رہے تھے۔ اس باٹری کا بچانا نپولین کے لئے بڑا ضروری تھا۔
ایک وقت دشمن کی طرف سے آتش باری ذرا کم ہوئی اور یہ دیکھ کر نپولین نے

اپنے گھوڑے کو مہمیز کیا اور اپنی باڑی اور دشمن کے توپ خانہ کے بیچ میں جا گھسا۔ تاکہ اپنے سپاہیوں کی ہمت بڑھا دے۔ زمین پر مقتولوں کی لاشیں نہایت کثرت سے بچھی ہوئی تھیں۔

نپولین نے بڑے تاسف سے کہا" اس موقع پر ہم کو سخت نقصان اٹھانا پڑا ہے" اور پھر اپنے بہادر سپاہیوں کی طرف گھوم کر بولا" میں تو جانتا تھا کہ میرے سپاہی یہ جگہ روسیوں کے قبضہ میں نہ جانے دینگے"

یہ سن کر ایک پرانا گولنداز بولا" روسیوں کو آگے بڑھنے دو اور مزہ دیکھ لینگے" یہ گولنداز تلوار کے زخم سے گھائل تھا اور خون میں تر ایک رومال کی پٹی اُس کے سر میں بندھی ہوئی تھی۔ پھر یہ گولنداز شاہنشاہ کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا" لیکن جہاں پناہ۔ یہ موقع آپ کے کھڑے ہونے کا نہیں ہے۔ آپ ہم سب سے زیادہ ماندہ ہیں جائیے اور آرام کیجیے"

شاہنشاہ نے جواب دیا" ہاں میں جاؤنگا اور آرام کرونگا۔ لیکن لڑائی فتح ہو جانے دو"

یہ سن کر ایک بوڑھا تجربہ کار سپاہی کہنے لگا" نہیں جہاں پناہ۔ میرے رفیق نے جو کچھ کہا ہے وہ صحیح ہے آپ کے کپڑے بیشک مینہ میں شرابور ہیں جائیے اور کپڑے بدلیے" سپاہی نے یہ لفظیں ایسی محبت اور ایسے پیار سے کہی تھیں جیسے کوئی بچہ اپنے شفیق باپ سے کہتا ہے۔

نپولین نے جواب دیا" میں تو اسی وقت آرام کرونگا۔ جب تم سب آرام کروگے اور میرا مطلب اس سے یہ ہے کہ جب لڑائی ختم ہو جائیگی"

یہ پرانا سپاہی جواب میں کہنے لگا" جی حضور۔ مجھے معلوم ہے کہ اس باڑی کا آپ کو بہت خیال ہے۔ لیکن آپ اطمینان رکھیں۔ ہماری موجودگی میں دشمن کی

یہ ہستی نہیں ہے کہ اس باڑی کو چھین لے۔" (پھر اپنے ساتھیوں کی طرف مخاطب ہو کر) "کیوں جی یہی بات ہے نا؟" اور تمام سپاہیوں نے ایک نعرہ مارا اور کہا۔" ہاں بیشک یہی بات ہے۔ دشمن کی مجال نہیں کہ ادھر آنکھ اٹھائے۔" یہ جواب سن کر بوڑھا سپاہی بولا۔" جہاں پناہ نے سن لیا؟ بس باڑی کے ہم ذمہ وار ہیں اور آپ جائیے اور آرام کیجیے۔ آپ کا یہاں کوئی کام نہیں ہے۔"

نپولین مسکرایا اور کہنے لگا۔" اچھا۔ بہت اچھا۔ مجھے تم پر بھروسہ ہے۔" اور گھوڑے کو مہمیز کر کے دھوئیں کے بادل میں گھس کر نگاہوں سے غائب ہو گیا۔ گر اب کے طوفان میں گھس کر اپنے سپاہیوں کی ہمت بڑھاتا تھا۔ اور اسی مقام پر پہونچتا تھا جہاں سب سے زیادہ خطرہ ہوتا تھا۔

کالن کورٹ کہتا ہے۔ خانگی زندگی کے اعتبار سے جو نپولین سے واقف ہے وہی اس کے ساتھ انصاف کر سکتا ہے۔ اور مجھے تو اس کے حالات حفظ یاد ہیں۔ اور جتنا زمانہ گذرتا ہے وہ حالات ایک سہانے خواب کی طرح ہوتے جاتے ہیں۔ اور اگر تم یقین لاؤ تو میں شاہنشاہ کو اس کی حربی مہمات کی وجہ سے جس کی تمام عالم میں شہرت تھی خوبیوں کی مجسم تصویر نہیں سمجھتا۔ بلکہ اس کے خانگی معاملات کو دیکھتے ہوے میں اس کو بے نظیر انسان خیال کرتا ہوں یہ ایسی انوکھی بات ہے کہ مجھے خود حیرت میں ڈال دیتی ہے۔"

رات ہوئی۔ طوفان باد۔ شدت بارش اور گھنگھور گھٹاؤں کی وہی حالت تھی۔ تمام رات بڑی کثرت سے مینہہ برستا رہا اور تھکے ہوے سپاہیوں کو شرابور کر دیا۔ تاریکی میں ہزیمت خوردہ جتھہ کے بادشاہ اسی پہاڑی پر جمع ہوے جس سے صبح کو بڑے حوصلوں کے ساتھ ڈرلیسڈن پر حملہ کرنے کو نیچے اترے تھے۔ نپولین کو آرام سے سروکار نہ تھا اور برابر مراسلات لکھوا رہا تھا۔ اس کی فکر کی کوئی انتہا نہ تھی

اُس کو اچھی طرح معلوم تھا کہ اُس کی حالت نہایت نازک تھی۔

آدھی رات کو اپنے کمرے میں ذرا دیر تک مضطربانہ ٹہلتا رہا اور پھر یکایک ٹھوکر کالن کورٹ سے بولا۔ اور تمہیدی تقریر کسی قسم کی نہ کی :۔

"مرات آگیا ہے"

اور پھر خیال میں ڈوبا ہوا ٹہلنے لگا۔ اور پھر ٹھہر گیا اور کالن کورٹ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"میں نے اُس کو اپنے گارڈ کا سپہ سالار کیا ہے"

کالن کورٹ کو اچھی طرح یاد تھا کہ مرات نے ماسکو سے مراجعت کے ہنگام میں کیسی شرمناک غداری کی تھی اور اُس کو سخت تعجب ہوا کہ ایسی زبردست فوج کا سپہ سالار پھر مرات ہی کو بنایا گیا۔

نپولین کہنے لگا: "کالن کورٹ مجھے یقین تھا کہ تم کو تعجب ضرور ہوگا۔ لیکن پہلے تو میں نے اُس کو سخت ملامت کی اور آخر کار اُس کی خوشامد اور اصرار کو میں نے مان لیا مرات مجھے دھوکا نہ دیگا۔ کالن کورٹ بعض منحوس ساعتیں ہوتی ہیں اور اُن کا غالب آنا ہمارا فرض ہوتا ہے۔ جب تک میرا اقبال یاور ہے مرات ہمارا ساتھ نہ چھوڑیگا۔ اور اس وقت موجودہ افکار ایسی لاحق ہیں کہ آیندہ کا خیال نہیں ہوسکتا"

آدھی رات جاکر اب ایک گھنٹہ اور گذر گیا تھا۔ مینہ کی وہی حالت تھی۔ سڑکوں پر تیز ہوا کے جھوکے چل رہے تھے اور سپاہی میدان میں بھیگے پڑے ٹھٹھر رہے تھے۔ نپولین کو معلوم تھا کہ صبح کو کیسا حشر برپا ہونے والا تھا۔ چنانچہ وہ شہر کے پھاٹک سے پیدل باہر گیا اور اپنے بیرونی مورچوں کا ملاحظہ کرنے لگا۔ سپاہیوں کے قیام گاہوں پر جاکر تسلی اور دلاسا دیتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا کہ جیسی تکلیف اُس کی سپاہ کو تھی ویسی ہی اپنے اوپر خوشی سے لے رہا تھا۔ اور سپاہیوں کو دکھلا رہا تھا کہ دراں حالیکہ سپاہی جاڑے اور مینہ سے سختی اُٹھا رہے تھے اُن کا شاہنشاہ کسی محفوظ ایوان

میں آرام نہ کر رہا تھا بلکہ اُن کے ساتھ تمامی مصائب میں شریک تھا۔ پھر دشمنوں کے مورچوں کو اچھی طرح پڑتال کر اُس نے صبح کی جنگ کا نقشہ اپنے ذہن میں قائم کر لیا اور شہر میں لوٹ آیا۔

اپنے مارشلوں اور جنرلوں کو نہایت تفصیلی مراسلات اور ہدایات بھیجیں اور اُن افواج کو جو ڈرلیسڈن کے قریب تھیں فوراً شہر میں چلے آنے کی سخت تاکید بھیجی۔ اور اُس کی افواج اس تیزی سے دھاوا کرتی ہوئی آئیں کہ صبح ہوتے ہوتے نپولین کے پاس ایک لاکھ تیس ہزار فوج جمع ہوگئی۔ غنیم کے پاس بھی کمک آگئی تھی اور دو لاکھ سے زیادہ سپاہ کے ساتھ صبح کو حملہ کیے جانے کو تھا۔ ۴۴۹

صبح کو پھر عناصر کا وہی حال تھا۔ مینہ برس رہا تھا۔ آندھی چل رہی تھی۔ نہایت صبح سے جنگ شروع ہوگئی۔ اور تین بجے سہ پہر تک بڑی خونریز لڑائی رہی۔ نپولین ہر موقع پر فتح پا رہا تھا۔ اور دشمن پس پا ہو کر بوہیمیا کے پہاڑوں کی طرف ہٹ رہے تھے۔ اسکندر اور فریڈرک نے پھر آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اُن کی افواج کو ہزیمت ہوئی۔ اور وہ نپولین کے سامنے ٹھہر نہ سکیں اور بھاگیں۔ نپولین نے بیس یا بتیس ہزار کے قریب اسیر کیے۔ چالیس جھنڈے اور ساٹھ توپیں چھین لیں۔ اور غنیم کی طرف دس ہزار سے زیادہ مقتول اور مجروح ہوئے۔

دورانِ جنگ میں نپولین نے یہ بات دیکھی کہ اُس کی ایک باڑی کام سستی سے کرنے لگی اور دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ توپیں ایسی نیچی لگی تھیں کہ دشمن تک گولے نہ پہنچتے تھے۔

نپولین نے کہا "کچھ پرواہ مت کرو۔ برابر گولے مارے جاؤ اور دشمن کو اس طرف مخاطب رکھو"

اور فوراً توپوں نے کام شروع کر دیا۔ کوئی دو ہزار گز کے فاصلہ پر ایک

پہاڑی پر دشمن کی طرف ایک جماعت نظر آئی اور نپولین کے مورچے کو دیکھنے لگی۔ نپولین کی فوج کا ایک دستہ کہر میں پوشیدہ ایک جانب کو حرکت کر رہا تھا۔ نپولین نے اس جماعت کو منتشر کر دینا چاہا اور اپنی باڑی کے کپتان کو حکم دیا۔

ایک درجن گولے تو اس جماعت پر پھینکدو۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ خبر لون کی جماعت ہے۔"

اتفاق اس جماعت میں مورو موجود تھا اور شاہنشاہ اسکندر کے ہمراہ کھڑا ہوا غنیم کی توپوں کو فرانسیسیوں کی طرف قائم کرا رہا تھا۔ نپولین کی طرف سے ایک گولہ ایسا نشانہ پر پڑا کہ مورو کے گھوڑے کو مارکر مورو کی دونوں ٹانگوں کو بیکار کر دیا اور ایسی درہمی برہمی پھیلی کہ اسی حالت میں نپولین نے دیکھا کوئی افسر گھوڑے سے گرا۔ مورو کی دونوں ٹانگیں کاٹنے کی فوراً ضرورت ہوئی۔ کھال کے ذریعہ سے مورو کی ٹانگیں جڑی رہگئی تھیں اور اسی حال میں وہ ڈولی میں ڈالا گیا اور میدانِ جنگ سے کچھ فاصلہ پر ایک جھونپڑی میں پہونچا دیا گیا۔ مورو پر برابر مینہہ برستا رہا اور وہ قطعی بھیگ گیا اور چند کمل اس کو اڑھا کر سردی سے محفوظ کیا گیا۔ پھر ایک میز پر بٹھالا گیا اور ڈاکٹر نے ایک ٹانگ کو کاٹنا شروع کیا۔ لیکن مورو ایسا مضبوط تھا کہ ڈاکٹر برابر رگوں اور پٹھوں کو تراش رہا تھا اور مورو بے تکلف اپنا سیگار پی رہا تھا اور چہرہ پر شکن نہ تھی۔ جب ایک ٹانگ سے فرصت ہوگئی تو ڈاکٹر نے دوسری کو دیکھا اور افسوس سے کہا:-

"یہ بھی کاٹی جائیگی۔ بچ نہیں سکتی۔"

مورو نے کہا:- اگر مجھے یہ معلوم ہوتا تو میں مرجانا قبول کر لیتا۔ مگر خیر۔ اچھا۔ اسے بھی قطع کر دو" اور پھر اپنا سیگار پینا شروع کر دیا۔

شام کے قریب اس جھونپڑی کی طرف بھی فرانسیسی افواج کے ایسے گولے آنے لگے کہ جلدی سے ایک اور ڈولی منگائی گئی اور نہایت شدید درد کی حالت میں مورو

کو کئی میل اور دور پہونچایا گیا۔ دوسری صبح کو پھر خطرہ ایسا پیدا ہوا کہ مورو کو اسی خراب حالت میں دوسرے مقام پر پہونچایا گیا۔ اور اب بوہیمیا کی سرحد میں ایک نان بز کے مکان میں مورو کا قیام ہوا۔ یہاں سے اُس نے اپنی بی بی کو ایک خط لکھا جس کی نقل ذیل میں کی جاتی ہے:-

"جانِ مورو۔ ڈریسڈن کی لڑائی میں آج تیسرا دن ہے کہ میرے ایسا گولا لگا کہ میری دونوں ٹانگیں اڑا لے گیا اس بدمعاش بوناپارٹ کو ہمیشہ فتح ہوتی ہے۔ جہاں تک ممکن تھا خوبی کے ساتھ میری دونوں ٹانگیں قطع کی گئی ہیں۔ اگرچہ ہماری فوج پیچھے ہٹ رہی ہے لیکن اس کو ہزیمت نہیں کہتے ہیں اور اس سے ہمارا یہ منشا ہے کہ بوناپارٹ ہمارے تعاقب میں اتنا آگے بڑھ آئے کہ جنرل بلوشر سے قریب ہو جائے یہ خط مینے گھسیٹ لکھ دیا ہے۔ جس کی معافی چاہتا ہوں۔ مجھے تم سے بڑی محبت ہے"

اس کے دو دن بعد مورو مرگیا۔ آخر دم تک درد کی طرف سے اُس کو کوئی حس نہ ہوئی اور یہی حال تمام عمر رہا تھا مرتے وقت بھی اُس کو خدا کا کچھ خیال نہ تھا اور نہ دل پر یہ اثر تھا کہ آیندہ بھی کوئی زندگی ہے جس میں انسان کو حساب دینا ہوگا۔ پس ایسی موت کوئی بہادرانہ موت نہیں ہے۔ یہ موت تو حیوانی موت ہے۔ اُس کی نعش کو روغن دیا گیا اور پھر سینٹ پیٹرزبرگ کو پہونچائی گئی جہاں بڑے فوجی اعزاز کے ساتھ وہ روسی قبرستان میں دفن کی گئی۔ اسکندر نے بڑی ہمدردی سے مورو کی بیوہ کو خط لکھا اور پانچ لاکھ فرانک نقد بھیجے اور ۲۰ ہزار پانسو فرانک کی سالانہ حین حیاتی پنشن منظور کی۔ اب مورو اپنے وطن فرانس کے دشمنوں کی زمین کے نیچے سو رہا ہے اور اُس کی بات کسی فرانسیسی نے نہ پوچھی۔ لیکن نپولین کی نعش کو فرانس نے یک زبان ہو کر سینٹ ہلینا سے طلب کرلیا اور اُس کو پیرس میں دفن کیا جہاں اب نپولین اُنھیں لوگوں میں سوتا ہے جو اُس کے محبوب تھے۔

اس جنگ کے دوران میں نپولین نے خود اپنے خسر شاہنشاہ آسٹریا کی فوج پر گولہ باری کی تھی اور اس سے اُسے ایسا افسوس ہوا کہ کالن کورٹ سے کہنے لگا:۔
"آسٹریا کے شاہنشاہ کے مشیر تو ایسے بدمعاش ہیں کہ پھانسی دینے کے لائق ہیں۔ یہ جنگ تو بڑی ظالمانہ اور مجرمانہ ہے۔ آخر یہ معاملات کب ختم ہونگے؟"
اس خونریز لڑائی کی شام کو مینہ سے بھیگا ہوا اور بالکل تھکا ماندہ نپولین ڈرلیسڈن کو واپس آیا شہر کے باشندوں اور شاہی خاندان کے لوگوں نے بڑی خوشی سے اُس کا خیر مقدم کیا۔ نپولین نے اس بات پر بڑے تاسف کا اظہار کیا کہ اُس کے رفیق کا شہر دشمنوں کی گولہ باری سے برباد ہوا اور ایک معنی کر فرانس کی وجہ سے یہ بات پیش آئی۔ اُس کو بہت رحم آیا اور جن لوگوں کا مالی نقصان ہوا تھا ۲۴۰
اُن کو بڑی بڑی رقمیں عنایت کیں اور حکم دیا کہ مجروحوں کی خاص طور سے نگرانی ہو اور جو شخص اُس کے پاس آیا وہ نہایت ہی محبت اور اخلاق سے اُس کے ساتھ پیش آیا۔ اپنے قیدیوں اور دشمن کے مجروح سپاہیوں کے ساتھ بھی اس نے بڑی ہمدردی کی۔ اور نپولین کی فیاضی اور عالی حوصلگی کی نظیر نہیں ملتی جب کہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ تمامی غدار مجروحوں کے ساتھ بھی اُس نے وہی عنایت کی جو اپنے مجروحوں کے ساتھ کی اور یہ وہ غدار تھے جو نپولین کی فوج سے بھاگ کر دشمن سے جا ملے تھے اور ان کو دشمنوں نے خود نپولین کے مقابلہ میں لڑایا تھا۔
آدھی رات کے بعد نپولین ایوان شاہی کو لوٹ کر آیا۔ ۳۶ گھنٹہ سے اس نے کسی قسم کا آرام نہ کیا تھا اور ہر وقت مینہ میں بھیگتا رہا تھا۔ اور ٹھنڈی ہوائیں لگتی رہی تھیں۔ لیکن باوجود اس کے محل میں بیٹھ کر تمام رات حکم لکھواتا رہا۔ کالن کورٹ ایسا تھک گیا تھا کہ اپنے گھوڑے پر بیٹھا بیٹھا سو جاتا تھا اور توپیں چاروں طرف گرجتی تھیں اور اُس کو خبر نہ ہوتی تھی۔ کالن کورٹ کہتا ہے: "گذشتہ پانچ مہینے سے

ہم پر ایسی محنت پڑی تھی کہ اس کے برداشت کرنے کو فولاد کا مزاج درکار تھا۔ لیکن ہم لوگ اپنا کس طرح خیال کر سکتے تھے جبکہ ہم دیکھتے تھے کہ خود شاہنشاہ ہم سب سے بڑھ کر محنت کر رہا اور تھک رہا ہے"۔

چار بجے صبح کے قریب نپولین لیٹا اور فوراً سو گیا اور بیس منٹ کے بعد یکایک اٹھ بیٹھا اور کہنے لگا:۔

"کالن کورٹ۔ کیا تم موجود ہو؟ کمپو کو جاؤ اور میری تجویز جو قلم بند ہو چکی ہے اپنے ہمراہ لے جاؤ۔ وکٹر اور مارمونٹ کی فوجیں آج رات میں آگئی ہیں۔ اُن کی تعداد دیکھو۔ اور اندازہ کر لو کہ آیا وہ اس جگہ کی حفاظت کے لئے کافی ہیں جو میں نے اُن کے لیے مقرر کی ہے۔ کالن کورٹ یہ بات بہت ضروری ہے۔ دیکھو خود اپنی آنکھ سے دیکھنا اور اپنے مشاہدہ پر اعتماد کرنا"۔

نپولین کھڑکی کے پاس گیا اور موسم کی حالت دیکھنے لگا۔ بڑی شدت سے مینہ برس رہا تھا اور ہوا کا طوفان چل رہا تھا۔ سڑکوں پر سیلاب تھا اور لالٹینوں کی روشنی دھیمی ہو گئی تھی اور کمپو میں ایک مصیبت کا سامنا تھا۔ مینہ سے آگ بجھ گئی تھی اور یلغار سے تھکے ہوئے سپاہیوں کو آرام کے لیئے سوکھی زمین میسّر نہ تھی۔ شاہنشاہ ایوان کے صحن میں اُتر گیا۔ جو گارڈ اس وقت ڈیوٹی پر تھا وہی تھا جو شاہنشاہ کے ہمرکاب پہلے دن میں رہ چکا تھا اور مینہ میں شرابور ہو کر شاہنشاہ کے ساتھ ڈرسیڈن کو واپس آیا تھا۔ اور اس تمنا سے کہ شاہنشاہ اُن کو صاف ستھرا دیکھ کر خوش ہو رات میں اپنی لتھڑی ہوئی وردیوں کے صاف کرنے میں گھنٹوں مصروف رہے تھے اور واقعی صبح ہونے پر دیکھا گیا کہ وہ نہایت ہی آراستہ اور صاف ستھرے سپاہی تھے گویا کہ کوئی ابھی انہیں نوکری دے کر لوٹے تھے۔ نپولین کو بھی اُن کی صفائی دیکھ کر حیرت ہوئی۔

اُس نے بڑے پیار سے پوچھا "تم کو آرام نہ ملا ہوگا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم تمام رات اپنی وردیاں اور اسلحہ صاف کرنے میں مشغول رہتے ہو"

جوانوں میں سے ایک جوان بولا۔ "جہاں پناہ کوئی پرواہ کی بات نہیں۔ ہم کو کم سے کم اُتنا آرام ضرور مل گیا ہے جتنا جہاں پناہ کو ملا ہے"

نپولین نے جواب دیا "میری تو عادت ہو گئی ہے کہ آرام نہیں کرتا" اور جوانوں کی طرف ایک نگاہِ الفت ڈال کر ایک سپاہی سے بولا "میں تم کو پہچانتا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ تم مصر میں بھی میرے ساتھ تھے"

سپاہی نے عرض کیا "جہاں پناہ۔ مجھے یہ گذارش کرنے سے فخر ہے کہ میں مصر میں تھا۔ ابوکر کی جنگ میں میں شریک تھا۔ اور کوئی شبہ نہیں۔ نہایت ہی خونریز جنگ ہوئی تھی"

نپولین نے کہا "میں دیکھتا ہوں تمھارے پاس کوئی اعزازی نشان نہیں ہے"

سپاہی نے جواب دیا "جہاں پناہ۔ وہ بھی حاصل ہو جائیگا"

نپولین نے کہا "لو تم کو اعزازی نشان مل گیا۔ اور میں تم کو ابھی تمغہ دیتا ہوں"

کالن کورٹ کا بیان ہے "کہ سپاہی ایسا شکر گزار اور ایسا خوش ہوا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ اور شاہنشاہ کا مُنہہ دیکھنے لگا۔ اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور کہنے لگا آج ہی میں اپنی جان کو جہاں پناہ پر نثار کر دونگا اور یہ امر یقینی ہے" پھر ایسا از خود رفتہ ہو گیا کہ شاہنشاہ کے بھورے کوٹ کو پکڑ کر اُس کا ایک ٹکڑا دانتوں سے کاٹ اپنے بٹن کے سوراخ میں رکھ لیا۔ اور بولا "جب تک لال فیتہ ملے۔ میرا لیجن آف یہی ہے" "شاہا زندہ و سلامت باناد"

گارڈ کے تمامی جوان اپنے ساتھی کی یہ عزت دیکھ کر جوش مسرت سے بھر گئے اور سب نے مل کر شاہا زندہ باناد کا نعرہ نہایت زور سے مارا۔ شاہنشاہ کے قلب پر

بھی اس سے بڑا اثر ہوا۔ اور پھر گھوڑے کو صحن سے باہر نکال لے گیا۔ چیکسنی کے بادشاہ نے یہ تماشہ خود اپنی آنکھ سے دیکھا تھا اور شام کو اس نے بیس اشرفیاں سپاہی کو بھیجکر کہلا بھیجا کہ ان سے سرخ فیتہ خرید لو۔

حسب معمول نپولین میدان جنگ میں پہونچا اور درحقیقت نہایت ہی غمناک نظارہ دیکھا یعنی چند ہی فرسنگ کے میدان میں تین لاکھ جنگجو دو دن متواتر ایک ہزار توپوں اور سوار اور پیدل کے تمامی مہلک ہتھیاروں سے لڑے تھے۔ تمام زمین طرح طرح کے مقتولوں سے پٹی پڑی تھی۔ جابجا کٹے ہوئے اعضا اور بے سر جسموں اور اور گوشت کے ایسے انبار لگے ہوئے تھے کہ آنکھوں سے دیکھے نہ جاتے تھے اور شیطان خصلت مرد اور عورتیں جو لشکر کی بھیڑ میں صرف لوٹنے کی غرض سے شامل رہتی ہیں ان مقتولوں کے بدن سے کپڑے اتار لئے گئے تھے۔ اور جہاں جہاں
خاص طور سے شدید جنگ ہوئی تھی وہاں کشتوں کے انبار لگے ہوئے تھے اور اگرچہ ۱۴۴
ہزار ہا مجروح اٹھا کر اسپتالوں میں پہونچا دیے گئے تھے مگر اب بھی یہ حال تھا کہ جابجا مجروح پڑے کراہ رہے تھے اور بانیں توڑ رہے تھے۔ متحدہ بادشاہوں نے صرف یورپ ہی کی اقوام سے فوجیں جمع نہ کی تھیں بلکہ ایشیا کی بھی سپاہ اُن کے ہمراہ تھی۔ گرگ صفت کاسک اور شائستہ اطوار یورپ کے امرا جنگ میں دوش بدوش کھڑے ہوئے تھے اور اپنے خون ساتھ ساتھ بہائے تھے اور خاک میں ملے تھے۔ ایلی سن صاحب لکھتے ہیں "گاتھ قوم کے سپاہی پر اٹلی کا جوان مقتول پڑا تھا اور لمبے بالوں والے روسی سپاہیوں کی لاشیں بہادر فرینک سپاہیوں کی لوتھوں کے ساتھ مخلوط پڑی تھیں اور آتش مزاج "ہن" مضبوط "نارمن" کے پاس مرا پڑا تھا۔ اور کاسک تاتاری کے ساتھ ملا ہوا تھا"

اب غور طلب بات ہے کہ ایسی عالمگیر خونریزی کے بعد متحدہ بادشاہوں نے

اپنا مدعائے دلی حاصل کیا۔ اور اب پچاس برس سے اُنھوں نے یوروپ کی جمہوری ترقی کو روک رکھا ہے اور شاید یہ خونریز لڑائیاں پھر ہونے والی ہیں۔ لیکن نپولین کو ہم کہاں تلاش کریں کہ وہ جمہور کو مساوات کے ساتھ برابر حقوق عطا کرے اور واجب الاحترام قانون کو نافذ کرکے یوروپ کو انقلاب کی مصیبت سے بچالے پس جب یوروپ کی آیندہ حالت پر نظر ڈالی جاتی ہے تو مایوسی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔

شاہنشاہ نے اس غمناک منظر کو تھوڑی دیر تک خاموشی سے دیکھا۔ اور پھر اپنا گھوڑا آگے بڑھایا کہ بھاگتے ہوئے دشمن کا حال معلوم کرکے تعاقب کا انتظام کرے چونکہ برابر بھیگتا اور جاگتا رہا تھا اور تھکائی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ نپولین زیادہ دور نہ جانے پایا تھا کہ یکایک دردِ سر پیدا ہوا اور استفراغ کے ساتھ شدید تپ چڑھ آئی۔ اور مجبور ہو کر گاڑی میں سوار ہو کر ڈرلیسڈن واپس آیا چونکہ نپولین خود بیمار ہو گیا تھا لامحالہ تعاقب کا انتظام جنرل لون کے ہاتھ میں رہا۔

اگر نپولین یکایک بیمار ہو کر صاحب فراموش نہ ہو جاتا تو گمانِ غالب تھا کہ غنیم ایسے پریشان اور بدحواس ہو گئے تھے کہ صلح کی درخواست کرتے۔ لیکن فرانسیسی سپاہ پر حادثات کا ہجوم شروع ہوا۔ روس۔ پروشیا اور آسٹریا نے بڑی بڑی کمکیں منگائیں۔ اور ہر روز اُن کی تعداد بڑھنا شروع ہوئی۔ اگرچہ نپولین حالت فتح میں تھا لیکن اُس کی فوجیں تعداد میں کم ہوتی جاتی تھیں۔ اور اُن کی کمی کو پورا کرنا غیر ممکن تھا اور جمہوری فرماں روا جو نپولین کے رفیق تھے اُس کو غالب دشمنوں کے نرغہ میں پھنسا ہوا دیکھ کر بے دل ہونے لگے۔ اور ان ریاستوں میں جسقدر فریق شاہی کے حامی تھے ایسے خوش ہوئے کہ زیادہ شدت سے نپولین کے خلاف سعی کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

(۱) جنرل وَین ڈیم ایک فرانسیسی آتش مزاج مشہور جنرل تھا۔ نپولین نے اس کو بوہیمیا کے کوہستان میں متعین کیا تھا اور یہ وہی جنرل وَین ڈیم تھا۔ جس کے متعلق ایک مرتبہ

نپولین نے کہا تھا۔

"اگر جنرل میرے ہاتھ سے نکل جاتا۔ تو اسے پھر حاصل کرنے میں جو کچھ میرے پاس ہوتا سب صرف کر دیتا۔ لیکن اگر ایسے دو جنرل میرے پاس ہوتے تو یہ انتظام کرتا کہ ایک دوسرے کے گولی مار دے"

چونکہ اودھر سے فرات۔ مارمونٹ اور سینیٹ کر غنیم کے تعاقب میں نکلے اور وین ڈیم خاص موقع سے دشمن کے عقب میں موجود تھا۔ نپولین کو یقین کامل تھا کہ دشمن بچکر نہ جا سکتا تھا۔ لیکن جنگ کا اتفاق۔ وین ڈیم کو دشمن کی ایک بہت بڑی فوج نے گھیر لیا۔ بڑی خونریز جنگ کے بعد جس میں بہت اتلاف جان ہوا۔ بیس ہزار فرانسیسی فوج بہ سرکردگی جنرل کوربینو دشمن کی صفیں چیر کر نکل گئی لیکن جنرل وین ڈیم اور سات ہزار سپاہ اسیر ہو گئی

جنرل اوڈے نات کو نپولین نے حکم دیا تھا کہ برناڈوٹ سے لڑے۔ لیکن اس پر یکایک اسّی ہزار دشمن آ ٹوٹے اور اُس کو ہزیمت ہو گئی اور پندرہ سو سپاہی کام آئے اور آٹھ توپیں دشمن نے چھین لیں۔ جنرل جے رارڈ چھ ہزار سپاہ لے کر اوڈے نات کی مدد کو میگ ڈے برگ سے روانہ ہوا۔ لیکن اس پر بھی دشمن کی بہت بڑی فوج نے حملہ کیا اور اُس کو فرار ہونا پڑا۔ اور دشمن نے پندرہ سو اسیر کر کے جملہ سامان چھین لیا۔

جنرل میکڈانلڈ۔ بلوشر پر حملہ کرنے کو جارہا تھا کہ خود ایک پُرسیلاب گھاٹی میں پھنس گیا اور ہزیمت اُٹھانا پڑی۔ جنرل لارسٹن جنرل میکڈانلڈ کی فوج کے میمنہ کا کمانیر تھا اور غنیم نے اسے بھی گھیر لیا اور ایک ہزار سپاہ کے ساتھ اس کو بھی اطاعت کر لینا پڑی۔

اودھر تو نپولین بستر رنج پر پڑا تھا اور اُدھر یہ تمامی وحشت ناک خبریں اُس کو دی جا رہی تھیں اور اُس کی سپاہ کا قریب تیس ہزار کے اتلافِ جان ہو چکا تھا۔

اُس نے مُرات سے کہا" جنگ کے ایسے ہی پہلو ہوتے ہیں کہ صبح کو فتح ہوتی ہے اور شام کو ہزیمت۔ اور فتح اور شکست میں صرف ایک قدم کا فصل ہے"

نپولین کے قریب ہی ایک میز پر جرمنی کا نقشہ رکھا ہوا تھا۔ اور اُس نے اس نقشہ کو اٹھاکر غور سے دیکھا اور آہستہ آہستہ کارنیل کے اشعار پڑھنے لگا جن کا مطلب یہ ہے:-

میں نے برسوں خدمت کی۔ فوجوں پر حکومت کی۔ اور فتوحات حاصل کیں۔ دنیا کا میں تاجدار رہا اور قسمتوں کی بوقلمونی اپنی آنکھوں سے دیکھی اور مجھکو تجربہ ہوگیا کہ فرمانرواؤں کی قسمت کا مدار ایک واقعہ اور لمحہ پر ہے"

لیکن ابھی حادثات پر حادثات اور ہو رہے تھے۔ ڈمبرگ کی شہر پناہ کی قریب دشمن نے "مارشل نے" پر حملہ کیا اور مارشل نے کی فوج کے ایک دستہ نے جو سیکسن فوج سے متعلق تھا یہ خیال کرکے کہ نپولین کے مقابلہ میں لاتعداد غنیم ہے اور نپولین فتح نہ پائیگا۔ عین ہنگام قتال میں فرانسیسی فوج کو چھوڑا اور بھاگ کر دشمن کی صفوں میں جا ملا اور ایسا گمان ہوتا ہے کہ اس دستہ نے پہلے ہی دشمن سے ساز کر لیا تھا۔ اور اس خالی جگہ میں دشمن کے رسالے در آئے اور مارشل نے کی فوج کے صاف دو ٹکڑے کردیے ان رسالوں کے ہمراہ دس ہزار پیادہ سپاہ اور چالیس توپیں بھی تھیں چنانچہ مارشل نے کے دونوں حصے اپنی اپنی سمتوں میں فرار ہونے پر مجبور ہوگئے

اگرچہ نپولین ویسا ہی سخت علیل تھا لیکن جب پے در پے حادثات کی خبر سنی تو اُس سے نہ رہا گیا اور وہ اٹھ بیٹھا اور اُسی بیماری کی حالت میں فوج سے جا ملا۔ اور اس وقت سے مخالف اور موافق مورخین کا اتفاق ہے کہ نپولین نے ایسے ہنر اور شجاعت اور استقلال کا اظہار کیا کہ دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتا اور باوجود اپنی متواتر فتوحات کے آخر میں نپولین کو زوال ہوا چونکہ چاروں طرف سے بے شمار

دشمن نے گھیر لیا تھا اور ہر سمت سے حملہ کیا تھا فتح بیکار تھی۔ آج دشمن کو ہزیمت ہوئی تھی لیکن کل دوگنی تعداد سے پھر سامنے موجود ہوتا تھا۔

باب پنجاہ و ششم

لیپ زگ کا حادثہ

غنیم کو پے در پے ہزیمت۔ شاہنشاہ کی حیرت انگیز تجویز۔ اُس کے جنرلوں کی غداری۔ نپولین کو عزم لیپ زگ کو ہٹ کر آنا۔ لیپ زگ کی جنگ صلح کی درخواست۔ نپولین کی بیماری۔ لڑائی کا دوسرا دن سیکسن افواج کی غداری۔ گولہ بارود کا نہ رہنا۔ مراجعت سیکسنی کے بادشاہ سے آخری ملاقات۔ شاہنشاہ کی حیرت انگیز فیاضی۔ ہیناؤ کی جنگ۔ قلعوں کا اطاعت کر لینا۔ متحد بادشاہوں کی بے ایمانی۔ نپولین کا پیرس آنا۔

باٹ زن کے قریب ۴ ستمبر کو نپولین میکڈانلڈ کی فوج سے جا ملا۔ قریب ہی کی بلندیوں پر غنیم کی فوج بلوشر کی ماتحتی میں مقیم تھی۔ نپولین کے پہونچتے ہی میکڈانلڈ کی فوج متحرک ہو گئی اور غنیم پر حملہ کر کے اُن کو مورچوں سے نکال دیا۔ اور تمام دن بڑی سختی سے تعاقب کیا۔ اسی حالتِ فتح میں نپولین کے پاس ایک سوار خبر لایا کہ بوہیمیا کے پہاڑوں سے دشمن کی ایک فوج اتری ہے اور ڈریسڈن پر حملہ کرنا چاہتی ہے۔ نپولین فوراً لوٹ پڑا اور دریائے ایلب کی سمت روانہ ہوا۔ اور دوسرے دن سات بجے شام کو دشمن کے ہراول کے سامنے پرنا میں جا پہونچا۔ یہاں سے ڈریسڈن ۱۵ میل تھا۔ دشمن نے جنگ کو اپنے حق میں مفید نہ خیال کیا اور کوہی گڑھیوں کی طرف ہٹنا شروع کیا۔ بقول سر والٹر اسکاٹ کے۔

"اُن کو یہ خوف تھا کہیں ایک ہی جنگ میں قسمت کا فیصلہ نہ ہو جائے"۔

شاہنشاہ نے ۔ ۰ ہمیل تک تعاقب کیا ۔ اور دشمن کے پیچھے پیٹرز والڈ کی گھاٹیوں میں چلا گیا ۔ بلوشر دوسری طرف سے ڈریسڈن پر یورش کرنے کو آرہا تھا ۔ اب نپولین بلوشر کی طرف گھوما ۔ یہ دیکھ کر کہ اُس کی طرف نپولین آتا ہے ۔ بلوشر بھاگا ۔ مگر لوپ لڑکے قریب اسکوارٹن برگ کی دیواروں کے نیچے نپولین نے آسٹریا کی فوج کو شکست فاش دے کر کلم کی وادی سے زولنس ڈروف تک پریشانی سے بھگا دیا ۔

چونکہ شدید طوفان چل رہا تھا نپولین زیادہ آگے تک تعاقب نہ کرسکا ۔ اور ہزیمت خوردہ آسٹریا کی فوج پیچیدہ راستوں سے اچھی طرح واقف ہونے کی وجہ سے اپنی جان بچا نکلی ۔ اب نپولین ڈریسڈن کو فاتح اور منصور واپس آیا ۔ لیکن اُس کی فتح سے کیا نتیجہ تھا ۔

یہاں اُس کو معلوم ہوا کہ بڑی قوی فوج کو ہمراہ لے کر برناڈوٹ دریائے ایلب کو عبور کر گیا ہے کہ فرانسیسی فوج کا پیرس سے تعلق قطع کر دے ۔ یہ خبر سنتے ہی نپولین نے بڑی تیزی سے کوچ کر دیا اور یہ بات معلوم کر کے برناڈوٹ کو یقین ہو گیا کہ شاہنشاہ نہایت سخت جنگ کریگا پس وہ بدحواسی سے ڈریسڈن کی طرف واپس چلا گیا ۔ ایک مہینہ متواتر متحدہ بادشاہ ڈریسڈن کو فتح کرنے کی کوشش کرتے رہے ۔ لیکن نپولین کے سامنے ایک بھی پیش نہ چلی مگر اسی کے ساتھ وہ کسی جمی ہوئی اور قبضہ کر دینے والی جنگ میں بھی نپولین کو سامنے نہ آئے

نپولین کی فوج ہر روز کمزور ہوتی جاتی تھی ۔ اور باوجود ہزیمتوں کے غنیم کی تعداد بڑھتی جاتی تھی ۔ رین کے جتھہ کی بھیجی ہوئی بہت سی فوج نپولین کی فوج کے ہمراہ تھی اس فوج کا بڑا حصہ اُجرت پر لڑنے والا گروہ تھا اور ہمیشہ اوسی کی طرف سے وہ لڑنے کو تیار رہتے تھے جو اُن کو زیادہ اجرت دیتا یا جدھر اُن کو نفع کی زیادہ امید ہوتی ۔ اس ہنگام خطر میں یہ دیکھ کر کہ نپولین کو شکست ہوگی کیونکہ یورپ کے تمامی بادشاہ اُس پر چڑھ آئے تھے ۔ اس فوج کے بڑے بڑے گروہ بھاگنا شروع ہو گئے ۔ انگلستان

کے خوفناک دشمن کے مقابلہ میں یہ پاک جہاد تھا اور جس میں اب کامیابی کی صورت نظر آتی تھی لہذا انگلستان نے خوب جی کھول کر غدّاروں کو زر دینا شروع کردیا۔

لارڈ کیبھ کارٹ - سر رابرٹ ولسن اور دوسرے انگریزی کمشنر متحدہ بادشاہوں کے کیمپ میں موجود تھے اور ہر شخص سے تنہا یا ہر گروہ سے سوداگرتے اور روپیہ دیتے تھے جو نپولین کے خلاف جنگ میں آکر شریک ہوتا تھا۔ رسالے اور اخبار نہایت ہی کثرت سے تقسیم ہورہے تھے اور ان میں نپولین کو ہر طرح سے بدنام کیا تھا اور گستاخی سے لکھا تھا کہ ان خونریز لڑائیوں کا نپولین ہی بانی تھا اور فرانس اور یورپ کے آدمیوں سے درخواست کی جاتی تھی کہ اس ظالم نپولین کو پامال کرکے یوروپ میں امن چین قائم کریں اور دنیا کو آزادی بخشیں۔ بہت سے احمق اور متلون مزاج لوگوں نے ان باتوں اور بہتانوں کو یقین کرلیا اُن کو کیا معلوم تھا کہ یہ سب یاروں کے توڑ جوڑ ہیں۔ اُن کو صرف یہ معلوم تھا کہ کئی برس سے یوروپ کے بادشاہوں کے ساتھ نپولین کی جنگ ہورہی تھی۔ اُن کو اب یہ یقین ہوگیا کہ نپولین کے زوال سے ممکن تھا کہ فرانس اور جرمنی میں امن چین ہوجائیگا جس کی بڑی تمنا کی جارہی تھی۔

نیپر صاحب بڑے غصہ سے اُس رشوت کے بازار کی گرمی کا حال لکھتے ہیں جو برطانیہ کی گورنمنٹ میں پیوست ہوگئی تھی اور بزور برطانیہ کے اخباروں کا کس طرح مُنہ بند کیا گیا تھا۔

" فاتح ولینگٹن کی ایسی حالت اُس وقت تھی جبکہ انگریزی وزرا کروڑ ہا روپیہ براعظم یورپ میں بھیج رہے تھے۔ اور جبکہ جرمنی کے ہر ایک تاجدار۔ شریک۔ یا ڈاکو۔ کو جو ایک گروہ قائم کرلیتا تھا یا نپولین کے خلاف آواز بلند کرتا تھا برطانیہ کی طرف سے مُنہ مانگا روپیہ دیا جاتا تھا۔ اس تمام زمانہ میں کسی سرکاری عہدہ کی تنخواہ نہ گھٹائی گئی۔ کوئی ٹھیکہ نہ روکا گیا۔ کسی بُرائی کو دفع نہ کیا گیا۔ اور غفلت کی وجہ سے کسی ملازم کو ملامت

نہ کی گئی۔ کسی ایڈیٹر کی یہ مجال نہ تھی کہ ان باتوں کا حال شائع کرتا کیونکہ اُس کو سزا کا خوف تھا ٹوری[1] مبارک باد دیتے تھے اور وزرا مبارک باد سننے سے نہ تھکتے تھے۔ کسی وِگ ممبر کو نہ اتنا ہوش تھا نہ اتنی جرأت تھی کہ اس ظالمانہ طریقہ پر جرح کرتا۔"

ستمبر ختم ہوا تھا کہ میکسی مِل ین جوزیف۔ بادشاہ بیویریا Bavaria کا جس کی بیٹی یوجین کو بیاہی تھی۔ ایک خط نپولین کے پاس آیا جس میں لکھا تھا کہ بیویریا اب چھ ہفتے سے زائد فرانس کی شرکت نہیں کرسکتا۔ تمام جرمنی کو غنیم کی فوج نے تاخت و تاراج کر ڈالا ہے اور کہتا ہے کہ یا تو بیویریا ہماری طرف ہو یا علانیہ فرانس کی طرف ہو جائے۔ بس ضرورت ہے کہ یا تو بیویریا یا فرانس کے خلاف جتھہ کا شریک ہو اور نہیں تو غنیم اُس کو فتح کر لینگے اور نہایت سختی سے پیش آئینگے۔ بیویریا کی علحدگی سے فرانس سے ایسی رفیق بادشاہت جدا ہوئی جاتی تھی۔ جس میں تیس اور چالیس لاکھ کے درمیان مردم شماری تھی۔ اُدھر متحدہ بادشاہوں نے بیویریا کو یہ پیغام بھی دیا تھا کہ اگر فرانس کو چھوڑ کر وہ جتھہ میں شریک ہو جائے تو اُس کی حکومت ویسی ہی برقرار رکھی جائیگی پس بیویریا کا بادشاہ اگر فرانس کا طرفدار رہتا تو قطعی برباد ہو جاتا۔

جیروم ویسٹ فیلیا کا بادشاہ تھا جس کی مردم شماری بیس لاکھ کے قریب تھی۔ یہاں کے باشندے متحدہ بادشاہوں کی بے شمار افواج سے جو جرمنی میں در آئی تھیں ڈر گئے اور اُنھوں نے ایسی بغاوت کی کہ جیروم نے مجبور ہو کر ویسٹ فیلیا کو چھوڑ دیا اور دریائے رین کے کنارہ چلا آیا۔

سیکسنی میں قریب چالیس لاکھ کے مردم شماری تھی۔ یہاں کے بادشاہ فریڈرک آگسٹس اوّل

---

[1] ٹوری اور وگ۔ دو فریق تھے۔ جن کے وکلا پارلیمنٹ میں ممبر تھے۔ ٹوری فریق تو جنگ کا حامی اور امرا کے حقوق اور برتری کا طرفدار تھا لیکن وگ جنگ کے خلاف اور جمہور کے ہمدرد تھے۔ لیکن انگلستان کے پارلیمنٹ میں اُس زمانہ میں ٹوری فریق کا بول بالا رہا اور وگ فریق مغلوب رہا۔

نے نپولین سے ایسی دغا کی کہ صفحہ تاریخ میں اُس کا نام لازوال ہو گیا ہے۔ لیکن سیکسنی کے باشندے نہایت متلون مزاج تھے اور جب اُنھوں نے نپولین کا معاملہ بگڑتا دیکھا تو فاتحین کا شریک ہو جانا مصلحت سمجھا۔

فرڈیرک اول۔ ورٹم برگ کا بادشاہ تھا اور اُس کی رعایا کی دس لاکھ کی مردم شماری تھی اور متحدہ بادشاہوں نے ورٹم برگ کو بگولہ با کی طرح برباد کر دینے کی دھمکی دی۔ ورٹم برگ کے باشندے امن کے لئے فریاد کرنے لگے اور اب نپولین اُن کو نہ بچا سکتا تھا۔ اور اگر ورٹم برگ کے باشندے متحدہ بادشاہوں کے شریک ہوتے تو خواہ نخواہ اُن کو نپولین سے جنگ کرنا پڑتی۔ جو اُن کا محسن تھا۔ متحدہ بادشاہ اس بات کی اجازت نہ دیتے تھے کہ ورٹم برگ کے باشندے کسی کے طرفدار نہ ہوں اور علیحدہ رہیں اب ایسی ایسی دشواریاں تھیں جن سے نپولین محصور تھا۔ تاہم اُس نے کوئی پریشانی کا اظہار نہ کیا۔ کوئی جذبہ اُس پر غالب نہ آیا اگرچہ تمامی لوگوں کی دغاشعاریاں وہ دیکھ رہا تھا جن سے اُس کی بربادی قریب آپہونچی تھی۔ اور بڑے استقلال اور جوانمردی سے جن سے سخت سے سخت دشمن بھی حیرت میں ہو گئے اُس نے تمامی دشواریوں کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ کوئی امید باقی نہ رہی۔

کرنل نیپر صاحب لکھتے ہیں کہ "نپولین نے اس زمانہ میں ایک ایسی زبردست انوکھی اور دشوار تجویز سوچی تھی کہ اُس تک اُس کے کسی ہم عصر جنرل کے ذہن کو رسائی نہ ہوئی تھی اور ولنگٹن جیسے کمانڈر کی دوراندیشی بھی وہاں تک نہ پہونچی تھی چنانچہ اسی وجہ سے ولنگٹن نے نپولین پر اعتراض بھی کیا تھا کہ یہ کہاں کی حربی دوراندیشی تھی کہ نپولین نے دریائے ایلب پر اتنے زمانہ تک قیام کیا۔ لیکن نپولین خود ہی اپنے معاملات کو بہتر سمجھتا تھا۔"

نپولین نے یہ تجویز کیا تھا کہ متحدہ افواج دریائے ایلب کو عبور کر آئی تھیں اور دریا کے

بائیں کنارہ پر خیمہ زن ہوگئی تھیں اور تیزی کرکے نپولین کے عقب میں اسلئے آیا چاہتی تھیں کہ پھر وہ فرانس کو واپس نہ جاسکے۔ چنانچہ ایسی حالت میں نپولین کی یہ رائے تھی کہ دریاے رین کی طرف مراجعت نہ کرنا چاہیے بلکہ سامنے بڑھ کر دشمنوں کو چیر ڈالنا چاہیے اور دوسو میل شمال کو خود غنیم ہی کے ملک میں گھس جانا چاہیے اور دریاے اوڈر کے کنارے جانا اور خود دشمن کے ملک میں دشمن سے جنگ کرنا چاہیے۔ نپولین ایک لاکھ فوج جمع کرسکتا تھا اور غنیم کے پاس پانچ لاکھ سپاہ تھی۔ جب نپولین غنیم ہی کے ملک میں گھس جاتا تو لاچار دشمن کو اسی طرف لوٹنا پڑتا تاکہ نپولین اُن کے شہروں کو فتح نہ کرلے۔

کرنل نپیر صاحب لکھتے ہیں کہ اس تجویز پر عمل کرنے سے آخر میں نپولین ضرور کامیاب ہوتا اگر اس کے ساتھ متواتر بے ایمانیاں اور دھوکے نہ کیے جاتے۔ اور دھوکے اور بے ایمانی کو انھیں بادشاہوں نے اپنا شعار بنا رکھا تھا جس کا الزام بے باکی اور ندامت سے وہ نپولین پر لگاتے تھے:

نپولین نے اپنی تجویز پر عمل شروع کردیا تھا اور فرانسیسی فوج کے دستے برلن کی طرف بڑھ رہے تھے کہ نپولین کو یہ ہولناک خبر ملی کہ بویریا کے بادشاہ نے موعودہ چھ ہفتہ کا انتظار نہ کیا بلکہ مع اپنی تمامی افواج کے دشمن سے جاملا اور اسی طرح ورٹم برگ کے بادشاہ نے کیا اور یہ دونوں رفیق اب نپولین کے دشمن ہوگئے اور اُس کے عقب میں جمع ہوکر انھوں نے اُس کے سامان اور رسد کا رستہ بند کردیا پھر نپولین نے یہ خبر پائی کہ روسیوں کے پاس اسی ہزار فوج کی کمک آپہونچی اور ملک اٹلی کے رستہ سے ایک لاکھ فوج فرانس میں جنگ کرنے کو جارہی ہے اور پانچ لاکھ غنیم کی فوج نے ڈریسڈن پر زرغہ کیا ہے۔

ناظرین خیال کرسکتے ہیں کہ ایسی متوحش خبریں ایسے حالات میں پے درپے

آتا ایک آدمی کو بدحواس کر دینے کے لئے کافی تھیں لیکن نپولین نے ان کو معمولی استقلال سے سُنا۔ اور اُس نے فوراً ہی فرانس کو لکھا کہ اتنی فوج کھڑی کرلی جائے کہ غنیم فرانس پر یورش کرنے میں کامیاب نہ ہو۔پس ملکہ میریا لوئیا خود مجلس وزراء میں گئی اور ایک تقریر کی جو نپولین نے اُس کو لکھ بھیجی تھی۔ اور سینیٹ نے ایک لاکھ اسّی ہزار فوج کی منظوری دیدی اور یہ فوج نہایت تیزی سے تیار ہو کر اپنے ہم وطنوں کی مدد کو روانہ ہوئی جو سلطنت فرانس کی سرحد پر دشمنوں سے جنگ کر رہے تھے۔ نپولین نے افواج بھرتی کرنے کے طریقہ کو از سرِ نو جاری کیا تھا اور اسی طریقہ پر متحدہ بادشاہوں کو اعتراض تھا لیکن انصاف کیا جائے تو حق نپولین کی جانب ہے۔ جب طرح طرح کے حادثے پیش آنے لگے تو جنرلوں نے نپولین کی تجویز سے جس میں بظاہر ناکامی اور مایوسی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا اختلاف کیا اور بے دلی ظاہر کرنے لگے۔

صفحہ ۲۴۴ اب ہر ایک دقیقہ سنج کی یہ رائے ہے کہ اس تجویز سے کہ نپولین برلن پر یورش کرنے کو تھا نپولین کی اعلیٰ ذکاوت کا بیّن ثبوت حاصل ہوتا ہے۔ اُس نے ہر ایک ممکن پہلو کو خوب سمجھ لیا تھا۔ لیکن اُس کے افسر بے انتہا محنت کرنے سے تھک گئے تھے اور اپنے رفیقوں کی غدّاری سے بے دل ہو گئے تھے۔ اور اُن کے دشمنوں کی تعداد بھی بے انتہا تھی۔ جب نپولین نے اپنی تجویز کا ان افسروں سے اظہار کیا تو اُنھوں نے عام طور سے نارضامندی کا اظہار کیا۔ وہ ایسی ہولناک تجویز کو اختیار کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ اور وہ بہ آواز شکایت کرنے لگے اور یہی خواہش ظاہر کی کہ شاہنشاہ دریائے رین کی طرف اُن کو لے چلے۔ ایسی نارضامندی اور شکایت کا نپولین کے سامنے پہلی مرتبہ اظہار ہوا تھا اور اسی لئے اُس کو بڑا صدمہ ہوا۔ ایّام مصیبت کی کالی گھٹا اُس کے گرد جمع ہو رہی تھی۔ اور اُس کے آزمودہ دوستوں کا پاسِ وفا لغزش کرنے لگا۔

کالن کورٹ کا بیان ہے کہ اس ہنگام بدقسمتی میں جس کا شاہنشاہ مستحق نہ تھا کچھ عجیب بات تھی میں موجود تھا جس وقت افسر آئے اور نپولین سے التجا کی کہ برلن جانے کے ارادہ کو فسخ فرمایا جائے اور لیپ زگ لوٹ چلنا چاہیئے۔ واقعی یہ منظر کہ بڑا ہی پُر درد منظر تھا۔ اور وہی لوگ جو شاہنشاہ کو میری طرح جانتے تھے اُس کی قلبی تکلیف کا جو اس وقت اُس کو ہوئی کچھ اندازہ کر سکتے ہیں۔ اس مضمون کو فرانس کے ایک مارشل نے چھیڑا۔ میں اُس کا نام نہ بتاؤں گا۔ اُس کی زندگی میں تاسف کا زہر آمیز ہوگیا ہے۔ جب وہ کہہ چکا تو دوسرے افسروں نے بھی اپنی رائے کا اظہار کیا۔"

شاہنشاہ اُن کی شکایتوں کو خاموشی سے سنتا رہا۔ اُس کے چہرہ کی تمتماہٹ اور آنکھوں سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ جوش سے بھر گیا تھا۔ اُس کی تو عادت تھی کہ غصہ کو ہمیشہ ضبط کر لیتا تھا۔ جب سب لوگ اپنی تقریریں ختم کر چکے تو شاہنشاہ نے بڑی متانت سے جواب دیا۔ لیکن اُس کے لہجہ میں ایک غیر معمولی لغزش محسوس ہوتی تھی۔

"میں نے اپنی تجویزوں پر کافی غور کر لیا ہے اور یہ بھی دیکھ لیا ہے کہ بیوریا کی غداری سے ہم پر کیا اثر پڑنے والا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ برلن پر یورش کرنا ہمارے لئے سودمند ہے۔ اور اُن حالات کو دیکھتے ہوئے جو اس وقت موجود ہیں اگر ہم پیچھے ہٹے اور رین کی طرف گئے تو نقصان کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اور آپ لوگوں میں سے جو میری رائے سے اختلاف کرتا ہے بڑی جوابدہی اپنے ذمہ لیتا ہے۔ اچھا جو کچھ آپ نے فرمایا ہے میں اُس پر غور کروں گا۔"

اس کے بعد نپولین اپنے کمرہ میں تنہا چلا گیا۔ اور گھنٹہ کے بعد گھنٹہ گذرتا چلا جاتا تھا لیکن وہ برآمد نہ ہوتا تھا۔ اور کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ اُس کے کمرہ میں چلا جائے آخر کار کالن کورٹ کو تردد پیدا ہوا۔ اور کمرہ کے قریب ٹہلنے لگا اور جی میں سوچتا تھا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ رات بڑی تاریک اور سنسان اور ٹھنڈی تھی۔ اور ہوا کے جھونکے

شدت سے چل رہے تھے اور ڈیوبن Duben کے گڑھ کی دریچوں سے ٹکرا رہے تھے۔ عجیب ڈراونا وقت تھا اور سبھوں کے دلوں میں ایک خوف چھایا ہوا تھا۔ رات بہت آچکی تھی اور شاہنشاہ اسی طرح تنہا کمرہ میں بند تھا۔ سب خاموش تھے صرف ہوا کا شور سُنا جا رہا تھا۔ آخر کار کالن کورٹ نے اپنی یادداشت کی کتاب میں سے ایک ورق پھاڑا اور اُس پر پنسل سے لکھا "فدوی حاضر ہے۔ کیا اندر آنے کی اجازت ہو سکتی ہے" اور ایک خادم کو بُلا کر کہا۔ یہ کاغذ شاہنشاہ کی خدمت میں پہونچا دو۔ جب خادم کمرہ میں گیا۔ کالن کورٹ بھی دروازہ سے جا لگا۔ کاغذ پڑھ کر شاہنشاہ مسکرایا اور باآواز کہا "کالن کورٹ۔ اچھا چلے آؤ"

شاہنشاہ ایک کوچ پر لیٹا ہوا تھا۔ اور اُس کے قریب ایک میز پر بہت سے نقشے پھیلے ہوئے تھے۔ اُس چہرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ بہت اُوداس ہے اور گھبراہٹ سے گویا کہ اُس کو خبر نہ تھی اُس نے وہ چیزیں جو اُس کے سامنے تھیں اُٹھا کر نیچے اوتارلیں۔

کالن کورٹ قریب آگیا اور منت کر کے کہنے لگا "جہاں پناہ یہ حالت تو آپ کو ہلاک کر دے گی۔

نپولین نے جواب تو کچھ نہ دیا۔ لیکن اُس کے اشارہ سے معلوم ہوا کہ کچھ پروا نہیں۔

کالن کورٹ نے جنرلوں کی شکایت کے متعلق معذرت پیش کرتے ہوئے کہا۔

"جہاں پناہ۔ جو کچھ افسروں نے کہا ہے وہ صرف اس غرض سے عرض کیا ہے کہ حضور والا اُس پر غور فرمالیں"

شاہنشاہ نے کالن کورٹ کی طرف اُداسی سے دیکھا اور کہا۔

"کالن کورٹ تم دھوکے میں نہیں ہو۔ ممکن نہیں کہ تم دھوکے میں ہو۔ تم خوب جانتے ہو کہ اس اظہار سرکشی کے جیسے مہلک نتیجے ہیں۔ اس لئے کہ جب سپاہی کی سنگین پس وپیش کرتی ہے بادشاہتیں اُلٹ جایا کرتی ہیں۔ میرے گرد تو ایسی سرکشی کے سامان جمع نظر آتے ہیں کہ کھلی ہوئی بغاوت سے زیادہ مہیب ہیں۔ لیکن میں یقین دلاتا ہوں کہ اگر سو جنرل ایکا کر کے میرے خلاف علانیہ بغاوت کریں تو میں پروا نہیں کرتا اور پریشان نہیں ہو سکتا۔ میرے سپاہی خوفناک سے خوفناک بلووں کو فرو کر دیں گے۔ میرے سپاہی اگر مگر نہیں جانتے۔ وہ صرف حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور یہ سپاہی دُنیا کے دوسرے کنارے تک میرے ساتھ جانے کو آمادہ ہیں لیکن اب جبکہ حالات ایسے ہو رہے ہیں کہ موت اور زلیست کا انحصار پر مدار ہے تو میرے جنرلوں اور میرے درمیان دلوں میں صفائی ہونا لازمی ہے پس اگر ایک دوسرے کی ذات پر بھروسہ نہ ہوا تو دشمنوں کی تلوار سے ہماری بربادی اتنی جلد نہ ہوگی جتنی جلد خود بخود ہماری تباہی ہو جائیگی۔"

شاہنشاہ اس کے بعد اُٹھ کھڑا ہوا اور ٹہلنے لگا فکر اور خیال میں ڈوبا ہوا تھا اور پھر گویا اپنے دل کو مخاطب کر کے کہنے لگا: "سب خاتمہ ہو گیا۔ میں ناحق قسمت سے لڑتا ہوں۔ فرانسیسیوں کو یہ بات معلوم ہی نہیں ہے کہ ہزیمت کس طرح برداشت کرتے ہیں" اس کے بعد شاہنشاہ لیٹ گیا اور خیال میں غرق ہو گیا۔

صبح ہوئی اور یہ دن بھی بیکار گذر گیا۔ شاہنشاہ کے تفکر کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس کے جنرل دل سے اگر اسکی شرکت نہ کرتے تو برلن پر دلیری کے ساتھ وہ یورش نہ کر سکتا تھا اور اُس کی رائے میں دریائے رین کی طرف واپس جانا فرانس اور فوج دونوں کی تباہی کا موجب تھا۔ آخر کار اُس نے معاملہ کا فیصلہ کر دیا اور اُس کے دل کی فکر دفع ہو گئی اور بڑے عزم وہمت اور استقلال سے اُس نے لیپ زگ کی طرف

لوٹ نے اور آخر دم تک دشمن کا مقابلہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔

اُس نے زور دے کر کالن کورٹ سے کہا۔

"تقدیر نے قوم کے زوال کا رستہ قایم کر دیا"

کالن کورٹ نے جواب دیا "لیکن جہاں پناہ۔ ایک قوم کا عزم قسمت کے پلہ کو برابر بھی کر سکتا ہے"

نپولین نے کہا "ہاں صحیح ہے۔ لیکن اُس عزم کا کہاں اظہار کیا گیا۔ کالن کورٹ اس بات کو یاد رکھنا۔ کہ فرانسیسی پھر مجھے بدنام نہ کریں۔ جو لوگ بے مجھے لیپ زگ کی طرف واپس لئے جاتے ہیں بہت پچھتائینگے۔

صفحہ ۴۴۵

اب فوج کی مراجعت کے احکام فوراً جاری کر دئے گئے۔ ۱۵۔ اکتوبر ۱۸۱۳ء کی شام کو نپولین کا چھوٹا لیکن بہادر گروہ لیپ زگ کے قریب جا پہونچا۔ اُسی شام کو دشمن کی ساڑھے تین لاکھ سپاہ نے آکر شہر کو گھیر لیا۔ رات میں طرفین کے سنتریوں کے درمیان کچھ بھی فاصلہ باقی نہ تھا۔ چونکہ دشمن کی تعداد بہت بڑی تھی اُس کو اپنی کامیابی میں کوئی شبہ نہ تھا۔ مگر فرانسیسیوں کی عادت تھی کہ نپولین کی موجودگی میں اُنھوں نے ہمیشہ فتح پائی تھی لہذا باوجود اپنی ایسی تعداد کے کہ ایک فرانسیسی کے مقابلہ میں تین دشمن کے سپاہی موجود تھے اور غنیم کی ایک ہزار توپوں کے مقابلہ میں اُن کے پاس صرف چھ سو توپیں تھیں نپولین کی فوج کسی طرح نا اُمید نہ تھی۔ رات میں نپولین دشمن کی مورچہ بندیوں کو دیکھتا رہا اور اپنے جنرلوں۔ مارشلوں اور دوسرے افسروں کو حکم لکھواتا اور خود اپنی فوج کا ملاحظہ کرتا رہا۔ اور اُس نے ایسے دستوں کو جنھیں پرچم نہ پہونچے تھے پرچم بھیجے۔ اُس کی موجودگی اور اُس کی لفظوں سے اُس کی سپاہ کو بڑی دلجمعی حاصل تھی۔

نپولین نے سپاہ سے مخاطب ہو کر کہا "دیکھو۔ یہ سامنے دشمن کی فوج ہے۔ قسم کھاؤ کہ مرجائینگے لیکن فرانس کی خواری اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں گے"

اس پر سپاہ نے قسم کھالی اور بڑے زور سے شاہم زندہ ماناد کا نعرہ مارا جس کی آواز دشمن کے لشکر میں جا پہونچی۔

نپولین کو دشمن کی زبردست تعداد کا حال خوب معلوم تھا۔ اور جس جلدی میں اسکے احکام اس موقع پر جاری ہوئے ہیں اُس کے دل کا حال صاف بتلا رہے ہیں۔

کالن کورٹ کا بیان ہے کہ نپولین نے اپنی تجویز کا مجھ سے بیان کرتے ہوئے کہا "ہمارے مبعے نہایت کمزور ہیں اور میرا فن حرب کیا کام دیگا۔ ہم تو دشمن کی تعداد ہی سے مغلوب ہو جائینگے۔ کہاں ساڑھے تین لاکھ دشمن اور کہاں ہم سوا لاکھ۔ بڑی سخت جنگ کا سامنا ہے۔ خیر دیکھا جائے گا" اور یہی فقرہ مایوسی کے ساتھ شاہنشاہ نے پھر دوہرایا اور مجھے پیام اجل کا گویا آجانا متیقن ہو گیا"

۱۶۔ اکتوبر ۱۸۱۳ء کو ۹ بجے صبح سے لیپ زگ کی ہولناک جنگ شروع ہوئی اور شام تک یکساں شدت سے جاری رہی۔ حتیٰ کہ جنگ کے بادلوں کے نقاب میں آفتاب بھی چھپ گیا۔ چونکہ نپولین کا بہت زیادہ تعداد والے دشمن سے مقابلہ تھا قطعی فتح ہونا ممکن نہ تھا۔

نپولین کہ رہا تھا کہ اس تعداد کو زیر کرنے کے لئے آسمان سے بجلیاں گرانے کی ضرورت ہے"

ایک ہی دن کی جنگ میں دشمن کی طرف بیس ہزار مقتولوں سے زمین پٹ گئی۔ اور چونکہ فرانسیسی پروہ پکڑ کر لڑتے تھے اُن کا نقصان نسبتاً نہایت کم ہوا۔ فرانسیسیوں نے بہتوں کو اسیر بھی کر لیا تھا اور منجملہ ان اسیروں کے کونٹ مرفیلڈ بھی تھا۔ یہ وہی مرفیلڈ تھا۔ جو لیوبن میں نپولین کے پاس آسٹریا کی طرف سے وکیل ہو کر آیا تھا اور جنگ کو ملتوی کرنے کی التجا کی تھی۔ اور اُس موقع پر نپولین نے آسٹریا کے بادشاہ کے ساتھ نہایت ہی فیاضانہ رحم کا برتاؤ کیا تھا۔ نپولین نے مرفیلڈ کو اپنے خیمہ میں بلا یا۔

اُس کو رہا کیا اور کہا کہ "میرے مخالفوں کے پاس جاؤ۔ اور کہو کہ جنگ کو تھوڑے عرصہ کے لئے ملتوی کر دیں"

مرفیلڈ سے نپولین نے بڑی بے تکلفی سے باتیں کیں۔ اور کہا "مجھے نہایت تاسف ہے کہ یہ اخیر میرے خلاف جنگ کر رہا ہے"

نپولین نے کہا "مرفیلڈ مانا کہ تمھارے آقا سے میرا اتحاد ملکی معاملات کے اعتبار سے ٹوٹ گیا ہے۔ لیکن میرے اور اُس کے مابین ایک رشتہ ایسا واقع ہوا ہے کہ وہ شکست نہیں ہو سکتا۔ اور میں اسی رشتہ کا واسطہ پکڑتا ہوں جس سے مجھے بہت بڑا بھروسہ ہے۔ اور اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے اُس کے متعلق مجھے بڑی شکایت ہے تم نے دیکھا کہ مجھ پر کیسا حملہ ہوا ہے اور میں نے اُس کو کس طرح روکا ہے"

جس خطرہ سے فرانس محصور تھا نپولین نے اُس کے متعلق کہا۔

"فرانس کو صدمہ پہونچا کر آسٹریا کا کچھ حاصل کرنا آسٹریا کا سراسر نقصان ہے۔ مرفیلڈ تم ذرا غور کرو۔ آسٹریا۔ پروشیا۔ یا۔ فرانس کا تنہا یہ کام نہیں ہے کہ روس جیسے نیم خانہ بدوش وحشیوں کو روک لیا جائے۔ اِن کی فتح کرنے کی عادت ہے اور اِن کی سلطنت چین تک پھیلی ہوئی ہے۔ پس دریائے وسیچولا کی طرف جب ان کا سیلاب آئے گا تو اکیلی کس کی ایسی جان ہے جو اِن کو روک سکے گا"

آخر میں نپولین نے کہا "مرفیلڈ۔ اب میں تم کو تمھاری پاک رسالت پر رخصت کرتا ہوں جہاں تک ہو سکے صلح کی سعی کرنا۔ اگر تم کامیاب ہوئے تو فرانس جیسی بڑی قوم تمھاری مشکور ہوگی اور تم سے محبت کریگی۔ کیا فرانسیسی قوم اور کیا میں۔ سب صلح کے خواہشمند ہیں۔ اور اگر صلح ہو تو میں بڑی بڑی رعایتیں ملحوظ رکھنے کو موجود ہوں۔ لیکن اگر صلح نہ ہوئی تو ضرورت ہے کہ میں فرانس کی حفاظت اُس وقت تک کروں گا کہ جب تک بدن میں ایک قطرۂ خون باقی رہے گا۔ اور فرانسیسیوں نے ثابت کر دیا ہے کہ یورشوں

کے مقابلہ میں اپنے ملک کو کس طرح بچاتے ہیں۔ اچھا۔ مرفیلڈ۔ خدا حافظ۔ اور مجھے یقین ہے کہ جس وقت تم میری طرف سے التوائے جنگ کی درخواست کروگے تو دونوں شہنشاہوں کو اپنا وقت ضرور یاد آجائے گا جبکہ ایسی ہی درخواست انھوں نے مجھ سے کی تھی۔"

ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس سے پیشتر اسکندر۔ فریڈرک اور فرانسس تینوں نپولین کے اختیار میں آچکے تھے اور اس نے خصوصاً فرانسس اور اسکندر کے ساتھ ایسا شریفانہ اور نرم برتاؤ کیا تھا کہ یورپ کو حیرت ہوگئی تھی۔ اب نپولین خطرات سے محصور تھا اور ان بادشاہوں نے یہ بھی نہ کیا کہ معمولی اخلاق ہی کے ساتھ پیش آتے یعنی مرفیلڈ گیا اور نپولین کے پاس اسکی درخواست کا جواب تک نہ آیا۔

ایلی سن صاحب لکھتے ہیں "متحدہ بادشاہوں کو خوب معلوم تھا کہ اب تو اُن کی چڑھ بنی تھی لہذا نپولین کے پھندے میں کہ مرفیلڈ کو اُس نے صلح کا پیغام دیکر واپس کیا تھا پھنسنا نہ چاہتے تھے اور نہ انھوں نے یہ کیا کہ بات کا فوراً جواب ہی دیدیتے۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ اُن کی سب فوج ایک موقع پر جمع ہو جائے۔ پس یہ عذر کیا گیا کہ پہلے آسٹریا کے بادشاہ سے استمزاج کرلیا جائے۔ اور اسکوارٹ زن برگ نے ٹال مٹول کی اور جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ فرانسیسی فوج نے دریائے رین کو پھر عبور نہ کرلیا۔"

۱۷ تاریخ کو جنگ نہ ہوئی۔ نپولین نے ایسی خوبی اور کامیابی سے مدافعت کی تھی کہ متحدہ افواج باوجود اپنی سہ گنی تعداد کے حملہ سے باز رہیں اور برناڈوٹ کا انتظار رہنے لگا جو ساٹھ ہزار جرار فوج کے ساتھ اپنے ہم وطن فرانسیسیوں کو ذبح کرنے کو دھاوے کرتا ہوا متحدہ افواج کی کمک کو آرہا تھا۔ ادھر نپولین اس انتظار میں خاموش رہا کہ اُس کے پیغام صلح کا جواب آتا ہوگا۔ لیکن تمام دن وہ انتظام میں مصروف رہا۔ آرام۔ خواب و خورکا اُسے کچھ خیال نہ تھا۔ اور ہر ایک کام کی خود نگرانی کرتا تھا۔

رات میں مضطربانہ حالت سے وہ خیمہ میں آیا۔ اور مرفیلڈ کا سخت انتظار کرنے لگا بڑے بڑے معاملات کا اسی موقع پر انحصار تھا۔ اور نپولین کے تردد کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔ اُسکی آنکھوں کے سامنے آنے والی دوسرے دن کی جنگ کی تصویر پھر رہی تھی وہ جانتا تھا کہ غنیم کی لاتعداد فوج کے مقابلہ میں ممکن تھا کہ اُس کی تمامی فوج کام آجائے اور فرانس دشمنوں کے قبضہ میں چلا جائے اور اپنی آزادی سے محروم ہو جائے اور یورپ کی تمامی جمہوری حکومتوں کا خاتمہ ہو جائے۔ اور اُس کو خود زوال ہو ان افکار کے سوا وہ بیمار تھا۔ نہایت ہی تھکا ہوا تھا اور جاگا ہوا تھا۔ اُس کا تردد جو بڑھتا جاتا تھا پوشیدہ نہ ہوسکتا تھا۔ اُس کا چہرہ زرد اور اداس ہوگیا تھا۔ وہ ایک آرام چوکی پر لیٹ گیا اور اپنے پیٹ پر اپنا ہاتھ رکھکر کہنے لگا۔

"میں بہت بیمار ہوں۔ میری ہمت تو نہیں ہاری لیکن میرا جسم مغلوب ہوا جاتا ہے"

کالن کورٹ گھبرا گیا اور کہنے لگا "جہاں پناہ میں ڈاکٹر ائی ون کو بلاتا ہوں"

نپولین نے کہا "نہیں نہیں مت بلاؤ۔ بادشاہ کا خیمہ شیشہ کے مانند شفاف ہوتا ہے ڈاکٹر کے آنے سے لوگوں کے دلوں میں خیال پیدا ہوں گے۔ میں اُٹھتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ سب اپنے اپنے کام پر مستعد ہیں یا نہیں"

نپولین کا بخار سے پھنکتا ہوا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کالن کورٹ نے کہا "جہاں پناہ برائے خدا۔ ذرا تو آرام کرلیں"

نپولین نے کہا "نہیں یہ نہیں ہوسکتا۔ بیمار سپاہی کو تو اسپتال کا حکم دیا جاتا ہے لیکن میں اپنے لئے یہ رعایت بھی گوارا نہیں۔ جو ایک ادنیٰ سپاہی کے ساتھ کی جاتی ہے مجھے تو کام ہی کرنا چاہئے"

کالن کورٹ کہتا ہے "یہ کہکر نپولین نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور اُس کا سر البتہ جھکا کر چھاتی سے جا لگا۔ اور اس واقعہ کو میں کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ اور بعد کو

اُن ساعتوں میں جبکہ سب کھیل بگڑ گیا اور معاملہ لا علاج ہو گیا تو اُسی واقعہ کی یاد سے میری ہمت بڑھ گئی تھی۔ اِس دوران میں کچھ ایسے منظر پیش آتے رہتے کہ میرے عزم و ثبات میں بہت فرق آگیا تھا۔ اور مجھ پر مایوسی چھا گئی تھی لیکن میں نپولین اور اس کی ۱۱۔ اکتوبر ۱۸۱۲ء کی رات والی حالت کو یاد کرتا تھا۔ اور یہ کہکر اپنے جی کو تسلی دیتا تھا کہ اُس مظلوم شاہنشاہ کی مصیبت کے مقابلہ میں تیری مصیبت کی کچھ بھی حقیقت نہ تھی"

پھر شاہنشاہ نے اپنے دوست کالن کورٹ کا آہستہ سے ہاتھ دبا کر کہا:" کچھ فکر نہ کرو میں اچھا ہو جاؤں گا۔ مگر ذرا اتنی احتیاط رکھنا کہ خیمہ میں کوئی نہ آنے پائے"

کالن کورٹ کا بیان ہے کہ" شاہنشاہ کی ایسی خراب حالت دیکھکر میں گھبرا گیا۔ اُدھر چاروں طرف سے دشمن کا نرغہ تھا۔ اور نپولین کی قسمت سے ہزاروں کی قسمت وابستہ تھی۔ اور میں نے بڑے صدق دل سے خدا سے دعا مانگی۔ اور ذرا دیر میں شاہنشاہ نے۔ اگرچہ سانس لینے میں اُسے تکلیف ہوتی تھی مجھ سے کہا:" کالن کورٹ۔ اب مجھے افاقہ معلوم ہوتا ہے اور میرا ہاتھ پکڑ کر خیمہ میں دو تین مرتبہ آہستہ آہستہ ٹہلا۔ اور چہرہ پر رونق معلوم ہوئی۔ بیماری کے اس شدید دورہ کے آدھ گھنٹہ بعد اُس سے نہ رہا گیا اور اُس نے اپنے سر رشتہ کے افسروں کو خیمہ میں بلا لیا۔ اور حکم لکھوا لکھوا کر جنرلوں کو بھیجنا شروع کر دئے۔ اب صبح قریب تھی اور جنگ شروع ہوا چاہتی تھی۔

نپولین گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے مرکب سے کہنے لگا:" آج کی جنگ سے ایک بڑا سوال طے ہو جائے گا۔ اور لیپ زگ کے میدان میں فرانس کی قسمت کا فیصلہ ہوگا اگر فتح ہوئی سب ٹھیک ہے۔ اور اگر ہم کو شکست ہوئی تو میں نہیں کہسکتا کہ کیا کیا نتیجہ ہونے والے ہیں"

آفتاب کے بلند ہوتے ہی متحدہ افواج حرکت میں آئیں۔ اور لیپ زگ کے میدان میں جیسی سخت خونریزی اور جنگ ہوئی حیطہ بیان سے باہر ہے۔ جدھر دیکھئے

دشمن ہی کی فوج تھی اور جہاں تک نگاہ پہونچتی تھی دشمن ہی کے دل شہر پر چڑھے چلے آرہے تھے۔ پُرجوش بینڈ باجوں کی گونج۔ گھوڑوں کا ہنہنانا آفتاب کی شعاعوں میں صیقل شدہ اسلحہ کا جھلملانا اور نہ ختم ہونے والا طرفین کی فوجوں کا شور کچھ ایسا پُر رُعب منظر تھا کہ جس سے بڑھکر کبھی دیکھا نہ گیا تھا۔ اور چند ہی فرسنگ کے دور میں پانچ لاکھ جنگجو ہر قسم کے ہتھیاروں سے مسلّح فوج مور و ملخ کی طرح جمع تھی۔

اب زور وشور سے جنگ کا آغاز ہوا اور اس شدت سے توپ خانوں کی گرج شروع ہوئی کہ ہزاروں بادلوں کا ایک ساتھ آسمان میں کڑکنا اُس کے سامنے کوئی حقیقت نہ رکھتا تھا۔ دشمنوں کے مقابلہ میں صرف ایک لاکھ فرانسیسی آ سکتے تھے جن پر پورے ساڑھے تین لاکھ دشمن چاروں طرف سے آ ٹوٹے تھے۔

اپنی جان سے بے پروا۔ اور خطرات سے قطعی بے خوف۔ نپولین دھوئیں کے بادل اور مقتولوں کے پشتوں پر اس سرعت سے جا بجا جاتا تھا کہ اُس کے اعلیٰ کے افسروں کو اُس کا ساتھ دینا دشوار ہو گیا تھا۔ اُس کی زندگی طلسماتی معلوم ہوتی تھی یعنی اُس کے گرد موت کا بازار گرم تھا۔ لیکن اُس کو کسی قسم کا گزند نہ پہونچتا تھا۔ سروالٹراسکاٹ لکھتے ہیں کہ آج کی تمام دن کی پُرہول جنگ میں جس کے متعلق یہ کہنا کچھ بیجا نہیں کہ نپولین فتح کی غرض سے نہ لڑ رہا تھا بلکہ حفاظت کی غرض سے جنگ میں مصروف تھا۔ یہ حیرت انگیز شاہنشاہ بالکل مستقل مزاج اور باحواس رہا اور ایسی دلیری اور ایسی ہمت و ہوشیاری سے اپنی گھٹتی ہوئی فوج کو فراہم کرتا رہا کہ اپنی بڑی نامی فتوحات میں بھی ایسی ہمت اور دانائی کا اظہار نہ کیا تھا۔ جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ اُس کے مقابلہ میں بے تعداد فوج تھی اور ایسی حالت میں نپولین گویا تقدیر کے مقابلہ میں جنگ کر رہا تھا تو اُس کی حربی ذکاوت پر اور بھی زیادہ حیرت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ ایسی ذکاوت تو اُن موقعوں پر بھی اظہار نہ ہوا تھا جبکہ نصرت اُس کی رکاب کو بوسے دیتی تھی اور جنگ کی دیبی خود اُس کی حامی ہوکر

صفحہ ۵۱۴

اُس کو بڑی بڑی فتوحات عطا کرتی تھی۔"

تین بجے سہ پہر کو جبکہ جنگ اپنے شباب پر تھی۔ برناڈوٹ۔ سوئیڈن۔ روس اور پرشیا کی سپاہ کا جنرل بنا ہوا اپنے پرانے رفیق مارشل نے۔ کے مقابلہ میں بڑھا چلا آرہا تھا۔ مارشل نے کی حفاظت میں ایک نہایت ہی ضروری مقام تھا اور اُس کی ماتحتی میں اُس وقت کچھ فرانسیسی فوج اور سیکسن رسالے اور ورٹم برگ کے آئے ہوئے سوار تھے۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ ویگریم کی لڑائی میں برناڈوٹ کی ماتحتی سیکسن فوج تھی اور نپولین نے برناڈوٹ کو اس بات پر ملامت کی تھی کہ وہ سیکسن فوج کی تعریف کرتا تھا اور باقی افواج کا اس سے جی دکھاتا تھا۔ اور لیجئے یکایک یہ سیکسن اور ورٹم برگ کے سوار جنکی مجموعی تعداد بارہ ہزار تھی اپنے ہمراہ چالیس توپیں لیکر مع جمیع سامان حرب کے مارشل نے کو چھوڑ کر برناڈوٹ کی صفوں میں جا ملے اور اپنی توپوں کو فرانسیسی فوج پر پھیر دیا۔ ایلی سن صاحب لکھتے ہیں " یہ موقع متحدہ افواج کے لئے سب سے اچھا تھا اور اُنھوں نے بڑی دلیری سے آگے بڑھنا اور اپنے حریف فرانسیسیوں کو چاروں طرف سے اپنے حلقہ میں لینا شروع کیا "

ان غداروں کا متحدہ افواج نے بڑی گرم جوشی سے خیر مقدم کیا اور مارشل نے یہ دیکھکر کہ وہ نہایت کمزور ہو گیا تھا پیچھے ہٹ جانے پر مجبور ہوا۔ اور اُس نے نپولین کے پاس یہ وحشت خیز خبر بھیجدی۔ جس کو سُن کر نپولین نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اور بُت کی طرح خاموش بیٹھا رہگیا۔ پھر آسمان کی طرف دیکھکر کہنے لگا " خدایا۔ ان نمک حراموں کا برا کر " لیکن اس کے سوا نہ تو شاہنشاہ نے کوئی لفظ کہا اور نہ کوئی لمحہ ضائع کیا۔ اور فوج کا ایک دستہ ہمراہ لیکر اُسی مقام پر جا پہونچا جہاں مارشل نے پر سخت داب پڑ رہی تھی۔ فرانسیسی یہ غداری دیکھکر جوش غیظ سے مجنوں ہو گئے تھے اور اُنھوں نے ایسی شدت سے دشمن پر حملہ کیا کہ دشمن تاب مقاومت نہ لاکر بدحواسی سے اُلٹے پاؤں

بھاگا۔ اور یہ شاہم زندہ مانا دیا" اور "سکین رسالوں کا ستیاناس" ایسے اور اسی قسم کے نعرے مارتے ہوئے یہ فرانسیسی دشمن کی صفوں کو چیر کر اندر گھس گئے۔ اسی طرح تمام دن جنگ ہوتی رہی اور فرانسیسیوں نے فوق العادت شجاعت اور ہمت سے ہر مقام پر دشمنوں کو ہزیمت دی۔

انجام کار رات ہوئی اور میدان قتال پر اُس کی تاریکی اور خاموشی کا تسلط ہوا تمام دن کی جنگ سے دونوں فوجیں تھک کر شل ہوگئی تھیں۔ نپولین نے اپنے معمولی نہ تھکنے والے عزم و ثبات سے پھر جنگ کا قصد کیا اور ضروری احکام جاری کرنیکے بعد اپنے خیمہ میں گیا اور جنگ کا نقشہ قایم کرنے میں مصروف ہوا۔ سات بجے شام کو اُسے خبر دی گئی کہ گولہ بارود اتنا موجود نہ تھا کہ جنگ کی جائے۔ یہ خبر اتنی وحشت خیز تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ اب اتنا سامان نہ تھا کہ دو گھنٹہ بھی جنگ کی جا سکتی۔ ۱۶۔ اور ۱۸۔ اکتوبر کی جنگ میں دو لاکھ بیس ہزار گولے صرف ہو چکے تھے۔ اب یہ لازم آیا کہ فرانسیسی فوج لیپ زگ کو چھوڑے لیکن یہ مراجعت کوئی معمولی مراجعت نہ ہو سکتی تھی کیونکہ اب ایسی ایک لاکھ سپاہ لیپ زگ کو چھوڑنے والی تھی جس کے پاس گولہ بارود نہ تھا۔ اور جس کے پیچھے ساڑھے تین لاکھ دشمن فتح کی خوشی سے پھولے ہوئے تعاقب میں تھے۔

اب مشورہ کے لئے فوراً سردار جمع ہوئے۔ کون سی ایسی قلم ہو سکتی ہے جو اس غم ناک منظر کی صحیح اور پوری تصویر کھینچ سکتی ہے۔ رات کا سناٹا تھا جس میں بیچارے مجروحوں کی آہیں اور کراہیں صرف مخل تھیں۔ تمامی افق دشمن کی روشن کی ہوئی آگ سے روشن تھا۔ اور فرانسیسیوں کو یاس و ناامیدی نے گھیر لیا تھا۔ اُن کے پاس کسی قسم کی محفوظہ فوج نہ تھی کہ کام میں لائی جا سکتی۔ اور اُن کا سامان حرب اُن سے پچاس میل کے فاصلہ پر لورگاہ میں تھا۔ نپولین کے مارشل اور جنرل بڑی مایوسی اور خاموشی

سے اُس کے پاس جمع ہوئے۔ کہا جاتا تو کیا کہا جاتا اور مشورہ دیا جاتا تو کیا دیا جاتا۔ کسی کو قطعی رائے دینے کی جرأت نہ ہوئی۔ اپنے سرداروں کے حلقہ میں نپولین بے انتہا تکان کے سبب اپنی آرام کرسی پر سو گیا۔ غفلت سے اُس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور سر جھک کر سینہ سے جا لگا تھا۔ اور ایسی خواب میں اُس کی روح کو ذرا فکر و تردد سے نجات ملی۔ اُس کے افسر بڑی افسردگی سے اُس کے منھ کو دیکھ رہے تھے۔ پندرہ منٹ کے بعد نپولین کی آنکھ کھلی اور حیرت سے چاروں طرف دیکھکر کہنے لگا "میں سوتا ہوں یا جاگ رہا ہوں"؟

نپولین نے ایک لفظ بھی ملامت کا کہنا پسند نہ کیا کہ اُس کے مارشل اور جنرل اُسکی رائے کے موافق برلن کو کیوں نہ گئے اور آج اپنی بدعقلی سے لیپ زگ آکر اُنھوں نے تمامی فوج کو برباد کرا دیا۔ اور نپولین کی ملامت سے ہوتا بھی کیا۔ مجروح دلوں پر فضول نمک چھڑکا جاتا۔ اور اُس نے اُسی عزم و ثبات سے کام شروع کر دیا گویا یہ جو کچھ ہوا تھا خود اُسی کی رائے سے ہوا تھا اور کسی مارشل یا جنرل کی ذرا بھی تقصیر نہ تھی تاریخ میں ہم کو دکھایا جائے کہ کسی دوسرے سردار نے اپنے ماتحتوں کی فاش اور مہلک غلطی پر کہیں بھی ایسا درگذر کیا ہوا ور اُن کو ذرا بھی ملامت نہ کی ہو۔ اور دیکھئے شاہنشاہ نے ایسی تجویز کی کہ ایک گھنٹہ کے اندر فوج کی مراجعت شروع ہو گئی۔

لیپ زگ کی چالیس ہزار کے قریب مردم شماری تھی اور وہ ایک شاداب وادی میں واقع تھا۔ دریائے ایلسٹر پر صرف ایک پل تھا جس کے ذریعہ سے فرانسیسی فوج پار جا سکتی تھی۔ لہذا جس وقت رات کی تاریکی میں پیدل۔ سواروں۔ توپ خانوں اور دوسرے سامان کی گاڑیوں کا اِس پل پر ہجوم ہوا تو پریشانی اور بے ترتیبی کو ناظرین خود غور کر سکتے ہیں اور جان سکتے ہیں کہ کیسی پریشانی پھیلی ہو گی۔ رات کے بڑے حصہ میں نپولین بذات خود مراجعت کا انتظام کرتا رہا۔ دشمن کو دھوکا دینے کی غرض سے آگ کو

بدستور روشن رکھا گیا۔ مارمونٹ اور مارشل نے کے سپرد یہ خدمت ہوئی تھی کہ مراجعت کرنے والی فوج کے بازو کی حفاظت کریں۔ اور چنداول کا کمانیر میکڈانلڈ مقرر کیا گیا تھا۔

دن کی لڑائی میں نپولین نے پونے ٹوسکی کی اعلیٰ شجاعت سے نہایت خوش ہو کر اُس کو مارشل کے ممتاز عہدہ پر ترقی دی تھی۔ اور اس وقت نپولین نے پونے ٹوسکی کو اپنے پاس بُلا کر کہا۔

"شاہزادے میں جنوبی حوالی شہر کی حفاظت تمھارے سپرد کرتا ہوں"

مارشل نے جواب دیا "جہان پناہ۔ مجھے خوف ہے کہ میرے پاس بہت تھوڑی جمعیت ہے"

نپولین نے اُداسی کے ساتھ کہا "نہیں مجھے یقین ہے کہ تم اتنے ہی سپاہیوں سے حفاظت کر لو گے"

بہادر مارشل نے کہا "جہان پناہ کو کسی قسم کا شبہ نہ کرنا چاہیئے۔ ہم میں سے ایک ایک اپنے فرض کو پورا کرتا ہوا جان دینے کو آمادہ ہے"

تمام رات فرانسیسی فوج پل کے پار اُترتی رہی اور جتنی سڑکیں اور کوچے پل کی طرف جاتے تھے آدمیوں۔ گھوڑوں اور گاڑیوں کے ہجوم سے بھرے ہوئے تھے صبح کا آغاز ہوتے ہی غنیم نے فرانسیسیوں کو شہر چھوڑتے ہوئے دیکھ لیا اور ایسے بگل بجائے اور توپیں چھوڑیں کہ تمام لشکر اُٹھ بیٹھا اور تیار ہو گیا۔ اور خوشی سے نعرے مار کر فرانسیسیوں کی طرف دوڑ پڑا۔ لیکن نپولین نے بڑی دوراندیشی سے ایسی تجویزیں پہلے ہی کر رکھی تھیں کہ دشمن رُک گیا۔

نپولین کی یہ تمنا تھی کہ لیپ زگ برباد نہ ہوتا۔ کیونکہ نپولین کے چنداول اور غنیم کے ہراول میں شہر کے اندر جنگ ہونے والی تھی۔ اور اس سے شہر میں آگ بھی لگتی

اور بے گناہ مخلوق کی جانیں بھی تلف ہوتیں۔ پس اُس نے صلح کا جھنڈہ متحدہ بادشاہوں کے پاس بھیجکر یہ درخواست کی کہ شہر کو بربادی سے بچا دیا جائے لیکن جرمنیں رحم کہاں سے آیا۔ نپولین کی درخواست کو فوراً ہی نامنظور کر دیا گیا۔ سر والٹر اسکاٹ لکھتے ہیں "چہ خوش۔ کیا رحم کی خاطر فاتح جنرل اپنے حربی موقعوں کو ہاتھ سے دیدیتے ہا اب اُن کو باز رکھنے کا کوئی موقع نہ تھا۔ نپولین پر بھی اس بات کا زور دیا گیا تھا کہ جنوبی حوالی شہر کو آگ لگادی جائے تاکہ دشمن آگے نہ بڑھنے پائے۔ لیکن چونکہ اس فعل سے بڑے بڑے نقصانوں کا اندیشہ تھا۔ بوناپارٹ نے بڑی عالی حوصلگی اور شرافت کیساتھ اس مشورہ کو نہ مانا اور شہر کے حوالی میں آگ نہ لگائی"

اسی موقع کے متعلق نار وِن صاحب لکھتے ہیں "شاہنشاہ نپولین کی یہ آرزو تھی کہ لیپ زگ برباد نہ ہو۔ اور اُس کے حکم سے ایک وفد متحدہ بادشاہوں کی خدمت میں گیا اور لیپ زگ کی سفارش کی۔ لیکن بڑی سختی سے یہ جواب دیا گیا "باشد۔ لیپ زگ برباد ہو ہماری بلا سے" لیکن اب متحدہ شاہنشاہوں اور نپولین کے چال وچلن کو ناظرین مقابلہ کریں۔ لیپ زگ جرمنی کا ایک شہر تھا جس سے نپولین کو کوئی واسطہ یا ہمدردی نہ ہونی چاہیئے تھی اور متحدہ بادشاہ اس بات کے مدعی تھے کہ وہ جرمنی کے حفاظت میں فرانس سے جنگ کر رہے تھے۔ لیکن اپنی ہزیمت کی حالت میں نپولین ایسا شریف الخیال اور رحم دل تھا کہ لیپ زگ کو بچانا چاہتا تھا اور جرمنی کے بادشاہ اپنی فیروزمندی کی ساعت میں لیپ زگ کو برباد کر رہے تھے"

افسوس کہ ایسے آدمی کو جیسا نپولین تھا۔ یورپ کے متحدہ بادشاہ خونخوار شیطان کہکر بدنام کرتے تھے۔ دیکھیئے۔ اُس نے شہر کے بچانے کا حکم دیا۔ اگرچہ اس حکم سے اُس پر خود اور بھی زیادہ خطرات کا ہجوم ہوگیا اور اُس نے شہر کے

بچانے کا حکم دیا باوجودیکہ جرمنی کے سیکسن رسالے غداری کرکے دشمن سے جا ملے تھے اور اس وقت خود لیپ زگ کے وہ لوگ جو فریڈمنٹ ہی کے حامی اور جمہوری حکومت کے مخالف تھے نپولین کے دریچوں اور چھتوں سے برابر گولیاں مار رہے تھے

صبح کے اندھیرے میں شہر کی سڑکوں اور کوچوں پر دشمن کے گولے برس رہے تھے لیکن ایسی حالت میں شہر کے اندر آکر نپولین نے سیکسنی کے بادشاہ سے جو ڈرلیسڈن سے اُس کے ہمراہ آیا تھا ملاقات کی۔ یہ منظر دو ایسے دوستوں کی غمناک ملاقات کا اُداس منظر تھا جو سچے اور پکے دوست تھے سیکسنی کے بادشاہ کو اس بات کا نہایت ہی صدمہ تھا کہ اُس کے رسالے غداری کرکے دشمن سے جا ملے تھے نپولین اپنا غم بھول گیا اور بوڑھے بادشاہ کی تشفی کرنے لگا۔ اگرچہ نپولین کو رنج تھا لیکن اُس کے حواس ویسے ہی بجا تھے۔ اُس نے اس بات پر سخت افسوس ظاہر کیا کہ اپنے شادکام دشمنوں کے درمیان وہ اپنے عزیز رفیق بادشاہ کو چھوڑنے پر مجبور تھا۔ اور وہ بادشاہ سے اتنی دیر تک باتیں کرتا رہا کہ دشمنوں کے توپ خانے خاص شہر کے پھاٹک پر آپہونچے اور قریب تھا کہ پھر نپولین شہر سے باہر نہ نکل سکتا۔ بادشاہ کو نپولین کی عافیت کے متعلق سخت فکر پیدا ہوئی اور اُس نے بہ اصرار تمام کہا کہ "آپ گھوڑے پر جلد سوار ہوں۔ اب دیر کا موقع نہیں ہے"۔

پھر بادشاہ نے نپولین سے کہا "آپ نے وہاں تک ہمارے لئے کوشش کی کہ جہاں تک بشر کی طاقت میں ہوسکتا تھا لیکن اب چند ساعت اور ہم کو اپنی ملاقات اور گفتگو سے خوش کرنا اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنا کسی طرح مناسب نہیں ہے"۔

نپولین بہت متاثر ہوا۔ اُس سے بہتوں نے دغا اور غداری کی تھی اس لئے اُن ہی چند نفوس سے اُس کو قلبی محبت کا تعلق باقی تھا جو آخر تک وفادار رہے تھے۔ اور اب بھی اُس کا جی نہ چاہتا تھا کہ بوڑھے بادشاہ سے رخصت ہو۔ اب بندوقوں کے فیروں

کی آواز قریب تر سنائی دینے لگی اور معلوم ہوا کہ دشمن بہت قریب آپہونچے ہیں۔ ملکہ اور شاہزادی آگسٹا آخر کار رونے لگیں اور نپولین سے التجا کی کہ اب زیادہ آپ کا ٹھہرنا ہرگز مناسب نہیں ہے۔ اور نپولین نے اُن کا کہنا مان لیا۔

نپولین نے کہا: "میں نہ جاتا۔ لیکن دیکھتا ہوں کہ میری موجودگی سے تمھاری پریشانی بڑھتی چلی جاتی ہے اور اب ٹھہرنے میں اصرار نہیں کرسکتا۔ اچھا۔ اب تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اور جب فرانس کے دن پھر ینگے تو اُس شکرگذاری کا معاوضہ کرونگا جس کا بار میرے اُوپر ہے۔"

اِس کے بعد نپولین محل کے پھاٹک پر بادشاہ فریڈرک آگسٹس کے ساتھ آیا اور یہاں دونوں بغل گیر ہو کر ایسے رخصت ہوئے کہ پھر کبھی نہ ملے۔ نپولین گھوڑے پر سوار ہوا اور بادشاہ کے گارڈ کو جو اس کی اردلی میں تھا چند تسلی کی باتیں سُنا کر رخصت کیا اور آخر میں کہا کہ "اے مردو تمھارا آخری فرض یہی ہوگا کہ اپنے بادشاہ اور ملکہ کو پیٹھ نہ دکھانا۔" پھر سب سے قریب والے رستہ سے پُل کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن سواروں پیدلوں اور گاڑیوں کا کوچوں میں ایسا ہجوم تھا کہ نکلنا محال تھا۔ چنانچہ مجبور ہو کر لوٹا اور شہر میں ہو کر اُس پھاٹک سے چلا جہاں دشمن کی گولیوں کا مینھ برس رہا تھا۔ اور شہر پناہ کے قریب ہوتا ہوا آخر کار پُل کے قریب پہونچا۔ یہاں پھر اُسی طرح کا ہجوم تھا کہ پھر آگے جانا ناممکن ہوگیا۔ اور ایسے نازک وقت میں ایک شہری ایک پتلی گلی میں ہو کر نپولین کو ایک باغچہ میں لے گیا اور ایک پیچدار رستہ سے اُس کو پُل پر پہونچا دیا اور نپولین بہ وقت تمام جان سلامت لے گیا۔

پُل کے نیچے پہلے ہی سے سُرنگ لگا رکھی تھی اور اُس کی محرابوں کے نیچے بارود کے پیپے رکھدیئے گئے تھے۔ اور کرنل مانٹ فورٹ کو حکم دیدیا گیا تھا کہ جس وقت سب فوج اُتر آئے تو بارود کو آگ دیدی جائے کہ پُل اُڑجائے اور غنیم دریا کے

اُسی جانب رہجائے۔ لیکن مارمونٹ نے ایسے ضروری کام کو ایک کارپورل اور چار بیلداروں کے سپرد کردیا اور خود نگرانی نہ کی نپولین کے عبور کرتے ہی شہر میں دشمن کی فوج داخل ہوگئی تھی۔ اُن کے خوشی کے نعروں سے ہوا گونج رہی تھی اور اُن کے مقابلہ میں کسی کے قدم نہ جمتے تھے۔ لیکن نپولین کا چنداول اس بے شمار تعداد کے سامنے اب بھی انچہ انچہ بھر جگہ پر سخت جنگ کر رہا تھا۔ اور نہایت غصہ کے ساتھ آہستہ آہستہ پل کی جانب ہٹ رہا تھا۔ پل پر جیسا اس وقت ہجوم ہوگا اچھی طرح خیال میں آسکتا ہے اور صفوں میں دشمن کی طرف سے گولے اور گولیوں کا مینھ برس رہا تھا۔ 19

یہ دیکھکر کارپورل کے اوسان ایسے خطا ہوگئے کہ اُس نے بارود کو آگ دیدی۔ اور پل ہوا میں اُوڑ گیا اور پچیس ہزار فرانسیسی فوج مع دوسو توپوں اور کئی سو سامان کی گاڑیوں کے پل کے دوسری طرف شہر میں ایسے رہ گئے کہ نہ تو اب اپنی فوج ہی سے مل سکتے تھے اور نہ دشمن کے مقابلہ میں اپنی حفاظت ہی کرسکتے تھے۔ چنانچہ پل کے قریب آپہونچنے والوں نے شور و فریاد کرنا شروع کیا پیچھے سے برابر ریلے چلے آرہے تھے اور اُن کو ایک دم کون روک سکتا تھا۔ اور ہزاروں سپاہی سوار اور توپیں گہرے پانی میں گر پڑیں۔ اور ایسا بربادی کا منظر پیش آیا کہ بریسینا کے پل پر بھی نہ پیش آیا تھا۔

جب فرانسیسی سپاہ کارشتہ اپنی اصلی جمیعت سے قطع ہوگیا اور کوئی اُمید رہائی کی باقی نہ رہی تو صفیں توڑکر جدہر کو جس کا منھ اُٹھ گیا بھاگ نکلا۔ میکڈانلڈ نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا اور تیر کر پار نکل گیا۔ لیکن پونی ٹوسکی بہت پیچھے تھا اور دشمنوں سے گھر گیا تھا۔ اِسی حال میں اُس کو پل کے اُڑجانے کا حال معلوم ہوا۔ اور اُس نے میان سے تلوار کھینچی اور اپنی جمیعت سے کہا۔

"اے غیرت دارو۔ اب وہ وقت آگیا کہ تم آبرو کے ساتھ مرجاؤ۔ اگر آبرو پر دھبہ لگا تو کچھ نہ ہوا۔"

اور لیجئے یہ غیرت دار چھوٹا سا گروہ تلواریں علم کرکے غنیم کے لشکر میں درآیا اور کاٹ کرتا صاف دوسری طرف نکل گیا۔ پوتے توسکی کے ایک ہاتھ کی ہڈی گولی سے پاش پاش ہو گئی تھی اور ہاتھ جھول رہا تھا اور اسی حالت سے اب وہ دریائے پلیسی کے کنارہ پہونچا جس کو عبور کرنے کے بعد وہ دریائے ایلسٹر پر پہونچ سکتا تھا۔ دشمن تعاقب میں تھے اور اُس نے گھوڑا پانی میں ڈالدیا۔ گھوڑا ایسا بے جان ہو گیا تھا کہ تیر نہ سکا اور پانی میں بیٹھ گیا اور دوبارہ پر نہ چلا۔ لیکن پوتے توسکی تیر کر دوسرے کنارہ پہونچ گیا۔ جہاں دشمن کی گولیاں اُس کے گرد برس رہی تھیں اور اسی حالت میں وہ ایک گھوڑے پر سوار ہوا جس کا سوار مارا گیا تھا اور گھوڑا خیز کرکے گولیوں کی بارش میں وہ دریائے ایلسٹر پر پہونچا اور بڑی دلیری سے گھوڑے کو پانی میں ڈالا اور گھوڑا خیز کر کے کنارہ پہونچا لیکن کراڑہ بہت اونچا تھا اور جب یہ گھوڑا اُدھر کی طرف چڑھنے لگا تو لوٹ پڑا اور مجروح اور تھکا ہوا نیجان سوار اُسکے نیچے دب کر ڈوب گیا۔ اور اس جوان مرد پولینڈ کے سردار پوتے توسکی کا یوں خاتمہ ہو گیا۔ کئی روز کے بعد اُس کی لاش کو دشمنوں نے کنارہ پر پایا اور نہایت بڑے فوجی اعزاز سے اُس کو دفن کیا اور اب بھی ایک حقیرسی یادگار بنی ہوئی موجود ہے جہاں یہ سورما دفن ہے۔ نپولین نے سینٹ ہلینا میں پوتے توسکی کے متعلق کہا ہے۔

"پوتے توسکی بڑا غیرت دار اور شجاع سردار تھا۔ اور میرا قصد تھا کہ اگر روس میں مجھکو کامیابی ہو جاتی تو پولینڈ کا بادشاہ اُسی کو بناتا"

اس سردار پوتے توسکی کو سب ہی قومیں عزت کے ساتھ یاد کرتی ہیں۔ اُس کے دشمن بھی اُس کے شریفانہ چال چلن کے معترف ہیں۔ چنانچہ پوتے توسکی جیسے شریف سردار نے صرف نپولین کو ایسا لائق بادشاہ اور شریف الخیال سردار پایا تھا کہ دل وجان سے اُس پر فدا تھا اور اُسی پر آخر میں اپنی جان قربان کردیا۔ تمام عمر وہ نپولین کا اس وفاداری سے شریک رہا کہ اُس کی صداقت میں کلام نہیں وہ جانتا تھا کہ نپولین

حق پر تھا اور جمہور کا سچا حامی تھا اور یہی وجہ تھی کہ نپولین کے گرد یورپ کے نہایت نامور سر ایسے جمع ہوئے تھے کہ اکثر مر کر اس سے جدا ہوئے۔ اگر نپولین واقعی بد ذات اور خراب شخص تھا تو مرنے کے بعد بھی اس کے ہمراہ دنیا کے بڑے بڑے ناموروں کا گروہ ضرور ہوگا اور جس فتوے کے ذریعہ سے نپولین کو ناحق کوش اور خونخوار وغیرہ کہا جاتا ہے وہی فتوی پونے ٹوسکی۔ بے سے ریز۔ ڈیوراک۔ لانس۔ ڈیزے۔ یوجین۔ میکڈانلڈ۔ کالن کورٹ۔ سے نے۔ اور اسی قسم کے بے شمار سرداروں پر لگانا چاہئے کیونکہ یہ سب بھی آخر دم تک نپولین کے حامی رہے اور اُسی بات کو حق جانتے رہے جس کو نپولین حق جانتا تھا اور کہا جا سکتا ہے کہ ایسی بدنامی بھی نیک نامی سے خالی نہیں ہے۔

غنیم کی شادکام افواج لیپ زگ کے چوک میں جمع ہوئیں۔ شہر میں جو منظر پیش آیا اُس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ سڑکوں اور کوچوں میں کُشتوں کے پشتے لگے ہوئے تھے۔ اس میں صرف طرفین کے سپاہی اور سردار ہی نہ تھے بلکہ بے گناہ شہری بوڑھے مرد۔ عورتیں۔ اور بچے بھی تھے۔ مکانات پاش پاش ہو گئے تھے۔ اور شہر کا ایک حصہ منہدم ہوکر ڈھیر ہو گیا تھا۔ ہر قسم کا سامانِ حرب چاروں طرف پھیلا ہوا پڑا تھا۔ اور سنگین فرش کو لاش اور خون وغیرہ نے گندہ کر دیا تھا۔

روس آسٹریا۔ اور پروشیا کے بادشاہ جنوبی سمت سے شہر میں بڑی شادمانی

ئ ایلی سن صاحب لکھتے ہیں "تین دن کی جنگ میں فرانسیسیوں کی طرف ساٹھ ہزار جانوں کا نقصان ہوا۔ متحدہ بادشاہوں کے ہاتھ اس معرکہ میں ڈھائی سو توپیں۔ نو سو گاڑیاں۔ سامان حرب کے آرابے۔ بے شمار سامان آیا اور سکسنی کے بادشاہ۔ اور چھوٹے بڑے اکیس جنرلوں اور تیس ہزار سپاہیوں کو انھوں نے قید کر لیا۔ متحدہ بادشاہوں کا بھی بہت نقصان ہوا۔ یعنی قریب ۱۸ سو کے افسر۔ ۴۱ ہزار سپاہی مجروح یا مقتول ہوئے۔ اگرچہ یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ لیکن کوئی افسوس کا مقام نہیں۔ کیونکہ یورپ فرانس کی غلامی سے رہا ہو گیا اور انقلاب کے ظلموں کا خاتمہ ہو گیا"۔

اور وہ ہوم وعام سے داخل ہوئے۔ اور مشرقی پھاٹک سے برناڈوٹ بڑے فوجی ٹھاٹھ کے ساتھ شہر میں آیا۔ فریق شاہی کے طرفداروں کی بن پڑی تھی۔ جمہور تو پامال ہو گئے تھے اور اب جمیع حقوق سے یہی فریق شاہی کے حامی فائدہ اٹھانے والے تھے چنانچہ متحدہ بادشاہوں کا اُنھوں نے بڑی سرگرمی سے استقبال کیا۔

جمہوری اُصول کے حامی یا تو نہایت غمگین ہو کر اپنے گھروں میں جا بیٹھے یا نپولین کے ہمراہ چلے گئے تاکہ قید اور اذیت یا پھانسی سے بچ جائیں۔ شہر کے توپ خانوں کی گرج۔ اور میناروں پر بجتے ہوئے گھنٹوں اور بینڈ باجوں کی آوازوں سے جمہور نے اچھی طرح یقین کر لیا کہ جرمنی کی آزادی کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ان جمہور کا حامی رستم ثانی نپولین جس نے برسوں سے یورپ کے متحد بادشاہوں کو روک رکھا تھا آخر کار مغلوب ہو گیا۔ اور جرمنی کے جمہور کی مشکیں باندھ کر گویا از سر نو روس۔ پروشیا اور آسٹریا کے خود سر بادشاہوں کے حضور میں ڈالدیا گیا۔ اور اسی زبون حالت میں یہ قومیں اب بھی غلامی کر رہی ہیں۔ اور خدا نے برائے چندے خود سر فرمان روائی کو کیوں فتح دیدی ہے اس کا راز تو اُسی عالم الغیب کو ہو سکتا ہے۔ یورپ تو پھر آزاد ہو گا۔ اور اُس میں تو پھر جمہوری کی حکومت ہو گی۔

اب ایک اور لطیفہ ملاحظہ ہو کہ یہ متحدہ بادشاہ تو یہ دعوی کرتے ہیں کہ اُن کے حقوق خدا نے مقرر کئے ہیں اور فرمان روائی کا پٹہ وہ آسمان سے اپنے ساتھ لائے ہیں۔ لیکن باوجود اس دعوی کے اُن سے کوئی پوچھے کہ یہ برناڈوٹ کون تھا۔ جمہور زادہ تھا یا نہ تھا۔ لیکن برناڈوٹ کی فرمان روائی پر ان متحدہ بادشاہوں نے کسی قسم کا اعتراض کیوں نہ کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ برناڈوٹ کی مدد کی اُن کو حاجت تھی اور برناڈوٹ

بقایہ نوٹ صفحہ ۲۰۳ ناظرین انصاف کریں یہ مورخ روس اور آسٹریا کی غلامی کو آزادی اور جمہوری حقوق کے مساوات کو انقلابی ظلم کہتے ہیں۔ مصنف ۱۲

یہ مدد دے سکتا تھا اور دینے پر آمادہ تھا۔ برناڈوٹ خود کہتا ہے کہ "اب مجھے سخت رنج تھا اور میں نہ چاہتا تھا کہ اپنے ہم وطن فرانسیسیوں کے خون میں ہاتھ رنگوں" چنانچہ جب یہ دیکھا گیا تو برناڈوٹ کو متحدہ بادشاہوں نے اپنے کیمپ سے علٰحدہ کر کے ایک اور بعید فاصلہ پر فوج کے ساتھ بھیجدیا۔

اس اثنا میں نپولین اپنی بچی کھچی فوج ہمراہ لیکر ارفرٹھ کی طرف روانہ ہوا جو لیپزگ سے قریب سو میل کے فاصلہ پر تھا۔ جنھ نے نپولین کو محض بدنام کرنے کی خاطر بے حیائی سے تمام یورپ میں یہ اعلان کر دیا کہ جس وقت نپولین نے ایلسٹر کے پل کو خود عبور کر لیا تو اُس کو فوراً اوڑا دیا۔ اور اس ذریعہ سے اپنی جان تو بچالی لیکن اپنے رفیقوں کو برباد کر دیا۔ اور اس قصہ پر عام طور سے یقین کر لیا گیا اور نپولین کو سب نے نہایت خود غرض ظالم اور کمینہ خیال کیا اور اکثروں کو یہ یقین ہو گیا کہ نپولین ضرور جادوگر ہے۔ جس نے اپنے سپاہیوں پر جادو کر رکھا ہے کہ اُس پر نہایت محبت کے ساتھ اپنی جانیں قربان کرتے ہیں باوجودیکہ نپولین کے افعال نہایت ہی نفرت خیز ہیں۔ لیکن تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ثابت ہو گیا کہ یہ پل والا الزام سراسر بہتان تھا۔ اور دوسرے ہزاروں بہتانوں کے ساتھ اب یہ الزام بھی فراموش ہو گیا ہے۔ لیکن بعض دلوں پر ابھی کسی قدر اثر باقی ہے۔

مراجعت کے دوسرے دن یہ شکستہ دل لیکن جری فوج لٹزن کے میدان میں پہونچی جہاں پانچ مہینے پیشتر نامی اور قطعی فتح حاصل کر چکی تھی۔ متحدہ افواج اب دریائے ایلسٹر کو عبور کر کے تعاقب میں تیزی سے چلی آرہی تھیں۔ پانچ دن میں نپولین ارفرٹھ میں جا پہونچا۔ یہاں مرات نے یہ بات صاف صاف دیکھکر کہ نپولین کا زوال قریب ہے اور فرانس کی سلطنت کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے اور اُس کے ساتھ ہی نیپلس کے تخت سے میں بھی اوتار دیا جاؤں گا۔ جنھ کے بادشاہوں سے مخفی خط و کتابت شروع کر دی اور لکھا کہ اگر میری حکومت کو برقرار رکھو تو میں ابھی نپولین کا ساتھ چھوڑے دیتا ہوں اور تمہارا شریک

ہوا جاتا ہوں" مرات نے خیال کر لیا تھا کہ نپولین بالکل برباد ہو گیا ہے اور اُس نے بڑی دنائت سے اپنے آقا کی بچی کچی طاقت سے فائدہ اوٹھا کر اپنی بھلائی کی تدبیر سوچی۔ اور نپولین سے یہ بہانہ کر کے کہ میں اپنی مُلک کو فوج لینے جاتا ہوں نپولین کا ساتھ چھوڑ دیا اور نیپلیس کو روانہ ہو گیا۔

مرات اگرچہ مرد شمشیر زن تھا اور یکا یک اُس سے شجاعت کا ظہور بھی ہوا کرتا تھا تاہم عالی ہمت شخص نہ تھا۔ نپولین اُس کی اچھی صفات اور نیز اُس کے عیبوں کو خوب جانتا تھا اُسے یاد تھا کہ دریائے ویچولا پر روس کی مراجعت کے زمانہ میں بھی وہ اُس کا ساتھ چھوڑ گیا تھا۔ اور اس وقت بھی وہ مرات کے مطلب کو اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ لیکن دیکھئے کہ نپولین اپنے اوبار کے زمانہ میں بھی ایسا عالی ہمت تھا کہ اُس نے کسی دوسرے پر یہ زور نہ دیا کہ خواہ نخواہ اُس کی شرکت کر کے آپ بھی برباد ہو جائے۔ جب مرات رخصت ہونے آیا نپولین نے اُس کو بڑی خاطر سے اپنے پاس بُلایا۔ کوئی ملامت خیز لفظ مُنھ سے نہ نکالا اپنے خیالات کو ضبط کیا اور محبت و افسوس سے بغل گیر ہوا۔ اور اُس کو یقین دلایا کہ یہ بغل گیری آخری تھی اور واقعی یہی ہوا۔ یعنی نپولین اور مرات کی پھر کبھی ملاقات نہ ہوئی۔ مرات اٹلی گیا۔ اور جتھ کے بادشاہوں سے ساز کر کے یوجین کا رستہ روک دیا اور اُس کو نپولین کی مدد کے لئے نہ آنے دیا۔ لیکن مرات پر ایسے دنی فعل سے کیوں الزام لگایا جائے۔ وہ تو ایسے قماش کا شخص تھا کہ اُس میں فوری جذبات پیدا ہوتے تھے وہ کوتاہ عقل اور بودا تھا۔ اور فطرت نے اُس میں یہ بات نہ پیدا کی تھی کہ دوسرے کی خاطر کچھ بھی جان نثاری کر سکتا۔

۱۱ جنوری سنہ ۱۸۱۴ء کو مرات نے جتھ سے عہد نامہ کیا جس کے ذریعہ سے اُس نے تیس ہزار فوج مہیا کرنے کا وعدہ کیا۔ اور یہ تیس ہزار اپنی اور ساٹھ ہزار آسٹریا کی فوج لیکر اُس نے بمقام ملان یوجین پر حملہ کیا اور یوجین نپولین کی مدد کو پھر نہ جا سکا۔ مرات

کے دامن پر اس کمینہ فعل کا ایسا دھبہ ہے کہ وہ دھوئے نہ چھٹے گا۔ چنانچہ جتھے نے بھی مرات[۱] سے اس خدمت کے صلہ میں یہ عہد وپیمان کیا کہ مرات اور اُس کی اولاد نیپلس کی ریاست پر ہمیشہ حکمران رہے گی۔ لیکن جب تمامی معاملات حسب مراد پورے ہوگئے تو جتھہ کے بادشاہوں نے دغابازی سے اپنے عہد کو توڑ ڈالا اور مرات کو سوکھا ٹرخا دیا۔ نہ خدا ہی ملا۔ نہ وصالِ صنم۔ نہ اِدہر کے ہوئے نہ اُودہر کے ہوئے۔

ہم اپنی طرف سے کچھ اضافہ نہیں کرتے بلکہ ہم نپولین کے دشمنوں کے زبانی لکھتے ہیں کہ اس نازک وقت میں جس عالی ہمتی اور استقلال سے شاہنشاہ نپولین نے کام کیا اُس کی نظیر ناپید ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔

اس وقت نپولین کے ساتھ صرف اسی ہزار فوج تھی۔ اور چھ لاکھ دشمن فرانس پر ہر چہار طرف سے عظیم الشان اور ہولناک طوفان کی طرح بڑھے چلے آرہے کہ فرانس کو نیست ونابود کردیں۔ نپولین کی طاقت سے اب یہ بات باہر ہوگئی تھی کہ اپنی رعیت فرمان روائیوں کی حفاظت کرسکتا۔ اور یہ ریاستیں اگر نپولین کی حفاظت پر آمادہ ہوتیں تو خود ان کی بربادی میں کوئی کلام باقی نہ تھا۔ چنانچہ اس حالت میں نپولین نے اُن تمامی فوجوں کو جو جرمنی سے اُس کی مدد آئی تھیں یکے بعد دیگرے اپنے حضور میں بلایا اُن کو روپیہ دیا۔ رسد دی اور ضروری سامان دیکر اُن سے کہا تم اب اپنے وطن کو جاؤ۔ تم میری خدمت کرچکیں۔ اور پھر اُن کو رخصت کیا۔ نپولین کو یہ معلوم تھا کہ یہی فوجیں پھر اُسی کے خلاف جنگ کرنے پر مجبور کی جائیں گی۔

ہم اوپر بیان کرچکے ہیں کہ بیوریا کے بادشاہ نے غداری کرکے نپولین کا ساتھ

۱؎ مرات کو اپنی بے وفائی کا اور بھی پھل ملا یعنی اُنھیں لوگوں نے اُس کو گولی سے مروادیا جن کا مرات نے ساتھ دینے کی غرض سے نپولین کو چھوڑا تھا اور مفصل حال آیندہ ناظرین ملاحظہ کرینگے۔

مترجم ۱۲

چھوڑ دیا تھا اور جتھہ کا شریک ہو کر خود نپولین سے جنگ پر مستعد ہوا تھا۔ اگرچہ یہ فعل اُس نے مجبور ہو کر کیا تھا لیکن اپنی تحریر کے خلاف چند ہفتے قبل اُس کا جتھہ میں جا ملنا نپولین کی سخت پریشانی اور بہت بڑے نقصان کا باعث ہوا تھا۔ لیکن بیوریا کی فوج کا ایک دستہ ہنوز نپولین کے ساتھ تھا۔ اور باوجود اپنے بادشاہ کی بدعہدی اور بے وفائی کے یہ دستہ نپولین کے ساتھ وفادار رہا چنانچہ اس دستہ کو بھی نپولین نے اپنے سامنے بُلایا اور کہا "میں تمھاری وفاداری سے بہت خوش ہوں اور تمھارا شکرگذار ہوں اب تم بھی اپنے بادشاہ کے پاس جاؤ" پھر اس دستہ کو بھی رخصت کیا۔ اگرچہ نپولین کو یہ یقین تھا کہ یہی فوج پھر اُس کے مقابلہ میں جنگ کرنے کو بھیجی جائیگی۔ اور اپنے سابق کے دوست بادشاہ سیکسنی کو حسب ذیل خط لکھا۔

غیر ۱۵۸۴

"بیوریا نے میرے علم و اطلاع بغیر میرے خلاف جنگ کا اعلان کیا۔ یہ وفاداری نہ تھی۔ میں بیوریا کے اس دستہ کو اگر اسیران جنگ کے زمرہ میں داخل کر دیتا تو کچھ بیجا نہ تھا۔ لیکن ایسا کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا کہ سپاہ مجھ پر اعتماد کرنا چھوڑ دیتی لہٰذا میں انتقام نہیں لیتا ہوں اور تمھاری فوج کو واپس بھیجتا ہوں"

ان سپاہیوں کو نپولین سے بڑی محبت تھی لیکن حکم کے تابع اور ضرورت وقت کے پابند تھے۔ اور بڑے تاسف کے ساتھ وہ نپولین سے رخصت ہوئے۔

اس کے بعد نپولین نے پولینڈ کی افواج کو بُلایا اور کہا کہ "تم کو اختیار دیتا ہوں کہ چاہے متحدہ بادشاہوں سے اپنے حسب مراد عہد و پیمان کر لو اور مجھ سے رخصت ہو جاؤ۔ یا تمھارا جی چاہے تو میرے ساتھ رہو۔ جو میرا حال وہ تمھارا حال ہو گا"

اس جری اور شریف الخیال فوج نے یک زبان ہو کر عرض کیا "جہان پناہ۔ کیسے ممکن ہے کہ ہم آپ کا ساتھ چھوڑ دیں۔ ہمارا ملک برباد ہونیکے بعد صرف آپ ہی نے ہم سے تشفی کی باتیں کی ہیں اور کسی دوسرے نے ہماری بات تک نہ پوچھی

ہم جہان پناہ کے ساتھ ہیں۔ ہرگز ہرگز جدا نہ ہونگے"

چونکہ نپولین نے اسپین سے بھی بہت سی فوجیں طلب کر لی تھیں لہذا اسپین کی فوج گھٹ گئی تھی اور اسی وجہ سے اسپین میں جمہوری حکومت قایم نہ ہو سکی۔ کرنل نیپیر صاحب لکھتے ہیں۔

"لارڈ ویلنگٹن کو ایسی فتوحات ہوئیں کہ جوزیف سے اُن اسپین والوں کا تعلق قطع کیا جو فرانس سے عہد و پیمان کرنا چاہتے تھے۔ لیکن جمہور نے ابھی ہمت نہ ہاری تھی اور اُن لوگوں نے انگریزوں کے خلاف ایک گروہ قایم کیا۔ ادنیٰ درجہ کے لوگ جو غلام شمار ہونا چاہئے معاملات ملکی اور مذہبی میں سخت متعصب تھے اور تمامی پادری اُن کے شریک تھے اور خود سر بادشاہ کو اپنا جایز بادشاہ جانتے تھے اور مذہبی تعصب اور اُس کی قدیمی پابندی کو اپنا مذہب سمجھتے تھے۔ لیکن اس درجہ کے لوگوں کے سوا ایک اور گروہ تھا۔ یہ آزاد خیال لوگ تھے اور کیڈز (قادسیہ) کے سوداگروں اور نئے خیال کے لوگوں اور فرانس کی جمہوری تحریروں کی پیروی کرتے تھے۔ اور جمہوری حکومت کے دلدادہ ہو رہے تھے اور اُن کو قدیم رسم و رواج یا پرانے خیالات سے کوئی تعلق نہ تھا لیکن اُن میں یہ لیاقت نہ تھی کہ اپنے خیالات کو عملی صورت میں لا سکتے۔ انگلستان کی مداخلت پر سب کو رنج تھا۔ اور لفظ "انگریز" کو ایک کلمۂ تحقیر بنا رکھا تھا۔ آنے والی نسلوں کو شاید یقین نہ ہوگا۔ کہ جب ۱۸۱۳ء میں لارڈ ویلنگٹن اسپین میں محاربات شروع کرنے کو تھے تو یہ لوگ ایک قانون ایسا نافذ کرانے کے درپے ہو گئے تھے کہ باہر کی فوجیں اسپین کے قلعوں میں داخل نہ ہونے پائیں۔ اور بڑی دھمکیاں دیکر ان لوگوں کو ان کی ہٹ سے باز رکھا گیا تھا"

اپنی فوجوں پر ان محاربات میں انگلستان کو دو ارب پچاس کرور فرانک خرچ کرنا پڑے تھے۔ اس کے سوا کروروں فرانک کی امداد اسپین اور پرتگال کو دی گئی تھی۔ وردیاں۔ اسلحہ اور سامان حرب اس کے علاوہ دینا پڑا تھا۔ انگلستان نے تیس ہزار سے ستر ہزار تک

انگریزی فوج بھی اسپین اور پرتگال میں رکھی تھی اور اُس کی بحری فوجیں ہمیشہ فرانس کے ساحل پر حملہ کرتی اور گولے برساتی رہتی تھیں۔ اور چالیس ہزار انگریزی سپاہی محاربات جزیرہ نمائی بدولت اسپین اور پرتگال میں مقتول ہوئے تھے۔ اور خاص اسپین اور پرتگال کے باشندے کس قدر مارے گئے اس کا بیان کس زبان سے ہوسکتا ہے۔ دو لاکھ کے قریب فرانس کی سپاہ بھی مقتول و مجروح یا اسیر ہوئی تھی اور ایسے شدید محاربات کے باوجود خود نپولین کو اپنے دشمنوں سے وسطِ یورپ میں وہ وہ شدید معرکے پیش آئے تھے کہ اسپین اور پرتگال کی طرف وہ آنکھ اُٹھاکر بھی نہ دیکھ سکتا تھا۔ اور اُس نے کمزور فوجوں کے ساتھ جنرل سولٹ کو ڈیوک آف ولنگٹن کے مقابلہ میں چھوڑ رکھا تھا۔

نپولین نے سینٹ ہلینا میں بڑی عالی حوصلگی سے اپنے رفیقوں کی غداری کے متعلق عذر پیش کیا ہے۔ اُس نے کہا۔

"ہم کو انسانی فطرت کا لحاظ چاہیئے۔ اور خصوصاً بادشاہوں کی نازک حالت کا خیال ضروری ہے۔ اس زمانہ میں بڑی دنارت شامل ہوگئی تھی۔ تاہم ایسی حالت میں بھی بڑی شرافت کا اظہار کیا گیا۔ مجھے فرداً فرداً کسی اپنے رفیق یا بادشاہ کی شکایت نہیں ہے یعنی سیکسنی کا نیک نہاد بادشاہ میرا آخر دم تک شریک رہا۔ بیوریا کے بادشاہ نے بڑی وفاداری سے مجکو اطلاع دیدی تھی کہ اب اُس کا اُس کی ذات پر اختیار باقی نہ رہا تھا۔ ورٹم برگ کے بادشاہ کی عالی حوصلگی خصوصاً قابل لحاظ ہے۔ بیڈن کا فرمانروا مجھ سے اُس وقت علٰحدہ ہوا جبکہ اُس پر باہر سے بے اندازہ زور پڑا اور آخر دم تک وہ ثابت قدم رہا اور میں انصاف کو چھوڑ نہیں سکتا ان میں سے ہر ایک نے مجکو اطلاع کردی تھی کہ طوفان سر پر جمع ہو رہا ہے اور مجکو فکر اور انتظام کرنا چاہیئے۔ لیکن خلاف ان بادشاہوں کے چھوٹے درجہ کے لوگوں نے بڑی دنارت کا اظہار کیا۔ کیا سیکسن سپاہ کے دامن سے یہ دھبہ دھویا جاسکتا ہے کہ اُن لوگوں نے مجھ سے غداری کی اور میری فوج میں

آگر وہ اس لئے شریک ہوئے تھے کہ میری ہی فوج کو تباہ کر دیں۔ اُن کی غداری میری فوج میں ضرب المثل ہوگئی تھی۔ یعنی جب کوئی سپاہی دوسرے کو مار ڈالتا تھا تو اس قاتل کو سیکسنی کہا جاتا تھا۔ اور سب پر طرّہ برنا ڈوٹ کا چلن تھا۔ یعنی وہ خود فرانسیسی تھا۔ خود فرانس کی بدولت وہ اعلیٰ مرتبہ پر فایز ہوا اور خود اسی نا اہل نے فرانس کے ایسا آخری ہاتھ مارا کہ پھر فرانس نے سانس نہ لی"

نپولین ارفرتھ میں دو دن اپنی افواج کو ترتیب دیتا رہا۔ اور پھر روانہ ہوا۔ کاسک سوار جنگی صورتیں اور وردیاں ڈراونی تھیں قریب لگے چلے آتے تھے۔ لیکن پاس آکر بڑا حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ دُور ہی سے فرانسیسی سپاہ کو طرح طرح سے دق کرتے تھے۔ بلوشر کے ہمراہ آسٹریا پروشیا اور روس کی بہت بڑی فوج تھی اور موقعے ڈھونڈھتا تھا کہ کسی طرح مراجعت کرنے والی فوج کو برباد کر دے۔ نپولین بڑے استقلال سے پانچ روز تک مراجعت کرتا رہا۔ اور دو سو میل کی مسافت طے کرکے ۳۰-اکتوبر کو ہنیا میں پہونچا۔

یہاں بیوریا کی گورنمنٹ نے اپنے نئے دوستوں کی حمایت پر بھروسہ کرکے بیوریا۔ اور آسٹریا کی ساٹھ ہزار فوج مع قوی توپ خانوں کے اس امید سے مورچہ بند رکھی تھی کہ نپولین کا رستہ قطعی روک دیا جائے۔ لیکن فرانسیسی فوج نے نہایت شدید حملہ کرکے اُس کو فاش ہزیمت دیدی۔ جس وقت فرانس کی تیس ہزار فوج دشمن کی ہزار فوج پر حملہ آور ہوئی نپولین ایک اونچی سڑک پر ٹہل رہا تھا اور کالن کورٹ سے باتیں کر رہا تھا۔ اتنے ہی میں ایک بم کا گولہ آیا اور اُن کے قریب نرم مٹی میں گر کر زمین میں دھس گیا۔ کالن کورٹ فوراً نپولین کے سامنے آگیا کہ گولے کی ساری آفت اپنے جسم پر لیکر نپولین کو بچالے۔ لیکن نپولین نے اس گولے کا کچھ بھی خیال نہ کیا اور اُسی طرح باتیں کرتا رہا۔ مگر خوش قسمتی سے یہ گولہ ایسا گہرا زمین میں دھس گیا تھا کہ نہ پھٹا۔

اس لڑائی میں دشمن کی طرف دس ہزار مقتول و مجروح ہوئے۔ اور فرانسیسی فوج

نے پھر مراجعت شروع کی اور دو دن میں نپولین فرنیک فرٹ میں پھونچا۔ پانچ بجے صبح کو دوسرے دن یعنی دو نومبر کو یہ فوج مینس میں پھونچی۔ یہاں تین شبانہ روز نپولین اپنی فوج کو ترتیب دیتا اور دریائے رین کے پار جانے کا انتظام کرتا رہا کیونکہ اب دشمن کی لاتعداد افواج اسی طرف بڑہی چلی آرہی تھیں۔ ۸۔ نومبر کو آٹھ بجے شب کے نپولین پیرس کی طرف روانہ ہوا اور دوسرے دن پانچ بجے شام کو سینٹ کلاوڈ میں پھونچا۔

کہا گیا ہے کہ میریا لوئیسا سخت خایف تھی اور نپولین سے ڈر رہی تھی کیونکہ اُس کے باپ آسٹریا کے شاہنشاہ نے نپولین کے خلاف جنگ کی تھی اور اب فوجیں لئے ہوئے فرانس پر یورش کرنے کو آرہا تھا۔ جس وقت نپولین اُس کے کمرہ میں گیا تو وہ نپولین کو لپٹ گئی اور زار زار رونے لگی۔ اور مُنھ سے ایک بات نہ نکلی۔ لیکن نپولین نے اُس کو تسلی دی اور اپنے بیٹے کو پوچھا کہ وہ کہاں ہے۔ اور بچہ کو بلایا گیا اور نپولین نے پیار سے اُس کو گود میں لے لیا۔ نپولین ملکہ کو برابر سمجھاتا رہا کہ کوئی تردد کا مقام نہیں ہے۔ سب معاملات ٹھیک ہوجاینگے اور یہ فکریں دور ہوجائینگی۔

اس اثنا میں فاتح متحدہ بادشاہوں نے جرمنی کو تاخت و تاراج کرڈالا۔ اور رین کے جتھہ کے جتنے فرمان روا تھے سب ہی اُن کے شریک ہوگئے۔

سر والٹر اسکاٹ کہتے ہیں "چھوٹے چھوٹے فرمان رواؤں کو کوئی چارۂ کار نہ تھا اُنھوں نے جس قدر جلد ممکن ہوسکا متحدہ بادشاہوں کی شرکت اختیار کرلی۔ اُن کے وزراء متحدہ بادشاہوں کے صدر مقام میں آکر جمع ہوگئے اور اُن سے اس شرط پر دوستی اور اتحاد کا وعدہ کیا گیا کہ ایک سال کی اپنی ریاست کی آمدنی دیدیں اور اُتنی فوج سے دوچند فوج حاضر کریں جتنی نپولین کو دی گئی تھی اور جتھہ کے خیرخواہ رہیں"

سینٹ کر تیس ہزار فوج کے ساتھ ڈرلیسڈن میں بند تھا۔ اب فاقے ہونے لگے اور مجبور ہوکر اُس کو بھی اطاعت قبول کرنا پڑی۔ اُس سے وعدہ کیا گیا کہ شہر چھوڑ دینے

پر اُس کو اجازت دیجاتی ہے کہ اپنی فوج لے کر فرانس کو خیریت سے چلا جائے۔ لیکن متحدہ بادشاہوں کے خلاف اُس وقت تک جنگ نہ کرے جب تک کہ اسیران جنگ کا باقاعدہ مبادلہ نہ ہو جائے۔ پس سینٹ کر ڈرلیسڈن سے باہر نکلا۔ متحدہ افواج نے ڈرلیسڈن پر اپنا قبضہ کر لیا۔ لیکن اُسی وقت متحدہ بادشاہوں کی طرف سے سینٹ کر کو اطلاع دی گئی کہ ہمارے جنرل نے جو شرایط تم سے کی ہیں وہ ہم نہیں مان سکتے اور تم مع فوج کے اسیران جنگ کی حیثیت سے آسٹریا کو بھیجے جاؤگے۔ اب جنگ کے قبضہ میں ڈرلیسڈن بھی آگیا تھا جس کو سات روز ہو چکے تھے۔ اور ڈرلیسڈن کی کمزور حالت اور اُس میں غلہ اور رسد وغیرہ موجود نہ ہونے کو دیکھکر متحدہ افواج سینٹ کر کو طعنے دینے لگیں۔ اور کہا کہ "اگر ہمارے بادشاہوں کی شرایط تم کو منظور نہ ہوں تو جاؤ تم پھر ڈرلیسڈن کے اندر چلے جاؤ اور تماشہ دیکھ لو"۔ اور لیجئے اس دغا سے تیس ہزار فوج قید کر کے آسٹریا کو روانہ کر دی گئی۔ بعض لوگ اس واقعہ کو یقین نہ کرینگے۔ لیکن اس قابل نفرت اور گھنونی دغا کو تمامی مورخ جو جنگ کے طرفدار ہیں تسلیم کرتے ہیں۔ سر آرچی بالڈ ایلی سن چند مخالفانہ فقرے لکھنے کے بعد آخر میں یہ لکھتے ہیں۔

"متحدہ بادشاہوں نے اپنے عہد کو توڑا اور نپولین کے شریفانہ چلن کی تقلید نہ کی کیونکہ نپولین نے ورم سر کو مانتوا کے قلعہ میں محصور کر کے آخر میں ایسی ہی شرایط منظور کیں اور اُس نے اپنی شرایط کو قایم رکھا تھا اور ورم سر کی افواج کو آسٹریا چلا جانے دیا تھا اور کسی قسم کی عہد شکنی نہ کی تھی۔ اور یہ واقعہ ۱۷۹۶ء کے متعلق ناظرین تفصیل کے ساتھ پڑھ چکے ہیں"

جنرل ریپ ۱۵ ہزار فوج کے ساتھ جس میں آدھی فرانسیسی اور آدھی جرمنی کی فوج تھی ڈینزگ میں محصور تھا اور جب اُس کے پاس سرسد اور سامان نہ رہا تو فاقوں کی شدت سے مجبور ہو کر اُس نے بھی ۲۹ نومبر کو اطاعت قبول کر لی۔ سر والٹر اسکاٹ لکھتے ہیں "کہ مارشل سینٹ کر کی طرح جنرل ریپ سے بھی عہد و پیمان کیا گیا اور پھر متحدہ بادشاہ

اپنے عہد پر قایم رہے اور جنرل ریپ کو بھی مارشل سینیٹ کر کی طرح اسیر کر لیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ متحدہ بادشاہ نپولین کی افواج کو کم کرنا چاہتے تھے اور اسی لالچ میں اُنھوں نے یہ عہد شکنیاں کیں تو بھی یہ عذر قابل سماعت نہیں ہو سکتا۔"

اسی کے متعلق جنرل ریپ خود لکھتا ہے۔

"جنرل ہوڈے لٹ اور کرنل رحمونٹ غنیم کے کیمپ میں گئے اور عہدنامہ ہوا جسنے ڈین زگ کو حوالہ کر دینا منظور کر لیا اور غنیم نے ہمکو فرانس چلے جانیکی اجازت دی۔ چنانچہ عہدنامہ کے موافق بعض امور کا نفاذ بھی ہو گیا یعنی ہم نے روسی قیدیوں کو رہا کر دیا اور گڑھیاں حوالہ کر دیں لیکن اتنے ہی میں ہمکو یہ خبر دی گئی کہ شاہنشاہ اسکندر عہدنامہ کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے۔ اور ڈیوک آف ورٹم برگ نے ہم سے کہا کہ عہدنامہ سے قبل جو طرفین کی حالت تھی وہی پھر قایم کر لی جائے۔ یہ تو مُنھ چڑانا اور مذاق بنانا تھا۔ لیکن اب ہم کیا کر سکتے تھے۔ ہمارے پاس غلہ یا اشیائے خوردنی باقی نہ تھیں۔ لہذا ہم قسمت پر راضی اور شاکر ہو گئے۔ اور پھر ڈیوک آف ورٹم برگ نے وہی کیا جو اُس کے جی میں آیا اور ہم نے روس کی راہ لی۔"

نپولین کے ساتھ ہمیشہ اسی قسم کے فریب ہوتے رہے اور جب متحدہ بادشاہوں کے طریق عمل کو نپولین کے طریق عمل سے مقابلہ کیا جاتا ہے تو حیرت ہو جاتی ہے۔ رفتہ رفتہ وہ تمامی فوجیں جو نپولین نے پیچھے قلعوں میں چھوڑی تھیں جتھ کے قابو میں آگئیں اور تمامی جرمنی پر اُمرائی حکومت پھر قایم ہو گئی اور یورپ کی تین قوی خودسر فرمانرواؤں یعنی روس آسٹریا اور پروشیا نے انگلستان کی ٹوری وزرات سے ملکر ایسا خون کا مینہ برسایا کہ جمہوری حکومت کا شعلہ بُجھ گیا۔ اب سوائے اس کے اور کچھ باقی نہ تھا کہ دس لاکھ فوج فرانس پر چڑھکر جاتی اور جمہوری حکومت کو غارت کر کے بوربون بادشاہ کو فرانس کے تخت پر بٹھلا دیتی اور اسپین میں خودسر بادشاہت قایم کر کے ظلم کی بیڑیاں اور مذہبی تعصب کے

صفحہ ۱۴

طوق مظلوم رعایا کو پہناتی اور تب سارے یورپ کو وہی چین حاصل ہوتا جو ایام جہالت میں کسی ملک کو ہوا کرتا ہے۔

اس نامی محاربہ کا تذکرہ کرتے ہوئے نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا۔

"مجھے نہایت ہی سخت پریشانی تھی جس وقت میں نے اپنے جنرلوں سے اس محاربہ کے متعلق گفتگو اور مجکو معلوم ہوا کہ سوائے میرے کسی کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ کیسے بڑے خطرہ کا سامنا تھا اور اُس کو دفع کرنیکی تدبیریں صرف ایک شخص یعنی مجھ ہی کو کرنا تھیں ایک طرف تو خود سر بادشاہوں کا جتھہ تھا۔ جو ہمارے وجود ہی کو مٹا دینا چاہتے تھے۔ دوسری طرف مجھے یہ تکلیف تھی کہ فرانس کے لوگوں کی رائے پلٹ گئی تھی اور وہ ایسے اندھے اور ناسمجھ ہو گئے تھے کہ جیسے گویا حلقی بن گئے تھے۔ میرے دشمن میری بربادی میں کوشاں تھے۔ میری رعایا اصرار کر رہی تھی یہاں تک کہ وزرا بھی اس میں شامل تھے اور مجبور ہو کر میں نے اپنے تئیں دشمنوں کے حوالہ کر دیا۔ انہی مخالف حالتوں کے درمیان میں اس بات پر مجبور تھا کہ چہرہ سے ہراس کے آثار ظاہر نہ ہونے دوں۔ اور کسی کو تکبر سے جواب دوں کسی کی زد کو روکوں جو مجھے سے دشواریاں حایل کرتا تھا۔ اور جمہور نے جو غلط رستہ اختیار کیا تھا اُسی پر دلیری سے عمل کروں اور اُن کو راہ راست پر لانیکے بجائے اس بات پر مجبور ہوں کہ صلح کی درخواستیں کروں۔ جبکہ یہ بات قطعی ثابت ہو چکی تھی کہ اگر فرانس کی نجات ہو سکتی تھی تو بزور شمشیر ہی ہو سکتی تھی۔ اور سچی صلح اُسی وقت ہو سکتی تھی۔ مگر میں نے اپنا عزم قایم کر لیا تھا۔ میں نے معاملات کے نتیجہ کا انتظار کیا۔ اور اُتنے ہی عرصہ تک برائے نام صلح کر لی جتنے عرصہ میں مجھے ذرا بھی دم راست کرنیکا موقع مل گیا۔ اور اس سب کا نتیجہ تو مہلک ہونا چاہئے ہی تھا۔ چنانچہ ہوا۔ بین بین رستہ اختیار کرنا خطرناک تھا کیونکہ ہم کو اُسی حالت میں امن تھی جب تک ہم کو فتح تھی۔ جس سے میری طاقت قایم رہتی اور میرے رفقا میرے حامی رہتے۔ اب دیکھئے مجھے کیسی کیسی دشواریاں پیش تھیں۔ میں دیکھ رہا تھا کہ فرانس

اُس کے اصول اور اُس کی تقدیر کا صرف میری ذات پر حصر تھا۔"

لیس کیس نے کہا "جہان پناہ یہ تو درست ہے کہ تمامی امور کا دار و مدار آپ ہی کی ذات پر تھا اور عام رائے یہی تھی لیکن بعض فریق اس کے متعلق سختی سے ملامت کرتے ہوئے کہتے تھے کہ "سب چیزوں کو نپولین اپنی ہی ذات سے کیوں منسوب کرتا ہے۔"

نپولین نے جواب دیا "یہ اعتراض جاہلوں کے ہیں۔ میں جس حالت میں تھا وہ حالت میں نے خود انتخاب نہ کی تھی نہ میری اختیاری حالت تھی نہ وہ حالت کسی میری تقصیر کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ کچھ معاملات کی صورت ہی ایسی قائم ہوئی کہ وہ حالت پیدا ہو گئی۔ اسلئے کہ دو مخالف چیزوں کے درمیان جنگ تھی۔ اگر یہ لوگ جو ایسا اعتراض کرتے ہیں سچے ہیں تو کیا یہ لوگ اُس حالت میں رہنا دوبارہ گوارا کرینگے جو دوران انقلاب میں پیش آئی تھی جبکہ کسی قسم کا نظم و نسق باقی نہ رہا تھا۔ بیرونی اطراف سے یورشیں سروں پر آپہونچی تھیں اور فرانس کی بربادی میں کوئی شُبہ باقی نہ تھا۔ اُسی وقت سے جبکہ فرانس نے اپنی طاقت کو ایک مرکز پر جمع کر دیا جس سے ہماری حفاظت ہوسکتی تھی اور جب سے ہم نے ایک اصول اور قانون پر عمل کیا پس کیا شُبہ ہوسکتا ہے کہ فرانس کی تمامی حالت اُسی شخص کی ذات پر منحصر ہوگئی جس کو قطعی اور کلی اختیارات دیدئے گئے۔ اُسی وقت سے کیا اغراض فرانس اور کیا تمامی سلطنت بس ایک میری ہی ذات تھی۔

"جب یہ باتیں میں سمجھدار آدمیوں سے کہتا تھا تو ناسمجھ بڑے بڑے اعتراض کرتے تھے۔ لیکن میرے دشمنوں کو خوب معلوم تھا کہ یہ باتیں نہایت درست تھیں لہذا اُن کا پہلا مدعا یہی تھا کہ پہلے مجھے برباد کریں۔ اور صرف یہی کیا؟ میں نے تو اور بھی جو کچھ کہا اُس پر بھی تو اعتراض جڑے گئے ہیں اگرچہ میں نہایت سچے جی یہ باتیں کہا کرتا تھا۔ مثلاً ایک موقع پر میں نے یہ کہا تب مجھے فرانس کی اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی فرانس کو میری حاجت ہے اور اس سچے مقولہ کو خود بینی سے منسوب کر دیا گیا۔ لیکن میرے شفیق لیس کیس۔ اب آنکھوں

سے تماشہ دیکھ لیا میں تو ہر شے سے دست بردار ہو گیا۔ اور یہ تنہائی کی مصیبت بھی چند روزہ ہے جو میرے دم کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے اور میری زندگی تو محدود ہے۔ لیکن ہاں ذرا فرانس کی زندگی۔ . . . .

لفظ زندگی تک کمگرت شہنشاہ ذرا خاموش ہوا۔ اور پھر کہنے لگا۔

ہمارے گرد جیسے حالات جمع تھے بے نظیر اور انوکھے تھے۔ ویسے ویسے حالات تلاش کرنا بے فائدہ ہے۔ ایک نئے ایوان کی کلید میں خود تھا۔ لیکن اس ایوان کا قیام میری ہر ایک جنگ کے نتیجہ پر منحصر تھا۔ میرنگو میں مجھے شکست ہوتی تو فرانس کو وہی حادثات پیش آجاتے جو ۱۸۱۴ء اور ۱۸۱۵ء میں پیش آئے۔ صرف اتنا ہوتا کہ فرانس کو وہ لازوال شہرت حاصل نہ ہوتی جو میرنگو کے بعد نصیب ہوئی اور جو صفحۂ تاریخ سے مٹ نہیں سکتی۔ یہی حال آسٹرلٹز اور جینیا اور دوسری فتوحات کا سمجھنا چاہیئے عامی جہلا نے ان سب محاربات کا الزام ہی مجھ پر لگایا۔ لیکن کیا یہ واقعات میری وجہ سے پیش آئے بلکہ حالات ہی ایسے تھے کہ یہ سب باتیں قدرتی طور سے پیش آئیں۔ حالات ماضی اور حالات مستقبل کے درمیان جنگ واقع ہوئی تھی اور یہ تمامی محاربات اسی کا نتیجہ تھے۔ ہمارے خلاف جتھے قایم ہوتے تھے اور ہم دشمنوں کو صرف اس لئے مغلوب کرتے تھے کہ کہیں ہم مغلوب نہ ہو جائیں۔"

تھیر صاحب لکھتے ہیں "نپولین اتنا بڑا اور عظیم الشان شخص گذرا ہے کہ تاریخ میں اس کے مقابلہ کا ایک شخص بھی پایا نہیں جاتا۔ نپولین سب سے زیادہ حیرت انگیز سپہ سالار تھا۔ نپولین سب سے زیادہ ذکی مدبر تھا۔ نپولین سب سے زیادہ دور اندیش منتظم تھا۔ ہولینڈ۔ جرمنی۔ اٹلی۔ پرتگال۔ اسپین اور فرانس بزور شمشیر ہی چھینے گئے۔ صرف تقدیر نے اس کی مساعدت نہ کی اور بے تقدیر انسانی تجاویز ایسے حبابوں سے مشابہت رکھتی ہیں جو متلاطم سمندر کی سطح پر

پیدا ہو کر فوراً چھوٹ جاتے ہیں۔"

باب پنجاہ و نہم

جنگ کا از سر نو آغاز

فرانسیسی ہمسری۔ شاہنشاہ کی گفتگو۔ متحدہ بادشاہوں کا آگے بڑھنا۔ فرانس میں سازشیں۔ شاہنشاہ کا سینیٹ کو خطاب کرنا۔ متحدہ بادشاہوں کا مدعا۔ پیپر صاحب کی شہادت۔ کالن کورٹ کی شہادت۔ کارنٹ کی حب الوطنی۔ گس نے وس کی درخواست۔ شاہنشاہ کی گفتگو۔ جوزیف کا چال وچلن۔ متحدہ بادشاہوں کی طاقت۔

اب صرف اس لئے جنگ ہورہی تھی کہ نپولین کو تخت سے اُوتارا جائے اور تمامی یورپ سے جمہوری حکومت کے اصول جو فرانس کے انقلاب سے پیدا ہوئے تھے میٹ دیے جائیں۔ کوئی فرمانروائی دُنیا میں ایسی ہردل عزیز نہیں ہوئی ہے جس کے مخالف موجود نہ ہوں۔ ہر ایک ریاست اور ہر ایک قوم میں جس کا فرانس سے اتحاد تھا فریق شاہی کے حامی البتہ موجود تھے جو متحدہ بادشاہوں کے شریک ہونے کو تیار تھے۔ وہ خوب جانتے تھے کہ جمہوری مساوات کے مٹتے ہی اُن کی پھر چڑھ بنے گی اور جملہ حقوق کے بلا شرکت غیری وہی مالک ہوجائیں گے۔ اسی طرح پُرانی خود سر بادشاہتوں میں بھی ایسے بہت سے روشن دماغ شخص تھے جو اصلاح کے دل و جان سے متمنی تھے۔ چنانچہ جب نپولین کی افواج اُن کے ملک میں پہونچتیں تو یہ لوگ بڑی خوشی سے اُن کا خیر مقدم کرتے اور ایسے لوگ

جابجا اس کثرت سے موجود تھے کہ اُن کے خوف سے گورنمنٹ برطانیہ نے نہایت زبردست کوشش کر کے نپولین کو برباد کر کے جمہوری مساوات کے جوش کو فنا کر دیا۔

نارتھ برٹش ریویو (اخبار) نے جو ٹوری فریق انگلستان کا حامی تھا نپولین کی قایم کی ہوئی مساوات کا جو فرانس میں دیکھی جا رہی تھی حسب ذیل لفظوں میں بڑی شکایت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

"جن لوگوں نے فرانس کی اندرونی تمدنی حالت پر غور کیا ہے وہ بہت سی خرابیوں اور ناراضگی کا باعث موجودہ طریقۂ تعلیم سے منسوب کرتے ہیں۔ یعنی مختلف درجہ اور رتبہ کے لوگوں کے بچے ایک ہی مدرسہ میں ایک ہی قسم کے مضامین میں ایک ہی طریقہ سے تعلیم دئے جاتے ہیں اور یہ بات ہمارے یہاں اس قدر نہیں پائی جاتی اگر ایک کسان۔ یا بنیے ... ی۔ یا درزی ذرا سا روپیہ جمع رکھتا ہے تو اُس کا بچہ اُسی درس گاہ میں ... تعلیم پاتا ہے جہاں اُس زمیندار کا بچہ جس کی زمین یہ کسان کاشت کرتا ہے اور اُس رئیس کا بچہ جس کے یہاں اس پنساری کی دُکان سے شکر اور قہوہ آیا ہے اور جس کے کپڑے یہ درزی سیا کرتا ہے تعلیم پاتا ہے۔ اور وہ لڑکا جس کو مزدور یا قلیل البضاعت دُکاندار ہونا چاہئے تھا ایک تپائی پر بیٹھ کر وہی سبق پڑھتا ہے جو ایسے بچوں کو پڑھایا جاتا ہے جو وکیل مُشیر۔ اور حاکم دیوانی یا فوجداری ہونے والے ہیں۔ یہ طریقہ اس لئے قایم کیا گیا ہے کہ مساوات کا جوش پھیلا ہوا ہے اور اس کا خواہ نخواہ یہ نتیجہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے آبائی پیشہ سے نفرت ہو جاتی ہے اور وہ اپنے دولتمند ہمسایہ کی تقلید کرنا چاہتا ہے۔ پنساری کے لڑکے کو یہ خیال ہوتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ میں بھی وکیل۔ اخبار۔ ایڈیٹر اور مشیر سلطنت اُسی طرح نہ ہو جاؤں جس طرح دولتمند اور امرا کے لڑکے ہو جاتے ہیں اور تعلیم کے دوران یہ دفعہ میں مجھ سے پیچھے ہیں اور امتحانوں میں یہ مجھ سے ہار جاتے ہیں اور اکثر سبق میں

میں اُن کو مدد دیتا ہوں۔
لیس کیس کہتا ہے "اصل تو یہ ہے کہ آنے والی نسلوں کے سامنے نپولین ضرور بالضرور ایک آزاد خیال بادشاہ اور نمونہ ثابت ہوگا۔ یہ آزادی کے اُصول

لہ۔ نپولین کے لئے یہ بات بڑی عزت کی ہے کہ اس کے مقابلہ میں ایسے ایسے لوگ لڑے تھے۔ جیسے ڈیوک آف ولنگٹن تھا۔ اور خود اسی سے ثابت ہوگیا ہے کہ نپولین حق بجانب تھا۔ غالباً دنیا میں ڈیوک آف ولنگٹن سے بڑھ کر جمہوری اصلاح کا مخالف دوسرا شخص نہ ہوگا۔ وہ اُمرائے حکومت کا ایک نمونہ تھا جمہور اُس سے نفرت کرتے تھے۔ لندن کی سڑکوں پر جمہور نے ڈیوک آف ویلنگٹن پر کیچڑ پھینکی اور اُس پر ایسا حملہ کیا کہ مجبور ہو کر اُس نے اپنی کھڑکیوں کے سامنے آڑ کرلی۔ اسپین میں اُس کے ماتحت سپاہی اُس کی ذات سے محبت نہ کرتے تھے اور باوجود اس بات کے کہ انگلستان کے چھاپے خانوں نے نپولین کو بہت بدنام کیا تھا یہ انگریزی سپاہی اپنے کیمپ میں رات کو نپولین کی نیکیوں کی کہانیاں بڑے شوق سے کہتے تھے۔ انھیں سپاہیوں میں سے بہت سے سپاہی واٹرلو کی جنگ کے بعد شمالی امریکہ کے ملک کناڈا میں بھیجے گئے تھے اور مجھ سے ایک نہایت روشن خیال اور اعلیٰ چال وچلن کے شخص نے بیان کیا ہے۔ کہ جب میں بچہ تھا تو گھنٹوں اِن سپاہیوں کی زبان سے نپولین کی تعریف کے قصے سنا کرتا تھا۔ تاہم یہ نمک حلال سپاہی ہنگام جنگ میں نپولین کے خلاف جنگ کرنے پر مجبور ہوئے تھے۔ ویلنگٹن کی شان وشوکت پر ان سپاہیوں کو فخر تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اُن کو ویلنگٹن سے کوئی محبت نہ تھی۔ ہم کو نپولین ہی کی طرح عالی حوصلہ ہو کر تسلیم کرلینا چاہیئے کہ۔ ڈیوک آف ویلنگٹن اپنے خیال میں سچا تھا کہ جمہور کے لئے سب سے بہتر جو فرمانروائی ہے وہ خود سر اُمرائی فرمانروائی ہے۔ اور ہم کو یہ بھی بیان کردینا چاہیئے کہ اس واقعہ سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ ڈیوک آف ولنگٹن کی مخالفت جمہوری اصلاح کے لئے مہلک تھی۔

مصنف ۱۲

اس کے دلی اصول تھے اور اگر کسی وقت اُس نے ان اصولوں سے انحراف کیا تو وہ ایسا وقت ہوتا تھا کہ معاملات اُس کو سخت مجبور کر دیتے تھے۔ ایک شب نپولین کے گرد بہت سے درباری ٹوی لریز میں جمع تھے اور اُس نے ایک ملکی اہم مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے اپنی تقریر کو حسب ذیل لفظوں پر ختم کیا تھا۔

"جہاں تک میری ذات سے تعلق ہے میرا یہی اصول ہے کہ نرم اور کسی طرح گراں نہ گزرنے والی حکومت کی جائے"۔ لیکن ایک درباری کے چہرہ پر کچھ غیر معمولی تغیر دیکھ کر نپولین نے فوراً کہا۔ "تم میری بات کا یقین نہیں کرتے۔ تم یقین کیوں نہیں کرتے۔ شاید اس کی وجہ یہی ہوگی کہ میرے قول کو تم میرے فعل کے موافق نہیں پاتے۔ مہربانِ من تم کو آدمیوں۔ اور اشیا کا حال بہت کم معلوم ہے۔ کیا اس ہنگام میں جو ضرورت پیش آرہی ہے اُس کی تمھاری نگاہ میں کوئی وقعت نہیں ہے۔ یاد رکھو کہ اگر میں باگ کو ذرا بھی ڈھیلی کر دوں تو مجھے اور تمھیں دونوں کو دوسری شب ٹوی لریز میں سونا نصیب نہ ہوگا"۔

چونکہ لکھوکھا دشمن فرانس پر باہر سے یورش کر رہے تھے اور انقلاب اور طوائف الملوکی کے حامی اور فریق شاہی کے طرفدار فرانس کے اندر مقررہ گورنمنٹ اور نظم و نسق کو اولٹ دینے کے واسطے فرانس کے اندر موجود تھے ایک ذراسی سختی کی ضرورت تھی اور اگر حالات ایسے نہ ہوتے تو اس سختی کی کوئی ضرورت نہ تھی چنانچہ اپنی حفاظت کی غرض سے ذرا آزادی میں کمی کر دی گئی تھی اور یہ عام قاعدہ ہے کہ جب جہاز ڈوبنے لگتا ہے تو ڈوبنے سے بچانے کی خاطر بڑا قیمتی قیمتی اسباب اوتار کر سمندر میں پھینک دیا جاتا ہے۔ یہی حال بالکل فرانس کا تھا کہ فرانس کو بربادی سے بچانے کی خاطر نپولین نے فرانس میں ذرا سختی کی تھی۔

متحدہ افواج بڑی شادمانی سے دریائے رین کی طرف بڑھی چلی آرہی تھی

اور نپولین نے حتی المقدور اس بڑی مصیبت کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی۔ بوریین کہتا ہے "کہ اگرچہ یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ اس عمر میں اب نپولین میں جوانی کی چستی اور عزم نہ رہا ہوگا۔ لیکن میں دیکھ رہا تھا کہ اُس میں ذرا بھی فرق نہ تھا اور شاہنشاہ اُسی جفاکشی سے کام میں مصروف ہورہا تھا جیسا عالم شباب کی فتوحات میں تھا۔ وقت اور فاصلہ کی طرف سے بے حس تھا اور اُس کی بلند ہمتی بیان سے باہر ہے۔ دریائے رین سے لیکر کوہستان پیرینیز تک تمامی فرانس ایک عظیم الشان سلح خانہ ہوگئی تھی" مشیران سلطنت نے نپولین کو مشورہ دیا کہ رعایا سے یہ بات چھپانا چاہئے کہ فرانس کی حدود پر یورش کرنے والی فوجیں آپہونچی ہیں۔

نپولین نے کہا "کوئی وجہ نہیں ہے کہ سچی بات کو چھپایا جائے۔ جنوب سے فرانس میں ولینگٹن داخل ہوگیا ہے۔ روسی شمال سے دھمکی دے رہے ہیں۔ اسٹریا پروشیا اور بویریا والے مشرق سے یورش کررہے ہیں۔ تو بڑی شرم کی بات ہے کہ ولینگٹن فرانس میں ہو اور ہم ایک جماعت ہوکر اُس کو ملک سے نہ نکالیں۔ بڑی ضرورت ہے کہ رعایا کو جوش دلایا جائے۔ سب کو مقابلہ میں جانا چاہئے۔ اے مشیران سلطنت تم بچوں کے باپ ہو۔ قوم کے سردار ہو۔ یہ کام تمھارا ہے کہ نظیر پیش کرو۔ رعایا کا تو یہ حال ہے کہ صلح صلح پکار رہی ہے اور ضرورت ہے جنگ کی"

فریق شاہی کے وہ طرفدار جو فرانس چھوڑکر نکل گئے تھے اور جن کو نپولین نے اپنے رحم سے پھر فرانس میں واپس بلاکر اُن کی جائدادیں اور ریاستیں اُن کو دیدی تھیں اب محسن کُشی پر آمادہ ہوئے اور بڑی عالم گیر سازش میں شریک ہوئے۔ متحدہ بادشاہوں سے اُنھوں نے خط و کتابت شروع کی اپنے ہمراہیوں اور معاونوں کو اسلحہ تقسیم کئے اور بوربون بادشاہوں کی تعریفیں شروع کیں اور جس جس طرح سے ممکن تھا نپولین کو بدنام کرنا شروع کیا۔

پادری لوگوں نے بھی اس سازش میں اس لئے شرکت کی کہ انقلاب نے اُن کے گرجا کے متعلق بڑی بڑی جایدادوں کو ضبط کرلیا تھا اور اب پادریوں کو یہ امید تھی کہ بوربون بادشاہ کی واپسی پر یہ جایدادیں واگذاشت ہوجائیں گی۔ چنانچہ پادریوں نے بھی اپنے محسن نپولین کے خلاف نیش زنی شروع کی۔ اگرچہ نپولین ہی کی بدولت اُن کا فرانس میں دوبارہ وجود قایم ہوا تھا۔ بہت سے اضلاع میں پادریوں کا کسانوں پر پورا پورا قابو تھا۔

کونٹ آف آرٹوائس جو بعد کو چارلس دہم مشہور ہوا فوراً جاکر آسٹریا کی فوج شریک ہوگیا اور اُس کا بیٹا ڈیوک آف انگولیم ڈیلنگٹن کی فوج سے جاملا۔ کونٹ آف پروونیس جو بعد کو لوئی ہیدہم ہوا انگلستان میں بہ مقام ہارٹ ویل رہتا تھا۔ یہ اسّی برس کا بوڑھا۔ کمزور نہایت فربہ اور گٹھیا کے مرض میں مبتلا تھا۔ خود تو کسی قسم کی جفاکشی کر نہ سکتا تھا اور آرام کرسی پر بیٹھا رہتا تھا۔ لیکن اس کو فرانس کے تخت پر بٹھا لینے کے لئے متعدد بادشاہوں نے فرانس میں خون ریزی اور آتش زدگی کا طوفان برپا کررکھا تھا۔ تے لیرانڈ جو نہایت ہی مکار مدبر تھا یہ دیکھکر کہ نپولین کا زوال یقینی ہے جتھ کے بادشاہوں سے خط وکتابت کرنے لگا۔ اور اپنے لئے بہت ہی مفید شرائط منظور کرالیں اور جہاں تک ممکن ہوا نپولین اور فرانسیسی قوم کے کوششوں کو بے کار کردینے کی کوشش کرنے لگا۔ کونسل میں بیٹھ کر جب مشورہ دیتا تو یہی مشورہ دیتا کہ اطاعت قبول کرلینا مناسب ہے۔

۲۰ دسمبر کو نپولین نے سینٹ کی مجلس کو جمع کیا۔ اور پہلے افتتاحی تقریر کو حسب ذیل لفظوں سے شروع کیا۔

"اس پچھلے محاربہ میں فرانسیسی فوج کو بڑی نامی نامی فتوحات ہوئیں لیکن ایسی ایسی غداریاں ہوئیں کہ یہ فتوحات بے کار ہوگئیں اور ان فتوحات کا ہم پر الٹا

اُلٹا اثر ہوا جیسے ہزیمت سے ہوتا ہے۔ اگر فرانسیسیوں نے اتحاد اور عزم و ہمت سے کام نہ لیا تو فرانس معرض خطر میں پڑ جائے گا۔ چنانچہ ایسے اہم اور ضروری وقت میں میں نے آپ لوگوں کو اپنے گرد جمع کیا ہے۔ میرے دل کو میری رعایا کی موجودگی اور محبت کی حاجت ہے۔ خوشحالی سے میں نے کبھی فریب نہیں کھایا۔ اب ایام مصائب میں میرے عزم و ثبات میں سرِمُو فرق نہ آئے گا۔ میری کوششوں کا اکثر یہ نتیجہ ہوا ہے کہ قوموں کو ایسی حالت میں جبکہ اُن کے ہاتھ سے سب کچھ نکل گیا تھا صلح نصیب ہوئی ہے۔ اپنی فتوحات کے ایک حصہ سے میں نے بادشاہ تخت پر بٹھلائے جنھوں نے اب مجھے چھوڑ دیا ہے۔ دنیا کی خوش حالی کے لئے میں نے بڑی بڑی تجویزیں سوچی تھیں اور عمل میں بھی لایا تھا۔ چونکہ میرے ایک بیٹا موجود ہے اور میں بادشاہ بھی ہوں مجھے معلوم ہوتا ہے خاندانوں اور سلطنتوں کو صلح سے امن حاصل ہوتی ہے جہاں تک میری ذات سے تعلق ہے میں کہ سکتا ہوں کہ صلح قایم کر دینے کی راہ میں اب بھی کوئی شے مانع نہیں ہے۔ تخت کے قایم رکھنے کا آپ لوگ قدرتی وسیلہ ہیں۔ آپ ہی مثال دکھائیں کہ ہماری قوم کی آبرو آنے والی نسلوں کی آنکھوں میں قایم رہے اور اُن کو یہ کہنے کا موقع نہ دو۔ ہمارے مورثوں نے ہماری فرانس کے بہترین مقاصد کا خون کر کے آخر کار برطانیہ کے ظالمانہ قوانین کی اطاعت کر لی جو چار سو برس سے ہمارے مُلک پر نافذ کرنے کی یہ برطانیہ کوشش کر رہی تھی اور اب تک کامیاب نہ ہوئی تھی۔ مجکو اعتماد ہے کہ فرانسیسی قوم اس موقع پر سب کچھ کر دکھائیگی۔"

اسی کے ساتھ نپولین نے سینٹ اور مجلس قانون ساز کے سامنے وہ خط و کتابت بھی پیش کر دی جو متحدہ بادشاہوں کے ساتھ لیپ زگ کی جنگ سے پہلے اور اُس کے بعد ہوئی تھی۔ قوم کے سامنے نپولین یہ بات ثابت کرنے کی خواہش رکھتا تھا کہ میں نے جہاں تک غیرت کے ساتھ ہو سکتا تھا جنگ کی مصائب ٹالنے

کی کوشش کی ہے۔ دونوں مجالس نے ایک کمیٹی قایم کی کہ ان کاغذات کو جانچکر اپنی رپورٹ پیش کرے۔ سینٹ کی رپورٹ نپولین کے موافق تھی تاہم اس رپورٹ سے نپولین کا اقتدار جمہور کے نظر میں کم ہوا جاتا تھا۔ نپولین نے پُرانی وضع کو اختیار تو کر رکھا تھا مگر اسی کے ساتھ نئے طرز کو بادشاہت کے اصولوں کے ساتھ پیوند کرتا جاتا تھا جس سے جمہور کو حقوق حاصل ہوتے چلے جارہے تھے۔ اور اس طرزعمل سے اُس کو توقع تھی کہ جمہور کو حقوق بھی حاصل ہو جائیں گے اور یورپ کے تاجداروں کا اختلاف اور غصہ بھی فرو ہو جائے گا۔ ممکن ہے کہ نپولین کی یہ حکمت عملی عقل کے خلاف ہو لیکن اس کی تو کافی شہادت موجود ہے کہ اُس نے اسی حکمت عملی کو صدق دل سے سب سے بہتر خیال کیا تھا جو حالات زمانہ کو دیکھتے ہوئے اُس وقت اختیار کی جاسکتی تھی وہ جانتا تھا کہ بادشاہی خودسر حکومت کو فرانس کے جمہور اب تسلیم کرنے والے نہ تھے اور خالص جمہوری وضع پر حکومت کو قایم کرنا بھی اُس کے یقین میں ناممکن تھا۔ کیونکہ ایسی حکومت کے ساتھ تین خوفناک صورتوں کا ہونا قطعی یقینی تھا۔ یعنی ایک طرف تو طوائف الملوکی کے حامی انبوہ عوام۔ دوسری جانب فریق شاہی کے طرفدار جو طرح طرح کی سازشوں سے بازنہ آتے۔ تیسری طرف یورپ کے متحدہ بادشاہوں کی جمہوری حکومت کے خلاف یورشین۔

اگرچہ فرانس کے ایک بہت بڑے جمہور کے گروہ کو نپولین کی حکمت عملی پسند تھی اور وہ اُس کے موافق تھا تو بھی طوایف الملوکی کے خواہشمند اور فریق شاہی کے حامی ہر وقت اسی پر آمادہ تھے کہ نپولین کے طرزعمل کو ستیاناس کر دیں۔ سینٹ کی کمیشن کے میرمجلس مانشیور نان ٹین نے اپنی رپورٹ کی لفظوں کو حسب ذیل جملوں میں ختم کیا۔

"آخر یہ حملہ کس پر کیا جاتا ہے؟ افسوس ایسے نپولین پر حملہ کیا جاتا ہے کہ جو

یورپ کے تمامی تاجداروں کی شکر گزاری کا مستحق ہے کیونکہ اسی نپولین نے فرانس کے انقلاب کے مشتعل آتش فشاں کی شرر باری کو ٹھنڈا کیا ہے ورنہ یہ آتش فشاں یورپ کے تاجداروں کی حکومت کو جلا کر خاکستر کر دیتا۔"

جمہور کو یہ اعلان ناگوار ہوا کہ نپولین حقوق شاہی کا حامی تھا۔ نپولین نے جس قدر برتری اور فتوحات حاصل کی تھیں وہ ایک مسلّمہ حقوق جمہوری کے حامی کی حیثیت سے حاصل ہوئی تھیں۔ اُس کا جوزفائن کو طلاق دینا۔ آسٹریا کی شاہزادی سے شادی کرنا بھی اُس کے حق میں مُضر ثابت ہوا۔ کیونکہ نپولین کی وہی مثل ہوئی "ازیں سُو راندہ۔ وزاں سُو درماندہ" یعنی بادشاہ تو اُس کے شریک حال نہ ہوئے اور اُلٹے جمہور اُس کے دشمن ہو گئے۔

فرانس میں اب جدھر دیکھئے بیدلی اور پست ہمتی کی گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ ایک فوج تو روس کے برف کی بھینٹ چڑھی تھی اور دوسری سیکسنی کے میدانوں میں برباد ہوئی تھی۔ چنانچہ نئی فوجوں کے بھرتی ہونے اور محصولات کے بارنے فرانس کو عاجز کر دیا تھا۔ ادھر تمامی یورپ کی پے درپے یورشوں کا فرانس کی جمہوری حکومت کے خلاف ایسا تار بندھا تھا کہ ختم ہی نہ ہوتا تھا۔ لہذا اب جنگ کو زیادہ طوالت دینا غیر ممکن معلوم ہونے لگا۔ اور اسی وجہ سے مجلس قانون ساز کی جماعت غالب نے اپنی کمیٹی کی رپوٹ کو تسلیم کر لیا جس کے خیالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں اور اس سے شاہنشاہ کو بڑا صدمہ پہونچا۔

"یورپ کے متحدہ بادشاہ فرانس پر اس بات کا الزام لگاتے ہیں کہ فرانس کو اپنی سلطنت حد سے زیادہ وسیع کرنے کی خواہش ہے اور اس خواہش سے یورپ کے تاجداروں کو خوف ہے۔ تو ایسی حالت میں کیا یہ بات مناسب نہ ہوگی کہ ایک عام اعلان مشتہر کر دیا جائے جس سے رفع شک ہو جائے اور یہ فرانس کی اصلی عظمت

کا باعث ہو۔ پس اس معاملہ میں فوری اور ضروری تدابیر کا اختیار کرنا گورنمنٹ فرانس کا فرض معلوم ہوتا ہے تاکہ متحدہ بادشاہوں کی یورش رُک جائے اور ایک مستحکم بنا پر صُلح ہو جائے۔ یہ تدابیر کافی ووافی ہونی چاہئے اور اسی حالت میں کافی ووافی ہو سکتی ہیں جبکہ فرانسیسیوں کو اس بات کا یقین دلایا جائے گا کہ اُن کا خون اُسی حالت میں بچے گا جبکہ فرانس اور اُس کے قوانین کی حفاظت مدّنظر ہوگی۔ پس یہ بات اشد ضروری معلوم ہوتی ہے کہ شاہنشاہ سے درخواست کی جائے کہ وہ تمامی قوانین و آئین کا نفاذ اس طرح قایم کردے کہ فرانسیسی قوم کو اپنے مُلکی حقوق کے آزادانہ اجرا اور قیام کا یقین ہو جائے۔،،

نپولین کو یہ اشارات قطعی مخالفانہ معلوم ہوئے اور اُس نے حکم دیدیا کہ یہ رپورٹ شایع نہ کی جائے۔ اور مجلس شاہی کو جمع کرکے اُس نے فوراً اس بارہ میں اپنے اپنے خیالات کا حسب ذیل اظہار کیا۔

"اے شرفا آپکو اُن خطرات سے پوری آگاہی ہے جن سے فرانس محصور ہے۔ اگرچہ مجکو ضرورت تو نہ تھی تاہم میں نے مناسب خیال کیا کہ مجلس قانون ساز سے اس کے متعلق مشورہ کرلوں اور لیجئے اِن اراکین نے میرے اس اعتماد کو مثل ایک ہتھیار کے میرے خلاف استعمال کیا اور میرے خلاف نہیں بلکہ فرانس کے خلاف استعمال کیا۔ میری امداد کرنے کے بجائے اُلٹے وہ میرے ہاتھ کاٹے دیتے ہیں۔ ہم کو ایسی وضع اختیار کرنا چاہئے کہ دشمن روکا جا سکے۔ لیکن یہ اراکین ایسی وضع اختیار کرتے ہیں کہ دشمن یورش پر اور بھی زیادہ دلیر ہو۔ بجائے اس کے دشمن کے مقابلہ میں ایک سدِّ فولادی کھڑی کردی جائے ہمارے عقلمند اراکین دشمن کو اپنے گھاؤ دکھاتے ہیں اور صُلح صُلح کی ایسی فریادیں مچا رکھی ہیں کہ میرا دماغ اُڑا جاتا ہے۔ جبکہ جاننا چاہئے کہ اگر دشمن سے صلح ہو سکتی ہے تو اُس کا ذریعہ صرف جنگ ہے۔ یہ اراکین

شکایتیں پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہ معاملات تو خلوت میں پیش ہونے کے لائق ہیں۔ نہ کہ دشمن کے سامنے۔

"کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ اپنے ارکین کو میں نے اپنے قریب نہ آنے دیا ہو اور ان کی بات نہ سُنی ہو؟ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ معقول دلیلوں کو میں نے زبردستی زد کر دیا ہو؟ پس اب یہ وقت ایک خاص نتیجہ نکال لینے کا ہے۔ مگر مجلس قانون ساز نے بجائے اس کے کہ فرانس کی حفاظت میں معین ہوتی یہ کیا ہے کہ فرانس کی بربادی اگر کل ہوتی ہو تو آج ہی ہو جائے۔ پس اس مجلس نے اپنے فرض کو ادا نہ کیا۔ لیکن میں اپنا فرض ادا کئے دیتا ہوں اور میں حکم دیتا ہوں کہ جدید انتخاب کیا جائے۔ اور اگر مجکو اس بات کا یقین بھی ہو جائے کہ میرے اس فعل سے کوئی لریزیں جمع ہو کر لوگ آج ہی مجکو قتل کر دیں گے تب بھی میں اپنا فرض ادا کروں گا۔ میرا یہ عزم قطعی قانون کے موافق ہے۔ اگر آپ حاضرین میں سے ہر ایک اہلیت سے جیسا اُس کو شایاں ہے کام کرے گا تو آج دنیا میں کوئی ایسا نہیں ہے جو مجھ پر فتح پا جائے۔ خواہ یہ بات دشمن کے مقابلہ میں ہو یا قوانین کی پناہ سے متعلق ہو۔ میں حکم دیتا ہوں مجلس قانون ساز قایم رہے"

باوجود اس کے کہ مجلس قانون ساز دوسری میعاد تک قایم رکھی گئی تھی چند ہی روز بعد یکم جنوری کو مجلس قانون ساز کا ایک وفد نپولین کی خدمت میں سال نو کی مبارکباد کو حاضر ہوا۔ جس وقت یہ سب دربار میں داخل ہوئے نپولین نے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"اے شرفا۔ اب تم اپنے اپنے محکموں کو واپس جانے کو ہو۔ میں نے تم کو صرف اس اعتماد سے طلب کیا تھا کہ تم میرے مقاصد میں میری مدد کرو گے تاکہ تاریخ میں یہ زمانہ ایک یادگار ہو جائے۔ کاش تم میری امداد کرتے جس کی مجھے حاجت تھی اور میری حالت کو محدود اور مقید کرنے کا قصد نہ کرتے۔ کیونکہ جب تم کو اپنے باہمی نفاق کے

اثر معلوم ہوں گے تو سب سے پہلے تم ہی اس حد اور قید کو وسیع کرو گے۔ گورنمنٹ کے افعال کی حدود کو تم کس اختیار سے محدود کر سکتے ہو اور خصوصاً ایسے موقع پر جیسا یہ موقع ہے۔ کیا اُن اختیارات کے متعلق جو مجکو حاصل ہیں میں تمہارا ممنون ہوں؟ یہ اختیارات تو خدا اور جمہور کی طرف سے مجھے عطا ہوئے ہیں۔ لیکن تم بھول گئے کہ میں اُس تخت پر کس طرح بیٹھا تھا جس پر اب تم حملہ کر رہے ہو۔ اُس وقت بھی تمہاری طرح ایک مجلس موجود تھی۔ کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ میں نے اُس مجلس کے اختیارات یا اُس کی پسندیدگی کو اپنے مقاصد کے لئے کافی سمجھا تھا اور کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ اُس مجلس کی رائے حاصل کرنے کو میرے پاس ذریعوں کی کمی تھی۔ میری یہ رائے کبھی نہیں ہوئی کہ اس طریقہ سے بادشاہ کا انتخاب ہو سکتا ہے۔

"چونکہ یہ ایک عام خواہش ہو رہی تھی کہ مجکو اعلیٰ اختیارات دیدیے جائیں میں نے یہ بات مناسب سمجھی کہ تمامی قوم کے سامنے فرداً فرداً یہ معاملہ رائے کے واسطے پیش کر دیا جائے۔ پس اسی طریقہ سے میں نے تخت کو قبول کر لیا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں تخت کو صرف اسی قدر سمجھتا ہوں کہ ایک نشست گاہ پر مخمل کا ایک پارچہ بچھا ہوا ہے نہیں تخت تمامی رعایا کی رائے ہے جو اُس کے فرماں روا کے موافق ہو۔ ہم اس وقت دشواریوں سے گھرے ہوئے ہیں۔ میری رائے سے اتفاق کر لینے سے تم میری بڑی مدد کا باعث ہو سکتے تھے۔ اور اگر قسمت کا پالنسہ قطعی اولٹ نہیں گیا ہے اور میرے ساتھ نمک حرامی نہ کی گئی تو باوجود ان سب باتوں کے جو پیش آرہی ہیں میں خدا کے فضل اور اپنی فوج کی مدد سے سب دشواریوں پر غالب آؤں گا۔ اور اگر میں مغلوب ہو گیا تو وہ تمامی مصائب جو ہماری فرانس کو تباہ کریں گی آپ ہی لوگوں کی ذات سے منسوب کی جائیں گی"

ڈیوک آف روے گو نے اس ملاقات کا جو اوپر بیان ہوئی حال لکھا ہے

وہی پھر لکھتا ہے کہ "جب شاہنشاہ اپنے کمرہ میں واپس آیا تو اُس سے کسی قسم کا ملال یا غصہ مجلسِ قانون ساز کے خلاف ظاہر نہ ہوا۔ اور اُسی اپنی حیرت انگیز فیاضی اور عالی حوصلگی سے اُس نے اِن تمامی باتوں کو مجلس کی نیک نیتی پر محمول کیا۔ مگر اُس نے اتنا ضرور کہا کہ "یہ نہیں ہو سکتا کہ معاملات کو اُن کی موجودہ حالت میں اپنے پیچھے چھوڑ جاؤں کیونکہ میں اب فوج میں شریک ہونے کو جاتا ہوں اور پھر میرا خیال سوائے فوج کے دوسری طرف نہ متوجہ ہوگا"

متحدہ بادشاہوں کی قطعی یہ نیت تھی کہ فرانس کے ایسے لوگوں کی وساطت سے جو فریق شاہی کے طرفدار تھے نپولین اور اُس کے جمہور میں نفاق پیدا کرا دیں اور پھر یہ جمہور نپولین کی طرف سے نفرت کرنے لگیں۔ چنانچہ تمام فرانس میں بدنام کرنے والے چھپے ہوئے پمفلٹ نہایت کثرت سے منتشر کئے گئے اور ہر شخص کے لئے جو نپولین کے خلاف کسی قسم کی کارگر مخالفت کر سکتا تھا برطانیہ اور متحدہ بادشاہوں کے خزانے وقف تھے۔ حملہ آور بادشاہوں نے جن کے ہمراہ مورو ملخ سے بھی زیادہ فوجیں تھیں تمام یورپ میں ایسے جھوٹے اور رذالت سے بھرے ہوئے اعلان شائع کر دیئے کہ جن سے سخت شرم آجائے۔ یعنی اُنھوں نے یہ اعلان کیا: "ہم صلح کے خواہاں اور حامی ہیں۔ اور نپولین جنگ کا خواہاں ہے۔ ہم بنی نوع انسان کے حقوق اور آزادی کے لئے جنگ کرتے ہیں لیکن نپولین ظلم و تعدی کرنے کی غرض سے لڑتا ہے ہم دل سے صلح کے خواہش مند ہیں۔ لیکن ظالم نپولین تلوار کو غلاف نہیں کرتا۔ فرانس کے جمہور کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم تمھارے خلاف جنگ نہیں کرتے بلکہ صرف غاصب نپولین سے ہماری جنگ ہے۔ جس نے اپنی جاہ طلبی کی خاطر تمامی یورپ میں خون کے دریا بہا دیئے ہیں" اور لیجئے اس سخت مذموم جھوٹ پر انگلستان میں یقین کر لیا گیا اور اسی طرح تمام یورپ اور امریکہ میں وہی سچ سمجھا گیا

اور اسی کا زہریلا اثر اب تک بہت سے دلوں میں موجود ہے۔

کرنل نیپیر صاحب جو خود متحدہ افواج میں ایک افسر تھے اور ڈیوک آف ولنگٹن کے ماتحت فرانس پر یورش کرنے میں شریک تھے نہایت راستی سے تسلیم کرتے ہیں کہ متحدہ بادشاہوں کا یہ اعلان سراسر جھوٹ تھا۔ اُن کو صلح کی کوئی خواہش نہ تھی بلکہ وہ صرف یورپ کے لوگوں کو نپولین کے خلاف ابھارنا چاہتے تھے۔ اور ان متحدہ بادشاہوں کی طرف سے نپولین کے ساتھ جو خط و کتابت ہوئی وہ شروع سے دغا اور فریب سے بھری ہوئی تھی۔ اور لارڈ کاسلرے کی اسی قسم کی کارروائی سے جو لندن میں کی گئیں اس بارہ میں کوئی شبہ باقی نہ رہا"

نپولین نے متحدہ بادشاہوں کے صدر مقام میں کالن کورٹ کو حتی المقدور صلح کی کوشش کرنے کو بھیجا۔ لیکن متحدہ بادشاہوں نے ایک کانفرنس کا وعدہ صرف اس غرض سے کیا کہ ان کی فوجوں کے محفوظ دستے اُن کے پاس پہونچ جانے کا اُن کو وقت مل جائے۔ فرانس تھک چکا تھا اور فرانس کے اتنے آدمی ان ناانصافانہ لڑائیوں میں مارے جا چکے تھے کہ کھیت غیر مزروعہ رہ گئے تھے اور کام کرنے کو مزدور نہ ملتے تھے اور اس سب کو نپولین کی خون ریز طبیعت کا نتیجہ کہا جاتا تھا۔ اور غیر محفوظ فرانس پر دس لاکھ سے زیادہ فوج یورش کرتی ہوئی چلی آ رہی تھی۔ لہذا ممکن نہ تھا کہ اب نپولین کو صلح کی خواہش نہ ہو۔ لیکن اُس نے بڑی شرافت سے اب بھی یہی عزم کیا تھا کہ مارا کیوں جائے مگر بے غیرتی اور بے عزتی سے اطاعت قبول نہ کرے گا اور نپولین کے اس فیصلہ پر ہر ایک اشراف دل ہمدردی سے دھڑکنے لگتا ہے۔

کالن کورٹ لکھتا ہے کہ شاہنشاہ نے اپنی ہدایتوں کو ان لفظوں پر ختم کیا۔ میں صلح کا خواہشمند ہوں۔ میں قطعی بے پس و پیش صلح کا خواہشمند ہوں

لیکن کالن کورٹ بے غیرتی کے ساتھ اگر صلح ہو تو میں ہرگز صلح کا خواہش مند نہیں ہوں
میری یہ خواہش ہے کہ صلح ایسی شرائط پر ہو کہ سب بادشاہوں کی آزادی قایم
رہے۔ خدا ایسا ہی کرے۔ لیکن یہ خواب تو ایسا ہے کہ تجربہ سے غلط ثابت ہوگا۔ میری
حکمت عملی اُن لوگوں سے جواز روئے پیدائش بادشاہ ہیں اور جن کے خاندان میں
پہلے سے بادشاہت چلی آرہی ہے زیادہ شایستہ ہے۔ یہ لوگ اپنے مطلّا ایوانوں کے
قفس سے کبھی باہر نہیں نکلے ہیں اور انھوں نے دنیا کی اُسی قدر تاریخ پڑھی ہے جتنی
اُن کے مُعلّموں نے پڑھا دی ہے۔ اُن کو تبلا دینا کہ صلح اُسی حالت میں مستحکم ہوسکتی ہے
جبکہ اُس کی شرائط معقول ہوں اور جملہ فریقوں کے ساتھ انصاف کیا جائے اور اس
معاملہ میں اُسی قدر دباؤ سے کام لینا جہاں تک تم کو حق حاصل ہے۔ چنانچہ تم کو معلوم ہونا
چاہئے کہ اگر ان متحدہ بادشاہوں نے ایسی شرائط پیش کیں جو منظور نہیں ہوسکتیں اور
فرانس کے دبدبہ کے خلاف ہوئیں تو گویا مجکو ایسی جنگ کا اعلان دینا ہے کہ جس کا نتیجہ
مہلک ہوگا۔ یہ ممکن نہیں کہ میں فرانس اس سے کم ہوتے دیکھوں جتنا میں نے اپنے
بادشاہ ہونے کے وقت پایا تھا۔ اگر میں اس پر راضی ہوجاؤں گا تو تمامی فرانس کے جمہور
ایک ہوکر مجھ سے جواب طلب کریں گے۔ اچھا۔ کالن کورٹ اب تم جاؤ۔ تم کو نازک حالت
معلوم ہے۔ خدا کرے تم کامیاب ہو برابر خبریں بھیجتے رہنا۔ یعنی ساعت ساعت کی میرے
پاس خبر پہونچتی رہے تم کو معلوم ہے کہ مجھے کیسا انتظار رہے گا۔''

کالن کورٹ لکھتا ہے: '' کہ ہمارا اصلی دشمن جس نے ہماری بربادی کی قسم کھالی تھی انگلستان
تھا۔ آسٹریا تھا۔ اور سوئیڈن تھا۔ یہ عزم بالجزم کر دیا گیا تھا کہ نپولین کا
استیصال کر دینا چاہئے۔ چنانچہ کسی خط و کتابت میں کامیابی نہ ہوئی ہر روز نئے نئے
موانع حائل کئے جاتے تھے۔ جب ہم ایک بات کو حصہ رسدی تسلیم کر لیتے تھے تو
نئے دعوے اور کھڑے کر دئے جاتے تھے اور جب یہ دشواری بھی رفع کر دی جاتی

تھی فوراً آئی اور پیش کر دی جاتی تھی۔ میں نہیں کہہ سکتا تھا کہ ایسے مظالم اور توہینوں کے درمیان مجھ میں کہاں سے استقلال پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ انجام کار عاجز آ کر میں نے شاہنشاہ کو لکھ دیا کہ ان مشوروں کا کانگریس کے نام سے موسوم کئے جا رہے ہیں صرف یہ نتیجہ ہے کہ فرانس سے کوئی صلح نامہ نہ کیا جائے۔ اور جتنا وقت ہم ضائع کر رہے ہیں متحدہ بادشاہ اپنی فوجوں کو جمع کر رہے ہیں کہ ہر طرف سے ہم پر ایک دم حملہ آور ہوں اور اب زیادہ دیر کرنے سے ہمارے خلاف زیادہ خراب نتیجہ نکلے گا۔"

کالن کورٹ اپنی اور شاہنشاہ کی ایک مخفی ملاقات کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ "شاہنشاہ نے مجھ سے کہا: "فرانس کی قدرتی حدود ضرور قایم رہنی چاہئے۔ فرینکفرٹ میں یورپ کے بادشاہوں نے مع انگلستان کے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے۔ اگر فرانس اپنی پرانی حدود کے اندر گھٹا کر لایا گیا تو اُس کو وہ ثلث بھی اقتدار نہ رہے گا جتنا کہ بیس برس ہوئے اُس کو حاصل تھا۔ فرانس نے آلپس اور رین کی طرف جس قدر حاصل کیا ہے وہ اُس کے مقابلہ میں ہرگز کافی نہیں ہے جو روس۔ آسٹریا اور پروشیا نے پولینڈ کو باہم تقسیم کر کے حاصل کر لیا ہے۔ ان سب سلطنتوں نے اپنے تیئں بڑھا لیا ہے۔ پس اب اُن کا یہ دعویٰ کرنا کہ فرانس اتنا گھٹا دیا جائے کہ وہ اپنی پرانی حدود کے اندر آ جائے فرانس کو حقیر اور ذلیل نہیں کرنا ہے تو کیا ہے۔ لہذا نہ میں اور نہ جمہوری حکومت اگر وہ از سر نو اٹھ کھڑی ہو ایسی شرائط کو تسلیم کریں گے۔ اور میں نے اپنا ارادہ مصمم کر لیا اور اُس سے مجھ کو کوئی ہٹا نہیں سکتا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ میں فرانس کو اُس حالت سے زیادہ کمزور ہوتے ہوئے دیکھوں جیسا میں نے اُس کو پایا تھا اور راضی ہو جاؤں۔ پس اگر متحدہ بادشاہوں کی یہی نیت ہے کہ فرانس گھٹا ہی کر چھوڑیں تو تین پہلوؤں میں سے ایک پہلو اختیار کر سکتا ہوں۔ یعنی یا تو لڑوں اور فتح پاؤں۔ یا لڑ کر عزت سے مارا جاؤں۔ یا اگر قوم میری

مدد نہ کرے تو سلطنت سے دست بردار ہو جاؤں۔ تخت سے مجھے کوئی خوشی نہیں ہے۔ یہ کیسی بات ہے کہ بے عزت ہو کر اس تخت کا خریدار ہوں۔"

اسی زمانہ میں جبکہ مصایب کا چہار طرف سے ہجوم تھا۔ لوگوں نے عالی ہمتی اور نیک کیشی کی بڑی بڑی مثالیں دکھلائیں۔ مشہور اور نیکوکار کارنٹ جس کا تذکرہ پہلے آ چکا ہے ایسا پکا جمہوری تھا کہ اُس نے نپولین کے شاہنشاہ ہونے پر سلطنت میں کسی قسم کا عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا اور نپولین کی آرزو اور اصرار کے باوجود کارنٹ قطعی بے تعلق ہو گیا تھا۔ چنانچہ دربار شاہنشاہی کی دل فریبیوں پر لات مار کر وہ افلاس کے کنج تنہائی میں جا بیٹھا۔ اور آخر میں نپولین کو کارنٹ کی تنگدستی اور عسرت کا حال معلوم ہوا۔ اُس کو اگرچہ کارنٹ کی غلطی کا خیال تھا تاہم اُس کی دیانت کی بہی نے قدر کی اور ایک موثر خط کے ہمراہ اُس کو بہت سا زرِ نقد بھیجا۔ چنانچہ اس واقع کو برسیں گذر گئیں اور اب وہ وقت آیا کہ خود نپولین کے گرد مصایب کا ہجوم ہوا اور یورپ کے متحدہ بادشاہوں کی فوجیں فرانس پر حملہ آور ہوئیں۔ اور شاہنشاہ نپولین کے بڑے بڑے حامی معرض خطر میں پڑے۔ ایسے وقت میں یہ کارنٹ نپولین کی مدد کو کھڑا ہوا اور نپولین سے کہا: "کہ اب ہمارے کنج تنہائی میں بیٹھنے کا وقت ختم ہو گیا۔ اور باہر آنے فرانس کے بچانے کا لمحہ آ پہونچا۔ فرمائے کیا خدمت ہمارے لایق ہے؟"

نپولین نے اُس کی درخواست کو شکرگذاری سے منظور کر کے اینٹ ورپ کی افواج کا جو سلطنت فرانس کی کلید ہے کارنٹ کو سپہ سالار بنایا اور اس خدمت پر مامور ہو کر کارنٹ نے وہ وہ دادِ شجاعت دی اور ایسا اظہار دانائی و فرزانگی کیا جس کی کارنٹ جیسے لایق شخص سے توقع تھی

کارنٹ نے نپولین کو لکھا تھا: "کوئی شبہ نہیں کہ ایک ساٹھ برس کے بوڑھے ناتوان کا پیش قدمی کرنا اور یہ درخواست کرنا کہ میں اُس خدمت کو حاضر ہوں جو میرے

لائق ہے ایک ذراسی بات ہے لیکن صرف یہی خیال ہوا کہ گمنام سپاہی کی مثال سے جس کی جان نثاری سب کو معلوم ہے ممکن ہے کہ اور بہت سے لوگ جہان پناہ کے پرچم کے نیچے آئیں اور سامادکو جمع ہو جائیں کیونکہ اب ان سبھوں کو یہ پس و پیش ہے کہ اُن کو کس کا شریک ہونا چاہئیے اور کیا کرنا مناسب ہے۔ اور ممکن ہے کہ اُن کو اس حقیر کی مثال سے یہ یقین ہو جائے کہ فرانس کی خدمت کس طرح کی جائے اور حیص و بیص کی اب مہلت نہیں ہے"

اسی طرح جب نپولین کی اشاعتوں کے ذریعہ سے مخالفین نے توہین کی اور اس پر مذموم بہتانوں کی بھرمار ہوئی تو فرانس کے مختلف محکموں کے جمہور نے غصہ میں آکر یہ درخواست دیدی کہ ہم کو سرکار سے اسلحہ مرحمت ہوں اور ہم کو دشمن کے مقابلہ میں جانے اور جنگ کرنے کی اجازت دی جائے۔ اسی طرح پیرس کے کلبوں کے سرگروہوں نے جو طوائف الملوکی کے پرانے حامی تھے اپنی خدمات کو پیش کیا کہ ہم ادنیٰ طبقہ کے گروہوں کو اسی طرح جوش سے بھرے دیتے ہیں جس طرح ایام انقلاب میں بھر دیا تھا۔ صرف شاہنشاہ ہم کو اپنا طرفدار بنالے اور ہمارے مضامین نگاروں اور مقرروں کو چھاپے خانے حوالہ کر دئے جائیں اور ہم کو اجازت مل جائے کہ سڑکوں اور تماشہ گاہوں میں اپنے انقلابی راگ گائیں۔ نپولین نے اُن کی تجویز اور درخواست کو سنا اور تامل کرنے کے بعد جواب دیا۔

"نہیں یہ درخواست منظور نہیں کی جاسکتی۔ لڑائی میں حفاظت کا امکان ہے لیکن ان خونخوار مفسدہ پردازوں کے ہاتھ سے امن ممکن نہیں۔ اُن کے اور سلطنت کے مابین کوئی رشتہ قایم نہیں ہو سکتا اور نہ اسی طرح طوائف الملوکی کے حامی کلبوں اور باقاعدہ وزارت میں کوئی اتحاد ہو سکتا ہے۔ اُن کی عدالتیں انقلابی ہیں اور ہماری قانون کی پابند ہیں اگر ایسا ہی میرا زوال مشیت میں ہے تو بھی مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا

کہ فرانس کو اُسی انقلاب کے پنجہ میں چھوڑ جاؤں جس سے فرانس کو میں نے خود رہائی دی تھی۔"

اسی طرح گس ٹے وس کے ساتھ معاملہ پیش آیا۔ یہ سویڈن کا معزول بادشاہ تھا جس کو رعایا نے تخت سے اوتار دیا تھا اور یہ نپولین کو ہمیشہ حیوان کہا کرتا تھا۔ اب اسی بادشاہ نے نپولین کے سامنے اپنی خدمات پیش کیں اور کہا کہ سویڈن کے تمامی اشخاص کو جو فریق شاہی کے پرانے طرفدار ہیں میں جمع کر سکتا ہوں اور اس طریقہ سے برنا ڈوٹ کی راہ میں بہت سے موانع حایل ہو جائیں گے اور ممکن ہے کہ پھر برنا ڈوٹ کو تخت شاہی سے نکال کر مجھے پھر تخت مل جائے۔ واقعی یہ عجیب قسم کی درخواست تھی کہ گس ٹے وس نے جو سویڈن کا موروثی جایز بادشاہ تھا اور جس کو جمہور نے تخت سے اوتار دیا تھا نپولین سے یہ التجا کی کہ وہ برنا ڈوٹ کو جسے جمہور نے تخت پر بیٹھایا تھا تخت سے جدا کر دینے میں معاونت کرے اور گس ٹے وس کو اُس کے موروثی تخت پر بٹھال دے۔ اگرچہ یہ موقع نہایت اچھا تھا لیکن نپولین نے بڑی شرافت سے حسب ذیل جواب دیا۔

"ہاں میں نے اس درخواست کے متعلق غور کیا۔ اگر میں گس ٹے وس کی التجا کو منظور کر لوں تو لازم آئے گا کہ میں اُس کی جانب داری میں کوشش بھی کروں لیکن اب ایسا وقت ہے کہ دنیا پر میری فرمانروائی نہیں ہے۔ عام لوگ یہی خیال کریں گے کہ نپولین میں خود تو جان باقی ہے نہیں اس لئے اب وہ پوچ اور لچر ذریعوں سے برنا ڈوٹ کو گزند پہونچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے سوا یہ امر بھی غور طلب ہے کہ گس ٹے وس کو خود جمہور نے تخت سے اوتارا اور ایسے ہی جمہور نے مجکو تخت پر بٹھایا ہے۔ پس اگر گس ٹے وس کی معاونت کی جائے گی تو میں مورد الزام ٹھہروں گا یعنی جو بات میں اپنے حق میں جائز قرار دیتا ہوں گس ٹے وس کے معاملہ میں اُسی

کو نا جائز ٹھہرانا ہوگا۔ پس "ہرچہ برخود نہ پسندی بر دیگران ہم مپسند" پر عمل کرنا میرا فرض ہے
میں کیسے ٹے وس کی درخواست کسی طرح منظور نہیں کرسکتا"

اس سے بڑھکر نپولین کی غیرت اور شرافت کی اور کونسی شہادت ہوسکتی ہے
کس ٹے وس کی درخواست مان لینے پر وہ دشمنوں کے رستہ میں بہت سے موانع
حایل کرسکتا اور اُن کو پریشان کرسکتا تھا۔ لیکن نپولین نے اپنے زوال کو ترجیح دی
اور خود سر بادشاہ کی امداد کو پسند اور گوارا نہ کیا۔ شاید نپولین کے تمام کارنامہ میں اس سے
فائق تر شرافت کی دوسری مثال دشواری سے ملے گی۔

ڈیوک آف ولینگٹن نے انگریزی۔ پرتگال اور اسپین کی ایک لاکھ چالیس ہزار فوج
کی جمعیت سے فرانس کی افواج کو اسپین سے نکال دیا تھا اور اب وہ فرانس کے جنوبی
صوبجات میں در آیا تھا۔ اسپین فرانس کے قبضہ سے نکل گیا تھا۔ پس نپولین نے فرڈی ننینڈ
کو جانے اور اسپین کے تخت پر بیٹھ جانے کی اجازت دیدی۔ لیکن اس ناشکرے نانہجار
فرڈی ننینڈ نے اپنے معاونین اور خلاصی دینے والے انگریزوں کے ساتھ کسی طرح
اظہار شکر گذاری نہ کیا۔ بلکہ انگریزوں کے خلاف ایک عہدنامہ میں شریک ہوگیا۔

اور اسی موقع سے متعلق ایلی سن صاحب لکھتے ہیں "بادشاہ فرڈی ننینڈ نے
جس نے کثرت سے انگریزوں کے اتلافِ جان اور خونریزی کے بعد اپنا تخت پایا
اور رہائی حاصل کی تھی انگریزوں کے ساتھ پہلا معاوضہ یہ کیا کہ اُنھیں انگریزوں کو
اسپین کے باہر نکال دیا جن کی تلوار کی بدولت وہ قید خانہ سے رہا ہوا تھا اور اپنے
تخت پر پھر سے بیٹھا تھا"

کرنل نیپیر صاحب لکھتے ہیں "فرڈی ننینڈ پھر اسپین کے تخت پر بیٹھا۔ لیکن فرڈی
ننینڈ کیا تھا؟ ایوان شاہی میں وہ باغی بنیارہ چکا تھا۔ آرن جوز
میں اُس نے نکمّاموں کی طرح سازش کی تھی۔ بے آن میں

وہ بُزدل نامردہ ثابت ہوا تھا۔ وے لینگی ہیں وہ زنانہ۔ باطل پرست چاپلوس غلام تھا اور اب جبکہ چھ برس کی قید کے بعد وہ اپنے وطن اسپین کو لوٹ کر آیا۔ تو ظالم جابر اور ناسپاس نکلا اور تمامی بادشاہوں میں وہ سب سے زیادہ نفرت خیز اور بدترین بادشاہ ہوا ہوتا اگر اُس کا عزیز بھائی ڈان کارلو موجود نہ ہوتا۔"

انگلستان نے اسپین کی حمایت کرکے جو لڑائیاں لڑیں اُن یہ نتیجہ ہوا جو اوپر بیان ہوا۔ اور ہم پوچھتے ہیں کہ اب اسپین کا کیا حال ہے؟ لیکن اگر جوزیف بوناپارٹ کے تحت جمہوری سلطنت قایم رہی ہوتی تو آج اسپین میں کیا کیا ترقیاں نہ ہوچکی ہوتیں۔ یہ جوزیف بوناپارٹ جسکو انگلستان نے اسپین سے علیحدہ کیا نہایت راست باز۔ شایستہ روشن خیال۔ ایماندار اور خلق خدا کا ہی خواہ تھا۔

جب جوزیف بوناپارٹ اسپین کے تخت پر بیٹھا سویلو نے جو سکریٹری آف اسٹیٹ تھا تخت نشینی کی ممالک غیر کو اطلاع دی۔ اور سوائے انگلستان کے سب نے اُس کو باضابطہ بادشاہ تسلیم کرلیا۔ روس کے شاہنشاہ نے تو یہاں تک کیا کہ مبارک بادنامہ لکھی کیونکہ وہ جوزیف بوناپارٹ کی صفات حمیدہ سے واقف تھا اور خود فرڈی نینڈ نے جوزیف کو مبارک باد کا خط لکھا کیونکہ معاوضہ میں اُس کو کافی صلہ مل چکا تھا۔ ڈچیز آف ایبران تیز لکھتی ہے کہ میڈیم جوزیف بوناپارٹ نیکی اور بھلائی کی دیبی ہے۔ صرف اُس کا نام لے دیجئے اور تمامی پیرس میں اور نیپلس وغیرہ کے درمیان چاہے جس قدر وہ مصیبت زدہ ہو اور ناراض ہو میڈیم جوزیف بوناپارٹ کو دعائیں دینے لگتا ہے۔ اس میڈیم نے کبھی اپنے فرائض کے ادا کرنے میں پس وپیش نہ کیا۔ وہ ایسی مہربان اور سخی ہے کہ سب ہی تو اُس سے محبت کرتے ہیں۔"

بلے کیر صاحب اپنی تاریخ میں جو انقلاب اسپین واقع
۱۸۰۸ء کے متعلق صاحب موصوف نے لکھی ہے تحریر کرتے ہیں "اُس طریقہ پر جو نپولین
نے اسپین کی فلاح وبہبودی کے متعلق اختیار کیا تھا چاہے جو کچھ اعتراض اور
نکتہ چینی کی جائے لیکن آنے والی نسلوں کے لئے یہ کافی ہے کہ یہ نپولین ہی کا حصہ تھا
اُس کا اصول تمامی خیالات پر فایق اور راجح تھا۔ اور اگر کبھی معاملات ملکی یا اخلاقی میں
وسائل کو نتائج نے درست اور واجبی ثابت کیا ہے تو وہ یہی معاملہ اور موقع تھا
اور اسپین جیسے وسیع ملک کے تمامی باشندوں کو نہایت ہی مذموم اور جابر فرمانروائی
سے نجات دینے کی کوشش کرنا ہرگز ہرگز ذرا بھی قابل گرفت اور لائق اعتراض بات نہیں
ہے اور یہ اتنی بات لکھے بغیر نہیں رہ سکتا کہ نپولین کے خلع سلطنت کے وقت سے صفحہ ۹۵۴
شاہان یورپ نے جس قدر کاہگیسیں کیں جن سے بنی نوع انسان کے جان اور
مال کو شدید نقصان پہونچا ہے اُن کو آنے والی نسلیں بہت زیادہ بری نظر سے
دیکھیں گی نپولین کی کارروائی کارروائی کو وہ ایسا مذموم ہرگز نہ خیال کریں گی کیونکہ
نپولین کی صرف اسی قدر نیت تھی کہ اسپین کے مظلوم باشندوں کی حالت سنبھالے
کیونکہ ظلم نے اُن بیچاروں کو پیس ڈالا تھا اور اس کے ساتھ ہی اسپین کے روشن
خیال اور نیکوکار لوگوں نے نپولین کا اس معاملہ میں ساتھ دیا تھا۔ اس کے برخلاف
دنیا کو خوب معلوم ہے کہ پولینڈ۔ نیپلس۔ جینوآ۔ لمبارڈی۔ وینس۔ سیکسنی۔ راگیوسا
سسلی۔ اور خود اسپین کا اب انجام کیا ہوا۔ نپولین نے تو اُن کے ظالم فرمانروائوں کو
اپنے زور بازو سے فنا کرکے رعایا کو چین و آرام دیا تھا۔ لیکن اب جبکہ ان مقامات
کے قدیم فرمانرواؤں کو متحدہ یورپ نے اُن کے تختوں پر پھر سنبھالا تو ان مقامات
کے باشندوں کی مصائب از سر نو تازہ ہوگئیں "

جب نپولین کو زوال ہوا تو جوزیف بوناپارٹ یورپ سے چلا گیا اور ممالک

متحدہ امریکہ میں بارڈن ٹون کے درمیان دریائے ڈیلاویر کے کنارہ بہت دنوں رہا جہاں اس کی ہر طرح عزت کی جاتی تھی۔ جب میکسیکو سے اس کے پاس ایک وفد آیا اور اس نے عرض کیا کہ میکسیکو کی فرمانروائی کو وہ قبول کرے تو جوزیف بوناپارٹ نے حسب ذیل جواب دیا۔

"میں نے دو تاج پہنے ہیں۔ اور اب میں تیسرا تاج نہ پہنوں گا۔ اس سے زیادہ مجھے اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ آج میں دیکھ رہا ہوں کہ وہی لوگ جنھوں نے میری اسپین کی بادشاہت کو تسلیم نہ کیا تھا میرے پاس آئے ہیں اور ایسی حالت میں کہ میں جلاوطن ہوں میرے سر پر تاج رکھنا اور اپنا بادشاہ بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن میں نہیں خیال کر سکتا کہ وہ تخت جس کو تم پھر قایم کرنا چاہتے ہو تم کو خوش و خورم کر سکتا ہے۔ یہاں امریکہ کے قیام سے مجکو ہر روز معلوم ہوتا جاتا ہے کہ جمہوری حکومت نہایت عمدہ حکومت ہے۔ چنانچہ میں تم کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی جمہوری حکومت کو ایک آسمانی برکت خیال کرکے قایم رکھو۔ اپنے باہمی نزاعات کو طے کر لو۔ اور ممالک متحدہ کے قدم بقدم چلو۔ اور اپنے ہی گروہ میں سے مجھ سے قابل تر آدمی تلاش کر لو۔ کہ وہ تمھارے درمیان دوسرا واشنگٹن[1] ثابت ہو۔"

اب جنوری کے آخر ایام آپہونچے اور دس لاکھ اٹھائیس ہزار متحدہ افواج نے شاہی جمہوری حکومت کو برباد کرنے کے لئے شمال۔ جنوب اور مشرق سے کوچ کیا۔ دنیا میں اس تعداد کے ساتھ کبھی افواج جمع نہ ہوئی تھیں۔ چونکہ پانچ لاکھ فرانسیسی

[1] ۲۸ جولائی ۱۸۴۴ء میں بمقام فلورنس جوزیف بوناپارٹ کا ۷۶ برس کی عمر میں انتقال ہوا۔ اس کے پاس لوئی نپولین۔ اور اس کی وفا کیش ملکہ جولی۔ اور اس کے بھائی لوئی اور جیروم موجود تھے جن سے جوزیف کو بڑی محبت تھی۔ جوزیف کا بڑے خاطر جمع سے انتقال ہوا۔ اور اگرچہ جلاوطنی کا خیال اس کے دل کو آخر دم تک ستاتا رہتا تو ایک مذہبی پاکباز شخص کی طرح بڑے اطمینان قلب کیساتھ اس دنیا سے رخصت ہونے کو تیار تھا۔

فوج روس میں اور تین لاکھ سیکسنی میں اور ڈھائی لاکھ کے قریب اسپین کی جنگ میں برباد ہو چکی تھی لہذا بڑی سعی اور کوشش سے اس وقت صرف دو لاکھ کے قریب افواج مخالفوں کے مقابلہ میں لائی جا سکیں۔ ہم کو یہ بھی کہنا چاہیے ایک لاکھ سے زیادہ فرانسیسی فوج دریائے اوڈر اور ایلب کے کناروں پر قلعوں میں بکھری پڑی تھی اور اس لئے دریائے رین کی جانب سے جن غنیم افواج کی یورش تھی ان کے مقابلہ کو صرف ستر ہزار فوج کے ہمراہ نپولین روانہ ہوا۔

باب شصت ام

قول و قرار کے ساتھ پیرس کا غنیم کے حوالہ کیا جانا

ملکہ کا نایب سلطنت مقرر کیا جانا۔ شاہنشاہ کا پیرس سے روانہ ہونا۔ بریں کی جنگ کالن لورٹ کو ہدایات۔ متحدہ بادشاہوں کی بے رحم مخالفت۔ اُن کے مذموم دعوی شاہنشاہ کی بے نظیر کوششیں۔ مانٹرو کی جنگ۔ جوزیفاین سے ملاقات شاہنشاہ کا دلیرانہ عزم متحدہ بادشاہوں کی تجویز۔ پیرس پر حملہ۔ قول و قرار کے ساتھ پیرس کا غنیم کے حوالہ کیا جانا۔ نپولین فان ٹین بلو میں۔

۲۴ جنوری ۱۸۱۴ء کو بروز یکشنبہ نماز سے فراغت پانے کے بعد نپولین نے ارکین دولت کو تولی لریز کے کمرہ میں طلب کیا۔ شاہنشاہ کے ہمراہ ملکہ نپولین کے بیٹے کا ہاتھ پکڑے ہوئے کمرہ میں داخل ہوئی۔ یہ بچہ جو ابھی پورا تین برس کا بھی نہ ہوا تھا نہایت خوبصورت تھا نیشنل گارڈ کی وردی بچہ کو پہنا رکھی تھی اور اُس کے سنہرے بالوں کے لچھے اُس کے کندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ شاہنشاہ نہایت مستقل معلوم ہوتا تھا لیکن گہری اوداسی کے آثار اُس کی پیشانی پر ہویدا تھے۔ تمام جماعت میں ایک

عالم تھا۔ نہایت سنجیدہ رسم کے ساتھ ملکہ کو نایب السلطنت مقرر کیا گیا اور اس نے باضابطہ حلف کیا۔ پھر بچہ کو ساتھ لئے ہوئے شاہنشاہ آگے بڑھا اور دلوں کو چھید ڈالنے والی تقریر شروع کی۔

"اے شرفا آج رات کو میں رخصت ہوں کہ فوج میں جا کر شریک ہوں بیکس سے جاتے ہوئے میں ملکہ اور اس بچہ کو بڑے اعتماد کے ساتھ پیچھے چھوڑتا ہوں جس پر تمامی امیدوں کا دارمدار ہے۔ میں بڑے اطمینان سے رخصت ہونگا کیونکہ آپ جیسے معتمد لوگوں کی سپردگی میں ملکہ اور بچہ کو دیتا ہوں اور فرانس کے بعد جو چیزیں دنیا میں مجھے عزیز ہیں وہ یہی دونوں ہیں۔ پس یہ دونوں آپ کے سپرد ہیں۔ دیکھئے ایسا نہ ہو کہ آپ لوگوں میں معاملات ملکی کے درمیان کسی قسم کا نفاق واقع ہو آپ کو آپ کے فرائض سے ہٹا دینے کے واسطے مخالفین کی طرف سے بڑی بڑی کوششیں کی جائیں گی۔ مجھے اعتماد ہے کہ ایسے دھوکے میں آپ نہ آئیں گے۔ رعایا کے مال کی حفاظت رہے۔ نظم و نسق اچھی طرح قایم رہے اور اس سب سے بڑھکر خدا کرے فرانس کی محبت آپ کے دلوں کو روشن رکھے۔"

جس وقت نپولین نے یہ لفظیں بولیں اس کی آواز میں جوش سے ایک لغزش پیدا ہو گئی تھی اور سامعین میں بہتوں کے آنسو جاری ہو گئے تھے۔ پھر وہ رخصت ہوا اور اُن اراکین سے جو قریب تھے کہنے لگا "الوداع۔ ممکن ہے کہ ہمارے باہم پھر بھی ملاقات ہو۔"

۲۵ جنوری کو تین بجے صبح کے اُٹھکر نپولین نے اپنے مخفی کاغذات جلائے اور ملکہ سے آخری مرتبہ بغل گیر ہوا اور بچہ کو پیار کیا اور فوج کی کمان کو سدھارا۔ اسی کے بعد نپولین کو بچہ یا ملکہ دیکھنا نصیب نہ ہوا۔

متحدہ بادشاہوں کی افواج نے اب دریائے رین کو عبور کر لیا تھا اور اُن کو

اب کوئی روکنے والا نتھا۔ اسی دوران میں اُن کی طرف نہایت مذموم اعلان شائع کیا گیا جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ فرانس کا ہر ایک دہقان یا گاؤں کا رہنے والا جو مسلح پایا جائے گا اور فرانس کی حفاظت کی کوشش کرے گا گولی سے مار دیا جائے گا اور ہر ایک قریہ یا قصبہ جس کی طرف سے مقابلہ یا مزاحمت کا اظہار ہوگا جلا کر راکھ کا ڈھیر کر دیا جائے گا۔ لاک ہارٹ صاحب تک اسی کے متعلق بہ آواز کہہ رہے ہیں: "بنی نوع انسان کے پاکیزہ حقوق کے خلاف یہ اعلان نہایت ہی ناروا اور حق کے خلاف تھا"

نپولین بڑی تیزی کے ساتھ اپنی گاڑی میں پیرس کے مشرق سو میل چلا گیا صفحہ ۴۰
یہاں تک کہ وہ ونٹری اور سینٹ ڈی زیر میں پہونچا
یہاں چند ہزار سپاہ کے ساتھ اُس نے آگے آتے ہوئے بلوشر کی فوج کے کاسکوں کا مقابلہ کیا۔ اور اُن پر فوراً حملہ کر کے شکستِ فاش دی۔ اور یہ خبر پاکر کہ بلوشر کے پاس ٹرویز میں ایک زبردست فوج ہے۔ جو ونٹری سے پچاس میل کے فاصلہ پر تھا۔ نپولین دوسرے روز دن بھر جنگلی سڑک پر مینہ میں بھیگتا ہوا دشمن پر اچانک حملہ کرنے کی غرض سے یلغار کرتا رہا۔ چونکہ زمین برف سے ڈھکی ہوئی تھی توپوں کے پہیئے دھس جاتے تھے اور آگے کھینچنے میں بڑی دشواریاں لاحق ہوتی تھیں۔ لیکن نپولین کی فوج میں نپولین کا سا جوش بھرا ہوا تھا اور قرب و جوار کے فرانسیسیوں کے ذریعہ سے بڑی کافی مدد پہونچی جن کی دلیرانہ کوششوں سے اُن کی سچی ہمدردی اور شکرگذاری کا ثبوت مہو رہا تھا۔ سے مرن صاحب لکھتے ہیں: "چونکہ فرانس کی حفاظت میں فرانس کے سورماؤں کی یہ آخری کوشش تھی کوئی ایسا غریب سے غریب فرانسیسی دہقان یا باشندہ نہ تھا جس نے اپنے گھر سے لاکر اس فوج کو خوراک یا جو پوشش اُس کے پاس موجود

تھی نہ دیدی ہو اور حق میزبانی ادا نہ کیا ہو۔ نپولین اس کوچ کے درمیان صفوں میں اکثر پیدل چلتا تھا۔ کبھی کسی دہقان کے گھر میں جاکر اپنے نقشوں کو بھی دیکھتا۔ اور گھر کے الاؤ کے قریب کوئی دم سو بھی لیتا تھا۔

۲۹ جنوری کو دوپہر کے قریب نپولین نے صرف بیس ہزار فوج سے پروشیا کی ساٹھ ہزار فوج کا مقابلہ کیا۔ جس کا سپہ سالار خود بلوشر تھا اور اُس نے برین کے مضبوط گڑھ اور پہاڑیوں پر اپنی فوج جما رکھی تھی۔ نپولین نے اس مقام کو بڑے غور سے جس کو وہ اچھی طرح جانتا تھا دیکھا۔ اور بچپن کی بہت سی باتیں اُس کے خیال میں تازہ ہو گئیں کیونکہ یہ وہی مقام تھا جہاں مدرسہ حربی میں اُس نے تعلیم پائی تھی۔ اُس نے فوراً حملہ کرنے کا حکم دیدیا۔ اور اپنی سپاہ کو اپنی وردیاں شکھانے کی بھی اجازت نہ دی۔ اور شام ہونے سے قبل پروشیا کے دس ہزار مقتولوں کے خون سے برین کی برف لالہ زار بن گئی۔ چنانچہ اب بلوشر نے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا کہ اسکوارٹزن برگ کی فوج سے بر سرآبی میں چند میل کے فاصلہ پر جا ملے۔

اس جنگ کے بعد جبکہ نپولین اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ اپنے صدر مقام کو واپس آرہا تھا اور اُداس خیال میں ڈوبا ہوا تھا اُس کے ہمراہیوں کی آہٹ روسی توپخانے کے سواروں نے سُنی اور فوراً حملہ آور ہوا۔ اسی اندھیرے میں خود نپولین پر دو سواروں نے حملہ کیا۔ لیکن ایک پر نپولین کا جنرل کاربنو اور دوسرے پر جنرل گورگارڈ نے حملہ کیا اور دونوں کو قتل کر دیا۔ باقی ہمراہیوں نے جو قریب ہی کو تھے دشمن پر حملہ کرکے نپولین کو بچا لیا۔ برین کی جنگ میں نپولین کی طرف پانچ یا چھ ہزار کے قریب مقتول و مجروح ہوئے۔

دوسرے دن بلوشر نے اپنی فوج کو اسکوارٹزن برگ کی فوج سے ملا لیا

ڈیڑھ لاکھ فوج کی جمعیت سے راٹھیرین جو برین سے نومیل کے فاصلہ پر تھا
لین پر حملہ کرنے کو روانہ ہوا۔ اسکوارزن برگ نے بلوشر کو لکھا کہ حملہ کس طریقہ سے
ا جائے گا جس کا بلوشر نے بے ساختہ جواب دیا۔

"بس ہم کو سیدھا پیرس پر حملہ آور ہونا چاہئے۔ یورپ میں وہ کون سا ایسا
سلطنت ہے جس میں نپولین نہیں داخل ہوا ہے۔ ہم سب کو مل کر نپولین کو
ن تخت سے اُتار دینا چاہئے جس پر ہم کو لازم تھا کہ اُسے بیٹھنے ہی نہ دیا ہوتا۔
کو اُس وقت تک آرام نہ کرنا چاہئے جب تک ہم نپولین کو اس تخت سے اُتار
لیں"

نپولین نے راٹھیرین میں بڑی دشواری سے چالیس ہزار فوج جمع کی تھی۔ اور
یڑھ لاکھ غنیم کے مقابلہ میں اس چالیس ہزار فوج نے تمام دن بڑی جان بازی
سے جنگ کی اور اپنی جگہ کو نہ چھوڑا۔ مگر رات میں جبکہ جاڑے کی بڑی شدت تھی
ولین نے اپنے چھ ہزار مقتولین کو جن میں بڑے بڑے بہادر تھے منجمد زمین پر چھوڑا
ور بقیہ فوج کو ٹرویز میں ہٹا لایا۔ اسکندر اور فریڈرک ولیم نے قریب کی پہاڑیوں
سے اپنی اس فتح کو بڑی مسرت کی نگاہ سے دیکھا۔

بلوشر ویسے تو بہت بڑا دلیر سپاہی تھا لیکن اپنے خانگی عادات و اطوار کے
اظ سے نہایت ہی ذلیل عیاشی اور مے خواری کے جلسوں کا دلدادہ تھا
بی سن صاحب لکھتے ہیں "اس جنگ کے دوسرے دن بادشاہوں سفیروں
ور خاص خاص جنرلوں نے ایک میز پر کھانا کھایا۔ لیکن بلوشر برابر اپنی چھری سے
راب کی بوتل کی گردن توڑتا اور پیرس کا نام لے کر بے دریغ گلاس پر گلاس
ڑھائے جاتا تھا"

نپولین کی پریشانی کا اب کون اندازہ کر سکتا تھا۔ اُس کے دشمن نہایت

بھی کثیر التعداد افواج کے ساتھ ہر طرف سے پیرس پر یورش کرتے چلے آرہے تھے اور خود نپولین ان فوجوں کی برابر فوج کسی طرح میدان میں نہ لاسکتا تھا۔ اگر وہ شمال کی طرف بڑھتا تھا تو دشمنوں کے لئے جنوب و مشرق میں راستہ کھل جاتا تھا۔ چاروں طرف سے حادثات اور ہزیمتوں کی خبریں اُس کے پاس پہونچ رہی تھیں۔ اور تماشہ یہ تھا کہ نپولین اور اُس کے مخالفین کے مابین صلح کی بابت بھی کانفرنس ہو رہی تھی۔ نپولین نے کالن کورٹ کو لکھا "کہ کسی قسم کی معقول شرائط پر بھی ہمیں سے پیرس بچ جائے۔ اور قطعی جنگ کی نوبت نہ پہونچے کہ فرانس کی باقی افواج بھی قتل ہو جائیں۔ تم صلح کو منظور کر لو"

لیکن بادشاہوں کو تو صلح کرنا منظور ہی نہ تھا۔ اور وہ یہی ثابت کرنا چاہتے تھے کہ نپولین خود تلوار کو میان میں نہیں کرتا۔ لہذا اُنھوں نے ایسے شرائط پیش کیں کہ اُن کو منظور کر لینے میں نپولین کے لئے سخت ہی بے غیرتی کا مقام تھا۔ پس اُس کے پاس جب یہ مہلک مراسلہ پہونچا کہ نپولین اُن تمامی مقامات و مقبوضات کو جو اُس کی تخت نشینی کے وقت سے فرانس نے حاصل کئے ہیں حوالہ کر دے تو نپولین دریائے تفکر میں ڈوب گیا۔ اگر وہ ایسی شرط کو منظور کر لیتا تو فرانس اور یورپ کی نظر میں اُس کی خاک بھی آبرو باقی نہ رہتی۔ اِس سے فرانس ضعیف اور بے پناہ رہ جاتا۔ اور اُس کی صرف توہین ہی نہ ہوتی بلکہ اُس پر بڑی کامیابی کے ساتھ قرب و جوار کے تاجدار مل کر حملہ کر سکتے تھے اور پھر فرانس کی جمہوری حکومت کے مٹ جانے میں کون سا شک باقی تھا۔ نپولین ایک کمرہ میں گھنٹوں تک بند رہا اور اس نازک مسئلہ پر غور کرتا رہا۔ فرانس اور نپولین پر بربادی ایک بحر الثلج کی طرح نازل ہو رہی تھی۔ چنانچہ نپولین کے جنرلوں نے یہی مشورہ دیا کہ بڑی منحوس ضرورت پیش آگئی ہے اور اُس کو یہ شرط قبول کر لینی

چاہئے۔ چار و ناچار نپولین نے یہ سنگین اور غیر قابل قبول مراسلہ جس میں متحدہ بادشاہوں کی شرائط درج تھیں پیرس کی پریوی کونسل کو روانہ کیا۔ اور وہاں سب نے لیا جائے ارکن کے یہی رائے دی کہ ان شرائط کو منظور کرلینا چاہئے۔ نپولین "لیبوزلیف نے اُس کو لکھا۔

"واقعات پر نظر کرنا اور ان شرائط کو مان لینا چاہئے۔ جو کچھ بچ سکے اُسی کو بچا لیجئے اپنی جان کو محفوظ کیجئے کہ وہ تمامی فرانس کو قیمتی ہے۔ مخالفین کی نہایت بڑی تعداد کے مقابلہ میں قول و قرار کے بعد اطاعت اور صلح کر لینے میں کوئی بے عزتی کی بات نہیں ہے۔ بلکہ میری رائے میں تخت کو چھوڑ دینا ایک معنی کر بے عزتی کی بات ہے کیونکہ اس فعل سے آپ ایک جماعت کثیر کو چھوڑ دیں گے جس نے آپ کے ساتھ جان نثاری کی ہے جس طرح ہو سکے صلح کر لیجئے۔"

اب مجبور اور ناچار ہو کر انجام کار نپولین نے کالن کورٹ کو اجازت دیدی کہ کسی شرائط پر جن کو تم ضروری سمجھو جن سے پیرس بچ جائے دستخط کر دو۔ لیکن نپولین نے یہ اجازت بھی عجیب طریقہ سے دی کہ اُسی کے ساتھ مخصوص ہے۔ اُس نے الماری میں سے ایک کتاب نکال لی جو مان طیسق[1] کی تصنیف سے تھی اور اُس میں سے ذیل کی عبارت بہ آواز بلند پڑھی۔

صفحہ ۱۷۹۴

"میں نے ویسے تو بہت سے عالی خیال لوگوں کی حوصلگیوں کا حال پڑھا اور معلوم کیا ہے۔ لیکن ہمارے زمانہ میں جیسی عالی حوصلگی کا اظہار ایک تاجدار سے ہوا ویسا کسی سے نہ ہوا۔ یعنی اُس نے اپنے سر پر سلطنت کی گرتی ہوئی عمارت کے نیچے اپنے تئیں بھی مدفون ہو جانا منظور کر لیا مگر اُن شرائط کو قبول نہ کیا جو ایک بادشاہ کے شایاں نہ تھیں۔ اُس کے عالی خیال کو اُس کی پلٹتی ہوئی تقدیر پنچا نہ کر سکی۔

[1] مان طیسق فرانس کا مشہور انشاپرداز اور مورخ تھا۔ ولادت ۱۶۸۹ء وفات ۱۷۵۵ء مترجم ۱۲

وہ جانتا تھا کہ ہمت ایسی شے ہے کہ سلطنت کو قوت دیتی ہے۔ لیکن بے آبروئی سے کبھی تقویت نہیں ہوتی"۔

پھر شاہنشاہ نے خاموشی سے کتاب کو بند کر دیا۔ لیکن اس پر بھی اُس سے باصرار یہی التجا کی گئی کہ مان جانا چاہئے۔ اور کہا گیا کہ اس سے بڑھکر اور کیا فیاضی اور ایثار نفس ہو سکتا ہے کہ اپنی شہرت کو خیرباد کہا اور سلطنت کو بچا لیا جائے۔ اس لئے کہ جب شاہنشاہ نہ ہو گا سلطنت کہاں ہو گی۔ شاہنشاہ نے ذرا تامل کیا اور جواب دیا۔

"اچھا۔ یوں ہی سہی۔ کالن کورٹ کو لکھدو کہ شرایط مان لے اور صلح نامہ پر دستخط کر دے۔ کہ صلح ہو جائے۔ میں اس کی ندامت گوارا کر لوں گا۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ میں اپنی ذلت کے الفاظ خود اپنے مُنھ سے لکھواؤں"۔

لیکن بات تو اصل میں یہ تھی کہ جمہوری شاہنشاہ سے متحدہ بادشاہوں کو صلح کرنا ہی منظور نہ تھا۔ اور لیجئے جب اُن کو یہ معلوم ہوا کہ اُن کی ظالمانہ شرایط کو بھی منظور کیا جاتا ہے۔ تو فوراً ان شرایط سے بھی وہ پھر گئے اور اُن سے بھی بڑھکر سخت شرایط پیش کر دیں۔ نپولین نے یہ شرط منظور کر لی تھی کہ فرانس سے وہ مقبوضات نکال لئے جائیں جو نپولین کے دوران حکومت میں اضافہ ہوئے ہیں۔

اب متحدہ بادشاہوں نے یہ شرط پیش کی کہ نہیں۔ فرانس کو گھٹا کر اُن حدود میں لایا جائے جو انقلاب عظیم سے پیشتر تھیں۔ غور کا مقام ہے کہ اس سے بڑھکر اور کیا توہین ہو سکتی تھی۔ اور نپولین نے اب عزم بالجزم کر لیا کہ خود برباد ہو جائے مگر ان شرایط کو منظور نہ کرے۔

نپولین نے اس مراسلہ کو ہاتھ میں اُٹھایا اور نہایت غضبناک ہو کر کہا: "ہاں یہ منشا ہے کہ میں اس صلح نامہ پر دستخط کر دوں۔ اور اپنی اُس قسم کو توڑوں کہ میں فرانس کا

ایک چپہ زمین جُدا نہ کروں گا۔ ممکن ہے کہ مجکو ایسی ہزیمیں ہوں کہ اُن کی نظیر نہ ہو اور مجکو اُن فتوحات سے جو میں نے خود حاصل کی ہیں دست بردار ہونا پڑے۔ لیکن چہ خوش۔ میں اُن فتوحات کے چھوڑ دینے پر راضی ہو جاؤں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔ یعنی یہ اُس کا صلہ ہے کہ نہایت زبردست کوششیں کی گئیں۔ لاکھوں سپاہ کا خون بہ گیا اور نامور نامور فتوحات حاصل کی گئی ہیں اور میں فرانس کو اُس سے چھوٹا ہو جانے دوں جتنا کہ میں نے اُس کو پایا تھا۔ ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیا ایسے کرنے سے مجھ کو نمک حرام اور بزدلا کہکر لوگ لعنت نہ کرینگے؟

"آپ لوگ تو جنگ کی طوالت ہی سے خایف ہیں لیکن مجکو بہت سے یقینی خطرات کا خوف ہے جو آپ لوگوں کو ابھی نظر نہیں آتے ہیں۔ اگر ہم دریاے رین کی حد کو چھوڑ دیں گے تو یہی خیال نہ کیجئے کہ فرانس پیچھے ہٹ آیا۔ نہیں بلکہ یہ یقین کیجئے کہ آسٹریا اور پروشیا آگے بڑھ آئے۔ فرانس کو صلح کی ضرورت ہے۔ لیکن متحدہ مخالفین اُس سے اس قسم کی صلح کرنا چاہتے ہیں جو شدید ترین جنگ سے بدتر ہے۔ اگر میں فرانسیسوں کو اس طرح خوار کرکے صلح نامہ پر دستخط کر دوں تو یہ فرانسیسی مجکو کیا کہیں گے۔ اور میں سینٹ کے اراکین کو جب کہ وہ مجھ سے دریاے رین کی حدود کو طلب کرینگے کیا جواب دوں گا۔ اس ذلت سے مجکو خدا بچائے۔ اچھا۔ کالن کورٹ کو جواب لکھ دو اور اُس کو بتلا دو کہ میں صلح نامہ کو نامنظور کرتا ہوں۔ مجکو نہایت ہی ہولناک جنگ منظور اور قبول ہے"۔ اب انصاف کا مقام ہے کہ نپولین کے اس خیال اور غیرت کو لوگ اُس کے بے نہایت شوق خونریزی اور جاہ طلبی سے منسوب کرتے ہیں۔

اب کیا تھا۔ فرط مسرت سے باغ باغ متحدہ بادشاہوں کو اپنے مظلوم شکار کی بربادی کا یقین ہو گیا اور اُنھوں نے اپنی ٹڈی دل افواج کو اس

چھوٹی سی جماعت کے مقابلہ میں رہا جو آب بھی اپنے ملک کی آزادی کے لئے
سربکف میدان میں حاضر تھی۔ نپولین اپنی چالیس ہزار سپاہ کے ساتھ دریائے
سین کی گھاٹی کے حصۂ زیریں میں ساٹھ میل ادھر بمقام نوبنٹ
ہٹ آیا۔ اور اسکوارٹزن برگ نے دو لاکھ فوج کے ساتھ ٹروئیز پر قبضہ کر لیا۔
یہ فوج آسٹریا کی تھی۔ اب نپولین سے چھتہ میل کا فاصلہ تھا اور اس عظیم الشان
فوج سے اسکوارٹزن برگ نے یہ ارادہ کیا کہ نپولین کو اپنے سامنے سے ہٹاتا
ہوا شہر پیرس پر حملہ آور ہو۔
دریائے سین کے پاس مثل شمال کو دریائے مارنی کی وادی
ہے اور دونوں جا کر پیرس کے قریب مل جاتے ہیں۔ بلوشر ستہ ہزار روس
اور پروشیا کی فوج کے ہمراہ دریائے مارنی کی وادی سے پیرس کی طرف بڑھ
رہا تھا اور یہاں اس کے مقابلہ کو کوئی فوج موجود نہ تھی۔ اب نپولین کی حالت
قطعی مایوسانہ تھی۔ ادھر جنوب کی طرف سے ایک جرار فوج لئے ہوئے ویلنگٹن
آرہا تھا۔ شمال سے ٹڈی دل فوج لئے ہوئے برناڈوٹ چڑھا آرہا تھا۔ اور بلوشر
اور اسکوارٹزن برگ اپنی فوجیں لئے ہوئے مشرق سے آرہے تھے۔ اور برطانیہ
کے جنگی جہاز ساحل کے بے پناہ شہروں کو برباد اور تجارت کو غارت کر رہے
تھے۔ شاہنشاہ نپولین کے مشیر سراسیمہ اور حیران تھے کہ کیا کریں۔ اور انھوں نے
نپولین پر بہت زور دیا کہ اس ہولناک موقع پر جیسی اور جس قسم کی شرائط
مخالفین پیش کرتے ہیں مان لینا چاہئے۔
اس موقع پر جیسی ہمت اور جیسے استقلال کا نپولین سے اظہار ہوا نہایت
رفیع الشان ہے۔ اپنے مشیروں کی التجاؤں کے جواب میں اس نے
کہا۔

"نہیں نہیں۔ ان باتوں کا یہ موقع نہیں ہے۔ ہم کو اور بات پر غور کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ میں بلوشر کو ابھی شکست فاش دیتا ہوں۔ وہ پیرس کی طرف آرہا ہے میں اُس پر حملہ کرنے جاتا ہوں۔ کل میں اُس کو شکست دوں گا۔ اور پھر دوبارہ پرسوں شکست دوں گا۔ اور اگر اس قصد میں کامیابی ہوئی اور کوئی وجہ نہیں کہ نہ ہو۔ تو معاملات کی رُو کار بالکل بدل جائے گی۔ اور پھر دیکھ لیں گے کہ کیا کرنا چاہئے۔"

اب نپولین نے وہی چال پھر اختیار کی جس سے اُس کے کارنامہ میں بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ شکست نامور فتح سے بدل جایا کرتی تھی۔ یعنی اُس نے دس ہزار فوج تو نوجنٹ میں اس غرض سے چھوڑ دی کہ دولاکھ آسٹریا کی فوج کو روک رہے اور خود تیس ہزار فوج کے ساتھ یلغار کرتا ہوا دریائے مارنی کی طرف روانہ ہوا۔ اُس کی یہ نیت تھی کہ اچانک بلوشر کی فوج کے ایک بازو پر حملہ کرے۔

لیکن برف باری۔ سرما کی شدت اور رستہ کی خرابی ایسی تھی کہ وہ صرف پچیس ہزار فوج کے ساتھ دشمن کے مقابلہ میں صف آرا ہوا۔ ۱۰۔ فروری کو یہ معرکہ علی الصباح واقع ہوا۔ کہ فرانسیسیوں نے روسی فوج پر جو کھانا پکانے میں مصروف تھی حملہ کیا۔ نپولین کو نہایت ہی کامل فتح نصیب ہوئی۔ وہ دشمن کے مرکز میں گھس گیا پھر ایک بازو پر حملہ کیا اور اُس کے بعد دوسرے بازو پر حملہ آور ہوا اور بڑی کامیابی کے ساتھ دشمن کو بکھیر دیا۔ لیکن اُس کے پاس محفوظہ فوج نہ تھی کہ اس فتح سے کامل فائدہ اوٹھاتا۔ کیونکہ اُس کی تھکی ہوئی فوج دشمن کا تعاقب نہ کرسکی۔

دوسرے دن بلوشر نے اہتمام کرکے ایک نئی فوج اپنی کمک کو بلالی

جس کی تعداد ساٹھ ہزار تھی۔ اور نپولین پر نہایت شدت سے حملہ کیا۔ اور بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ مگر تعجب کا مقام ہے کہ اس لڑائی میں بھی نپولین کو حیرت انگیز فتح ہوئی۔ ان دونوں فتوحات سے فرانسیسیوں کے دل ہاتھوں بڑھ گئے۔ اور ان کو معلوم ہوا کہ شاہنشاہ کے فن حرب کے مقابلہ میں غنیم ٹھہر نہیں سکتا اور نپولین کو بھی خیال ہوا کہ ممکن ہے کہ تقدیر کا پانسہ اب بھی اُس کے موافق ہو جائے اور اُس نے جلدی سے ایک سطر کالن کورٹ کو جو اُس کا وکیل تھا بمقام چی ٹی لن جہاں متحدہ بادشاہوں کی طرف سے صلح کی مصنوعی خط و کتابت ہو رہی تھی اس مضمون کی لکھ بھیجی "مجھے فتح ہوئی ہے۔ تم اپنے تیور ویسے ہی رکھنا لیکن بدوں میرے حکم کے کسی چیز پر دستخط نہ کرنا کیونکہ اپنی حالت کو صرف میں جانتا ہوں"

جبکہ نپولین دریائے مارنی کے کنارہ بلوشر کی فوج کے ٹکڑے اُڑا رہا تھا۔ ٹروئیز میں ایک انوکھا واقعہ پیش آرہا تھا۔ یعنی فریق شاہی کے حامیوں نے یہ خیال کرکے کہ نپولین کا اب کام تمام ہو گیا ہے بوربون بادشاہ کو پیرس کے تخت پر بٹھانے کی ایک کوشش شروع کی۔ اور ان لوگوں کا ایک وفد جس میں مارکوئس وی ڈرین جیز اور شیبوسے لی برگالٹ شامل تھے اور اُن کے ہمراہ سفید پروں کی کلغیاں لگائے پانچ چھ اور باشندے تھے اسکندر کے پاس حاضر ہوا۔ اور کہا۔

ٹروئیز کے تمامی باشندوں کی طرف سے ہم جہاں پناہ سے عرض کرتے ہیں کہ جہاں پناہ ہماری درخواست کو اس بارہ میں منظور فرمائیں کہ ہم قدیمی خاندان بوربون کو تخت پر بٹھانا چاہتے ہیں۔

لیکن اسکندر کو ابھی یہ دھڑکا لگا ہوا تھا کہ کہیں نپولین پھر فتح نہ پا جاوے

اور بڑی احتیاط سے جواب میں بولا۔

"اے شرفا تمھارے آنے سے مجھے خوشی ہوئی۔ تمھارے مدعا میں کامیابی ہونے سے مجھے مسرت ہوگی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ تمھارا ایسا قصد ہنوز قبل از وقت ہے۔ جنگ کے نتیجہ کا ابھی کوئی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اگر نپولین کامیاب ہوگیا تو مجھے یہ دیکھنے سے سخت قلق ہوگا کہ آپ جیسے شرفاء سے جواب طلب ہوا۔ یا آپ گولی مار دیے گئے۔ ہم فرانس کو اس لئے نہیں آئے ہیں کہ اپنی طرف سے اس پر کوئی بادشاہ مقرر کریں بلکہ اس لئے آئے ہیں کہ اس کے بادشاہ یا اس کی حکومت کے متعلق اس کی رائے معلوم کریں جس کا اعلان خود فرانس کی طرف سے ہوگا۔"

مانشیور گوالٹ نے جواب دیا "لیکن جب تک فرانس چھری کے نیچے ہے فرانس اپنے بادشاہ کو خود نامزد نہیں کرسکتا۔ اور جب تک نپولین برسر حکومت ہے یورپ چین سے نہیں بیٹھ سکتا۔"

اسکندر نے جواب دیا "ہاں۔ یہی تو وجہ ہے کہ ہم کو پہلے نپولین کے شکست دینے شکست دینے۔ شکست دینے کا خیال کرنا چاہئے۔"

یہ جواب سن کر فریق شاہی کا حامی وفد چلا آیا۔ لیکن یہ خیال کیا کہ محض دور اندیشی سے ہمارا معاملہ ملتوی کیا گیا۔ لیکن صرف چند روز کی بات ہے۔ اسی اثنا میں فریق شاہی یعنی بوربون خاندان کا سب سے زیادہ حامی مارکوئیس آف وٹ رولس۔ متحدہ بادشاہوں کے صدر مقام میں پہونچا اور التجا کی کہ وہ میں پیرس کے سازش کرنے والوں کی طرف سے یہ پیغام لے کر حاضر ہوا ہوں کہ آپ اپنی افواج کو بہت جلد پیرس کی طرف بڑھائے۔" اس سے زیادہ نکمرامی کا رذیل فعل تاریخ میں ناپید ہے کیونکہ یہ وہی لوگ تھے جن کو نپولین نے اپنی

فیاضی سے افلاس اور جلاوطنی کی بلاؤں سے خلاصی بخشی تھی۔ اور ان لوگوں نے جمہوری حکومت سے جو مخالفتیں کی تھیں نپولین نے سب کو معاف کیا تھا۔ یعنی اُن کو توہین اور نقصان سے بچایا تھا اور بڑی ہمدردی سے اُن کی مصائب پر ترس کھاکر جن کا باعث نپولین ہرگز نہ ہوا تھا۔ اُن کو اپنے دامن عاطفت وحفاظت میں لیا تھا۔

دس دن میں نپولین نے دشمنوں کو پانچ لڑائیوں شکست دی [illegible] پورش کا سیلاب آہستہ آہستہ پیرس کی طرف اب بھی چلا آرہا تھا۔ [illegible] سے ایسی چستی اور ایسے عزم وثبات کا اظہار ہوا کہ اس لشکر [illegible] [illegible] شبانہ روز متواتر تیس گھنٹے یلغار کرکے وہ دریائے سین کے کنارے پر پھر واپس آیا۔ اور اس وقت آسٹریا کی تین لاکھ فوج [illegible] کے قریب پہونچ رہی تھی۔ پیرس سے جنوب ومشرق کے گوشہ میں ساٹھ میل کے [illegible] دریائے سین اور یونی کے انصال پر مانٹرو کا قصبہ واقع ہے۔

یہاں چالیس ہزار سپاہ کے ساتھ نپولین نے دشمن کے مقابلہ کا عزم کیا اور نہایت ہولناک جنگ واقع ہوئی۔ نپولین کے گرد سیل اور گراب کا مینھ برس رہا تھا اور خود زمین کے ٹکڑے اڑے جارہے تھے اور اُس کے گولنداز اُس کے قریب ہلاک ہورہے تھے۔ لیکن وہ ایسا سرگرم جنگ تھا کہ اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور ایک توپ پر خود اپنے ہاتھ سے کام کرنے لگا۔ چونکہ غنیم کی طرف سے بکثرت گولہ باری ہورہی تھی اور نپولین کے گرد صفیں کی صفیں اوٹتی چلی جاتی تھیں گولنداز منت کرنے لگے کہ جہاں پناہ کا ایسے موقع پر کوئی کام نہیں کسی محفوظ مقام پر چلا جانا چاہئے۔ نپولین نے یہ سن کر بڑے استقلال سے سیسہ اور لوہے کے طوفان کو جو بشدت چل رہا تھا دیکھا اور مسکرا کر کہا کہ

اس رفیق و ہمت کو ہاتھ سے نہ دینا۔ کیونکہ وہ گولا جس سے میں مارا جاؤنگا ابھی ڈھالا بھی نہیں گیا ہے" رات کو یہ خون ریز جنگ ختم ہوئی۔ اور نپولین نے کامل فتح پائی۔

جب اِن پے درپے ہزیمتوں کا سامنا ہوا تو متحدہ افواج نے راہ فرار اختیار کی اور نوبت پیدا ہوگیا کہ کسی غالب تعداد سے نپولین پر فتح نہیں ہو سکتی ہے۔ آسٹریا اور پروشیا کے بادشاہ ایسے گھبرا گئے تھے اور اُن کو ایسی ہزیمت ہوئی تھیں کہ حیران تھے کہ کیا حکم دیں۔ نپولین نے صرف چالیس ہزار فوج سے پانچ لاکھ بھاگتی ہوئی فوج کا دریائے رہین کی وادی بالا میں ایک سو ساٹھ میل تک تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ فراریوں نے چامنٹ میں جا کر پناہ لی۔

جب دشمن کو فرار ہوتے دیکھا تو نپولین نے کہا "مجھے اطمینان ہوا۔ میں نے اپنی سلطنت کے دار الحکومت کو بچا لیا" اس میں شک نہیں کہ نپولین کی یہ فتوحات حیرت انگیز تھیں۔ لیکن ان سے بربادی کی تاریخ صرف ملتوی ہو گئی تھی۔ کیونکہ ایک لاکھ یا دو لاکھ فوج کے ہزیمت اُٹھانے سے کیا ہوتا تھا۔ اس لئے کہ غنیم کی تعداد پوری دس لاکھ تھی اور نقصان کی تلافی کو پوری دس لاکھ محفوظ فوج اور موجود تھی۔

صفحہ

لہ اتفاق سے پل پر کئی ہلے ہوئے۔ ایک ہلہ میں بم کا گولہ جنرل پے جو لی کے رہوار کے سینہ میں لگا اس کے شکم میں اُتر گیا اور فوراً پھٹ گیا جس کے صدمہ سے جنرل پے جو لی کئی گز اونچا ہوا میں اُڑ کر زمین پر گرا لیکن کسی قسم کا مہلک گزند نہ پہونچا۔ جس وقت نپولین کو یہ خبر پہونچی تو جنرل سے کہنے لگا کہ ایسے حادثہ سے بچنا صرف خدا کا فضل تھا۔ یہ واقعہ خود اپنی زبان سے جنرل پے جو لی نے۔ ڈبلو۔ ایچ۔ آیرلینڈ سے بیان کیا ہے۔

اِن پُر خطر ایام میں قریب قریب ہر روز نپولین جوزیفائن کو خط لکھتا تھا۔ جس سے اب بھی اُس کو بڑی محبت تھی۔ ایک دن لڑائی کی حالت میں وہ جوزیفائن کی قیام گاہ کے متصل جا پہونچا اور لڑائی کو چھوڑ کر جوزیفائن سے ملاقات کرنے کو گیا۔ یہ دونوں کی آخری ملاقات تھی اس سرسری غمناک ملاقات میں نپولین نے جوزیفائن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر الفت سے اُس کے چہرے کو دیکھا اور کہا۔

"جوزیفائن۔ میں دنیا میں بڑا صاحب اقبال ہوا۔ اب مصائب کی گھٹا میرے سر پر چڑھی ہے۔ اور سوائے تمھارے دنیا میں مجھکو تشفی دینے والا اور کوئی نہیں"

اس زمانہ میں نپولین کے خطوط اگرچہ نہایت ہی مختصر ہیں مگر صاف ظاہر کرتے ہیں کہ ان سے زیادہ محبت آمیز خطوط اُس نے جوزیفائن کو پیشتر کبھی نہ لکھے تھے۔ کسی ضروری کام میں وہ کیوں نہ ہوتا۔ لیکن جہاں جوزیفائن کا قاصد خط لاتا نپولین فوراً کام چھوڑ کر لفافہ کھولتا اور بڑے اشتیاق سے خط کو پڑھتا۔ نپولین نے سب سے آخری خط جو جوزیفائن کو لکھا ہے وہ برین کے قریب سے لکھا ہے۔ اُس وقت دشمن کی ایک بہت بڑی فوج سے نپولین کی جنگ ہو چکی تھی۔ اُس خط کے آخری محبت بھرے فقرے یہ ہیں۔

"میں اس مقام کے منظروں کو دیکھتا ہوں جہاں لڑکپن میں بڑے چین سے میرے ایام گذرتے تھے اور اُن دنوں کے چین کو آج کل کے حشر بپا کرنے مصیبت خیز ایام کی فکروں سے مقابلہ کرتا ہوں اور میں نے چند مرتبے اپنے دل میں کہا ہے کہ بہت سی لڑائیوں میں موت کو میں نے

تلاش کیا۔ اور اب مجھے موت سے کوئی خطرہ نہیں۔ مجھے موت ایک نعمت ہے لیکن جوزیفائن کا ایک دفعہ دیدار اور ہوجاتا"

پیرس کے گرد میلوں کے حلقہ میں جنگ ہو رہی تھی اور تمامی اسپتال مجروحوں اور جاں بلب لوگوں سے بھرے پڑے تھے خود جوزیفائن اور اُس کی مصاحب لیڈیاں مال مے سن میں اپنے ہاتھوں سے پٹیاں بناتی اور پھاہون پر مرہم لگاتی اور مجروحوں کے باندھتی تھیں۔ آخر کار مال مے سن میں جوزیفائن کا رہنا اس لئے خطرناک ہو گیا کہ وحشی غارت گر سپاہی غول کے غول قرب وجوار تک پہونچنے اور لوٹ مار کرنے لگے تھے۔ چنانچہ بارش کی حالت میں صبح کو جوزیفائن ناویر کو بزیادہ فاصلہ پر تنہا جانے کے لئے گاڑی میں سوار ہوئی۔ اور صرف تیس میل جانے پائی تھی کہ سامنے سے سواروں کی ایک ٹولی نمودار ہوئی جو تیزی سے آگے بڑہی چلی آ رہی تھی۔ اور جوزیفائن کے کان میں یہ آواز آئی۔ کہ کاسک آتے ہیں کاسک آتے ہیں" خوف سے بدحواس ہو کر جوزیفائن گاڑی سے کود پڑی اور مینہ میں بھیگتی ہوئی کھیتوں میں بھاگی۔ لیکن ہمراہیوں کو جلد معلوم ہوا کہ یہ فرانسیسی سوار تھے اور ملکہ کو واپس بلالیا۔ اور گاڑی میں سوار ہو کر وہ بخیر و عافیت مقام مقصود کو پہونچی۔

وہ ہیبت ناک اور ہولناک مظالم جو فوجوں کی نقل و حرکت سے خصوصاً غیر ملکوں میں واقع ہوتے ہیں احاطہ بیان میں نہیں آسکتے۔ اور اگرچہ ان ایام کے متعلق صدہا ایسے واقعات بیان ہوسکتے ہیں لیکن ہم ایک ہی کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں۔ ایک خونریز مُٹھ بھیڑ کے دوران میں لارڈ ولنگٹن ڈیری نے دیکھا کہ تین نیم وحشی روسی سپاہیوں نے ایک کرنل کی حسین بیوی کو ایک کرانچی میں سے پکڑ کر نیچے اوتار لیا اور ایک جنگل میں لیکر بھاگے یہ لیڈی خوف سے چیخیں مارتی

تھی - اور لارڈ موصوف نے سپاہیوں کی ایک جماعت ہمراہ لی اور جاکر اُس لیڈی کو بچایا اور ایک سوار کے ہمراہ کر کے اپنے قیام گاہ کو بھیجا کہ وہاں حفاظت سے رکھی جائے۔ سوار اس لیڈی کو اپنے پیچھے ردیف کر کے چلا ہی تھا کہ روسیوں کے ایک گروہ نے پھر حملہ کیا اور سوار کو قتل کر کے لیڈی کو گھوڑے سے اوتار لیا۔ اور پھر نہ معلوم اُس لیڈی کا کیا انجام ہوا۔ لیکن ہر ایک سمجھدار جانتا ہے کہ اُس بیچاری کا کیا حال ہوا ہو گا۔

متحدہ بادشاہوں نے پریشان ہو کر جنگی مشورہ کیا۔ بڑی ناامیدی پھیلی ہوئی تھی۔ آسٹریا کے افسروں نے کہا "ہماری فوج عظیم میں سے بقدر نصف کے تلوار۔ بیماری۔ اور مرطوب موسم سے ہلاک ہو گئی۔ جس ملک میں اس وقت ہم موجود ہیں ویران ہیں اور ہمارے رسد کے ذریعے تمام ہو چکے۔ چاروں طرف کے تمامی باشندے بغاوت پر آمادہ ہیں۔ پس مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم جرمنی کو لوٹ چلیں اور کمک کا انتظار کریں۔"

جماعت کثیر نے اس رائے کو پسند کیا۔ اور بڑی پریشانی کے ساتھ مراجعت شروع ہوئی۔ اور کونٹ لی چینس ٹین نپولین کے صدر مقام پر صلح کی درخواست کے ساتھ کہ جنگ برائے چندے ملتوی کی جائے بھیجا گیا۔ نپولین نے اس وکیل کو اپنے سامنے طلب کیا۔ شاہنشاہ اس وقت ایک کسان کے جھونپڑے میں شب باشی کے لئے مقیم تھا۔ پرنس لی چینس ٹین نے نپولین کو فرانس بادشاہ کا ایک نجی خط بھی دیا۔ جس کے مضمون سے دوستی اور معذرت کا اظہار ہوتا تھا اور اقرار تھا کہ اپنی تجاویز میں متحدہ بادشاہوں کو واقعی ناکامی ہوئی اور نپولین نے ایسی پے درپے شکستیں دی ہیں کہ اُس کے عزم اور فنِ جنگ کو تعلیم کرنا پڑتا ہے۔ اپنی قدیمی عادت کے موافق اس وکیل سے نپولین نے صاف صاف

اور بے تکلفی سے باتیں کرنا شروع کیں۔ اور اُس نے وکیل سے پوچھا کہ کیا متحدہ بادشاہوں کی یہ نیت ہے کہ بوربون بادشاہ کو فرانس کے تخت پر بٹھا لیں گے؟

نپولین نے پھر کہا "جو لڑائی تم لوگ لڑ رہے ہو یہ سر بسر سلطنت کے خلاف ہے۔ کاونٹ آرٹو اُس فوج عظیم کے ساتھ سوئٹزرلینڈ میں ہے اور ڈیوک آف اینگلیم ولنگٹن کے صدر مقام میں ہے جہاں سے وہ میری سلطنت کے جنوبی حصوں میں اشتہار تقسیم کراتا ہے۔ تو کیا اس امر میں مجھے شک ہو سکتا ہے کہ میرا خسر یعنی آسٹریا کا شاہنشاہ اس بات کو نہیں جانتا کہ ان سب باتوں کا نتیجہ سوائے اس کے اور کچھ مترتب نہ ہوگا کہ اُس کی بیٹی یعنی میری ملکہ فرانس کے تخت سے اوتاری جائے گی۔ اور اُس کے نواسہ کو پھر فرانس کا تخت وراثتاً نہ پہونچے"

وکیل نے نپولین کو یقین دلایا کہ متحدہ بادشاہوں کی یہ نیت ہرگز نہیں ہے۔ اور بوربون شاہزادے افواج کے ساتھ محض اجازت سے ہیں اور متحدہ بادشاہوں کا مدعا صرف صلح قایم کرنا ہے نہ کہ سلطنت کو برباد کرنا۔ نپولین نے بدلے چندے جنگ کا ملتوی کیا جانا مان لیا۔ اور اُس نے مقام لیوسنگی اس غرض سے تجویز کیا کہ وہاں کانفرنس شروع کی جائے۔ متحدہ بادشاہوں کی طرف سے تین جنرل کمشنر مقرر ہوئے یعنی روس۔ پروشیا اور آسٹریا کی طرف سے ایک ایک جنرل متعین ہوا۔ لیکن یہ ٹھہر گیا کہ مخالفت سے اُس وقت تک دست برداری نہ کی جائے گی جب تک شرایط طے نہ ہو جائیں۔

۲۴ تاریخ کی صبح کو نپولین ٹروئیز کو واپس آیا اور دشمن نے شہر کو رات میں خالی کر دیا۔ نپولین کے گرد انبوہ کے انبوہ مبارکباد کو جمع ہوئے۔ جن سڑکوں سے نپولین کا گذر ہوتا تماشائیوں کا ہجوم ہو جاتا اور اُس کا ہاتھ چومنے یا گھوڑا چھونے کی کوشش کی جاتی۔ اور نعرے مارے جاتے کہ نپولین فرانس کا بچانے

اور رہائی دینے والا ہے۔ نپولین نے فوراً حکم دیا کہ بوربون فریق کے حامیوں یعنی وی ڈرین ہیز اور گوالٹ کو جو اسکندر کے پاس وفد لیکر گئے تھے گرفتار کر لیا جائے۔ وی ڈرین جیز تو بھاگ کر متحدہ افواج میں جا ملا تھا لیکن گوالٹ گرفتار کر لیا گیا اور کورٹ مارشل ہونے کے بعد گولی سے مار دیا گیا۔ نپولین کو نئے بادشاہی کے حامیوں کی سازشوں سے ہر شہر میں خدشہ تھا۔ اور اُس کو یقین تھا کہ گوالٹ جیسے مجرم کو چھوڑ دینے اور معاف کر دینے کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ چنانچہ گوالٹ موت کے حوالہ کیا گیا جس کا مختصر بیان یہ ہے کہ گیارہ بجے شب کو وہ مقتل کی طرف روانہ کیا گیا۔ ایک بڑی سی تختی اُس کے گلے میں آویزاں کی گئی تھی جس پر بڑے بڑے حرفوں میں لکھا تھا "یہ شخص اپنے ملک کا بدخواہ اور باغی ہے" گوالٹ نے بڑے استقلال سے سزائے موت کو برداشت کیا اور آخر دم تک کہتا رہا کہ "میں بوربون خاندان کا جاں نثار ہوں"

جب سے یہ جنگ شروع ہوئی تھی نپولین نے ایسی ایسی فتوحات حاصل کی تھیں کہ تمامی اس کے کارناموں میں اُن سے بڑھکر موجود نہیں۔ اور تاریخ کا اس بارہ میں قطعی فیصلہ موجود ہے کہ نپولین کی ان کامیابیوں کی نظیر کہیں موجود نہیں ہے۔ متحدہ بادشاہ گھبرا کر سراسیمہ ہوگئے تھے۔ اور صرف اس نیت سے کہ کمک بہم پہونچ جائے اُنھوں نے صلح پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ اور اب اُنھوں نے ایک اور جنگی مشورہ کیا کہ آخر وہ کونسی تدبیر ہے کہ نپولین پر از سر نو یورش کی جائے اور اُس میں کامیابی ہو۔ اس مشورہ میں روس۔ پروشیا اور آسٹریا کے بادشاہ خود موجود تھے اور ان کے علاوہ دربار لندن کے زبردست وکیل بھی تشریف فرما ہوئے تھے جن میں لارڈ کاسل رے سب سے ممتاز تھا۔ اگرچہ متحدہ بادشاہوں نے یہ ظاہر کیا تھا کہ نپولین کو معزول کرنے کا قصد نہ تھا

تاہم فی الحقیقت منشا یہی تھا اور بڑے استقلال سے وہ یہی نتیجہ نکالنے پر آمادہ تھے۔

ایلی سن صاحب لکھتے ہیں "جب سے لڑائیوں کا آغاز ہوا۔ لارڈ کاسل ری نے برطانیہ کی کھلی ہوئی حکمت عملی کے موافق کبھی اپنی رائے کو مخفی نہیں کیا خواہ لارڈ موصوف پارلیمنٹ میں ہوئے یا آنکہ پارلیمنٹ سے علٰحدہ ہوتے اور وہ رائے یہ تھی کہ یورپ کی امن و امان اسی میں تھی کہ فرانس کے تخت پر بوربون خاندان بحال کیا جائے۔ اور انھوں نے "قدیم نسل اور قدیم ملک" الفاظ منھ سے نکال کر اکثر اس طرف اشارہ کیا ہے۔ یہی حال ان کی رائے کا خانگی گفتگو میں بھی تھا اور وہ کہتے تھے کہ پائدار امن و امان اسی میں ہے۔"

جب نپولین کو فرانس کے جمہور نے یک زبان ہو کر فرسٹ کاسل مقرر کیا اس نے برطانیہ سے صلح کی درخواست کی جس کا جواب لارڈ گرین وایل نے توہین اور مخالفت کے ساتھ یہ دیا کہ "سب سے بہتر اور قدرتی اس بات کی ضمانت کہ فرانس کو ملک گیری کی ہوس نہیں ہے جس ہوس سے قرب و جوار کی سلطنتوں کو سخت پریشانی لاحق ہے۔ یہ ہے کہ فرانس کے تخت پر پرانے خاندان کو بحال کیا جائے جس کے دوران حکومت میں فرانس خوشحال رہا۔ اور دنیا میں عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ اگر یہ بات منظور ہو تو پھر صلح و آشتی کے رستہ میں کوئی موانع نہیں ہیں۔ فرانس کو بے غل و غش اس کا پرانا ملک واپس ہو جائے گا اور یورپ کے جسیع فرمان رواؤں کو اطمینان ہو گا اور جس اطمینان کو وہ فرمان روا اب دوسرے طریقوں سے تلاش کر رہے ہیں۔"

جنرل پوزو ڈی بورگو کو اسکندر نے سفیر کر کے انگلستان بھیجا تھا۔ کونٹ آف آرٹوئیز نے جو بعد کو چارلس دہم ہوا اس سے اصرار کیا کہ متحدہ بادشاہوں

اس بات کا زور ڈالے کہ بوربون خاندان کو فرانس کے تخت پر بحال کریں۔

اس کے جواب میں جنرل بورگو نے کہا "جناب والا - ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے۔ معاملات کو اولجھا دے میں نہ ڈالیے۔ بادشاہوں کے سامنے پیچیدہ معاملات پیش نہ کیجئے۔ یہی غنیمت سمجھئے کہ بوناپارٹ کو برباد کرنے پر انھوں نے باہم اتحاد کیا ہے۔ اور جس وقت بوناپارٹ کو زیر کرلیا اور اس کی فرمان روائی معدوم ہوئی تو یہ سوال خود بخود سامنے آجائے گا کہ اب فرانس پر کون حکومت کرے۔ اور تمھارا خاندان آپ ہی لوگوں کے خیال میں پیدا ہوجائے گا"

لارڈ کاسلرے نے پارلیمنٹ میں ۲۹- جون ۱۸۱۵ء کو اپنی تقریر کے درمیان بیان کیا۔

"اگر آپ نے فرانس کے تخت پر پرانے بوربون خاندان کو بحال نہ کیا تو صلح اور امن کا قطعی ہوجانا معلوم ہے۔ اگر اس شخص کے ساتھ خواہ وہ کوئی ہو جس نے فرانس کو اپنا محکوم بنا لیا ہو آپ صلح کریں گے تو تازہ بہ تازہ جھگڑے پیدا ہوں گے۔ یہ صلح نہ محفوظ ہوگی اور نہ پائدار رہوگی۔ جیسا کہ بوناپارٹ کے ساتھ بار بار صلح کا یہی نتیجہ نکلا کہ نئے نئے جھگڑے پیدا ہوئے۔ اور جب نپولین باختیار فرمان روا تھا تو اس کے ساتھ مجبوراً صلح کی خط و کتابت کی گئی اور اگر خط و کتابت نہ کی جاتی تو تمامی یورپ کی رائے کے خلاف ہوتا اور احیاے جنگ کی سب جواب دہی اپنے ذمہ لینا پڑتی"

حقیقت میں یہ متکبر تاجدار ایسے جرم کے مرتکب ہورہے تھے جس سے ہر ایک غیر طرفدار شخص کے خیال حق پسندی کے ساتھ ظلم ہورہا تھا۔ اپنے ارادوں کے اقرار سے ان کو شرم آتی تھی۔ اور بیس لاکھ سپاہ کی مدد سے اسی خاندان کے بادشاہ کو فرانس کے تخت پر بٹھال رہے تھے جس سے فرانس کے جمہور

کو سخت نفرت تھی اور پھر یہ بھی دعویٰ کرتے تھے کہ فرانس کی آزادی میں ہم کو مداخلت
مداخلت نہیں کرتے۔ اور جب ناراض جمہور نے بوربون بادشاہ کو تخت سے اوتار کر
دریائے رین کے پار بھگا دیا تو پھر ان متحدہ خودسر بادشاہوں نے چڑھائی کی اور
فرانس کے جمہور کو اپنی توپوں کے پہیوں سے روند کر اسی نفرت خیز بوربون
بادشاہ کو فرانس کے تخت پر بٹھالا۔ اور انگلستان کو جسے آزادی پسند ہونے کا دعویٰ
ہے اُس کے ٹوری وزرا نے اس ناحق و ناروا کام میں شریک ہونے پر مجبور کیا
اور بوربون خاندان کا بادشاہ لوئی ہیجدہم ولنگٹن کے سواروں کے حلقہ میں
لوئی لرینز کے ایوان میں داخل ہوا۔ اس جُرم کی تکمیل کی غرض سے پچیس برس
یورپ میں خون کے دریا بہے اور یورپ والوں نے لباس ماتمی پہنا۔ اور اِن
سازش کرنے والوں نے نپولین کی حبُ الوطنی اور شجاعت کی کچھ داد نہ دی
جس نے تمامی متحدہ یورپ کی یورشوں کے مقابلہ میں تنہا فرانس کو پورے
بیس برس آزاد رکھا۔ بلکہ اولٹا نپولین کو بدنام کرتے ہیں۔ لیکن دنیا بدل گئی ہے
اور جمہور تاریخ کے فیصلہ سے متفق ہیں۔ اور خودسر بادشاہوں کے فرمان کو جمہور
نے اولٹ دیا ہے اور اُلٹ دیں گے۔ اور جمہور کے ہر دلوں میں نپولین کی یادگار
نے گھر کر لیا ہے۔

اب متحدہ بادشاہوں نے یہ تدبیر کی کہ اپنی کثیر التعداد فوج کو دو حصوں میں
تقسیم کر کے نپولین کو پریشان کرنا چاہئے۔ ایک فوج کا سپہ سالار بلوشر تھا اور وہ
دریائے مارنی کی طرف روانہ ہوا۔ اور اُس کی فوج نے دریا کے دونوں کناروں
سے پیرس کی طرف کوچ کیا۔ اور دوسری ٹڈی دل فوج کا سپہ سالار اسکوارٹ
زن برگ کیا گیا جس کے پاس کثرت سے کمک پہونچ گئی تھی۔ لیکن چونکہ نپولین
کے نام سے اب بھی اُس کے بدن پر رعشہ آتا تھا لہذا بڑی احتیاط اور ہوشیاری

... دریائے سین کے کنارہ روانہ ہوا۔ نپولین نے اسکوارٹ زن برگ کو ... کے لئے صرف دس ہزار فوج توپخانہ چھوڑی اور تیس ہزار کی جمعیت سے ... بلوشر کا تعاقب کیا۔ پروشیا کی فوج نپولین کی دلیری اور تعاقب کی شدت سے مضطر و حیران تھی اور بدحواسی سے فرار ہو رہی تھی۔ نپولین کے نام کی ہیبت تھی کہ پروشیا کی ایک لاکھ سپاہ نپولین کی تھکی ہوئی تیس ہزار فوج کے سامنے بھاگی چلی جا رہی تھی۔

بلوشر نے دریائے مارنی کو عبور کر کے اپنے عقب میں پلوں بارود سے اڑا دیا اور قریب پچاس میل کے شمال میں لاؤن کے نزدیک بھاگ گیا۔ نپولین نے پلوں کو پھر بنایا اور تعاقب شروع کیا اور اپنی تدبیر سے بلوشر کو ایسے موقع پر پھانس لیا کہ اس کی بربادی میں شک نہ رہا۔ لیکن اسی وقت برنادوٹ ایک قوی سپاہ لیکر بلوشر کی مدد کو آ پہونچا۔ نپولین کے پاس اب صرف پچیس ہزار فوج تھی جس سے وہ متحدہ افواج کا جو تعداد میں ایک لاکھ سے زیادہ تھیں مقابلہ کرنے کو تھا۔ اور مایوسانہ دلیری کے ساتھ اس نے حملہ کیا۔ اور دشمن کی باڑیاں اس کی فوج کو برباد کرنے لگیں۔ بڑی طولانی اور سنگین لڑائی ہوئی۔ لیکن اتنی بڑی فوج کے مقابلہ میں صرف بہادری کیا کام دے سکتی تھی۔ پھر بھی دشمن یہی کر سکا کہ اپنی جگہ پر قائم رہا۔ آگے بڑھنے کی بھی مجال نہ ہوئی۔ اور نپولین نے اپنی فوج کو فراہم کیا اور ریمیس کو چلا آیا۔ اور دشمن چونکہ اس کی دلیری سے آگاہ تھا تعاقب میں آنے کی جرات نہ کر سکا۔

جس وقت اسکوارٹ زن برگ کو یہ معلوم ہوا کہ نپولین بلوشر کے تعاقب میں جا رہا ہے اس نے اپنی دو لاکھ فوج سے دریائے سین کی وادی کے رستہ پیرس کی طرف قدم اٹھایا۔ اس زمانہ میں ڈیوک آف ولنگٹن بورڈو میں تھا اور

اُس کے ہمراہ انگریزی پرتگالی اور اسپین کی متحدہ افواج تھیں اور بلاروک ٹوک پیرس کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا۔ ڈیوک آف انگولیم بھی اُس کے ہمراہ تھا اور فرق شاہی کے حامیوں کو بُلاتا تھا کہ بوربون کے جھنڈے کے نیچے آئیں۔ متحدہ بادشاہوں کی ایک اور فوج نے سوئزرلینڈ سے کوہستان ایلپس کو عبور کیا تھا۔ اور شہر لیانس تک آپہونچی تھی۔ پس جدھر نپولین کی نظر جاتی تھی حملہ آور افواج کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اُس کے مراسلات اُس تک دشواری سے پہونچتے تھے اور بعض وقت اُس کو محض قیاس پر کام کرنا پڑتا تھا۔ اُس کے جنرل بے دل ہو گئے تھے اور فرانس کی مایوسانہ حالت تھی۔

انھیں ہجوم مصائب کے دوران میں لوگوں نے نپولین سے اصرار کیا کہ وہ اپنی ملکہ میریا لوئیا سے سفارش کرائے کہ آسٹریا کا بادشاہ اُس کی رعایت کرے۔ نپولین نے فوراً بڑی خود داری سے جس کی سب داد دیں گے جواب دیا۔

"میریا لوئیا نے مجھے ایسے حال میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ میرے اقبال کا ستارہ نصف النہار پر تھا اور بشر کو بس یہیں تک عروج ہو سکتا ہے اور اب مجکو یہ زیبا نہیں کہ ملکہ سے کہوں کہ میرا ستارہ زوال پر ہے اور یہ التجا کرنا کہ وہ میری مدد کرے مجھ سے کسی طرح ممکن نہیں۔"

اگرچہ نپولین نے یہ گوارا نہ کیا کہ میریا لوئیا سے مدد کی درخواست کرتا لیکن اُس کو توقع تھی کہ ملکہ مخفی طور سے اپنے باپ شاہنشاہ فرانسس کو مخالفت سے باز آنے کے متعلق لکھے گی۔ ملکہ میریا لوئیا اُس وقت نپولین کے پاس ہی موجود تھی جب یہ بات یقینی طور سے معلوم ہوئی کہ فرانسس جنگ کا ضرور شریک ہوگا۔ اور نپولین نے ملکہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر غمناک لہجہ میں کہا۔

" دیکھو تمھارا باپ اب پھر مجھ پر چڑھائی کرتا ہے۔ اور اس وقت سب بادشاہ

ایک طرف ہیں اور میں تنہا ہوں۔ اکیلا ہوں اور بے رفیق ہوں۔"

یہ سنکر ملکہ میریا لوئیا زار زار رونے لگی اور اُٹھ کر کمرہ سے چلی گئی۔

نپولین نے اب یہ عزم کیا کہ اسکوارٹ زن برگ کے عقب میں پھونچ کر جرمنی سے اُس کی رسد رسانی وغیرہ کا رستہ بند کر دے اور حیرت خیز تیزی کے ساتھ وہ دریائے مارنی سے روانہ ہو کر دریائے سین کے کنارہ جا پھونچا اور اسکوارٹ زن برگ کو نپولین کے توپ خانوں کی گرج سن کر سخت حیرت ہوئی۔ اُس کی فوج گھوم کر بھاگی۔ اسکندر۔ فرانسس اور فریڈرک ولیم کو خیال ہوا کہ نپولین نے حسب معمول پیرس کے گرد کوئی بڑا فریب کا جال بچھایا ہے اور پیرس کا رُخ چھوڑ کر وہ دریائے سین کی طرف بھاگ نکلے۔ اور اس لوٹتی ہوئی عظیم الشان فوج کا نپولین سے آرکس سرائی میں مقابلہ ہوگیا۔ اور خوں ریز جنگ شروع ہوئی۔

لیمرٹن صاحب لکھتے ہیں "اس وقت نپولین نے کوئی نقشہ جنگ تجویز نہ کیا تھا۔ صرف اس عزم سے لڑنا شروع کیا تھا کہ یا تو فتح پائے یا مارا جائے۔ اس جنگ میں شجاعت کے معجزے اُس سے ظہور میں آئے اور لودی اور رابوولی کے نقشے دوبارہ لوگوں کی نظروں میں پھر گئے اور ایسے سردار کی جانبازی دیکھ کر اُس کی سپاہیوں کو شرم آئی اور خوب خوب داد مردانگی دی۔ بار بار دیکھا جاتا تھا کہ وہ گھوڑے کو خیز کر کے غنیم کے توپ خانوں کے سامنے ہوا کی طرح چلا جاتا ہے اور دھوئیں میں نگاہوں سے نہاں ہو جاتا ہے اور پھر اُسی دھوئیں سے نکلا ہوا چلا آتا ہے گویا موت کو اُس تک رسائی نہ تھی۔ ایک اور حیرت خیز واقعہ لکھنے کے قابل ہے۔ اُس کے قریب ایک بم کا گولہ آکر گرا۔ جس کا شتابہ سُلگ رہا تھا۔ اُس کے قریب نوجوانوں کی ایک کمپنی کھڑی تھی یہ دیکھ کر کہ اب گولہ پھٹتا ہے منہ پھیر کر چاہتی تھی کہ وہاں سے علٰحدہ ہو جائے نپولین نے ڈانٹا اور فوراً اپنے

گھوڑے کو بڑھا کر گولے کے قریب لے گیا اور گھوڑے کو اشارہ کیا اور اُس نے سلگتے ہوئے شتابہ کو سونگھا اور خود نپولین گھوڑے پر جما ہوا گولے کے پھٹنے کا منتظر بیٹھا رہا۔ اور لیجئے گولہ پھٹا اور نپولین بھی اُس کے ہمراہ ہواہ میں اُڑ گیا اور پاش پاش گھوڑے کی لاش کے ساتھ زمین پر گرا اور جھٹ اچھا خاصہ اُٹھ بیٹھا اور بدن پر کہیں خراش بھی نہ آیا تھا۔ بدحواس کمپنی یہ دیکھ کر خوشی سے نعرے مارنے لگی پھر نپولین نے آہستہ سے ایک اور گھوڑا لیا اور اُسی طرح گولے گراب کے طوفان میں پھرنے لگا۔

جس وقت نہایت شدت سے جنگ ہو رہی تھی چھ ہزار پوری روسی فوج جس کے آگے آگے کاسکوں کی بہت بڑی جماعت تھی فرانسیسیوں کی کمزور فوج کے بیچ میں گھس آئی۔ اُن کی توپیں اس کثرت سے تھیں کہ اُن کے دھوئیں اور اور اُن کے گھوڑوں کی گرد میں فرانسیسی فوج قطعی چھپ گئی۔ نپولین نے دور سے یہ ہولناک طوفان دیکھا۔ اور گھوڑے کو تیز کر کے موقع پر آپہونچا۔ یہاں اپنے سپاہیوں کی ایک جماعت دیکھی کہ خون سے نہائی ہوئی مجروح بھاگی جا رہی تھی عجیب پریشانی کا منظر تھا۔ اسی حالت میں ایک افسر ننگے سر خون میں نہایا ہوا گھوڑا دوڑاتا نپولین کے پاس آیا اور کہنے لگا۔

جہاں پناہ کاسکوں کی ایک بڑی فوج جس کے ہمراہ بہت سے سوار ہیں ہماری صفوں میں در آئی ہے اور ہم کو بھگائے دیتی ہے"

نپولین فراریوں کے درمیان گھس گیا اور رکابوں پر کھڑے ہو کر بہ آواز بلند پکارا۔

سپاہیو کیا کرتے ہو۔ جمع ہو جاؤ اور صفیں قایم کر کے فوراً آگے بڑھو"

نپولین کی آواز سنتے ہی یہ بھاگتی ہوئی سپاہ فوراً جمع ہوگئی۔ اور نپولین تلوار ہاتھ میں لے کر اُس کے آگے ہوا۔ اور کاسکوں کے دل میں در آیا۔ اُس کی فوج "شاہا زندہ ماناد" کے نعرے مارتی ہوئی اُس کے پیچھے چلی۔ اور کاسکوں کو بڑی خونریزی کے ساتھ پس پا کر دیا۔ اس طرح صرف ایک ہزار فرنسیسیوں نے چھ ہزار روسیوں کو صرف روک ہی نہ لیا بلکہ مار کر بھگا دیا۔ اس کے بعد نپولین خاموشی سے اپنی جگہ واپس آیا اور جنگ کے طوفان کی رہنمائی کرنے لگا۔ جو گھنٹہ گذرتا تھا غنیم کی کمک کو نئی فوج چلی آتی تھی۔ آخرکار اس ہولناک منظر پر شام کی تاریکی چھائی۔ اور فرانسیسیوں کی ضعیف فوج آرکس کے قصبہ میں ہٹ کر چلی آئی۔ متحدہ بادشاہ یہ دیکھ کر گھبرا گئے کہ نپولین نے بڑی دلیری سے دریائے رین کی طرف قدم بڑھایا تھا۔ اور اب انھوں نے اپنی بے شمار افواج کو چالونس میں جمع کیا۔ اور بلوشر اور برناڈوٹ بھی واپس آکر اس فوج میں شریک ہو گئے۔

آرکس کی جنگ کے بعد آسٹریا والوں نے نپولین کے ایک قاصد کو گرفتار کر لیا جس کے پاس نپولین کے مراسلات تھے اور جن میں ایک نج کا خط بھی تھا۔ جس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

"میری پیاری لوئیا۔ چند روز سے میں برابر گھوڑے پر سوار ہوں۔ ۲۰ تاریخ کو میں نے آرکس سر آبی کو لے لیا۔ یہاں دشمن نے مجھ پر آٹھ بجے شب کو حملہ کیا۔ اور اسی شب کو میں نے اُسے شکست دی۔ میں نے دو توپیں چھین لیں اور اس کے بعد دو توپیں اور چھینیں۔ دوسرے دن دشمن نے اپنی افواج کو اس غرض سے صف آرا کیا کہ اُس کے کالم حفاظت سے برین اور بر سر آبی کو پہونچ جائیں۔ اور میں نے یہ عزم کیا کہ مارنی اور اُس کی نواح میں پہونچ جاؤں کہ اپنے مستحکم مقامات میں پہونچکر دشمن کو پیرس سے زیادہ فاصلہ پر بھگا دوں۔ آج

شام میں سینٹ ڈی زیر میں رہوں گا۔ الوداع۔ بچہ کو میری طرف سے پیار کرنا"
متحدہ بادشاہوں نے ایک اور جنگی مشورہ کیا۔ نپولین کی طرف سے اُن کے دل میں بڑی ہیبت بیٹھ گئی تھی اور اُنھوں نے یہ ارادہ کیا کہ دریائے رین کی طرف لوٹ جائیں۔ تاکہ نپولین جرمنی میں نہ در آئے۔ اور اپنی محصور قلعہ بندا فواج کو خلاصی نہ دے دے۔ لیکن بعضوں کی یہ رائے تھی کہ چاہیے کچھ ہو دلیری کے ساتھ پیرس کی طرف بڑھنا چاہیئے۔ نپولین اب آرکس میں تھا۔ اور دشمن اُس سے تیس میل شمال کو چالونس میں تھے اور یہ مقام دریائے مارنی کے کنارہ پر واقع ہے۔ ۲۵۔ مارچ کو غنیم افواج جو تعداد میں مور و ملخ سے کم نہ تھیں پھر پیرس کی طرف بڑھیں۔ اور اُن کی وسیع صفیں مارنی کی تمام وادی میں پھیلی ہوئی تھیں۔ نپولین پیرس سے دو سو میل کے فاصلہ پر تھا۔ اُس کو امید تھی کہ دریائے سین کی وادی میں دوہری منزلیں کرنے سے اب بھی یہ ممکن تھا کہ وہ پیرس کو دشمن کے ساتھ ہی پہونچ سکتا تھا۔ اور یہاں آخری جان توڑ کر مقابلہ کرنے کا قصد تھا۔

جس وقت نپولین کو معلوم ہوا کہ متحدہ افواج نے پیرس کی طرف زور و شور سے کوچ کیا تو اُس نے کہا۔

"میں اُن سے پہلے پہونچوں گا۔ اب اگر آسمان سے بجلی ہی گرے تو ہم کو بچا بچا سکتی ہے"

فوراً افواج کو حکم دیا گیا کہ روانہ ہو۔ اور شہنشاہ تمام شب ایک کمرہ میں بند رہا اور نقشوں کو مطالعہ کرتا رہا۔

کالن کورٹ کہتا ہے "وہ رات ایک در ظالم رات تھی۔ ایک بات بھی نہ کہی گئی۔ کبھی کبھی شاہنشاہ کے دل سے ایک آہ سرد نکل جاتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُسے سانس لے نے کی بھی طاقت نہ تھی۔ خدایا۔ تو ہی علیم و دانا ہے۔ نہ اس

رات میں شاہنشاہ پر کیا گذرا"

اس زمانہ میں نپولین کا بھائی جوزیف پیرس کا کمانڈر تھا۔ نپولین اُس کو قاصد پر قاصد بھیجتا اور نہایت ہی اصرار سے لکھتا تھا کہ شہریوں اور طالب علموں کو آمادۂ جنگ کرے۔ اور اتنا دشمن کو روکے رہے کہ وہ خود پیرس پہونچ جائے اُس نے لکھا ہے کہ "اگر دشمن کو دو دن بھی روک لیا تو میں پہونچ جاؤں گا۔ اور دشمنوں کو مناسب شرائط پر صلح کرنے پر مجبور کردوں گا"

اُس نے لکھا "اگر دشمن اس تعداد سے حملہ آور ہو کہ مقابلہ محال ہو جائے تو ملکہ۔ اور بچہ۔ سلطنت کے دوسرے اراکین اور خزانہ کے افسروں کو دریائے لوایر کی جانب روانہ کر دینا۔ میرے بچہ کو مت چھوڑنا۔ یاد رکھو کہ میں یہ برداشت کر لونگا کہ یہ بچہ دریائے سین میں غرق کر دیا جائے لیکن دشمنوں کے ہاتھ نہ لگے اگر خدا نخواستہ میرا بچہ دشمنوں کے قبضہ میں پہونچا تو مجھ سے زیادہ آسمان کے نیچے دوسرا شخص مصیبت زدہ نہ ہوگا"

نپولین آرکس میں دشمن سے چار منزل پیچھے تھا۔ دونوں افواج میں ایک عجیب تماشہ نظر آرہا تھا۔ غنیم کی تین لاکھ افواج دریائے مارنی کی وادی میں مارا مار چلی جارہی تھیں اور نپولین کی تیس ہزار تھکی ماندی اور خستہ آبلہ پا فوج دریائے سین کی وادی میں رواں دواں تھی۔ رستوں پر حال ہی میں برف پگھلی تھی بھاری توپوں کے پہیوں سے غار ہو گئے تھے اور نہایت ہی بُری حالت میں تھے لیکن سپاہی جو نپولین کی پرستش کرتے تھے کیونکہ وہ خود بھی برابر پیدل چل رہا تھا اور تمامی مصائب میں اُن کا شریک تھا۔ نپولین ہی کی طرح دلیری اور ہمت سے بھر گئے تھے۔ ایبٹ صفحہ ۴۶۷

اُن تمامی چیزوں کو پھینک دیا گیا جن سے تیز چلنے میں ہرج واقع ہوتا تھا

اور پچاس میل یومیہ کی منزل ہو رہی تھی۔ لیکن ایسے حال میں بھی نپولین کی فیاضی دیکھنے کے قابل تھی۔ یعنی آرکس سے کوچ کرتے وقت اُس نے دو ہزار فرانک مجروحوں کی مدد کے واسطے پادریوں کو بھیجے۔ ۲۹ مارچ کو آدھی رات کے وقت نپولین کی فوج ٹرویز میں پہونچی اور صبح ہوتے ہی نپولین گارڈ کے آگے آگے روانہ ہوا۔ پندرہ میل چل کر اُس سے صبر نہ ہو سکا اور ایک ہلکی گاڑی میں سوار ہو گیا جو اتفاقیہ مل گئی تھی اور بڑی تیزی سے سینس کو روانہ ہوا۔ رات کا حال یہ تھا کہ جاڑے کی نہایت شدت تھی۔ بلا کی اندھیری تھی اور اسی حالت میں وہ شہر میں داخل ہوا۔ اُس نے فوراً مجسٹریٹوں کو جمع کیا اور حکم دیا کہ میری فوج آ رہی ہے اُس کے واسطے کھانا تیار رہے۔ اور اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر فان ٹین بلو کی طرف اُسی اندھیری رات میں روانہ ہو گیا۔

اب پیرس کے حالات سنئے کہ وہاں قیامت کا سامنا تھا یعنی شہر کے نہایت قریب غنیم کی فوجیں پہونچ گئی تھیں۔ مارٹیر اور مارمونٹ نے بڑی جان توڑ کر مقابلہ کیا۔ لیکن بے سود۔ انجام کار جب گولہ بارود قطعی نہ رہا اور سپاہ قریب قریب کام آ گئی تو شہر کی سڑکوں پر ہٹ جانا پڑا۔ مارمونٹ کی تلوار ٹوٹ گئی تھی۔ ٹوپی گولیوں سے چھن گئی تھی اور چہرہ دھوئیں سے کالا ہو گیا تھا۔ لیکن قدم قدم پر دشمن سے جنگ کرتا تھا۔ اور دشمن کو روکتا تھا۔ آٹھ ہزار پیدلوں اور آٹھ سو سواروں سے اُس نے دشمن کے پچاس ہزار سپاہیوں کو روک دیا تھا۔ اور برابر بارہ گھنٹے روکے رہا۔ اس اثناء میں دشمن کی طرف چودہ ہزار مقتول۔ مجروح اور اسیر ہو چکے تھے۔ ملکہ مع ارا کین سلطنت۔ اپنی مصاحبوں اور بچّہ کے بلوائے کو چلی گئی۔ لیکن جانے سے قبل بچّے نے عجب ہٹ پر کمر باندھی تھی۔ وہ بیشک نپولین ہی کا بیٹا تھا۔ اُس نے کہا: میرے پاپا سے دھوکا کرتے ہیں میں تو محل سے نہ جاؤں گا۔

میں یہاں سے جانا نہیں چاہتا۔ پاپا نہیں ہے لیکن میں تو موجود ہوں ہے لیکن صد افسوس بچہ کو پاپا کی پھر صورت دیکھنا نصیب نہ ہوا۔

وہ کسی طرح نہ مانتا تھا لیکن اُس کی دایہ نے بڑی دشواری سے اُس کو اس شرط سے راضی کیا کہ بہت جلد محل کو واپس لے آویں گے لیکن جس وقت گاڑی میں سوار کیا گیا وہ برابر روئے جاتا تھا۔ میری لوئیسا خاموش اور مشیت ایزدی پر راضی تھی۔ لیکن فکر سے چہرہ زرد ہو گیا تھا اور وہ رخصت ہوئی۔ توپوں کی گرج ایسی سُنی جاتی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ دشمن بہت قریب آ گئے تھے۔ اور ان میں خود ملکہ کے باپ کی فوجیں موجود تھیں۔

متحدہ افواج نے اپنے توپ خانوں کی باڑیاں مانٹ مارٹری پر جا دیں۔ اور اسی طرح دوسری بلندیوں پر جہاں سے شہر زد میں تھا اُن کی توپیں قایم ہو گئیں۔ اور پیرس پر گولے برسنے لگے۔ جوزیف نے یہ دیکھکر کہ اب مقابلہ سے کچھ فائدہ نہ تھا حکم دیدیا کہ قول و قرار کے بعد شہر دشمن کے حوالہ کر دیا جائے۔ موٹیر نے ایک ڈھول پر رکھکر حسب ذیل مراسلہ اسکوارٹزن برگ کو لکھا۔

"جناب من۔ بے فائدہ خون ریزی سے اب کچھ فائدہ نہیں۔ چوبیس گھنٹے کے لئے جنگ کو ملتوی کر دیجئے۔ اور اتنی مہلت میں ہم عہدنامہ کرلیں گے تاکہ محاصرہ کی مصائب سے پیرس محفوظ رہے۔ اور اگر آپ نے جنگ کو ملتوی نہ کیا تو جب تک ہم لوگ زندہ ہیں آپ سے لڑیں گے۔"

مارشل مارمونٹ نے جو بلوشر کے مقابلہ میں جنگ کر رہا تھا اسی مضمون کا مراسلہ متحدہ بادشاہوں کو لکھا۔ لیکن ایسی سخت آگ برس رہی تھی کہ اس مراسلہ کو پے در پے سات افسر لے کر چلے اور ساتوں مارے گئے۔ اس ہنگام میں مارمونٹ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہا تھا۔ ایک بانہہ تو مجروح تھی اور دوسرے ہاتھ کی ہڈی گولی

سے پاش پاش ہو رہی تھی۔ اور اُس کے نیچے پانچ گھوڑے مارے جا چکے تھے۔

اِدھر نپولین تو اندھیری رات میں مارا مار چلا آ رہا تھا۔ اور اُدھر متحدہ بادشاہ ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے۔ کیونکہ اُن کو بڑی حیرت انگیز فتح ہوئی تھی۔ نپولین نے فان ٹن بلو کا رستہ اس خیال سے قصداً چھوڑ دیا تھا کہ مبادا کسی فوج کے حصّے سے مٹ بھیڑ ہو جائے۔ رات نہایت سرد تھی۔ بادل آسمان پر چھائے ہوئے تھے۔ اور اس ویران سڑک پر اُس کو کوئی شخص نہ ملا کہ پیرس کا حال بیان کرتا۔ افق میں بڑے فاصلہ پر دشمن کی روشن کی ہوئی آگ کی روشنی معلوم ہوتی تھی جس وقت نپولین موضع لاکور میں پہونچا تو گرجا کے مینار کے گھنٹہ میں پورے بارہ بجے تھے اور اُس نے دیکھا کہ سپاہیوں کے منتشر گروہ پیرس کی طرف آئے ہوئے فان ٹن بلو کی طرف جا رہے ہیں۔ نپولین گھوڑا دوڑا کر اُن کے بیچ میں گیا اور پوچھنے لگا۔

یہ کیا بات ہے۔ یہ سپاہی پیرس کی طرف کیوں نہیں جاتے ؟

جنرل بلیرڈ نے نپولین کی آواز کو ایک دروازہ کے پیچھے سُنا اور اُسے پہچان کر نپولین کا یہ جان نثار دوست دوڑ کر اُس سے بولا۔

”پیرس دشمنوں کے حوالہ کر دیا گیا۔ کل آفتاب نکلنے کے دو گھنٹہ بعد وہ شہر میں داخل ہوں گے۔ یہ سپاہی جو جہاں پناہ دیکھ رہے ہیں مارمونٹ اور موریتر کی فوجوں سے باقی رہے ہیں اور فان ٹن بلو سے اب شاہی افواج میں شریک ہونے کو ترددیر جاتے ہیں“

یہ سُنتے ہی نپولین سناٹے میں ہو گیا۔ چند لمحہ تک سب خاموش رہے۔ شاہنشاہ کو ایسی روحانی تکلیف پہونچی کہ پیشانی پر عرق آ گیا۔ اور ہوٹل کے ناہموار صحن کے فرش پر ٹہلنے لگا وہ پس و پیش کرتا ہوا ٹھہر جاتا تھا اور پھر ٹہلنے لگتا

تھا۔ اور اس مصیبت خیز خبر سے بہت زیادہ پریشان ہو گیا تھا۔ اور پھر بلا انتظار جواب گویا کہ وہ خود ہی مخاطب تھا جلد جلد سوال کرنے لگا۔

"میری ملکہ کہاں ہے؟ میرا بیٹا کہاں ہے؟ فوج کہاں ہے؟ پیرس کے قومی گارڈ کا کیا انجام ہوا؟ اور اس جنگ کا نتیجہ کیا ہوا جو اس گارڈ کو آخری سپاہی تک شہر پناہ کے اندر لڑنا چاہئے تھی؟ اور مارشل مارمونٹ اور مورٹیر مجھے کہاں ملیں گے"

پھر ذرا دیر ٹھہرنے کے بعد اس نے بے تابانہ کہا۔

"رات ابھی میرے ہاتھ میں ہے۔ دشمن تو دن نکلنے کے بعد پیرس میں داخل ہونگے میری گاڑی لاؤ۔ ابھی میری گاڑی لاؤ۔ میں ابھی جاتا ہوں۔ ہم کو بلوشر اور اسکوارٹزن برگ سے اول پہونچنا چاہئے۔ جنرل بلیرڈ تم اپنے سوار لے کر میرے ہمراہ آؤ۔ ہم پیرس کی سڑکوں اور چوک میں جنگ کریں گے۔ میری موجودگی میرے نام۔ میرے سپاہیوں کی بہادری اور میرے ساتھ ہونے یا مر جانے کی ضرورت سے پیرس کے باشندے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ میری فوج جو پیچھے آرہی ہے اس وقت تک آپہونچے گی کہ میں لڑتا ہوں گا۔ وہ دشمن پر عقب سے حملہ آور ہوگی۔ اور ہم سامنے سے جنگ کریں گے۔ اچھا چلو۔ فتح میری منتظر ہے شاید یہ فتح میری آخری ہزیمت کے بعد تقدیر میں لکھی ہے"

اب جنرل بلیرڈ نے یہ کہا کہ "یہ قول و قرار ہوچکا ہے کہ پیرس کی متعینہ تمامی سپاہ فان ٹن بلو چلی جائے گی" ایک لحظہ تک نپولین پھر خاموش رہا۔ اور پھر مضطربانہ لہجہ سے کہنے لگا۔

"ہائے پیرس دشمنوں کے حوالہ کر دیا گیا۔ ان کیسے بزدل اور نامرد تھے این جوزیف بھی فرار ہوگیا! میرا حقیقی بھائی جوزیف! ارے کیا غضب کر دیا شہر

کو دشمنوں کے حوالہ کر دیا۔ اپنے بھائی۔ اپنے ملک۔ اور اپنے بادشاہ سے دغا کی اور فرانس کو یورپ کی نظر میں ذلیل کر دیا۔ دشمن ایسے شہر میں ایک گولہ پھینکے بغیر داخل ہو گئے جس میں آٹھ لاکھ کی مردم شماری ہے۔ یہ بات تو حد سے زیادہ ہولناک ہے۔ توپ خانوں کا کیا ہوا۔ دو سو توپیں اور پورے ایک ماہ کا گولہ بارود موجود تھا اور پھر بھی مانٹ مارٹی پر صرف چھ توپیں اور خالی میگزین قایم کیا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ جب میں موجود نہیں ہوتا یہ احمق غلطیوں کے انبار لگاتے ہیں"۔

اس کے ساتھ ہی رفتہ رفتہ افسروں کے گروہ آتے اور نپولین کے گرد جمع ہوتے ہے۔ نپولین کا جوش کچھ فرو ہو چلا تھا اور وہ ایک ایک سے جدا جدا سوال کرتا تھا۔ اور اس حادثہ کی جسکی تلافی محال تھی تفصیل معلوم کرتا تھا۔ اس کے بعد اس نے کالن کورٹ کا ہاتھ پکڑا اور علیحدہ لے جاکر ہدایت کی "ابھی گھوڑے پر سوار ہو کر متحدہ بادشاہوں کے کیمپ میں حتی المقدور بڑی تیزی سے جاؤ" اور کہا۔

"جاؤ اور دیکھو کہ آیا ابھی اتنا وقت ہے کہ میں اس عہد نامہ میں جو میرے بغیر یا میرے خلاف ہوا چاہتا ہے شرکت کا اختیار رکھتا ہوں یا نہیں میں تم کو پورے اختیارات دیتا ہوں۔ جاؤ۔ بس اب دیر نہ کرو۔ میں تمہاری واپسی کا منتظر رہوں گا"۔

کالن کورٹ گھوڑے پر سوار ہو کر نظروں سے غایب ہو گیا۔ اور نپولین بلیرڈ اور برتھیر کو ساتھ لے کر ہوٹل میں آیا۔

کالن کورٹ غنیم کے قریب پہونچا اور سنتریوں کو نام بتا کر کہا "مجھے جانے دو" لیکن اس کو فوج کے اندر آنے کی اجازت نہ دی گئی۔ دو گھنٹے غیر حاضر رہنے کے بعد کالن کورٹ نپولین کے پاس لوٹ آیا۔ دونوں میں ذرا دیر تک باتیں ہوئیں۔ اس دوران میں نپولین نہایت رنج اور غم میں ڈوبا ہوا معلوم ہوتا تھا اور کالن کورٹ زار زار رو رہا تھا۔

نپولین نے کہا۔ "میرے پیارے کالن کورٹ پھر جاؤ اور اسکندر سے ملاقات کرنیکی کوشش کرو۔ تمکو میری طرف سے ہر قسم کا اختیار حاصل ہے۔ کالن کورٹ اب مجھے صرف تمہیں سے امید ہے" اور محبت سے کالن کورٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

کالن کورٹ نے ہاتھ کو چوم لیا اور کہا۔ جہاں پناہ میں جاتا ہوں۔ زندہ رہوں یا مارا جاؤں میں پیرس کے اندر جاؤں گا۔ اور شاہنشاہ اسکندر سے ملاقات کروں گا"

کئی سال کے بعد کالن کورٹ جس وقت اِن واقعات کو بیان کر رہا تھا۔ وہ کہنے لگا: "میری پیشانی جھکی جاتی ہے۔ مجھکو بخار چڑھ آیا ہے۔ چاہے میں سو برس تک زندہ رہوں لیکن یہ واقعات اور منظر فراموش نہیں ہو سکتے۔ راتوں کو جب لیٹتا ہوں یہی خیالات بندھے رہتے ہیں اور نیند اوچاٹ ہو جاتی ہے پچھلے واقعات کی یاد ہول ناک ہے۔ وہ مجھے ہلاک کئے ڈالتی ہے۔ اور ایسی ایسی مصائب کے مقابلہ میں قبر میں جا سونا بہت زیادہ آرام دہ ہے"

آدھی رات سے زیادہ متجاوز ہو گئی تھی۔ کالن کورٹ دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر سرپٹ پیرس کی طرف روانہ ہو گیا۔ نپولین بھی گھوڑے پر سوار ہوا اور فان ٹن بلو کی راہ لی۔ اور اُس کے پیچھے سوگوار تھکے ماندے افسروں کی ایک جماعت تھی۔ چار بجے صبح کو نپولین یہاں پہونچا۔ اُس کو معلوم تھا کہ اُس کا ستارۂ اقبال غروب ہو گیا۔ اور لوازمات شاہی کو اب اُسے خیرباد کہنا ہے۔ اپنے اجلاس کے عالی شان کمرے سے جسکی عظمت اب بھی دنیا کے سیاحوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے گذر کر وہ ایوان میں ایک معمولی آدمی کی طرح داخل ہوا۔ اور ایک چھوٹے سے کمرہ میں جو گوشہ پر تھا گیا۔ اسکی ایک کھڑکی سے پائیں باغ نظر آتا تھا جسمیں دیودار اور صنوبر کے بڑے بڑے درختوں سے نپولین کی پیدائش گاہ کا منظر پیدا ہو گیا تھا یہاں وہ ایک کوچ پر لیٹ گیا اور اُس کا دل طرح طرح کی افکار سے دھڑکنے لگا۔ لیکن اس رنج والم میں ساکت رہا۔ اُسکی تروپیز اور پیرس کی افواج بھی جلد آ پہونچی۔ اور ایوان کے گرد مقیم ہوئیں۔ اُنکی مجموعی تعداد پچاس ہزار کے قریب تھی۔ وہ انتہا درجہ کی سرگرمی ظاہر کر رہی تھی۔ اور شور مچاتی تھیں کہ "ہم ابھی دشمن کی تین لاکھ فوج کے مقابلہ میں جو پیرس میں داخل ہونیکو ہیں جانے اور جنگ کرنیکی اجازت دیجئے

باب شصت و یکم ۶۱

نپولین کا سلطنت سے دست کش ہونا ص۴۶۸

کالن کورٹ کی سفارت۔ متحدہ بادشاہوں کا پیرس میں داخل ہونا۔ کالن کورٹ کی سرگزشت۔ اسکندر سے ملاقات۔ کالن کورٹ کا نپولین کے پاس واپس آنا۔ نپولین کا اپنے بیٹے کو نامزد کرنا اور خود سلطنت سے دست کش ہونا۔ مارمونٹ کی غداری۔ میکڈانلڈ۔ نے۔ اور کالن کورٹ کی سفارت۔ متحدہ بادشاہوں کا دعویٰ کہ نپولین بلا شرائط دست کش ہو۔ اَیبی ڈی پریڈٹ۔ پوزو ڈی بورگو کی تقریر۔ ٹیلیرانڈ کی تقریر۔ کالن کورٹ اور نپولین کی ملاقات۔ بلا شرائط نپولین کا دست کش ہونا۔ میٹو برانڈ کا بدنام کرنے والا رسالہ۔ ڈاکٹر کے نِنگ کی رائے۔

یکم اپریل ۱۸۱۴ء کی تاریک اور اُداس صبح سے قبل ادھر تو نپولین فان ٹن بلو کی طرف آ رہا تھا اعد اُدھر کالن کورٹ گھوڑا اخیر کئے ہوئے پیرس کی طرف جا رہا تھا۔ شہر کے گرد غنیم افواج نے کثرت سے روشنی کر رکھی تھی جس سے تاریکی کم ہو گئی تھی۔ جس سڑک پر کالن کورٹ جا رہا تھا۔ کثرت سے فراری سپاہی اور افسر جو غنیم افواج ص۴۶۹
کے سامنے سے ہٹ رہے تھے آتے ہوئے کالن کورٹ کو ملے۔ یہ لوگ کالن کورٹ کو

اکثر سپاہ اُن کو بڑی محبت اور تردّد سے طرح طرح کی باتیں پُوچھتے تھے۔ اور کہتے تھے:۔
"شاہنشاہ کہاں ہے؟۔ ہم اُس کی طرف سے ایسا لڑے کہ آخر رات ہوگئی۔ اگر شاہنشاہ زندہ ہے تو صرف اُس کے ظاہر ہونے کی حاجت ہے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ ہم اُس کے ساتھ پیرس کو واپس جائیں گے۔ اور دشمن کی مجال نہیں ہوسکتی کہ شہر میں قدم رکھ سکے۔ ہاں جب ہم نہ ہوں گے اور ہم میں سے ایک ایک مارا جاچکے گا پھر جو کچھ ہو سو ہو۔ اگر شاہنشاہ مرگیا ہے تو ہم کو معلوم ہونا چاہیئے۔ اور تم ہم کو دشمن کے مقابلے میں لے چلو۔ اور ہم اُس کی موت کا انتقام لیں گے۔"
سپاہ میں ایک عجیب جوش محبت و جاں نثاری بھرا ہوا تھا۔ کیوں کہ یاد رکھنے کی بات ہے یہی لوگ اصل جمہور تھے اور جب دشمنوں نے چاروں طرف دھاوا ڈالا تھا تو فرانس کے ہر حصّے سے یہ لوگ فوج میں بھرتی کئے گئے تھے۔ میرنگو۔ آسٹرلٹز اور فریڈلینڈ کی لڑائیوں میں شریک ہونے والے تجربہ کار پُرانے سپاہی تو روس کی برف اور لیپ زگ کے قتل عام میں کام آچکے تھے۔ اور یہ نوجوان سپاہی جو نپولین کے گرد جاں نثاری سے جمع تھے فرانس کی دُکانوں۔ خرمنوں اور ایوانوں سے تازہ اُٹھ کر آئے تھے۔ اور یہ شاہنشاہ سے اُسی طرح محبت کرتے تھے جیسی داستانیں اُنھوں نے گھروں میں بیٹھ کر اپنے والدین سے سُنی تھیں۔ جمہور کے سچے اور جاں نثار حامی نپولین کے یہ فدائی سپاہی۔ ایسی حالت سے کہ چہروں پر مُردنی چھائی ہوئی تھی۔ ہونٹھ کانپ رہے تھے۔ زخموں سے خون جاری تھا اور برہنہ پائی کے سبب پَیروں میں چھالے پڑ گئے تھے۔ یا تو سڑکوں کے کنارے بیٹھے یا کیچڑ میں رواں دواں اسی آرزو میں تھے کہ اُن کو شاہنشاہ مل جائے۔ جب کالن کورٹ نے اُن کو اطلاع دی کہ "شاہنشاہ زندہ ہے"۔ اور فان ٹن ماتیں اُن کا منتظر ہے تو اپنی بیٹھی ہوئی اور نحیف آواز سے "شاہم زندہ ماناد" کا نعرہ مار کر اور فان ٹن جلو کی طرف روانہ ہوئے۔ نیپیر صاحب نے صحیح لکھا ہے کہ "نپولین کی سپاہ نپولین

کی پرستش کرتی تھی۔ اور اُس کو نپولین کی پرستش زیبا بھی تھی۔ اور یہ کہنا کہ جمہور کو نپولین سے اُس وقت محبت شروع ہوتی تھی جب کہ وہ سپاہی ہو کر اُس کے قریب پہونچے تھے۔ گویا یہ بات تسلیم کر لینا ہے کہ نپولین میں ایسی عمدہ صفات جمع تھیں اور اُس کا دماغ ایسا عالی تھا کہ جس وقت کوئی اُس کے حضور میں پہونچا تو باوجود اپنی پچھلی عداوت اور نفرت کے فوراً اُس کا فدائی ہو جاتا۔ لیکن یہ کون کہتا ہے کہ جمہور کو نپولین سے نفرت تھی۔ یہ دعوے غلط ہے۔ جمہور ہی نے نپولین کو "شاہنشاہ نپولین" بنایا۔ اور اُس سے ایسی محبت کی کہ کسی بادشاہ سے کبھی نے نہ کی ؟؟

جب کالن کورٹ شہر کے قریب پہونچا۔ تو دیکھا شہر کو متحدہ بادشاہوں کے لشکر گھیرے پڑے ہیں۔ کالن کورٹ جدھر جاتا تھا ہٹا دیا جاتا تھا۔ کیوں کہ یہ حکم نافذ تھا کہ نپولین کا کوئی قاصد مخالف بادشاہوں کے قیام گاہ تک ہرگز آنے نہ پائے۔ آخر کار صبح کا اُجالا سپیدہ نمودار ہوا اور غنیم کی صفوں سے مسرت کے نعرے بلند ہوئے۔ اور بوق و قرنا کی صداؤں اور بینڈ باجوں اور توپوں کی سلامیوں کے ساتھ تین لاکھ دشمن افواج جو دس لاکھ غنیم افواج کا ہراول تھیں مغلوب شہر کے اندر داخل ہوئیں۔ شکستہ دل پیرس کے باشندے بڑے غصے اور رنج سے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے۔ انھوں نے دیکھا کہ دشمنوں کی حفاظت میں بوربون شاہزادے فرانس کے تخت پر بیٹھنے کو آ رہے ہیں۔ فریق شاہی کے حامیوں نے ایسے وقت میں کہ اُن کی تمامی فرانسیسی قوم ذلیل و خوار ہو گئی تھی اظہار مسرت کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ اور "بوربون زندہ باناد" کے نعرے بلند کئے۔ اُن کی بیویاں اور بیٹیاں کھلی گاڑیوں میں مُسکراتی جھنڈیاں ہلاتی۔ سفید پروں کی کلغیاں لگائے سڑکوں پر نکلیں۔ تاہم بقول "مانشیو رروچ فوکالڈ کے" جمہور نہایت اُداسی کے ساتھ خاموش تھے" اور اپنی قومی ذلت کو غصے اور مایوسی سے دیکھ رہے تھے۔

رات ہونے تک یہ بے شمار مخالفین جو مختلف نہ بانوں۔ خاندانوں۔ اور لباسوں والے لوگ تھے۔ پیرس کی سڑکوں۔ محلّوں اور باغات میں نہایت کثرت سے جمع ہو گئے۔ خوں خوار بھیڑیوں کی طرح وحشی کاسک کیمپس ایلای سس میں جمع ہوئے اور آگ روشن کر کے اُس کے گرد خوشی سے رقص کرنے لگے۔

صرف شاہنشاہ اسکندر جو نپولین کے رفیع الشان عادات وصفات اور مقاصد سے واقف تھا اِن متحدہ بادشاہوں کے درمیان ایسا شخص تھا جو نپولین کے ساتھ ہم دردی کا اظہار کرتا تھا۔ اگرچہ اور سب کی یہ نیت تھی کہ نپولین کو قطعی تباہ کر دیں۔ اور بوربوں بادشاہ کو تخت پر بٹھال دیں۔ لیکن اسکندر کو اِس میں پس وپیش تھا۔ کیوں کہ اُس کو شُبہہ تھا کہ فرانسیسی قوم ایسے بادشاہ کی زیادہ عرصے تک اطاعت نہ کرے گی جو زبردستی فرانس کا بادشاہ بنایا جائے گا۔ اُس نے کہا "ابھی تھوڑے دِن ہوئے ہیں کہ پانچ چھ ہزار نئی فرانسیسی فوج نے میری آنکھوں کے سامنے اپنے تئیں کٹوا دیا اور یہ صرف "بوربوں زندہ مانا ؤ" کا ایک نعرہ مار دینے کی بدولت ہو گیا۔ پس ظاہر ہے کہ فرانس کے جمہور کو بوربوں سے جیسی نفرت ہے "

ٹیلی ڈی پریڈٹ نے جواب دیا "جب تک نپولین سلامت ہے یہی حال رہے گا۔ باوجودے کہ اِس وقت پھانسی کی رسّی اُس کے گلے میں پڑی ہوئی ہے" پھانسی کی رسّی سے ٹیلی ڈی پریڈٹ کی یہ مُراد تھی کہ اِن بوربوں شاہزادوں نے جو متحدہ بادشاہوں کی سنگینوں کی حفاظت میں تھے نپولین کے بُت کے گلے میں جو پلیس وینڈ دم میں قائم کیا گیا تھا نیچے گرا دینے کے لئے ایک رسّی ڈالی تھی۔ دیکھئے تمامی فرانسیسی قوم نے فرطِ محبت سے یہ بُت قائم کیا تھا مگر ایک خاص فریق نے اُس کو گرا دیا۔ اور دیکھئے پھر تمامی فرانسیسی قوم نے اُسی بُت کو از سرِ نو اُس کی جگہ پر قائم کر دیا اور اب وہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ اِس موقعہ پر بُت کو نیچے گرا دینے کی کوشش میں کامیابی نہ ہوئی تھی۔ جب رسّیوں

کے ذریعے سے وہ نہ گر سکا تو اُس کے چہرے پر ایک سفید چادر ڈال دی گئی کہ نظروں سے پوشیدہ رہے جب نپولین کو اِس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اُس نے کہا "بہت اچھا کیا کہ اِن لوگوں نے اپنی دنائت اور رذالت مجھے دیکھنے نہ دی" بادشاہ اسکندر نے نپولین کی یادگاروں کو محفوظ رکھنے کی غرض سے ایک اعلان شائع کر دیا کہ "یہ تمامی یادگاریں خاص میری حفاظت میں ہیں - اور نپولین کا بُت جو پلیس وینڈوم میں ہے خاص طور سے میری محافظت میں ہے جس میں میرے رفیق بھی شریک ہیں - اور یہ بُت حفاظت مزید کی خاطر سر دست چوٹی سے نیچے اُتار لیا جائے"

تمام دن جب کہ مخالف افواج پیرس پر قبضہ کرتی رہیں کالن کورٹ ایک خرمن گاہ میں شہر کے قریب چھپا رہا - جب شام ہوئی اور مخالفانہ مسرت کی دھوم دھام کم ہوئی - کالن کورٹ اپنی جائے پناہ سے باہر نکلا اور بڑے استقلال سے شہر میں داخل ہونے کا قصد کیا - لیکن ہر مقام سے ہٹایا جاتا تھا - اور آخر کار مایوس ہو کر فان ٹن بلو کی طرف آہستہ آہستہ لوٹنا شروع کیا - لیکن محض اتفاق سے اسی وقت اُس کو اسکندر کے بھائی گرانڈ ڈیوک قسطنطین کی گاڑی ملی - اور چونکہ کالن کورٹ ایک عرصہ دراز تک سینٹ پیٹرز برگ میں رہ چکا تھا قسطنطین نے کالن کورٹ کو پہچان لیا - اور اُسے گاڑی میں لے لیا - اور کہا "ٹیلیرانڈ نے اِس ہنگامِ مصیبت میں نپولین کا ساتھ چھوڑ کر بوربوں کی رفاقت اختیار کر لی ہے - اور حکم نافذ کرا دیا ہے کہ متحدہ بادشاہوں کی کونسل میں نپولین کی طرف سے کوئی وکیل نہ آنے پائے - لیکن کالن کورٹ کی التجا اور سچے غم کا قسطنطین پر ایسا اثر پڑا کہ اُس نے کالن کورٹ کو اپنا لبادہ اُڑھا کر وہی ٹوپی اُس کے سر پر رکھ دی - اور بھیس بدل کر کاسکون کے گارڈ کے درمیان اندھیرے میں کالن کورٹ کی شہر میں رسائی ہوئی -

۲۰ جب

گاڑی سیدھی ایلائی سی کے ایوان کو پہونچی - قسطنطین نے کالن کورٹ سے

کہا کہ تم اسی طرح اُوڑھے لپیٹے بیٹھے رہنا اور خود گاڑی سے اُترا۔ اور گاڑی کا دروازہ احتیاط سے اپنے ہاتھ سے بند کر دیا۔ اور نوکروں کو حکم دے دیا کہ خبردار کوئی شخص گاڑی کے قریب نہ جانے پائے۔ یہ دس بجے شب کا وقت تھا۔ ایوان کے کمرے آدمیوں سے بھرے اور روشنی سے جگمگا رہے تھے۔ صحن میں کثرت سے لیمپ روشن تھے۔ گاڑیاں برابر آ اور جا رہی تھیں۔ گھوڑے ہنہنا رہے تھے۔ کوچبان باہم مذاق کر رہے تھے۔ اور سڑکوں اور باغوں سے شاداں و فرحاں دشمنوں کے نعرے اور قہقہے سُنے جا رہے تھے۔ لیکن نپولین کے وفاشعار دوست اور وکیل کالن کورٹ کا دل غم سے پھٹا جاتا تھا۔ روس کا شاہنشاہ۔ اور پروشیا کا بادشاہ اور آسٹریا کے بادشاہ کی طرف سے پرنس اسکوارٹزن برگ ایوان کے اندر مشورے میں شریک تھے۔

رات کا گھنٹے پر گھنٹہ گزرتا جاتا تھا۔ لیکن قسطنطین کی واپسی کا پتہ نہ تھا۔ گاڑی میں چھپا ہوا کالن کورٹ برابر دیکھ رہا تھا کہ مختلف قوموں کے مُدبّر اور جنرلوں کے گروہ برابر آ اور جا رہے تھے۔ قریب صبح کے قسطنطین واپس آیا۔ اور کہنے لگا" کالن کورٹ! بڑی دشواری سے میں نے اسکندر کو تم سے مخفی ملاقات کرنے پر راضی کیا ہے" چنانچہ کالن کورٹ گاڑی سے اُترا اور اُسی روسی بھیس میں جگمگاتے ہوئے کمروں میں ہو کر جہاں اُس کے آقا اور بادشاہ نپولین کے دشمن کثرت سے بھرے ہوئے تھے روانہ ہوا

کالن کورٹ نہایت خوش رُو اور وجیہہ شخص تھا اور اُس کی عادات وصفات ایسی عمدہ تھیں کہ بڑے بڑے بادشاہ اُس کا لحاظ کرتے تھے۔ اسکندر نے اُس کو بڑے اخلاق اور مہربانی سے لیا۔ لیکن نہایت مخفی طور سے خاص خلوت میں اُس سے ملاقات کی۔ اِس سے پہلے ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے کہ نپولین اور اسکندر میں بڑی محبت تھی۔ اور محض اپنے اُمراء کے دباؤ سے وہ نپولین کی مخالفت پر مجبور ہوا تھا۔ نپولین کے آزادانہ مُلکی خیال کا اسکندر پر ایسا اثر ہوا تھا کہ اُس پر روسی اُمراء نے یہ الزام لگایا تھا

کہ وہ روس میں بھی آزاد خیالی کی اشاعت کرنا چاہتا تھا۔ اور وہ اِسکندر کو طنزاً "آزاد بادشاہ" کہتے تھے۔ اور اپنے تاج و تخت کو قائم رکھنے کی غرض سے اِسکندر نے دب کر اور مجبور ہوکر اپنے دوست نپولین پر یُورش کی تھی۔ اور اب جب کہ جنگ کو فتح ہوئی تو اِن متحدہ بادشاہوں میں۔ نپولین کا ہمدرد صرف اسکندر ہی تھا۔ جس وقت کالن کورٹ خلوت میں داخل ہوا تو وہاں اسکندر تنہا تھا۔ اِس وقت اسکندر عجب پس و پیش میں تھا۔

خود کالن کورٹ۔ اسکندر سے ایسا مانوس تھا کہ نپولین اس معاملہ میں کالن کورٹ کو چھیڑا کرتا تھا۔ اور بعض وقت کالن کورٹ اِس چھیڑ سے بُرا مان جاتا تھا۔ خصوصاً جب کہ نپولین۔ لفظِ "رُوسی" سے اُس کو مخاطب کرتا تھا۔

اِسکندر نے کالن کورٹ کا اپنے ہاتھ میں محبت سے ہاتھ لے کر کہا۔ "کالن کورٹ میں صدقِ دل سے تمہارا خیر خواہ ہوں۔ اور تم بھائی کی طرح مجھ پر اطمینان رکھ سکتے ہو۔ لیکن تمھیں بتاؤ کہ میرے اختیار میں کون سی بات ہے اور میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں

کالن کورٹ۔ جہاں پناہ! میرے لئے تو کچھ نہیں کر سکتے۔ لیکن شاہنشاہ نپولین کے لئے سب کچھ کر سکتے ہیں۔

اِسکندر۔ اِسی بات کا تو مجھے خطرہ تھا۔ اِس سے میں انکار کرتا اور تمہارے جی کو دُکھ دیتا ہوں۔ میں نپولین کے حق میں کچھ نہیں کر سکتا۔ کیوں کہ متحدہ بادشاہوں سے میرا عہد ہو چکا ہے۔

کالن کورٹ۔ لیکن۔ جہاں پناہ۔ باوجود اِس کے۔ آپ کی خواہش کی بڑی وقعت ہو سکتی ہے۔ اور اِس کے ساتھ اگر آسٹریا کا بادشاہ بھی سفارش کرے کیوں کہ وہ اپنی بیٹی اور نواسہ کو تخت سے اُتارنا پسند نہ کرے گا۔ تو صُلح ہونا اب بھی ممکن ہے۔ اور پھر امن ہو جائے گا۔

اِسکندر۔ کالن کورٹ! یہی تو تمہاری غلطی ہے۔ آسٹریا کا بادشاہ ہرگز کسی ایسی

تجویز کی تائید نہ کرے گا جس سے نپولین فرانس کے تخت پر باقی رہے۔ یورپ میں امن قائم کرنے کی غرض سے وہ رشتہ اور یگانگت کا کبھی لحاظ نہ کرے گا۔ اور متحدہ بادشاہوں نے قطعی عزم کر لیا ہے کہ نپولین کا خاتمہ کر دیا جائے۔ پس اس عزم کے خلاف کوشش کرنا بے سود ہے"

یہ سُن کر کالن کورٹ حواس باختہ ہو گیا۔ کیونکہ اُس کو اس بات کا پورا خیال ہرگز نہ تھا کہ متحدہ بادشاہ ایسا سخت عزم کریں گے۔ یہ موقعہ چنانچہ نہایت ہی نازک تھا۔ اور ایک لمحہ دیر کرنے کا وقت نہ تھا۔ کیوں کہ چند گھنٹوں میں سب خاتمہ ہوا جاتا تھا ایک لمحہ سکوت کرنے کے بعد کالن کورٹ نے کہا۔

"بہت اچھا۔ یوں ہی سہی۔ لیکن اس معاملہ میں ملکہ اور اُس کے بچّہ کو خطاوار ٹھہرانا کیا قرین انصاف ہے؟ کیوں کہ نپولین کا بیٹا متحدہ بادشاہوں کے لئے کوئی خطرناک چیز نہیں ہو سکتا۔ ایک نائب السلطنت............"

یہاں پر اسکندر نے کالن کورٹ کو روک دیا۔ اور کہا "ہم نے اس بات پر غور کیا ہے۔ لیکن نپولین کا ہم کیا انتظام کریں گے۔ اِس وقت تو بوجہ ضرورت کے وہ سب باتیں مان جائے گا۔ لیکن اس کے بعد اُس کی جاہ طلبی اُس کو کیوں کر صبر کرنے دیگی اور سارے یورپ میں پھر شعلۂ جنگ بھڑک اُٹھے گا"

کالن کورٹ۔ جہاں پناہ! مجھے سخت ہی صدمہ ہے کہ شاہنشاہ نپولین کے برباد کرنے کا عزم بالجزم کر لیا گیا ہے۔

اسکندر۔ (بے تابی سے) "بھلا اس میں قصور کس کا ہے۔ وہ کون سی ایسی کوشش تھی جو میں نے نہ کی کہ وہ نوبت نہ پہونچے جو آج پہونچ گئی۔ میں نے تو اُسی راست بازی سے جو کوتاہ اندیشی کے ساتھ نوجوانوں میں پائی جاتی ہے نپولین سے کہہ دیا تھا کہ یورپ کے تاج داروں کی بڑی توہین ہو چکی ہے اور اب وہ آپ کے خلاف جتھہ کی طیاریاں کر رہے ہیں۔ اور اس جتھہ کی تکمیل میں صرف

ایک شخص کے دستخطوں کی کمی ہے۔ اور وہ شخص مَیں ہوں۔ لیکن نپولین نے اس کا جواب مجھے یہ دیا کہ میرے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ لیکن اس پر بھی میرے جی میں اس کی طرف سے کوئی بدی نہیں ہے اور میں تمنا کرتا ہوں کہ اس کا معاملہ صرف میرے اختیار میں ہوتا۔

کالن کورٹ۔ جہاں پناہ تاجداروں کے فخر ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ میری التجائیں جہاں پناہ کے حضور میں رائگاں نہ جائیں گی۔ نپولین بڑا آدمی ہے۔ اس کی مصیبت غیر معمولی عظیم الشان ہے۔ جہاں پناہ کو یہی زیبا ہے۔ کہ اس کی حمایت فرمائیں اور یہ بات جہاں پناہ کے شایاں ہے۔

اسکندر۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی حمایت کروں لیکن اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ بوربون بادشاہ کو فرانس کے تخت پر بٹھا لینے کی خواہش ایک بہت بڑی جماعت کو ہے اور اس جماعت کا بڑا دباؤ ہے۔ اور جب بوربون بادشاہ تخت پر بیٹھ جائے گا تو ہم کو پھر جنگ کا خطرہ نہ رہے گا۔ ہماری یہ خواہش نہیں ہے کہ بوربون بادشاہ کو تخت پر بٹھال دیں۔ میرے اعلان سے ظاہر ہے کہ فرانسیسیوں کو خود اختیار ہے کہ اپنا فرمانروا منتخب کرلیں۔ اور مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ خود فرانسیسیوں کی یہ آرزو ہے کہ بوربون بادشاہ تخت پر بٹھالا جائے۔ خود رعایا کی یہ آرزو ہے کہ بوربون بادشاہ ہو۔

کالن کورٹ۔ یہ تو میں پھر عرض کروں گا کہ جہاں پناہ کو غلط یقین دلایا گیا ہے بوربون کا فرانس سے کوئی تعلق باقی نہیں۔ رعایا کو اس خاندان کی ہرگز خواہش نہیں ہے۔ زمانے کے حالات نے انقلاب کو ناگزیر کر دیا ہے۔ اور وہ ناشکرے اور ناسپاس لوگ جو نپولین کا زوال چاہتے ہیں فرانسیسی قوم نہیں ہیں۔ اگر متحدہ بادشاہوں کو قوم فرانسیسی کا کچھ بھی لحاظ و پاس ہے تو رائے لے کر دیکھ لیں اور معلوم ہو جائیگا

کہ اسے غالب کس جانب ہے۔ شہروں اور قصبوں میں رجسٹر کھول دیئے جائیں اور ہاتھ لنگلن کو آرسی کیا ہے متحدہ بادشاہوں کو ثابت ہو جائے گا کہ بوربوں کو ترجیح ہے یا نپولین کو۔

اس تقریر کا اسکندر پر ایسا اثر ہوا کہ ۱۰ پاؤ گھنٹے تک سوچ میں ڈوبا ہوا کمرے میں ٹہلتا رہا۔ اور اس عرصے میں ایک لفظ بھی نہ کہا۔ اور پھر کالن کورٹ کی طرف مخاطب ہو کر بولا۔ "کالن کورٹ تم کہتے تو سچ ہو۔ سب سے بہتر طریقہ یہی ہے۔ لیکن اس میں بڑی طوالت اور دیر ہوگی اور حالات ایسے ہیں کہ بڑی جلدی ہونا چاہیئے۔ ہم سے اصرار ہو رہا ہے۔ ہم مجبور کئے جاتے ہیں۔ ہم عذاب میں ڈال دیئے گئے ہیں کہ جو کچھ کرنا ہے فوراً کر دیں۔ علاوہ بریں ایک عارضی حکومت قائم بھی کر دی گئی ہے اور حقیقت میں یہ مشروط حکومت ایک قسم سے واقعی حکومت ہے۔ اور جاہ طلب لوگ اس پر نگاہ ڈال رہے ہیں۔ اور اس کو تو عرصہ ہوا کہ یہ کارروائی شروع ہو گئی ہے۔ متحدہ بادشاہ خوشامدیوں سے ہر وقت گھرے رہتے ہیں اور مجبور کیا بلکہ دق کئے جاتے ہیں کہ بوربوں کے حق میں مفید فیصلہ صادر کر دیا جائے۔ اور ان لوگوں کو ذاتی انتقام لینا ہے۔ لیکن کس قدر افسوس ہے کہ اس وقت آسٹریا کا بادشاہ یہاں موجود نہیں ہے۔ جس سے سارا کھیل بگڑا ہوا ہے۔ اور اگر میں نپولین کے بیٹے کے حق میں کوئی مفید تجویز پیش کرنا چاہوں نگا۔ تو میرا کوئی تائید کرنے والا نہ ہوگا۔ پھر اسکندر نے کالن کورٹ کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "میرے شفیق کالن کورٹ! لوگوں کا تو یہ منشا ہے کہ میں تم سے ملاقات بھی نہ کروں اور اس کی اُن کے پاس معقول وجہ ہے اور انھوں نے مجھ سے اس کا وعدہ لے لیا ہے۔ اور تم سے سچ کہتا ہوں کہ نپولین کے لئے تھا۔ ابھی ایسا بھرا ہوا ہے کہ اس سے میرا بھی جی بھر آتا ہے۔ تم نے میرے دل میں بہت سے فیاضانہ خیال پیدا کر دیئے ہیں۔ اچھا۔ لو۔ وعدہ کرتا ہوں۔ کہ میں کوشش کروں نگا۔ کل کونسل میں یہ بات پیش کروں گا کہ نپولین کا بیٹا بادشاہ کیا جائے اور کوئی شخص اُس کا نائب السلطنت

مقرر ہو۔ اِس کے سوا دوسری کوئی تجویز غیر ممکن ہے۔ پس اطمینان رکھو۔ اور ہم کو مایوس ہونا چاہیئے"

اب صبح کے چار بج چکے تھے جس کمرے میں یہ یادگار گفتگو ہوئی۔ یہ نپولین کی خوابگاہ تھی۔ اور اسی میں نپولین اپنے ایلاسی کے زمانہ قیام میں سویا کرتا تھا۔ اسی کمرے کا ایک دروازہ دوسرے چھوٹے کمرے میں کھلا ہوا تھا جہاں نپولین مطالعہ کیا کرتا تھا۔ اِسکندر اِسی کمرے میں۔ محفوظ سمجھ کر کالن کورٹ کو لے گیا۔ کالن کورٹ ایسا تھکا ہوا تھا کہ ایک کوچ پر لیٹ گیا۔ اور چند گھنٹے سونے کے بعد جس اثنا میں وہ برابر پریشان خواب دیکھتا رہا۔ وہ جاگا۔ صبح کے آٹھ بج گئے تھے۔ رُوس کے بادشاہ کے کمرے میں لوگوں کے آنے اور جانے کی برابر آوازیں کالن کورٹ سُن رہا تھا۔ پھر دریچے کے پاس جاکر پردے کی آڑ سے نیچے باغ کو دیکھنے لگا۔ مخالف فوجیں بھری ہوئی تھیں۔ اور یہی حال شہر کے چوک کا تھا۔ یہ دردناک تماشہ اُس سے نہ دیکھا گیا اور وہ پھر کوچ پر لیٹ گیا۔ اور اُس کی پریشانی کی کوئی حد نہ تھی۔

یہ چھوٹا کمرہ بدستور اُسی حالت میں ابتک تھا جیسا شاہنشاہ نپولین اُس کو چھوڑ کر گیا تھا۔ میز پر رُوس کا نقشہ اور تجویزیں اور نامکمل تحریریں پھیلی ہوئی تھیں۔ کالن کورٹ نے کتابوں اور نقشوں کو قرینے سے ترتیب دیا اور تمام تجویزوں اور تحریروں کو ریزے ریزے کرکے آتش دان میں جلاکر خاکستر کردیا۔ اور اپنے جی میں کہنے لگا۔ "ممکن تھا کہ یہ کاغذات دشمن کے ہاتھ پڑتے اور ہمارے اُس وقت کو اِس وقت سے مقابلہ کرکے وہ ہم پر ہنستے"

گیارہ بجے کے قریب کسی نے دروازے پر دستک دی اور گرانڈ ڈیوک قسطنطین کمرے میں آیا۔ اور کہنے لگا "کالن کورٹ۔ تم کو اسکندر نے سلام کہا ہے۔ وہ ایوان سے رخصت ہونے سے قبل تمہارے پاس نہ آسکا۔ میں اور تم اِتنے عرصے میں کھانا کھائے لیتے ہیں۔ اور میں نے حکم دے دیا ہے کہ اِسکندر کے کمرے میں کھانا

لگایا جائے۔ میں تم وہاں بند رہیں گے۔ اور اسکندر کے آنے کا انتظار کریں گے۔"

کھانا کھا کر کالن کورٹ اور قسطنطین پھر اسی کمرے میں چلے آئے۔ اور یہاں کالن کورٹ کو تمام دن نہایت مخفی رہنا پڑا۔ چھ بجے شام کو اسکندر آیا۔ اور کہا "لو۔ کالن کورٹ۔ آج تمہاری خاطر سے میں نے وکیل کی طرح وکالت کی ہے۔ اور میں نے اس بات پر سخت زور دیا کہ یہ معاملہ نہایت مہتم بالشان ہے۔ یعنی ہم کو ایک فرماں روا کا انتخاب کرنا ہے۔ پس ایسے اہم معاملے میں ہم کو جلدی نہ کرنا چاہیئے۔ اور جب میں سب کو اس پہلو پر لے آیا۔ تو میں نے نائب السلطنت کا مسئلہ چھیڑا۔ اب تم فوراً جلدی سے نپولین کے پاس جاؤ۔ اور جو کچھ یہاں گزرا ہے سب ذرا ذرا نپولین سے بیان کرو۔ اور نپولین کی اس مضمون سے تحریر لے کر فوراً واپس آؤ کہ نپولین نے اپنے بیٹے کو بادشاہ ہو جانا تسلیم کر لیا اور فرانس کی فرماں روائی سے خود دست کش ہو گیا۔"

کالن کورٹ نے بڑے اضطراب سے پوچھا "جہاں پناہ! یہ تو فرمائیے کہ خود نپولین کا کیا انتظام کیا جائے گا۔"

اسکندر نے جواب دیا "کالن کورٹ! تم مجھ سے اچھی طرح واقف ہو۔ میں ہرگز کسی عنوان سے نپولین کی توہین نہ ہونے دوں گا۔ کچھ ہی فیصلہ قرار پائے۔ لیکن نپولین کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا جائے گا۔ پس جتنی جلد ممکن ہو فان ٹن بلو کو جاؤ۔ اور اس کی وجہ ہے کہ میں تم سے اصرار کر رہا ہوں۔"

سڑکوں پر اب خوب اندھیرا ہو گیا تھا۔ گرانڈ ڈیوک قسطنطین کالن کورٹ کو روانہ کرنے کی طیاری کو زینے سے نیچے اترا۔ کیوں کہ یہ بات اشد ضروری تھی کہ (صفحہ ۲۴۴) کالن کورٹ اسی طرح بھیس بدل کر شہر کے باہر جائے جس طرح وہ شہر کے اندر آیا تھا۔ قسطنطین جلد واپس آیا اور کالن کورٹ لبادے میں لپٹا ہوا ایلاسے سی کے ایوان سے اندھیرے میں چھپ کر کیمپس ایلای سی پہونچا۔ جہاں ایک گاڑی انتظار میں کھڑی تھی۔

کالن کورٹ نے رخصت ہوتے ہوئے کہا "اے شاہزادے۔ میں اپنے دل میں آپ کی ایسی یادگار لئے جاتا ہوں کہ کبھی اور کسی طرح فراموش نہ کروں گا۔ آج آپ نے میرے ساتھ وہ سلوک کیا ہے کہ ایک اشراف آدمی کے لئے تمام عمر کو کافی ہے اور میرا مال اور میری جان اگر آپ کے کام آئے تو مجھے کوئی دریغ نہ ہوگا۔"

کالن کورٹ نے پھر کہا ہے "بے خبر لوگ۔ جن کو روسی شاہنشاہ سے خواہ مخواہ کی عداوت ہے مجھ پر تہمت لگائیں گے کہ میں شاہنشاہ روس اور اُس کے خاندان کی بے جا طرف داری کرتا ہوں۔ لیکن قطعی سچ کہتا ہوں اور بڑی راست بازی سے اُن کے ساتھ انصاف کرتا ہوں جس کے وہ مستحق ہیں۔ محسنوں کا جو لوگ احسان نہیں مانتے رذیل اور کمینہ ہوتے ہیں۔ مجھے فان ٹن بلو پہونچنے میں اٹھارہ فرسنگ کی مسافت طے کرنا تھی اور اس کو میں نے پانچ گھنٹے میں طے کیا۔ لیکن فان ٹن بلو سے جتنا میں قریب ہوتا جاتا تھا میری ہمت اور جرأت جواب دیتی چلی جاتی تھی۔ میں کہتا تھا۔ یا پروردگار! آج شاہنشاہ نپولین کے پاس میں کیا پیغام لئے جاتا ہوں۔ جو کچھ اب تک پیش آچکا تھا اُس کی تکلیف اور روحانی صدمہ ایسا بڑا تھا کہ مجھ جیسا خود دار اور غیور آدمی بس اُس سے زیادہ برداشت نہ کرسکتا تھا۔ لیکن اب اس خیال سے کہ یہ منحوس پیغام میں خود جاکر شاہنشاہ سے کہنے والا اور اُس کو صدمہ پہونچانے والا ہوں۔ میرا دل خون رو رہا تھا۔ اور عجیب بات تھی کہ شاہنشاہ پر جس قدر مصائب کا ہجوم ہوتا جاتا تھا اُسی قدر اُس سے مجھ کو محبت بڑھتی جاتی تھی۔"

ٹھیک آدھی رات کو کالن کورٹ فان ٹن بلو میں پہونچا۔ چاروں طرف فوجیں پڑی ہوئی جنگ کا بے تابی سے انتظار کر رہی تھیں۔ ان پچاس ہزار سپاہیوں نے جو جنگ کرنے کو شور مچا رہے تھے رات میں ایسی آگ جلا رکھی تھی کہ تمام جنگل اور میدان روشن ہو گیا تھا۔ کالن کورٹ قلعہ کے دروازے پر پہونچا اور فوراً شناخت

کر لیا گیا۔ سب کو معلوم تھا کہ وہ نپولین کا بڑا جاں نثار دوست تھا۔ اور اُس کو دیکھتے ہی سنتریوں نے "شاہم زندہ باد" کا نعرہ مارا۔ اندر جا کر کالن کورٹ نے نپولین کو اُسی کمرے میں پایا جہاں ہم نے اِس داستان میں اُس کو چھوڑا تھا۔

شاہنشاہ۔ تنہا ایک میز پر بیٹھا لکھ رہا تھا۔ کالن کورٹ کہتا ہے "اِس وقت مجھے ایسا معلوم ہوا کہ شاہنشاہ کو مجھ سے جُدا ہوئے گویا دس برس ہو گئے تھے۔ اُس کے ہونٹ کسی قدر بھینچے ہوئے تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اُس کو لابیان رُوحانی تکلیف تھی۔"

نپولین نے پُوچھا "کہو کالن کورٹ۔ کیا کر آئے۔ رُوس کے بادشاہ سے ملاقات ہوئی یا نہیں۔ اُس نے کیا کہا؟"

کالن کورٹ کو ایسا صدمہ تھا کہ تھوڑی دیر تک تو اُس کے مُنہ سے ایک بات بھی نہ نکلی۔ نپولین نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور زور سے دبایا اور کہا "کالن کورٹ بولو۔ بولو۔ ہم سب باتوں کے لئے تیار ہیں"

کالن کورٹ نے کہا "جہاں پناہ! اسکندر سے میری ملاقات ہوئی۔ اُس کے کمرے میں چوبیس گھنٹے میں چھپا رہا۔ وہ آپ کا بدخواہ نہیں ہے۔ اور صرف وہی آیا کا حامی ہے"

نپولین نے شک سے سر ہلایا۔ اور کہا:۔

"اُس کی کیا خواہش ہے۔ اور متحدہ بادشاہوں کی کیا نیت ہے؟"

کالن کورٹ کو ایسا صدمہ تھا کہ اُس کی آواز اچھی طرح سمجھ میں نہ آتی تھی۔ اُس نے کہا "جہاں پناہ سے بڑی قُربانی چاہی گئی ہے۔ متحدہ بادشاہوں کی یہ خواہش ہے کہ جہاں پناہ اپنے بیٹے کے حق میں اپنی سلطنت سے دست کش ہو جائیں"

اِس پر ذرا سا سکوت کر کے نپولین نے خوفناک غُصّے کے لہجے میں کہا "ہاں تو گویا مجھ سے صلح کرنے کی نیت نہیں ہے۔ اور یہ بات چاہتے ہیں کہ مجھ کو اُس تخت سے جس کو میں نے تلوار کے زور سے حاصل کیا ہے اُتار دیں۔ مجھ کو یونان کے شہر اسپرٹا

(اسپارٹا) کا غلام بنا کر میرا استہزا کرنا مطلوب ہے۔ میرے تو مقدر میں لکھا تھا کہ ان لوگوں کے لئے ایک مثال قائم کردوں جو محض جوہر لیاقت و فطانت سے قوموں پر حکومت کرکے موروثی بادشاہوں کو اُن کے کرم خوردہ سریروں پہ لرزہ براندام کردیتے ہیں۔ اور کالن کورٹ تم ایسا پیغام لے کر میرے پاس آئے ہو"

نپولین اتنا کہنے کے بعد مضطربانہ کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اور تھک کر ایک آرام کرسی پر لیٹ گیا اور ہاتھوں سے منہ چھپا لیا۔ اور ذرا سی دیر میں پھر اٹھ بیٹھا۔ اور کالن کورٹ کی طرف مخاطب ہو کر بولا:۔

"کیوں کالن کورٹ؟۔ آگے بیان کرنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ ذرا فرماؤ تو سہی۔ میں بھی سُن لوں کہ تمھارے اسکندر نے تمھاری زبانی کیا کہلا بھیجا ہے"

اس نامہربان ملامت سے کالن کورٹ کا جی خون ہوگیا اور اُس نے جواب دیا۔

"جہاں پناہ!۔ آپ کو رحم نہیں آتا۔ جس بات سے جہاں پناہ کو رنج پہونچا ہے وہ بات آپ تک پہونچی بھی نہ تھی کہ اُس نے میرے جگر کے ٹکڑے کردیے ہیں۔ اور اب اڑتالیس گھنٹے ہوچکے ہیں کہ اس تیر کے پیکان سے دل میں خلش ہے"

اب کیا تھا۔ اس تقریر نے نپولین کو پانی پانی کردیا۔ اور اپنی جلتی ہوئی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھ کر بڑی نرمی اور محبت سے بولا" کالن کورٹ۔ مجھ سے تقصیر ہوئی۔ مجھ سے خطا ہوئی۔ اے شفیق۔ بعض ساعتیں ایسی ہوتی ہیں کہ میرا دماغ میرے سر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پکا جاتا ہے۔ یعنی مصائب کا ایک دم سے ہجوم ہوجاتا ہے۔ تم کو خوب معلوم ہے کہ یہ وہی دماغ ہے جس نے ہولناک لڑائیوں اور خطرات کے ہنگام میں بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ لیکن پھر بھی انسان کا دماغ ہے بعض افکار ایسی ہوتی ہیں کہ آخر یہ کام نہیں دیتا۔ کالن کورٹ۔ تمھاری وفاداری میں بھلا مجکو شبہہ ہوسکتا ہے۔ دیکھو میرے گرد بہتسے اور طرح طرح کے لوگ موجود ہیں۔ لیکن صرف تمھاری ذات

پر مجھے کامل اعتماد ہے۔ اور تمہارے سوا میرے بے چارے غم زدہ سپاہی ہیں۔ جن کی پیشانی پر نمک حلالی اور وفاداری لکھی ہوئی ہے۔ اپنے زمانۂ اقبال مندی میں مجھے خیال تھا کہ میں آدمیوں کو خوب پہچانتا ہوں۔ لیکن یہ خیال غلط تھا۔ مقدر میں یہ لکھا تھا کہ ہنگامِ مصیبت و ادبار میں میں انسانوں کو پہچانوں۔" اتنا کہہ کر نپولین نے سر جھکا لیا۔ اُس کی نگاہ زمین پر گڑ گئی۔ اور چپ ہو کر خیال میں ڈوب گیا۔

کالن کورٹ میں سوہانِ روح اور ماندگی سے جان باقی نہ تھی۔ اور کچھ جواب نہ دے سکا۔ ذرا ٹھہر کر اُس نے عرض کیا۔

"جہاں پناہ! اجازت ہو تو ذرا آرام کر لوں۔ حد سے زیادہ تھک گیا ہوں۔ پہلے اِس بات کی ضرورت ہے کہ جہاں پناہ کو جہاں پناہ کی موجودہ حالت سے صحیح صحیح مطلع کر دیا جائے۔ اور پھر دیکھ لیا جائیگا کہ ہمیں کون سا پہلو اختیار کرنا چاہیئے اور اِس وقت جملہ امور کی تفصیل کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔"

(۳۷۳) نپولین نے جواب دیا "کالن کورٹ. تم سچ کہتے ہو۔ اچھا۔ جاؤ۔ آرام کرو۔ اور جس معاملے پر تم گفتگو کرنے کو ہو وہ مجھے پہلے سے معلوم ہے۔ پس مجھے اُس کے نتائج کے لئے طیار ہو جانا چاہیئے۔ اچھا اب جاکر سو رہو۔ میں یاد کرکے تم کو دس بجے بلا لونگا۔"

دس بجے کالن کورٹ نپولین کے کمرے میں آیا۔ نپولین نے دبے ہوئے لیکن مستقل اور مضبوط لہجے سے کہا:۔

" کالن کورٹ بیٹھ جاؤ۔ اور بیان کرو کہ مخالف کیا چاہتے ہیں۔ ہم سے کیا لیا جائے گا؟"

کالن کورٹ نے اپنی اور اسکندر کی ملاقات کا تفصیلی حال بیان کیا۔ لیکن جب کالن کورٹ نے متحدہ بادشاہوں کا یہ خیال بیان کیا کہ وہ بوربون بادشاہ کو تخت پر بٹھانا چاہتے تھے تو نپولین بڑی بےتابی سے اپنی کرسی سے اُٹھ کر جلد جلد کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اور بولا:۔۔

" یہ لوگ خبطی ہوگئے ہیں۔ ایں۔ بوربون بادشاہ کو بحال کرنا۔ یہ کارروائی تو ایک سال بھی نہ نبھے گی۔ فرانسیسوں کو تو اس خاندان سے نفرت ہے۔ اور فوج! اس کا کیا ہوگا؟۔ میرے سپاہی اس بات پر کبھی راضی نہ ہوں گے کہ بوربون کی سپاہ بنیں۔ پس یہ تو اعلےٰ درجے کی حماقت ہے۔ ایسے مختلف عناصر کی بنی ہوئی سلطنت کو بچھلا کر ایک کیا جائے۔ کیا یہ بات فراموش ہوسکتی ہے کہ پچیس برس تک بوربون خاندان نے دوسری قوموں کے ٹکڑوں پر بسر اوقات کی ہے۔ اور فرانس کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف علانیہ جنگ کی ہے۔ چہ خوش بوربون پھر سے بادشاہ بنائے جائیں گے؟۔ یہ صرف خبط ہی نہیں ہے بلکہ ایک قوم کو سخت مصیبت میں مبتلا کرنا ہے۔ کالن کورٹ کیا واقعی ایسا خیال ہے"

کالن کورٹ نے بڑی تفصیل کے ساتھ اُن مخالفتوں کا حال بیان کیا جن کی بدولت بوربون خاندان کے بحال کرنے پر زور دیا جارہا تھا۔

نپولین نے کہا۔ "لیکن سینیٹ ( )کی کونسل بوربون کی بحالی پر کیوں کر راضی ہوگی۔ اگر اس سے قطع نظر کی جائے کہ سینیٹ کے اراکین دناوت سے ایسی تجویز پر راضی بھی ہوجائیں۔ مگر ایسے دربار میں جہاں سے ڈھکیل کر انھیں اراکین یا ان کے باپوں نے لوئی شانزدہم کو قتل کر دیا تھا ان اراکین کو کون سی جگہ دی جائے گی۔ رہا میں۔ تو میں ایک نیا آدمی تھا۔ انقلاب کی برائیوں کو میری ذات سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ مجھ سے کس بات کا انتقام لیا جائے گا۔ مجھے تو ہر شے پھر سے دوبارہ ترتیب دینا پڑی تھی۔ مجھے فرانس کے تخت پر بیٹھنے کی ہرگز جرأت نہ ہوتی اگر مجھ سے نہایت ہی جلیل القدر کاموں کا ظہور نہ ہوا ہوتا۔ مجھے جو فرانسیسی قوم نے اتنے بڑے عہدے پر ممتاز کیا تو اس کی وجہ یہی تھی کہ میں نے فرانسیسیوں کی مدد سے فرانسیسیوں کے واسطے بہت بڑے بڑے کام انجام دیے۔ اب رہے بوربون۔ تو کوئی بتلادے کہ انھوں نے کیا کیا ہے۔ کون سی فتوحات۔ یا فرانس کی فلاح اور شان وشوکت اُن کی ذات

سے عمل میں آئی ہے۔ رعایا کی آزادی اور بہبودی میں اُنھوں نے کیا کام کیا ہے۔ جب غیر اقوام کی مدد سے وہ تخت پر بیٹھیں گے تو ضرور ہے کہ اُن کے دعاوی کو ہر صورت سے تسلیم کریں اور اُن کے قدموں پر ناک رگڑتے رہیں۔ ممکن ہے کہ اُس بدحواسی سے جو پیرس پر دشمنوں کے قبضہ کر لینے سے چھا رہی ہے یہ فائدہ اُٹھایا جائے کہ سب قوی لوگ اپنی طاقت کا بے جا استعمال کر کے مجھے اور میرے خاندان کو واجب القتل ٹھرائیں۔ لیکن بوربون کو بحال کر کے پیرس میں امن چین کی توقع کرنا۔ تو۔ این خیال ست و محال ست و جنوں اور کالن کورٹ یہ آج کی میری پیشین گوئی یاد رکھنا"

اِس کے بعد نپولین نے ذرا توقف کیا۔ اور نہایت اطمینان کے ساتھ پھر کہنا شروع کیا:-

"ہم کو معاملہ زیر بحث کی طرف رجوع ہونا چاہئے۔ میری دست کشی پر اصرار ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ ملکہ نائب السلطنت ہو اور میرا بیٹا بادشاہ کیا جائے۔ میں نہیں جانتا کہ مجکو تاج و تخت سے دست کش ہونے کا اختیار ہے۔ لیکن اِتنا تو ظاہر ہے کہ جب تک تمامی اُمیدیں قطع نہ ہو جائیں دست کش ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ پچاس ہزار سپاہ میرے پاس موجود ہے۔ میری سپاہ اب بھی مجکو اپنا شاہنشاہ تسلیم کرتی ہے اور بڑی سرگرمی سے اُس کو اصرار ہے کہ پیرس کی طرف روانہ کی جائے۔ میری توپ کی آواز ہوتے ہی پیرس میں برقی اثر پھیل جائے گا۔ اور قومی جوش پیدا ہوگا کیوں کہ اغیار نے ہمارے ایوانوں میں نمایش کر کے قوم کی بڑی توہین کی ہے۔ پیرس کے باشندے بہادر ہیں۔ وہ میری مدد کریں گے۔ اور فتح کے بعد قوم میرے اور متعدد بادشاہوں کے درمیان انتخاب کرے گی۔ اور میں ہرگز تخت سے دست کش نہ ہونگا۔ جب تک فرانسیسی قوم مجکو نہ اُتارے گی۔ کالن کورٹ۔ اب اُٹھو۔ چلو بارہ بج گئے ہیں۔ اور میں فوج کے معاینہ کو جاتا ہوں"

جب شاہنشاہ ایوان سے چلا۔ کالن کورٹ بھی بادل ناشاد اُس کے پیچھے ہو لیا

اُس دھوکے سے جس میں نپولین اب تک پڑا ہوا تھا کالن کورٹ کو سخت تردد ہو رہا تھا۔ کیوں کہ اُس کو متحدہ مخالفین کی قوت کا پُورا حال معلوم تھا اور جانتا تھا کہ مقابلہ کرنا بے سود تھا۔

سپاہ نپولین کو دیکھ نہایت شادماں ہوئی۔ اور تمامی افسر اُس کے گرد اگر جمع ہو گئے۔ اور بہ آواز التجائیں کرنے لگے:۔

"پیرس کو۔ پیرس کو۔ جہاں پناہ ہم کو پیرس کو لے چلیئے"

نپولین نے جواب دیا۔ "ہاں ہاں ہم پیرس کی کمک کو چلیں گے۔ بس کل روانہ ہوں گے"

اِن لفظوں کو سُن کو فوج نے "شاہم زندہ باناد" کا نعرہ اِس جوش وخروش سے مارا کہ کالن کورٹ کو بھی خیال ہو گیا کہ نپولین کامیاب ہو سکتا ہے۔

جب نپولین ایوان کے صحن میں آکر گھوڑے سے اُترا تو فخر سے بولا۔

"کیوں کالن کورٹ۔ تم نے دیکھ لیا۔ اب تمھاری کیا رائے ہے؟"

کالن کورٹ نے جواب دیا "جہاں پناہ کی یہ آخر کارروائی ہے۔ اور اِس کا فیصلہ خود ہی فرما سکتے ہیں"

نپولین نے مسکرا کر جواب دیا "بہرحال یہ بات تو صاف ظاہر ہے کہ تم میرے ارادے کو پسند کرتے ہو"

شاہنشاہ اِس کے بعد افسروں کے گروہ میں ہوتا ہوا دوستانہ طریقے سے گذرا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔

نوجوان جنرل جو جوش سے بھرے ہوئے تھے اور ترقی کرنا چاہتے تھے برابر مصر تھے کہ پیرس چل کر مقابلہ کرنا چاہئے۔ لیکن پُرانے جنرل جو ترقی پا چکے اور نام کر چکے تھے اپنی عافیت اِسی میں خیال کرتے تھے کہ اُسی طاقت کی فرماں برداری کریں جو اِس وقت سب پر غالب تھی اور اِسی لئے وہ خاموش تھے۔

ٹیلیر انڈ سینیٹ کا پریسیڈنٹ تھا۔ اور متحدہ بادشاہوں کی خوشنودی حاصل کرنے کو اُس نے ایک حکم جاری کرا دیا کہ نپولین تخت سے اُتار دیا گیا۔ اور ایک عارضی حکومت قائم کر دی گئی جس کا سرگروہ خود طلیر انڈ ہو گیا۔ چوں کہ نپولین سینیٹ۔ کا بادشاہ بنایا ہوا نہ تھا بلکہ جمہور نے اُس کو بادشاہ کیا تھا اُس نے اِس حکم پر کچھ التفات نہ کیا۔ لیکن چوں کہ سینیٹ کی مجلس نے نپولین کا ساتھ چھوڑ دیا جمہور بے دل اور پریشان ہو گئے۔ اور فریق شاہی کے حوصلے بڑھ گئے۔ اور سپاہ میں پریشانی پھیل گئی۔ (۲۷۴)

دوسرے دن بارہ بجے نپولین نے پھر فوج کا معاینہ کیا۔ اُس نے یہ حکم پہلے دے دیا تھا کہ پیرس روانہ ہونے کے لئے سب طیار رہیں۔ معاینہ کے بعد جملہ افسروں کو ایوان میں مشورے کے لئے طلب کیا۔ اور مشورے کا یہ نتیجہ ہوا کہ نپولین کی اُمیدوں کا خاتمہ اور اُس کا دِل پاش پاش ہو گیا۔ کیوں کہ بڑے بڑے افسروں نے بڑی بڑی دُشواریاں بیان کر کے آخر میں شکایتیں کیں اور کہہ دیا کہ سب اُمیدوں کا خاتمہ ہو گیا۔

بیرن فین کا بیان ہے "کہ اِس وقت اِن بڑے افسروں کو چھوڑ کر اگر نپولین دوسرے درجے کے افسروں کے کمرے میں چلا جاتا تو کثرت سے اُس کو ایسے افسر ملتے جو اُس کے ہمراہ ہر جگہ جانے کو موجود تھے۔ صرف ایک قدم کی کسر تھی اور نپولین کی تمامی فوج اُس کے خیر مقدم کو حاضر ہو جاتی۔"

جب ایسی مخالفت ہوئی تو شاہنشاہ مجبور ہو گیا اور اِن افسروں سے حسب ذیل خطاب کیا جو ایک قسم کی پیشین گوئی تھی:۔

"تم کو آرام کی حاجت ہے۔ اچھا آرام کرو۔ لیکن۔ صد افسوس تم کو نہیں معلوم ہے کہ تمھارے قاقم و سنجاب کے بستروں پر کیا کیا مصیبتیں تمھارا انتظار کر رہی ہیں چند سال کا آرام جو تم نہایت گراں خریدو گے ہو تم میں سے اِتنے بہت لوگوں کا خاتمہ کرنے والا ہے کہ ہولناک سے ہولناک جنگ سے بھی ایسی تباہی نہ ہوتی۔"

اِس کے بعد نہایت ہی شکستہ خاطر ہو کر شاہنشاہ اپنے کمرے میں تنہا چلا گیا۔ اور چند گھنٹوں کی ایسی فکر کے بعد کہ انسان پر بس اِس سے زیادہ نہیں ہو سکتی اُس نے کالن کورٹ کو پھر بُلایا۔ کالن کورٹ نے شاہنشاہ کے بشرے سے بڑے اندوہ وغم کے آثار ہویدا پائے۔ لیکن اُس کے استقلال میں فرق نہ تھا۔ اُس نے میز سے ایک کاغذ لیا جو خود اُس کی قلم کا لکھا ہوا تھا اور کالن کورٹ کے سامنے پیش کر کے کہنے لگا:۔

"لو۔ یہ کاغذ ہے۔ جس میں میں نے لکھ دیا ہے کہ میں سلطنت سے دست کش ہوتا ہوں۔ اِسے پیرس لے جاؤ۔ لیکن جب نپولین نے دیکھا کہ کالن کورٹ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور بہنے لگے تو شاہنشاہ کو بھی اپنی طبیعت پر قابو نہ رہا اور کہنے لگا۔ "کیوں۔ کالن کورٹ۔ یہ کیا۔ ہمت کا دامن مت چھوڑو۔ اور یہ ناسپاس لوگ۔ افسوس۔ یہ اتنا جئیں گے کہ پھر مجھے یاد کر کے کفِ افسوس ملیں گے"۔ اِتنا کہہ کر۔ کالن کورٹ کو لپٹ گیا۔ اور کہنے لگا" کالن کورٹ۔ جاؤ۔ بس اب دیر کیا ہے"۔

نپولین نے اپنی دست کشی کو حسبِ ذیل الفاظ میں لکھا تھا:۔

"متحدہ بادشاہوں نے یہ مشہور کیا ہے کہ صلح کی راہ میں شاہنشاہ نپولین حائل ہے۔ نپولین اپنے قول و قسم پر قائم ہے۔ اور وہ اعلان کرتا ہے۔ کہ وہ تخت سے اُترتا ہے۔ اور فرانس چھوڑنے کے لئے کہ اپنی جان سے ہاتھ اُٹھانے پر آمادہ ہے۔ تاکہ فرانس کا بھلا ہو۔ مگر اُس کے خود بیٹے کے بادشاہ ہونے اور ملکہ کے نائب السلطنت ہونے سے اُس کو کوئی پرخاش نہیں۔ نہ سلطنت کے قوانین و آئین کے قائم رہنے کو ہی مجتبے ہے

۴۔ اپریل ۱۸۱۴ء۔ ایوان فان ٹن بلو

نپولین نے میکڈانلڈ اور مارشل نے۔ سے کہا۔ کہ کالن کورٹ کے ہمراہ وکیل ہو کر پیرس کو جاؤ۔ اور جب یہ مہتم بالشان خدمت اِن لوگوں کے سپرد کی تو میکڈانلڈ سے مخاطب ہو کر کہا" میکڈانلڈ۔ کیا تم کو یاد نہیں ہے کہ میں نے تم کو سنایا ہے" ناظرین

گویا ہو گا کہ نپولین اور میکڈانلڈ میں شکر رنجی تھی لیکن واگریم کے میدان میں میل ہو گیا تھا
میکڈانلڈ نے جواب دیا" جہاں پناہ۔ مجھے اس کے سوا اور کچھ یاد نہیں ہے
کہ جہاں پناہ نے مجھ پر ہمیشہ اعتماد کیا ہے"۔
یہ سن کر نپولین نے میکڈانلڈ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور دونوں کی
آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔
ان وکیلوں میں سے ایک نے پوچھا" جہاں پناہ کے لئے ہم کیا کیا شرائط کریں"۔
نپولین نے فوراً جواب دیا" جہاں تک بن پڑے۔ فرانس کی بھلائی کی
کوشش کرنا۔ اپنے لئے مجھے کچھ درکار نہیں"۔
یہ وکلاء فوراً گاڑی میں سوار ہو کر پیرس روانہ ہوئے۔ چونکہ آج افکار کا
بڑا ہجوم رہا تھا۔ نپولین تنہا ایک کمرے میں چلا گیا۔ اور مارشل مارمونٹ کے پاس جو
بارہ ہزار فوج کے ساتھ ایسون جیسے ضروری مقام کی حفاظت پر متعین تھا ایک
آدمی بھیجا۔ یہ ایسون ایک موضع تھا جو فان ٹن بلو اور پیرس کے درمیان واقع تھا۔
نپولین کا قاصد آدھی رات کے قریب بڑی بدحواسی سے واپس آیا اور عرض کیا۔
"جہاں پناہ۔ مارمونٹ اپنی تمامی جمعیت کے ساتھ ایسون سے چلا گیا اور دشمنوں
سے جا ملا"۔ "وہ پیرس کی طرف اپنی سپاہ کو دھوکا دے کر لے گیا ہے۔ اور مخالف
فوج کے کیمپ میں سپاہ کو داخل کر دیا ہے"۔ اب فان ٹن بلو کی حفاظت کا کوئی ذریعہ باقی نہ رہا تھا
پہلے تو نپولین کو اس خبر پر یقین نہ آیا۔ اور اپنے جی میں کہنے لگا" یہ بات ممکن نہیں
ہے۔ مارمونٹ ایسی حرکت نہ کرے گا۔ وہ تو بڑا بہادر سپاہی ہے"۔ لیکن جب اس
کو خبر کی تصدیق ہو گئی۔ تو نیم جان آدمی کی طرح کرسی پر گر گیا۔ نگاہ دیوار پر گڑ گئی۔
اپنا سر تھام لیا۔ اور پھر بڑے مغموم نرم لہجے سے کہا جس سے قریب کے لوگوں کو
رونا آگیا" ارے مارمونٹ۔ یہ ستم۔ میرا شاگرد۔ میرا بچہ۔ ہائے افسوس۔

ناسپاس - خیر مجھ سے زیادہ گرفتارِ بلا ہوگا۔"

مارمونٹ نے اپنی سپاہ دشمن کے سپرد کرنے میں یہ چال چلی - کہ آدمی رات کو ماتحت افسروں کو جو نپولین کے فدائی تھے بُلا کر بڑی دغا سے کہا: شاہنشاہ نے پیرس پر یورش کرنے کا عزم کر لیا ہے اور تم کو ہراول کی طرح ورسیلس کی سڑک پر آگے آگے جانا ہے۔" یہ سنتے ہی سبھوں نے جوش سے "شاہم زندہ ماناد" کا نعرہ مارا اور مسلح ہونے کو دوڑ پڑے - چوں کہ رات بہت تاریک تھی - مارمونٹ کی چال چل گئی - سپاہ نے جوش و خروش سے کوچ کیا - لیکن دشمن کا مقابلہ نہ ہونے سے سخت تعجب ہوا - دونوں طرف سپاہیوں کو غیر آدمیوں کی آواز آتی تھی جیسے کوئی فوج کوچ کر رہی ہو - لیکن تاریکی میں دور کی کوئی شے نظر نہ آتی تھی - لیکن اُجالا ہوتے ہی اُنھوں نے دیکھا کہ روسی افواج کی صفوں اور توپ خانوں سے وہ محصور ہیں اب بچنا محال ہو گیا - سپاہ کی صفوں سے غم اور غصّے کا شور برپا ہوا اور سپاہ کے پچھلے حصّے نے نہایت ہی صبح سے اُس جال کو دیکھ لیا جو اُس کے لئے بچھایا گیا تھا - (صـ ۴۷۵
لیکن فوج کے اِس حصّے نے ابھی ایسون کا پُل عبور نہ کیا تھا - یہ پچھلا حصّہ فوراً ٹھہر گیا اور راستے کو نپولین کی حفاظت کے لئے محفوظ کر لیا - اور شاہنشاہ کی حفاظت میں سب نے مر جانے کا عزم بالجزم کیا -

جال میں پھنسی ہوئی سپاہ کے جب اوسان قائم ہو گئے تو سب کی سب ایک ایک جگہ پر جمع ہونے لگی - غصّے سے جنون کی نوبت پہونچ گئی تھی - اور غم کے درمیان میں ہونے کے باوجود "شاہم زندہ ماناد" کے نعرے بلند ہو گئے - کرنل آرڈی نر نے دوسرے کرنلوں کو جمع کیا اور یہ کرنل نمک حرام مارمونٹ کی دغا سے ایسے غیظ میں بھر گئے تھے کہ سب نے یک زبان ہو کر کرنل آرڈی نر کو کمانیر بنا لیا - چنانچہ آرڈی نر نے رسالوں کو طیاری کا حکم دیا - اور رم بولٹ کے چکر دار راستے سے

فان ڈن بلو کو مل دیا۔ اُس وقت تمامی فوج نے کیا پیدل۔ کیا توپ خانہ۔ کیا سوار۔ جوش غضب سے اپنے اسلحہ ہاتھوں میں لے لئے تھے۔ اور اپنے بے شمار دُشمنوں کے درمیان شاہنشاہ نپولین کی طرف مُراجعت شروع کر دی تھی۔

لیبرمن صاحب لکھتے ہیں "نعروں اور جوش وخروش سے جنگل اور رستے گُونج رہے تھے جس سے مفتوح نپولین کے ساتھ اس سپاہ کی مایوسانہ نڈر وفاداری کا ثبوت ہو رہا تھا۔

یہ خبر سُن کر مارمونٹ نہایت تیز گھوڑے پر سوار ہو کر بڑی پریشانی سے کُوچ کرتی ہوئی سپاہ کے قریب آیا اور کرنل آرڈی نر کو ٹھہر جانے کا حکم دیا۔ اور کہا" اگر نہیں ٹھہرو گے تو تمہارا کورٹ مارشل کیا جائے گا۔ اِس لئے کہ تم فوج کے سپہ سالار بن گئے ہو"

کرنل نے جواب دیا" بس خاموش۔ کوئی قانون ایسا موجود نہیں ہے کہ سپاہ دغا بازی کی فرماں برداری کرے۔ اور اگر کوئی ایسا قانون ہو بھی تو ہمارے درمیان کوئی سپاہی ایسا کمینہ نہیں ہے جو ایسے قانون کی تعمیل کرے گا"

باہم ایسا ردوبدل ہوا کہ سپاہ ٹھہر گئی۔ سپاہ مارمونٹ کی عزت اور اُس کی بہادری کی تعریف کرتی تھی۔ مارمونٹ سے سپاہیوں سے فریاد کی۔ اور اپنے زخموں کے پُرانے نشان اور تازے زخم جو ابھی اچھے نہ ہوئے تھے سپاہ کے سامنے کھول دیئے اور ہر طرح سے یقین دلایا کہ صُلح کی بات چیت ہو رہی ہے۔ اور سپاہ کے چلنے سے نہ کسی طرح سپاہ کا نقصان ہو گا نہ شاہنشاہ کا۔ اور کہا" لو۔ تم مجھے گولی سے مار دو۔ لیکن میں تمہارا جنرل ہوں۔ مجھے ذلیل مت کرو۔ اور میرا ساتھ مت چھوڑو۔ اِس سے تمہاری خود بڑی ذلت اور رسوائی ہو گی" چونکہ سپاہیوں کی عادت ہوتی ہے کہ افسر کا حکم مانتے ہیں۔ اُن کو مارمونٹ کی بات کا یقین آگیا۔ اور مارمونٹ کا حکم بجا لائے اور "مارمونٹ زندہ ماناد" کا نعرہ بلند کیا۔ اور گھبرا کر اپنے کیمپ کا رستہ لیا جو دشمنوں کی فوج کے بیچ میں تھا۔

نپولین کے وکلاء کو اِس غداری کی کوئی اطلاع نہ تھی۔ اور وہ پیرس کو مارا مار چلے

جارہے تھے۔ چراغ جلے وہ پُرجوش شہر کے پھاٹک پر پہونچے۔ اپنے رفیقوں کو اُسی جگہ چھوڑ کر کالن کورٹ نے اسکندر سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات بھی مخفی تھی۔ اسکندر اگرچہ بہت بے تکلفی سے ملا لیکن اُس وقت زیادہ پریشان معلوم ہوتا تھا۔ اور اُس نے کالن کورٹ سے فوراً کہا۔ "لیجیے۔ اب وہ حالات ہی نہ رہے۔ کچھ رنگ ہی اور ہے"

کالن کورٹ نے کہا۔ "جہاں پناہ۔ میں تو شاہنشاہ نپولین کی تحریر لایا ہوں جس کی رُو سے وہ خود دست بردار ہوتا ہے۔ اور اپنے بیٹے کا بادشاہ ہونا تسلیم کرتا ہے مارشل نے اور سیکڈانلڈ شاہنشاہ نپولین کے وکیل میرے ہمراہ ہیں اور ضابطہ کی سب کارروائی ہوگئی ہے۔ اور سوائے تکمیل صلح کے اب اور کچھ باقی نہیں ہے"

اسکندر نے جواب دیا۔ "کالن کورٹ۔ جس وقت تم مجھ سے رخصت ہوئے تھے شاہنشاہ نپولین ایسی حالت میں تھا کہ متحدہ بادشاہوں پر اُس کا رُعب تھا۔ یعنی فان ٹن بلو کے گرد فوج جمع تھی اور جاں نثاری سے نپولین کا ساتھ دینے کو موجود تھی۔ خود نپولین عزم وہمت سے بھرا ہوا تھا۔ اور ان سب باتوں سے اُس کے مخالفوں پر اُس کی ہیبت تھی۔ لیکن آج نپولین کی یہ حالت نہیں ہے"

کالن کورٹ نے جواب دیا۔ "جہاں پناہ مغالطہ میں ہیں۔ نپولین کے پاس چند ہی فرسنگ کے دَور میں اَسّی ہزار سپاہ ایسی موجود ہے۔ کہ پیرس پر حملہ کرنے کو بے تاب ہو رہی ہے۔ اور شاہنشاہ نپولین کے واسطے مرجانے کو آمادہ ہے اور اس سپاہ کی شال سے پیرس میں برقی تاثیر کے ساتھ جوش پیدا ہوجائے گا"

اسکندر نے جواب دیا۔ "کالن کورٹ۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ میری باتوں سے تم کو رنج پہونچتا ہے۔ لیکن کیا کروں تم کو معلوم ہی نہیں کہ ہو کیا رہا ہے۔ سنو اسینیٹ حکم جاری کرچکا کہ نپولین معزول کیا گیا۔ چاروں طرف سے تمھارے جنرلوں کی تحریریں چلی آرہی ہیں کہ وہ اطاعت پر آمادہ ہیں اور نپولین کا ساتھ چھوڑتے ہیں۔ اور

عذر یہ پیش کرتے ہیں کہ وہ سینیٹ کی کونسل کے حکم کے تابع ہیں۔ لیکن اصل یہ ہے کہ وہ اب اپنے ایسے شاہنشاہ کا جس کا ستارہ گردش میں ہے ساتھ دینا نہیں چاہتے۔ بس۔ کالن کورٹ۔ دیکھو۔ انسانوں کا یہ چلن ہے" (کسی کا کوئی بھی روز سیہ میں ساتھ دیتا ہے کہ تاریکی میں سایہ بھی جُدا رہتا ہے انساں سے)" اور اس وقت جب کہ میں تم سے باتیں کر رہا ہوں۔ فان ٹن بلو قطعی غیر محفوظ حالت میں ہے اور نپولین ہمارے قبضے میں ہے"

کالن کورٹ نے بڑے تعجب سے کہا" جہاں پناہ۔ کیا فرماتے ہیں۔ کیا نپولین کے ساتھ کوئی اور تازہ غدّاری کی گئی ہے؟"

اسکندر نے جواب دیا" ہاں۔ بے شک۔ نپولین کی متعینہ فوج جو ایسون میں تھی وہاں سے علٰحدہ ہو گئی۔ اور مارشل مارمونٹ نے ہماری شرکت اختیار کرلی۔ اور وہ اور اُس کی ایسون کی فوج ہمارے کیمپ میں آ گئی"

یہ سُن کر کالن کورٹ ایسا دنگ اور ساکت ہو گیا گویا اُس پر بجلی گری۔ اور ایک لمحے کے بعد بر سر رسیدہ طوفان پر اُس نے رضا و تسلیم کو اختیار کیا اور بڑے غم سے کہا۔

" جہاں پناہ۔ اب مجھے کچھ اُمید باقی نہیں۔ صرف جہاں پناہ کی مہربانی سے توقع ہے"

اسکندر نے جواب دیا" جب تک نپولین کی مدد کو اُس کی سپاہ موجود تھی متحدہ بادشاہ اُس کے زیادہ خلاف کوئی بات نہ کر سکتے تھے۔ لیکن جس وقت سے اُس کے مارشلوں اور جنرلوں نے افواج کو اُس سے علٰحدہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ سوال زیر بحث کی صورت بدل گئی ہے۔ فان ٹن بلو۔ اب کوئی خوفناک فوجی چھاونی نہیں ہے اور وہاں کے سب مشہور اشخاص نے اطاعت قبول کرلی ہے۔ اب تم ہی غور کرو کہ میں کیا کر سکتا ہوں"

کالن کورٹ ایسا پریشان ہو گیا کہ اُس نے اپنا سر پکڑ لیا اور کچھ نہ کہہ سکا۔

اسکندر نے اس کے بعد خود ہی کہا" کالن کورٹ۔ جب تم میرے پاس سے

فان ٹن بلو گئے تھے تو یہاں کونسل میں نائب السلطنت کا معاملہ چھڑا تھا۔ اور ٹیلیرانڈ اور دوسرے اشخاص نے بڑی شدت سے اُس کی مخالفت کی۔ ایبی ڈی پریڈٹ نے کہا کہ "بوناپارٹ اور اُس کے خاندان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور تمامی فرانس کی یہ خواہش ہے کہ بوربون بادشاہ تخت پر بٹھالا جائے۔ اور تمامی حکّام دیوانی و فوجی بوناپارٹ سے علیحدہ اور ہمارے شریک ہوتے جاتے ہیں۔" بس کالن کورٹ تم خود ہی بتاؤ۔ کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔"

اس پر کالن کورٹ کو غصہ آگیا۔ اور کہنے لگا "شاہنشاہ نپولین کے ساتھ ناسپاس کمینوں نے سخت دغا کی اور اُس کو دشمنوں کے حوالہ کر دیا جب کہ ان لوگوں کا یہ فرض تھا کہ اُس کی خاطر اپنے جسموں اور تلواروں کے پشتے اور دیواریں قائم کر دیتے۔ جہاں پناہ یہ جو کچھ ہوا نہایت ہی نفرت خیز ہے۔" (۴۷۶)

اسکندر کو ان لوگوں کی رذالت پر خود نہایت نفرت تھی۔ اُس نے نہایت اخلاص سے کالن کورٹ کے بازو پر اپنا ہاتھ رکھ کر کہا:--

"کالن کورٹ۔ یہ بھی کہو کہ شاہنشاہ نپولین کے ساتھ انھیں لوگوں نے نمک حرامی کی جن کو نپولین ہی کے صدقے میں دولت۔ شہرت اور رہرشتے حاصل ہوئی ہے۔ ہم بادشاہوں کے لئے واقعی یہ عبرت کا مقام ہے۔ اور مجھ کو تو اب یہاں تک یقین ہے کہ اگر فرانس کے تخت پر کوتوسوف کو بٹھال دیا جائے تو یہ لوگ ابھی نعرہ لگائیں گے کہ "کوتوسوف زندہ باد"۔ لیکن کالن کورٹ ہمت نہ ہارنا۔ کونسل میں میں تمھارے ساتھ ہوں۔ اور دیکھ لیا جائے گا۔"

کالن کورٹ سے لے کر اسکندر نے نپولین کی دست کشی کی تحریر پڑھی۔ اور یہ دیکھ کر کہ نپولین نے اپنے واسطے کچھ بھی تحریر نہ کیا تھا اُس کو سخت حیرت ہوئی۔ اُس نے کہا "میں نپولین کا دوست رہ چکا ہوں۔ میں خود اُس کی وکالت

کروں گا۔ میں اصرار کروں گا کہ اُس کا خطاب شاہنشاہی قائم رہے۔ اور جزیرۂ ایلبا کی فرماں روائی اُس کو دی جائے۔ یا کسی اور جزیرے کا وہ بادشاہ بنایا جائے۔"

جس وقت کالن کورٹ صحن سے مایوس و پریشان نکل رہا تھا اُس کو ایبی ڈی پریڈٹ ملا۔ جو نہایت ہی چاپ لوسی اور خوشامد سے متحدہ بادشاہوں کے دربار کے ایرے گھیرے کاٹ رہا تھا۔ پادری نما ایبی ڈی پریڈٹ ہاتھ ملتا اور مسکراتا کالن کورٹ سے ملنے کو آگے بڑھا۔ اور کہا "کالن کورٹ تمھیں دیکھ کر مجھے بڑی مسرت ہوئی۔"

لیکن کالن کورٹ نے غصّے اور نفرت سے مُنہ پھیر لیا اور سلام کا جواب نہ دیا۔ اور چل دیا۔ اِس پر ایبی ڈی پریڈٹ نے گستاخی سے تبسّم کیا جس سے توہین کا اظہار ہوتا تھا اور کہا:۔

"ڈیوک۔ تمھاری خیر نہیں ہے۔ معاملات کا رنگ بگڑ چکا ہے۔"

اِس پر کالن کورٹ سے غصّہ ضبط نہ ہو سکا۔ اور ایسا اِشتعال ہوا کہ اپنے اوپر قابو نہ رہا۔ اور بُوڑھے ایبی ڈی پریڈٹ کا گریبان جھپٹ کر پکڑ لیا۔ اور ایسا جھٹکا دیا کہ اُس کا دم بند ہو گیا اور کہا "تو سخت پاجی۔ دنی اور کمینہ ہے۔" پھر کالن کورٹ کو خود ہی خیال آیا کہ میں یہ کیا کرتا ہوں اور اِس بُڈھے ناتوان کے ساتھ کیوں زیادتی کرتا ہوں۔ پھر اُس کو ویسے ہی ذلیل چھوڑ کر چل دیا۔ اور ایبی ڈی پریڈٹ نے کالن کورٹ کی اِس سختی کو کبھی فراموش یا معاف نہ کیا۔ اور اِس کے معاوضہ میں بوربون بادشاہ نے ایبی ڈی پریڈٹ کے زخموں پر عنایتوں کا بیکراں خوب خوب پھاہا چڑھایا۔

اب کالن کورٹ۔ مارشل نے۔ اور مارشل میکڈانلڈ کے پاس واپس آیا۔ اور اُن کو لے کر کونسل میں گیا۔ لیکن ابھی تک اُس کو یہ تہمت نہ ہوئی تھی کہ مارمونٹ کی غدّاری سے اُن کو آگاہ کرتا۔ کونسل کے عظیم الشان کمرے میں مخالفین فرانس کے بڑے بڑے جلیل القدر افسر جمع تھے۔ روس کا شاہنشاہ ایک دریچی میں پروشیا

کے بادشاہ کے ساتھ بڑی تیزی سے گفتگو کر رہا تھا اور کمرے کے دوسرے حصوں میں رُوسی۔ انگریزی۔ پرُوشیائی۔ سوئیڈن۔ اور آسٹریا کے مشیرانِ دولت جمع تھے۔ اور گفتگو ہو رہی تھی۔

فرانس کے وکلا کے آتے ہی باتیں بند ہو گئیں۔ رُوس اور پرُوشیا کے بادشاہ اُٹھ کر ایک لمبی میز پر جس پر سبز بانات پڑی ہوئی تھی۔ آ بیٹھے۔ اور اس میز کے گرد دوسرے لوگ بھی بیٹھے۔ آسٹریا کا بادشاہ شاید اس لئے نہ آیا تھا کہ بیٹی اور داماد کا معاملہ تھا۔ لارڈ کاسل رے انگلستان کا سفیر ابھی نہ آیا تھا۔ کالن کورٹ نے نپولین کی طرف سے دست کشی کی تحریر پیش کی۔ جس میں نپولین کے بیٹے کا بادشاہ اور ملکہ میریالوئیا کا نائب السلطنت ہونا لکھا تھا۔ ایک لمحہ تک سب خاموش رہے۔ اس کے بعد پرُوشیا کے بادشاہ نے کہا:۔

"اب معاملات کی وہ صورت نہیں ہے کہ ہم نپولین سے صلح کریں۔ چاروں طرف سے یہی خواہش ظاہر ہو رہی ہے کہ فرانس کے قدیمی خاندان بوربون میں سے فرانس کا بادشاہ بنایا جائے۔"

اس کے جواب میں میکڈانالڈ نے کہا۔ "ہمارا شاہنشاہ فرانسیسی قوم کا شاہنشاہ بنایا ہوا ہے اور صرف اسی لئے سلطنت سے دست کش ہوتا ہے کہ امن عامہ قائم ہو جائے۔ متحدہ بادشاہ یہ اعلان کرتے چلے آئے ہیں کہ امن کے رستے میں صرف شاہنشاہ نپولین ہی حائل ہے۔ پس شاہنشاہ کو دست کش ہونے میں کوئی تامل نہیں ہے۔ کیوں کہ اسی پر امن کا مدار کہا گیا ہے۔ لیکن اگر اس بات پر اصرار کیا گیا کہ نپولین کا بیٹا شاہنشاہ نہ ہو تو بڑی بڑی مصیبتوں کا خیال نہ ہے۔ فوج شاہنشاہ پر اپنا خون پانی کی طرح بہا دینے کو آمادہ ہے۔"

اس تقریر پر پہلے تو حقارت آمیز تبسّم کیا گیا۔ پھر سرگوشیاں ہونے لگیں۔

کیوں کہ متحدہ مخالفین کو ثابت ہو گیا کہ میکڈانلڈ کو اصل حالت سے کہ شاہنشاہ نپولین قطعی غیر محفوظ حالت میں ہے واقفیت نہ تھی۔ یہی ہو رہا تھا کہ مارمونٹ فخر سے تنا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور مسکرا رہا تھا۔

چاروں طرف سے "خوش آمدید" کی صدا بلند ہوئی اور لوگ اُس سے ہاتھ ملانے لگے۔ اور بحث پھر شروع ہوئی۔ پوزی ڈی بورگو ( ) نے جو برناڈوٹ کا مصاحب تھا۔ نائب السلطنت کے معاملہ پر سخت اعتراض کیا۔ اس تو وہ حماقت کو یہ خیال تھا کہ اُس کا آقا برناڈوٹ فرانس کا تاج دار بنایا جائے گا۔

پوزو نے کہا: "جب تک نپولین کے نام کو فرانس کے تخت سے لگاؤ رہے گا یوروپ کو نجات یا طمانیت نہیں ہو سکتی۔ بیٹے کی حکومت میں ڈراؤنے باپ کی روح کا اثر رہے گا۔ نپولین کے موجود ہوتے ہوئے بھلا اُس کو کون روک سکے گا اور متحدہ افواج کے رخصت ہوتے ہی اِس شخص میں جاہ طلبی کا شعلہ بھڑکے گا۔ اور میدان جنگ میں فرانس کے جمہور کو وہ پھر جمع کرے گا اور متحدہ بادشاہوں کو پھر ضرورت پیش آئے گی کہ وہی فتوحات پھر حاصل کریں جو آج حاصل کی گئی ہیں۔

سے ۵۔ پوزی ڈی بورگو۔ جزیرہ کورسیکا کا باشندہ تھا۔ بوربون کا بڑا حامی تھا۔ اور انگریزوں کے ساتھ ہو کر اُس نے کورسیکا پر حملہ بھی کیا تھا۔ چونکہ نپولین جمہوری تھا۔ پوزو ڈی بورگو اُس کا جانی دشمن ہو گیا۔ اور لندن میں جا کر پناہ لی۔ اور فرانس کے خلاف سازشوں میں شریک ہوا۔ اگرچہ وہ عیاش طبیعت تھا لیکن جمہوری حکومت کا ایسا سخت دشمن تھا کہ انگلستان اور یوروپ کے بادشاہ اُس کی عزت کرتے تھے۔ اُس نے روس میں ملازمت کر لی اور روس کی طرف سے برناڈوٹ کے دربار میں سفیر ہو کر گیا۔ لیمرٹن صاحب کہتے ہیں کہ "نائب السلطنت کے مسئلہ پر مخالفت کرنے سے پوزو ڈی بورگو جانتا تھا کہ برناڈوٹ۔ ٹیلیرانڈ۔ دربار لندن۔ اور آسٹریا کا بادشاہ۔ یہ سب اُس سے راضی اور خوش ہوں گے۔"

اور یہ خیال کر لینا چاہیئے کہ اِن فتوحات میں کتنا صرف اور کس قدر اِتلافِ جان ہوا ہے اگر اُس کو کہیں دُور سمندر میں فرانس سے جلا وطن بھی کر دیا جائے گا تو اُس کے مشورے سمندر پھاند کر فرانس میں داخل ہوں گے اور اُس کے لفٹنٹوں اور نائب السلطنت پر پُورا اثر کریں گے۔ اگر فرانس کی شاہنشاہی کے ساتھ نپولین کا وجود قائم رکھا جائے گا تو یورپ کی عالمگیر آتشِ سوزاں کو بُجھانا نہ ہوگا بلکہ دھوکا دینے والی خاکستر کے نیچے اِس آگ کو دبانا ہوگا جہاں سے وہ پھر آہستہ آہستہ سُلگ کر عالمگیر شُعلہ بن جائے گی۔ فتوحات ہی نے نپولین کو بنایا۔ فتوحات ہی نپولین کو سمیٹ رہی ہیں۔ پس مناسب یہی ہے کہ اُس شخص کے ساتھ اِس سلطنت کا بھی خاتمہ کر دیا جائے۔ جس نے اِس سلطنت کو ترتیب دیا اور بنایا ہے"۔ (۲۷۰ ب)

پوزو کی یہ تقریر واقعات کے کچھ خلاف نہ تھی۔ نپولین کی حکومت جمہوری حقوق کی حامی تھی۔ اور یورپ کے تاجدار یورپ میں خون کے طوفان اِس لئے برپا کر رہے تھے کہ اُمرائی حقوق کو بالا کیا جائے۔ پس اِن دونوں اُصولوں کا جو ایک دوسرے کی ضد تھے پہلو بہ پہلو قائم ہونا محالاتِ عقلی سے تھا۔ اور خود نپولین اِن دونوں اُصولوں کو متجانس کرنے میں کیا کیا کوششیں نہ کر چکا تھا۔ لیکن کہاں کامیاب ہوا تھا؟۔ اور اسی کوشش کی بدولت پکّے اور سچّے جمہوریوں نے نپولین پر نکتہ چینیاں کی تھیں کہ اُس نے شاہنشاہ کا لقب اِختیار کیا تھا اور جوزیفاین کو طلاق دے کر آسٹریا کی شاہزادی سے شادی کی تھی کہ اب تو یوروپ کے خود سر تاجدار مان جائیں گے اور یوروپ میں خوں ریزی نہ ہوگی۔ لیکن یہ سب تدبیریں ہیچ ثابت ہوئی تھیں۔

اِس کے بعد ٹیلیراںڈ نے تقریر شروع کی "دُنیا میں زیرِ تنقیح دو اصول ہیں یعنی موروثی بادشاہت۔ اور اِتفاق"۔ لفظ **اِتفاق** سے اُس کی مُراد جمہور کی رائے یعنی جمہور کے حقوق سے تھی۔ لیکن ٹیلیراںڈ اِس بات کو مناسب وقت نہ سمجھا تھا کہ

معاملات کو ٹھیک اصلاحوں کے ساتھ ادا کرے۔ اُس نے کہا: "موروثی بادشاہت سے وہ حقوق مُراد ہیں جو جاتے رہنے کے بعد ہم نے پھر سے حاصل کئے ہیں۔ اگر یُورپ کے بادشاہوں کی یہ نیت ہے کہ پھر بغاوت اور انقلاب نہ ہو تو اُن کو چاہئے کہ موروثی بادشاہت کے حامی نہیں۔ اور اِس معاملے میں دو پہلو اختیار کئے جاسکتے ہیں۔ یا تو نپولین کو بادشاہ کیا جائے۔ یا لوئی ہیجدہم کو۔ شاہنشاہ نپولین کا کوئی شخص سوائے موروثی بادشاہ کے جانشین نہیں ہوسکتا۔ سپاہیوں میں وہ سب سے اعلےٰ درجے کا سپاہی ہے اور اُس کے بعد مکہو فرانس یا تمامی دُنیا میں دُوسرا شخص ایسا نظر نہیں آتا جو اپنی حمایت میں دس سپاہیوں کو بھی آمادۂ جنگ کرسکے۔ پس یہ ایک دوسری چیز جو نپولین یا لوئی ہیجدہم کے علاوہ ہے وہ محض ایک سازش ہے اور کچھ نہیں۔"

اِس گفتگو سے برناڈوٹ کی بادشاہت کا خیال خاک میں مل گیا۔

چونکہ مارمونٹ ایسون کی فوج کو نپولین سے علیحدہ کرچکا تھا۔ نپولین قطعی غیر محفوظ ہوگیا تھا۔ اور متحدہ بادشاہوں کے اختیار میں آگیا تھا۔ رُوسی فوج کا ایک دستہ ایسون پر جاکر قابض ہوگیا تھا۔ اور دریائے سین کے کنارے کو گھیر لیا تھا نپولین اب بے بس تھا۔ پس متحدہ بادشاہوں کا یہ دعوےٰ ہوا کہ نپولین بلاشرائط سلطنت سے دست بردار ہو۔ یہ صاف ظاہر ہوگیا تھا کہ نپولین برباد ہوگیا۔ اور ہنوز مُباحثہ ہو ہی رہا تھا کہ بہت سے لوگوں نے ڈُوبتے ہوئے جہاز سے بچنے کو متحدہ بادشاہوں کی اطاعت اختیار کرلی۔

جب نپولین کی طرف سے ایسے خیالات کا اظہار ہوا اور وکلا نے دیکھ لیا کہ اُن کے شاہنشاہ سے بلا شرائط دست برداری چاہی جاتی ہے۔ تو اب دوسرے خیالات سے قطع نظر کرکے اُن کو اُس کی جان کی حفاظت کی فکر ہوئی۔ کیونکہ اب اُس کے قید کرلئے جانے کا خطرہ پیدا ہوگیا تھا۔

نپولین کے جاں نثار وکیل کالن کورٹ نے اب اپنے رفیقوں سے بڑے مغموم لہجے سے پوچھا "کہو - صاحبو - اب یہ تازہ مصیبت کی "نوید" شاہنشاہ کے پاس کون لے جائے گا" مارشل نے - رو کر بولا - "آپ کے سوا اور کون لے جائے گا - آپ ہی اُس کے رفیق اور یارِ جانی ہیں - اور سب سے بہتر آپ ہی جانتے ہیں کہ اِس نیشتر کی تکلیف کیونکر کم کی جا سکتی ہے - اور رہے ہم - تو ہم کو یہی آتا ہے کہ توپوں کے مُنہ میں گھس جائیں اور دشمن سے کبھی اور کسی حالت میں آنکھ نیچی نہ کریں - لیکن ہم یہ دلیری کہاں سے لائیں کہ شاہنشاہ کے حضور میں جائیں اور کہیں - جہاں پناہ ...."

اِس لفظ پر مارشل نے - کا ہی ایسا بھرا کہ بس پھر ایک حرف اُس کے مُنہ سے نہ نکلا - تینوں وکیل اِس وقت ایسے خاموش تھے کہ تصویر ہو گئے تھے اور حیرت نے اُن کو آئینہ بنا دیا تھا - پھر سیکنڈ انلڈ نے محبت سے کالن کورٹ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا اور کہا :-

" کالن کورٹ - کیا کلام ہو سکتا ہے کہ معاملہ بے حد دُشوار ہے - لیکن تمہارے سوا - آخر - شاہنشاہ کو اِس کی اطلاع کر بھی کون سکتا ہے - اُس کا تمہیں پر اعتماد ہے "

کالن کورٹ رخصت ہوا - اور کچھ ایسا لُجّۂ حیرت میں ڈوب گیا تھا کہ اُس کو ہرگز خبر نہ رہی کہ کتنا وقت گزر گیا ہے اور جس دم فان ٹن بلو کے صحن میں گاڑی داخل ہوئی تو وہ حیرت سے چونک پڑا - اور کچھ عرصے تک فکر و افسوس میں ڈوبا ہوا گاڑی کے اندر ہی رہا - اور نیچے نہ اُترا -

کالن کورٹ کہتا ہے "کیا یہ میری ہی قسمت میں لکھا ہوا تھا کہ شاہنشاہ کو اِس منحوس خبر سے تکلیف دیتا - اپنی تقدیر پر میں افسوس سے ہاتھ مل رہا تھا - کہ وہ مجھے ایسی خبر پہونچانے پر ناچار و مجبور کر رہی تھی - میں تو ایسا جاں نثار تھا کہ اگر میرے جان دے دینے سے شاہنشاہ نپولین اِس اذیت سے بچ سکتا تو یقیناً بے افسوس اپنی

جان دے دیتا۔ انجام کار میں اپنی گاڑی سے اُترا اور بے تحاشا بھاگتا ہوا شاہنشاہ کے کمرے تک پہونچا۔ اور ریکھئے اُس وقت کوئی ایسا شخص موجود نہ تھا جو شاہنشاہ کو میری اطلاع کرتا۔ میں نے خود ہی دروازہ کھولا اور عرض کیا۔ جہاں پناہ میں ہوں کالن کورٹ" شاہنشاہ ایک دریچے میں بیٹھا باغ کی بہار دیکھ رہا تھا۔ چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ شب میں اُس نے قطعی آرام نہ کیا تھا۔ اپنی داستان کے آغاز کرنے میں کالن کورٹ کو پس وپیش ہوا۔ اور شاہنشاہ نے خود ہی پوچھا:—

" کالن کورٹ۔ جب سے ایسون کی فوج نے غداری کی ہے۔ مخالفین نے نئے نئے دعاوی پیش کئے ہوں گے۔ کیوں یہی بات ہے کہ نہیں؟ اور جب مجھ سے اِس طرح نمک حرامی کی گئی ہے تو شرائط بھی نئی نئی پیش کی گئی ہوں گی۔ کہو اب متحدہ بادشاہ کیا چاہتے ہیں؟"

کالن کورٹ نے تمامی حالات جو پیش آئے تھے بیان کئے اور مخالفین کے اِس دعوے کا حال بھی سُنایا کہ وہ بلا شرائط دست کشی کے خواستگار ہیں۔ یہ سُن کر نپولین کو بے انتہا غصہ آگیا اور اُس کی عظیم الشان فطرت کے عزم وثبات اور زور نے ایک آتش فشاں پہاڑ کی طرح جوش کھایا۔ اُس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ اور فوق العادت اشتعال اور عزم سے اُس کی پیشانی چمکنے لگی۔

اُس نے کہا" کیا یہ مغرور فاتح اِس وجہ سے اپنے تئیں فرانس کا مالک سمجھ رہے ہیں کہ محض نمک حراموں نے پیرس کے پھاٹک اُن کے لئے کھول دیے ہیں۔ ایک مٹھی بھر سازش کرنے والوں نے میری بربادی کی تجویز کی ہے قوم نے اِس مذموم فعل کو جائز قرار نہیں دیا ہے۔ میں اپنے جمہور کو اپنی مدد کے لئے بلاؤں گا۔ حماقت شعار۔ یہ نہیں سمجھ سکتے کہ مجھ جیسا شخص اُسی حالت میں کمزور ہو سکتا ہے جب قبر میں چلا جائے گا۔ کل ایک گھنٹے کے اندر میں اُن زنجیروں کو توڑ

ڈالوں گا جن سے مجھے جکڑا گیا ہے۔ اور ہمیشہ سے زیادہ خوف ناک ہو کر اُٹھوں گا اور میرے ہمراہ ایک لاکھ تیس ہزار جنگ جو ہوں گے۔

"کالن کورٹ۔ میرے اندازے پر غور کرو۔ پچیس ہزار تو میرے گارڈ کی تعداد ہے۔ اور یہ وہ ہیں جن سے دشمن کی افواج کانپتی ہیں۔ لیانس کی تیس ہزار فوج کا مرکز ہوں گے۔ اور یہ سب گرسے نیر کی اٹھارہ ہزار فوج کے ساتھ جو اٹلی سے آئی ہے اور پندرہ ہزار سوچیٹ کی اور چالیس ہزار سولٹ کی فوج کے ساتھ مل کر پوری ایک لاکھ تیس ہزار فوج ہو گی۔ فرانس اور اٹلی کے تمامی مستحکم مقامات میرے قبضے میں ہیں۔ اگرچہ مجھے یہ نہیں معلوم ہے کہ اب اُن میں باغی ہیں یا نمک حرام ہیں یا وفادار ہیں" اور پھر اپنا سر اُٹھا کر کہنے لگا "میں۔ دیکھو۔ یہی تلوار لے کر پھر کھڑا ہوں گا۔ جس سے میں نے یوروپ کے ہر ایک دار السلطنت کو فتح کیا ہے۔ میں اب بھی اُس فوج کا سردار ہوں جو تمام دنیا کی فوجوں سے بہادر ہے۔ یعنی یہ وہ فرانسیسی فوجیں ہیں جن کو کبھی شکست نہیں ہوئی۔ میں اُن کو آزادی کا واسطہ دلا کر فرانس کی حفاظت کی نصیحت کروں گا۔ میرے پرچموں پر "خود مختاری" اور "وطن" کے الفاظ لکھے ہوں گے اور میرے پرچموں سے پھر دشمنوں کے دل دہلیں گے۔ فوج کے ایسے سردار جن کو شان و شکوہ اور نام و نمود میری فتوحات کی وجہ سے حاصل ہوا ہے اگر آرام کرنا چاہتے ہیں تو تشریف لے جائیں۔ میں اپنے ادنےٰ افسروں کو اپنے جنرل اور مارشل بنالوں گا۔ اور جس سڑک پر میرے قاصد نہیں جا سکتے ہیں پچاس ہزار فوج کے سامنے کھُل جائے گی۔"

جس وقت شاہنشاہ یہ پُرجوش تقریر کر رہا تھا وہ کمرے میں تیزی سے ٹہلتا جاتا تھا۔ اور یکایک ٹھہر کر وہ کالن کورٹ کی طرف مخاطب ہو کر بولا:۔۔

مارشل نے اور میکڈانلڈ کو لکھ دو کہ ابھی واپس آئیں۔ میں خط و کتابت یا صلح

کی بات چیت نہیں کرتا۔ فرانس کے امن کی خاطر میں نے سلطنت سے دست کش ہونا منظور کیا لیکن مخالفین نے اُس کو نہ مانا اور گستاخی سے انکار کیا اور میں بھی اب اپنی تحریر کو واپس لیتا ہوں۔ میں جنگ کی تیاری کروں گا۔ اور میدان یا تو میرے ہاتھ ہے یا دشمنوں کے ہاتھ ہے اور اُن فرانسیسیوں کا خون جو اب بہنے والا ہے اُن بے ایمانوں کی گردن پر ہوگا جو نمک حرامی سے فرانس کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔"

کالن کورٹ نے بڑے تاسف کے ساتھ نپولین کے اشتعال کا خیال کیا اور اُس کو معلوم ہو گیا کہ اس وقت کسی قسم کی نرم تقریر سے اُس کا غصہ فرو نہ ہوگا۔ لہذا اُس نے آداب بجا لا کر رخصت کی اجازت مانگی۔

شاہنشاہ نے کہا۔ "کالن کورٹ۔ ہم ایک ہیں۔ کچھ دو نہیں۔ ہماری مصائب بہت بڑی ہیں۔ اچھا جاؤ اور کچھ آرام کرو۔ رات میں میری طبیعت بھی ٹھیک ہو جائے گی"

کالن کورٹ بڑے غم کے ساتھ اُٹھ کر اپنے کمرے میں پلنگ پر جا لیٹا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ اگرچہ شاہنشاہ جنگ کو طول دے سکتا تھا تاہم کامیابی محال تھی۔ دشمن کی چھ لاکھ فوج فرانس کے اندر داخل ہو گئی تھی۔ اور بارہ لاکھ سپاہ سے زیادہ فرانس کی سرحدوں پر پڑی اشارہ کی منتظر تھی کہ فرانس میں داخل ہو جائے۔ نئی حکومت اُن سب لوگوں کا خیر مقدم کر رہی تھی جو نپولین سے رُوگردانی کر کے نئی حکومت کے شریک ہوتے جاتے تھے۔ پیرس کی طرف بڑے بڑے لوگوں کا سیلاب عہدے حاصل کرنے کو چلا جا رہا تھا۔ لیکن بایں ہمہ متحدہ بادشاہوں کو نپولین کی طرف سے خطرہ تھا۔ اُن کو معلوم تھا کہ سب جمہور اُس کے طرفدار تھے۔ اور خطرہ تھا کہ سب مل کر کہیں یورش نہ کر بیٹھیں جیسا اس سے پہلے کر کے وہ یوروپ کو حیرت میں ڈال چکے تھے۔ اب فانٹن بلو کی سڑکوں پر غنیم افواج کا قبضہ ہو گیا تھا۔ اور نپولین بالکل محصور ہو چکا تھا۔ اور ایک اشارے پر دو لاکھ دشمن فانٹن بلو کی محافظ چھوٹی سی

جماعت پر حملہ آور ہو سکتی تھی۔ لیکن نپولین کے خوف ناک نام سے اب بھی مخالفین کو خطرہ تھا۔ اور وہ ادب سے ایک معقول فاصلہ پر مقیم تھے۔

صبح کو کالن کورٹ پھر نپولین کے پاس گیا۔ اور اُس خطرے سے اُس کو آگاہ کیا جس نے وہ محصور تھا۔ اور حتے الامکان یہ کوشش کی کہ شاہنشاہ اب جنگ کا ارادہ نہ کرے۔ جس سے خود فرانس اور سپاہ اور شاہنشاہ کو بڑا نقصان پہونچنے والا تھا۔

نپولین نے کہا " کالن کورٹ۔ تم جو خطرے کا بار بار نام لیتے ہو۔ میں اس سے نہیں ڈرتا۔ بے کار زندگی ایک بار ہے۔ میں ایسی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ لیکن ہاں اتنا ضرور کر سکتا ہوں کہ لوگوں کو نئی جنگ میں شریک کرنے کو جو واقعی بڑی دلیری اور تہور کا کام ہے میں اُن کی رائے لے سکتا ہوں۔ اور اگر میرا اور میرے خاندان کا معاملہ فرانس کے ساتھ واحد نہ خیال کیا گیا تو میں ضرور یہ مسئلہ طے کر دوں گا۔ لہٰذا جتنے جنرل اور مارشل اب باقی ہیں اُن کو میرے پاس بلالو اور جو کچھ یہ لوگ رائے دیں گے میں اُسی پر عمل کروں گا "

شکستہ دل اور پریشان سردار فوراً جمع ہوئے۔ نپولین نے کہا " میں نے سلطنت سے دست کشی کی تھی۔ لیکن مخالف چاہتے ہیں کہ میرا خاندان بھی دست کش ہو۔ وہ چاہتے ہیں کہ میں اپنے بیٹے ملکہ اور تمام خاندان کو معزول کر دوں۔ یہ بات تم روا رکھتے ہو؟۔ میرے پاس ابھی ایسے ذریعے موجود ہیں کہ میں اُن صفوں کو کاٹ کر نکل جاؤں جو مجھے حصار کئے ہوئے ہیں۔ میں تمامی فرانس میں جا کر جمہور کو آمادہ کر سکتا ہوں۔ میں کوہستان کو پہونچ کر آگرو۔ سولٹ۔ اور سوجیٹ کی افواج کو اپنے ساتھ لے سکتا ہوں۔ اور پھر لمبارڈی میں پہونچ کر اٹلی میں جا سکتا ہوں۔ جہاں تمہارے ساتھ نئی دولت اور سلطنت قائم کروں گا۔ حتےٰ کہ فرانس مجھے اور تمہیں پھر فرانس میں بلالے گی۔ کیا تم میرا ساتھ دینے کو آمادہ ہو "؟۔

کالن کورٹ کہتا ہے کہ "میں نے شاہنشاہ کی یہ عظیم الشان اور عالی حوصلہ دلوں کو ہلا دینے والا اپیل غور سے سُنا جس کے ذریعے سے اُس نے اپنے پُرانے سرداروں کی بے غیرتی جمیت و غیرت کو متحرک کرنا چاہا۔ لیکن افسوس یہ لوگ سرد مہر ثابت ہوئے اُنھوں نے فرانس کے مقاصد سے مخالفت کی۔ اور کہا "سفنت میں خانہ جنگی ہوگی۔ اور فرانس پر یورش کی مصیبت نازل ہوگی"۔ لیکن اپنے ایسے محسن سردار کے ساتھ جو بیس برس سے فرانس کا مایۂ فخر و ناز تھا۔ کوئی ہمدردی کا لفظ مُنہ سے نہ نکالا"۔

کالن کورٹ کو یہ منظر دیکھنے کی تاب نہ رہی اور بے خود ہو کر اُٹھ جانے کے لئے کھڑا ہوا۔ لیکن شاہنشاہ فوراً اُس کا مطلب سمجھ گیا۔ اور بولا "کالن کورٹ ٹھہرو۔ اور خود جھٹ اُٹھ کر میز پر جا بیٹھا اور کاغذ لے کر جلد حسب ذیل سطور کو لکھ دیا۔

۶۔ اپریل ۱۸۱۴ء

متحدہ بادشاہوں نے یہ اعلان کیا ہے کہ صرف شاہنشاہ نپولین یورپ کے امن کی راہ میں حائل ہے۔ لہذا شاہنشاہ نپولین جو اپنے قول و قسم پر قائم ہے اعلان کرتا اور لکھے دیتا ہے کہ وہ اور اُس کا خاندان اٹلی اور فرانس کے تخت سے دست کش ہوتا ہے۔ اور کوئی ایسی ذاتی جان نثاری حتّٰی کہ اپنی جان بھی شامل کر کے شاہنشاہ کہتا ہے ایسی نہیں کہ فرانس کی عافیت اور بھلائی کے لئے اُس کو منظور نہ ہو"۔

کالن کورٹ کے ہاتھ میں یہ اہم تحریر دے کر جو صلح کی گفتگو کی بنیاد تھی۔ نپولین بڑے استقلال اور فاخرانہ طور سے اپنے جنرلوں کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا "اچھا۔ اب۔ آپ تشریف لے جائیں۔ میں تخلیہ چاہتا ہوں"۔ جب سب چلے گئے اور کالن کورٹ تنہا رہ گیا۔ نپولین نے کہا:۔۔۔ (۱۸۱۴)

"اِن لوگوں میں نہ ہمت ہے۔ نہ ایمان ہے۔ مجھ پر تقدیر نے ایسی فتح پائی جیسی مجھکو میرے ناسپاس افسروں نے ہزیمت دلائی۔ اور یہ بات بڑی بدنما ہے۔ اچھا

اب سب معاملہ طے ہو گیا - اب کالن کورٹ تم بھی جاؤ"

کالن کورٹ کہتا ہے " فان ٹن بلوکے یہ منظر میں کبھی نہ بھولوں گا - فرانس کی سلطنت کے اس شیخ کی دنیا کی تاریخ میں مثال موجود نہیں ہے - جس سے اُس کے سردار کو روحانی صدمہ اور فرانس کے لمحوں اور ایام کی نزع کی سی حالت تھی - اور میں واقعہ لکھتا ہوں کہ شاہنشاہ واقعی جیسا ان ایام میں عظیم الشان ثابت ہوا کبھی ثابت نہ ہوا تھا"

چونکہ پس وپیش اور حیص وبیص کا زمانہ ختم ہو چکا تھا - شاہنشاہ کو بڑی راحت ملی اور اُس کے دل سے ایک بوجھ دور ہو گیا - اور شان وشکوہ اور سلطنت کے لیے کا غم سے اپنے تئیں سبک دوش کر کے وہ تقدیر پر قانع ہو گیا - اور اُس کی طبیعت پر اُس کا ایسا قابو تھا کہ اِس وقت بھی اُس نے شگفتگی اور قناعت کی وضع کو ہاتھ سے جانے نہ دیا - اُس نے کسی کو ملامت نہ کی - ہر شخص سے بڑی نرمی اور مہربانی سے باتیں کرتا تھا - اور اپنی شریفانہ رضا وتسلیم سے اُس نے سب کو حیرت میں ڈال دیا - اور سب اُس کے مداح ہو گئے - اور ایک خانہ دار شہری کی طرح وہ سب سے بے تکلف باتیں کرنے لگا - اور بغاوت اور انقلاب عظیم اور اپنی سلطنت کے متعلق اِس طریقے سے باتیں کرتا تھا کہ گویا یہ واقعات کسی پُرانے زمانے کے تھے - اور اُس کی اپنی ذات سے کوئی تعلق نہ رکھتے تھے -

لیکن متحدہ بادشاہوں نے صرف نپولین کو معزول ہی کرنے پر قناعت نہ کی - جمہور کے دلوں میں نپولین کا تخت اُسی طرح قائم تھا - لہٰذا متحدہ دشمنوں کو اِس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ نپولین کو ایسا بدنام کیا جائے کہ سب کو اُس کی طرف سے نفرت ہو جائے - اور اُس کو خود غرض اور بے رحم شیطان یقین کرنے لگیں - تمامی یورپ کے مطابع اب متحدہ بادشاہوں کے اختیار میں تھے - اور تمامی اقوام میں وہ نپولین پر بدنامی کے ایسے طوفان برپا کر سکتے تھے کہ جن کا جواب

کہ بس دیا جاتا ناممکن تھا۔ اور اِس جُرم میں چیٹو برانڈ کی قلم نے ایسے ایسے زہر اُگلے کہ بس سعلے کو اِنتہا کو پہونچا دیا۔ اُس نے "بوناپارٹ اور بوربون" نام کا رسالہ لکھا۔ اور تاریخ میں اِس سے زیادہ ظالمانہ۔ بے رحم اور مذموم رسالہ پایا نہیں جاتا۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ لیمرٹن سے زیادہ تلخی کے ساتھ اپنی تصنیف میں کسی دوسرے مؤرخ نے نکتہ چینی کے ساتھ نپولین پر اپنی قلم نہیں اُٹھائی ہے۔ لیکن یہی لیمرٹن متذکرہ بالا رسالے کے متعلق لکھتا ہے:۔

"مانشیور چیٹو برانڈ نے نپولین جیسے بڑے شخص کے خلاف اگرچہ اب اقبال اُس سے مُنہ موڑ گیا تھا۔ توہینوں اور بہتانوں کا طوفان باندھنے میں اپنے ذہن اور ایمان سے کام نہ لیا۔ اُس نے شاہنشاہ نپولین کے خلاف اور بوربون خاندان کے موافق نہایت اشد رسالہ تحریر کیا جس میں نپولین کے نام کو زمانے کے خون اور نعش گھر میں دم گھسیٹا۔ اور شاہنشاہ نپولین کے عہدِ سلطنت کے متعلق اُس نے اپنے تئیں وجلاّد ثابت کیا جو خونیوں کے گلے میں رسّی کا پھندا ڈالا کرتا ہے۔ لیکن یہ چیٹو برانڈ وہی چیٹو برانڈ ہے جس نے اِس سے پہلے نپولین کی ایسی تعریفیں کی تھیں کہ اُس کو انجیل مقدس کے سُوروماؤں سے تشبیہہ دی تھی۔ ڈیوک ڈی انگھین کے قتل کے بعد سے چیٹو برانڈ نے اپنا طریقۂ ستائش بدلا۔ اور شاہنشاہ سے نفرت شروع کی اور بڑی احتیاط سے اُس کی مخالفت خُفیہ طور سے شروع کی۔ اور اپنے تئیں مظلوم اور ستم رسیدہ کہا۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ جو کچھ اُس پر ستم اور ظلم ہوا وہ یہی تھا کہ شاہنشاہ نے برابر اُس پر عنایتوں کا مینہہ برسایا ہے۔ اور چیٹو برانڈ نے ہمیشہ اِس عنایت کے صلے میں شاہنشاہ سے اپنی مخفی نفرت کا ثبوت دیا ہے۔

"خیر یہ باتیں کچھ ہی ہوں چیٹو برانڈ پہلے تو اپنے اِس رسالے کو غیر مطبوع حالت میں کئی ماہ تک ساتھ لئے پھرا۔ اور اِس رسالے کو اُس نے ایک تلوار

کی طرح نپولین پر آخری وار کی غرض سے استعمال کیا۔ یہ رسالہ آخر کار چھاپا گیا لیکن
رات میں چھاپا گیا اور اُس کے اجزا متفرق حالت سے اخبارات کو دیے گئے اور
صبح کو پیرس میں اِس کا طوفان آگیا اور بہت ہی تھوڑے عرصے میں اِس رسالے کا
مضمون جو شاہنشاہ اور اُس کی سلطنت کے متعلق بہتانوں سے لبریز تھا۔ سارے
فرانس میں شائع ہوگیا۔ اُس کو ظالم اور سفّاک لکھا تھا اور وہ کون سی ایسی مذموم بات
تھی جو اُس کے خلاف نہ لکھی گئی تھی اور کہا گیا تھا کہ وہ خود گلوں میں پھانسیاں ڈالتا اور
مسرور ہوتا ہے۔ اور لکھا تھا کہ فان ٹن بلو میں اُس نے پوپ پائس ہفتم کے ایمان کو عذاب
میں ڈال دیا۔ اور اُس کے سفید بال پکڑ کر اُس کو قید خانے کے سنگین فرش پر گھسیٹا
اور پوپ کو نونبڑھے تاج دار کی خوشامد سے اُسی طرح ذلت نصیب ہوئی جس طرح
مقابلہ کرنے سے ہزیمت اُٹھانا پڑی تھی۔

" مانشیور جیٹو براںڈ نے بے وجود اور بے اصل محبس اور زندانوں کا اپنی اُنگلی سے
اشارہ کر کے بتلایا کہ کیسے کیسے مظالم بے گناہوں پر نپولین نے کیے اُن کو کیسی کیسی اذیتیں
پہونچائیں اور مخفی طور سے اُن کو قتل کر دیا۔ جیٹو براںڈ نے کیسے کیسے اور کون کون سے
گڑے مُردے نہ اُکھیڑے۔ بچگرو کے واقعہ سے لے کر جافہ (یافہ) کے طاعونی
اسپتال تک کا تذکرہ کیا اور وہ وہ الزامات۔ شبہات اور جرائم نپولین سے
منسوب کیے جو اب کسی کو یاد بھی نہ رہے تھے۔ یہ رسالہ کیا تھا گویا وکیلِ سرکارِ اجلاس
میں کھڑا ہوا زمانے کے مجرم نپولین اور آزادی اور رحم دلی کے خلاف عدالت کے
سامنے بحث و تقریر کر رہا تھا۔ جیٹو براںڈ نے نپولین پر طمع اور غبن کے ایسے ایسے
دنی اور دل میں گھاؤ کر دینے والے جھوٹے الزام لگائے جن سے کمینوں اور بد طینتوں
کے دلوں میں نپولین کی طرف سے گھِن پیدا ہوگئی۔ چوری۔ بزدلی۔ ظلم و سفاکی۔
خوں ریزی۔ زہر خورانی۔ وغیرہ وغیرہ کے بہتان لگا کر نپولین کی نورانی شمعِ شہرت کو

شیٹو برانڈ نے گُل کر دینا چاہا۔ یہ رسالہ کئی دن میں ایک ایک ورق کر کے مخلوق میں تقسیم ہوا اور چونکہ اُس کا کوئی جواب نہ دیا جاتا تھا اِن رقعوں کا اور بھی زیادہ سخت اثر ہوتا تھا۔

"مانشیور چیٹو برانڈ نے یہ رسالہ لکھ کر نپولین کے چلن پر الزام تو لگائے اور لوگوں کی بد طینتی کو غذا بھی پہونچائی اور فریق شاہی کے سامنے اپنی سُرخ روئی بھی حاصل کی لیکن جُرم بھی اِتنا بڑا کیا ہے کہ تاریخ نگار کسی طرح اُس کو معاف نہیں کر سکتے۔ کیونکہ نپولین کے دَورِ سلطنت کو زہر آلود خنجروں کی مار سے کسی کی ہستی نہیں کہ فنا اور فراموش کرا سکے۔ یہ سچ ہے کہ مُقتضائے وقت سے چیٹو برانڈ کے اِس مجرمانہ فعل کی اُس وقت خوب واہ واہ ہوئی۔ لیکن اِس کا مآل آخر کیا ہوا؟ بہت جلد وہ زمانہ آ گیا کہ ایمان و انصاف سے کام لیا گیا اور چیٹو برانڈ کی وہ وہ تردیدیں کی گئیں کہ دندان شکن ہیں۔ جب چیٹو برانڈ بوربون بادشاہ لوئی ہیجدہم کے حضور میں اس رسالے کا صلہ حاصل کرنے کو حاضر ہوا تو لوئی ہیجدہم نے اُس سے کہا "**تمھاری کتاب میرے حق میں ایک پوری فوج کی قیمت رکھتی ہے**"۔

یہی بُہتان برطانیہ میں رسالوں اور اخباروں کے ذریعے سے برگ ہائے خزاں دیدہ کی طرح بے انتہا کثرت سے مُنتشر کئے گئے۔ ٹوری فریق کے لوگ برطانیہ میں اور متحد بادشاہ براعظم یورپ میں اور بوربون فرانس میں شادان و فرحاں تھے۔ نپولین ساکت۔ اسیر اور مغلوب کر دیا گیا تھا۔ اور اُس کے دشمنوں کے شور و غُل کے نقار خانے میں اُس کے حامیوں کی طوطی صفت آواز کوئی نہ سُنتا تھا۔ اور اب بھی یہ حال ہے کہ اگر نپولین کی حمایت میں کوئی کُچھ کہنا چاہے تو ملامت کا طوفان اُس پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ دنیا کے جمہور اُس سے محبت کرتے ہیں۔ لیکن مُلکی اثر کلب بے انتہا زور اُس کی یاد پر اب بھی حملہ کرتا ہے۔ (۴۰۰)

ایک انگریزی مورخ جس کا نام - ڈبلو - ایچ - آیر لینڈ - اسکوایر ہے - تحریر کرتا ہے -
ذرا ذرا سی بات کا جو نپولین کے خلاف بیان ہوتی تھی بتنگڑ بنا لیا جاتا تھا - کوئی امر جو
نپولین کی مخالفت میں پیش ہوتا انگریزی قوم قطعی سچ مان لیتی تھی - اور اس کے خلاف
کوئی واقعہ جو نپولین کی موافقت میں بیان ہوتا فرانسیسیوں کی خوشامد اور مداحی پر محمول
کیا جاتا تھا - اور برسوں تک یہ حال رہا کہ مطبع سے جو اشاعت ہوتی تھی چاہے وہ
فرانسیسی معاملات سے کتنی ہی غیر متعلق کیوں نہ ہو لیکن یہ ممکن نہ تھا کہ اُس میں نپولین
کو بدنام کرنے کا کوئی نہ کوئی ناقص پہلو نہ نکال لیا جاتا ہو - پھر اس کے سوا - وعظ میں -
مجالس دربار میں - عدالتوں میں - اور تماشہ گھروں میں بھی یہی حال تھا - اور بس اسی قدر
نہ تھا - نپولین کو "ہوّا" قرار دے کر بچے ڈرائے جاتے تھے - اور جیسا دستور ہے کہ بچوں
سے عورتیں کہتی ہیں کہ "دیکھو اگر شرارت کرو گے" **تو تم کو بُڈھا لے جائے گا** اسی
طرح بچوں کو ڈرایا جاتا تھا کہ "**ارے بونا پارٹ آتا ہے**" اور ہم برطانیہ کے ہر جوان سے
دعوے کے ساتھ پوچھتے ہیں جس کی عمر ابھی تیس برس کے اندر ہے کہ کیوں بھئی تمہارے بچپن میں
یہی بات تھی کہ نہیں کہ تم نپولین کے نام سے اسی طرح ڈرائے جاتے تھے جس طرح ہوّے سے ڈراتے ہیں
یہاں تک متحدہ بادشاہوں نے خوب من مانتی باتیں کیں - انھیں نے الزام لگائے -
استغاثے کیے - وہی وکیل بنے - انھیں نے بیٹھ کر مقدمہ کی سماعت کی - انھیں نے جج کی طرح
مقدمے کا فیصلہ کیا - اور انھیں نے جلادی کی خدمت کو انجام دیا - انھیں نے تجویز مقدمہ
پر رپورٹ دی اور خود ہی نپولین کی سوانح عمری لکھی - لیکن اب تیس برس گزر جانے کے
بعد ان ویلڈس کے مقبرے سے مرحوم نپولین کی رُوح نکلی اور نئی
نسل کے سامنے اپیل پیش کر کے اپنے مقدمے کا فیصلہ چاہا - پس انصاف و صداقت
کے حامی استقلال اور ثبات سے اسی بات پر مُصر ہیں کہ ہاں نپولین کو ایسا اپیل پیش کرنے کا
ضرور حق حاصل ہے - اور اُس کے معاملے پر نظر ثانی ضرور ہونی چاہیے -

(۸۰۴ء)

باب ۶۲ شصت و دوم

جزیرۂ ایلبا کو نپولین کا جانا

متحدہ بادشاہوں میں باہم مشورے - اسکندر کی فیاضی - نپولین کا اپنی دست کشی کی تحریر کو واپس مانگنا - صلح - انگریزی گورنمنٹ کا ناشائستہ چال چلن - کالن کورٹ اور نپولین میں ملاقات - نپولین کا بیمار ہو جانا - اینٹو مارچی ( ) کی شہادت - سیکڈ انلاٹ سے رخصت ہونا - فان ٹن بلو چھوڑنے پر نپولین کی بیتابی برتھیر کی رخصت - گارڈ کا ایک بکتر پوش - میریا لوئیا کی حالت - بکاسٹ سے گفتگو - شاہنشاہ کا رنج - نپولین کا کالن کورٹ سے رخصت ہونا - اپنے افسروں سے عالی حوصلہ خطاب - اولڈ گارڈ سے پُر اثر وداع - ایلبا کو روانہ ہونا -

---

وہ واقعات جو گزشتہ باب کے آخر میں بیان ہوئے - ۶ - اپریل ۱۸۱۴ء کی شام کو پیش آئے تھے - دوسری صبح کو آفتاب نکلتے ہی بلا شرائط دست کشی کی تحریر لے کر کالن کورٹ پیرس کو پھر روانہ ہوا - دن میں متحدہ بادشاہوں کی کونسل میں یہ مہتم بالشان تحریر پیش کی گئی - نپولین جیسے بڑے شخص کو قطعی برباد کر دینے کے خیال سے اُن کو ہمدردی پیدا ہوئی - اور فان ٹن بلو پر یورش کرنے سے اُنھوں نے اپنی فوجوں کو

روک دیا اور شور و شروع ہوا کہ شاہنشاہ اور اُس کے خاندان کے ساتھ کیا ہونا چاہیے۔
بور بون فریق کے شرکار کی یہ راے تھی کہ شاہنشاہ کو فرانس سے حتی المقدور نہایت دُور بھیج دیا جائے۔ اور اُنھوں نے جزیرۂ سینیٹ ہلینا ( ) کا نام لیا۔ دوسرے لوگوں نے جزیرۂ کرفیو[۱] ( ) اور جزیرۂ کورسیکا کا نام لیا۔ جزیرہ ایلبا کا بھی نام لیا گیا اور اُس کی عمدہ آب و ہوا کی بہت تعریف کی گئی۔ کالن کورٹ نے موقعہ پاکر تقریر شروع کی اور جزیرۂ ایلبا پر زور دیا۔ اِس سے بور بون کو اضطراب ہوا۔ اُن کو خوب معلوم تھا کہ نپولین سے فرانس کے جمہور کو بڑی محبت تھی۔ اور نپولین کے اِتنے قریب بھیجے جانے کے خیال سے وہ کانپ اُٹھے۔ اور سخت اعتراض پیش کیا۔
لیکن اسکندر نے بڑی فیاضی سے کالن کورٹ کی تائید کی۔ اور بڑے مباحثہ کے بعد اسکندر کا اثر غالب پڑا۔ اور یہ طے ہو گیا کہ نپولین کو حینِ حیات جزیرۂ ایلبا کی حکومت دی جائے اور شاہنشاہ کا خطاب اور حقِ ملکیت تسلیم کیا جائے۔
نپولین یہ دیکھ کر جھلا گیا کہ متحدہ بادشاہوں نے اُس سے صلح نہ کی بلکہ اُس کی قسمت کا فیصلہ اپنی مرضی کے موافق کر دیا اور اُس نے فوراً ایک قاصد کالن کورٹ کے پاس روانہ کیا کہ اُس کی تحریر واپس لے لی جائے۔ اور کہا کہ میں مفتوح ہو گیا۔ میں تقدیر پر قانع ہوں اور صرف قیدیوں کا مبادلہ کافی ہوگا۔"
شام کو نپولین نے ایک مُراسلہ اور بھیجا جس میں لکھا تھا "تم نے مجھ سے شرائط صلح کا تذکرہ کیوں کیا تھا۔ مجکو صلح درکار نہیں ہے۔ چونکہ مخالفین مجھ سے صلح نہیں کرتے بلکہ اپنی مرضی کے موافق میری ذات کا فیصلہ کرتے ہیں تو ایسی حالت میں صلح سے کیا فائدہ ہے؟۔ ایسی مکر و فریب کی باتوں سے مجکو رنج ہوتا ہے۔ بس اب اِس کارروائی کو ختم و موقوف کر دو۔"

[۱] کرفیو۔ بحر روم میں افریقہ کے ساحل سے شمال ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ مترجم۔ ۱۲-

پانچ بجے صبح کو نپولین کے ایک اور قاصد نے کالن کورٹ کو جگایا۔ وہ حسب ذیل پیغام لایا تھا:- "میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ میری دست کشی کی تحریر واپس لے آؤ۔ میں کسی صلح نامہ پر دستخط نہ کروں گا۔ اور ہر حالت میں تم کو ممانعت کرتا ہوں کہ روپیہ کے بارے میں کوئی شرائط نہ کرنا۔ اس سے مجھ کو سخت گھن آتی ہے"۔

مختصراً یہ کہ چوبیس گھنٹے کے اندر کالن کورٹ کے پاس پے در پے سات قاصد آئے۔ اور وہ بالکل پریشان ہو گیا۔ وہ دست کشی کی تحریر کونسل میں پیش کر چکا تھا۔ اور نپولین کی منظوری کے لئے شرائط کا مسودہ ہو رہا تھا۔ متحدہ بادشاہوں کو اب قطعی اختیار تھا۔ اور کالن کورٹ بڑے تردد سے کارروائی کو دیکھ رہا تھا۔ اور شاہنشاہ کی بہتری میں ہر صورت سے کوشش کرنے کو آمادہ تھا۔

انھیں حالات میں چند روز گزر گئے اور انجام کار ۱۱ اپریل کو صلح نامہ لکھ کر تیار ہو گیا۔ اُس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ شاہنشاہ نپولین اور ملکہ میریا لوئیا کے خطاب بدستور قائم رہیں۔ اور شاہنشاہ کی ماں۔ بھائی۔ بہنیں۔ بھانجے۔ بھتیجے اور بھانجیاں بھتیجیاں۔ حسب سابق اُس کے خاندان کے شاہزادے اور شاہزادیاں رہیں۔ ایلبا کی حکومت اور اُس کے حقوق مالکانہ نپولین کو دیئے جائیں۔ اور خزانہ فرانس سے سالانہ پچیس لاکھ فرانک اُس کے مصارف کے لئے اُس کو بھیجے جایا کریں۔ پارما۔(۱) (پلے سینٹیا(۲)) اور گواسٹالا(۳) کی ریاست کے حقوق مالکانہ اور حکومت میریا لوئیا کو دی ج

۱؎ پارما۔ شمالی اٹلی کی ایک ریاست ہے رقبہ۔ ۲۷۶۶ میل مربع۔ مترجم۔ ۱۲۔

۲؎ پلے سینٹیا۔ اٹلی کا ایک شہر جو پارما میں ہے۔ اور شہر پارما سے ۳۴ میل کے فصل پر ہے۔ مترجم ۱۲

۳؎ گواسٹالا۔ اٹلی میں دریائے پو اور کروسٹولا دریا کے اتصال پر ایک ضلع۔ رقبہ۔ چالیس میل مربع۔ مترجم۔ ۱۲۔

اور اُس کے بعد یہ سب اُس کے بیٹے کو ترکے میں پہونچے۔ شاہنشاہ کی ماں کو خزانۂ فرانس سے تین لاکھ فرانک سالانہ۔ بادشاہ جوزیف کو مع اُس کی ملکہ کے پانچ لاکھ فرانک۔ بادشاہ لوئی کو دو لاکھ فرانک۔ ہورٹنس اور اُس کے بیٹے کو چار لاکھ فرانک جیروم اور اُس کی ملکہ کو پانچ لاکھ فرانک۔ شاہزادی ایلیزا کو تین لاکھ فرانک۔ اور شاہزادی پالاین کو تین لاکھ فرانک سالانہ دیے جائیں۔ اور ملکہ جوزیفاین کو جو نپولین نے تیس لاکھ فرانک سالانہ دینا مقرر کیا تھا اُس کی مقدار گھٹاکر دس لاکھ فرانک سالانہ کردی جائے۔ اور اِن تمامی شاہزادوں اور شاہزادیوں کا خانگی مال و اسباب بدستور اُن کے قبضے میں رہے۔ اور فرانس میں چند ریاستیں اِس غرض سے علیحدہ نامزد کردی گئیں کہ اُن کی آمدنی سے متذکرۂ بالا رقمیں سالانہ ادا ہوتی رہیں۔ اور نپولین کی تمامی جائداد خواہ وہ خانگی ہو یا غیر معمولی ہو ضبط کرلی جائے۔ (۱۸۱۴ء)

شاہی گارڈ کے لئے یہ تجویز ہوا کہ اُس میں سے بارہ پندرہ سو جوان نپولین کے ہمراہ اردلی میں اُس مقام تک جائیں جہاں وہ ایلبا جانے کو جہاز میں سوار ہو اور چارسو جوانوں کا نپولین کو باڈی گارڈ دیا جائے۔ اور اِن جوانوں کا جی چاہے تو اُس کے ہمراہ ایلبا کو چلے جائیں۔ اس صلح نامہ کی تصدیق اور دستخطوں کی تکمیل کے واسطے دو دن کی میعاد مقرر کی گئی۔

لیکن اِس ہنگام میں مغلوب شاہنشاہ کے ساتھ جس طرح انگلستان نے بے رحمی کا برتاؤ کیا اُس کی نظیر اقوام کی تاریخ میں ناپید ہے۔ اور ہم کو سخت تعجب ہے کہ جب یوروپ کے تمامی بادشاہوں نے بلا استثنا فرانسیسی جمہور کے فعل کو جائز قرار دے کر نپولین کے خطاب شاہنشاہی کو تسلیم کرلینے میں پس و پیش نہ کیا تو ایسی حالت میں بھی انگلستان اپنے پُر توہین اعلان پر جما رہا کہ فرانسیسی قوم باغی اور نپولین غاصب تھا۔ اور ایلبا جیسے ذلیل جزیرہ کی حکومت دیئے جانے پر بھی

انگلستان نے بڑی شکایت کی اور اگر اس وقت کانفرنس میں انگلستان کے کمشنر موجود ہوتے تو اسکندر کی فیاضی بھی نپولین کو قید اور توہین سے نہ بچا سکتی۔[1]

سر والٹر اسکاٹ لکھتے ہیں:- "ایک سلطنت ایسی تھی جس کے سفیروں نے اس صلح نامہ سے عائد ہونے والی مصائب کو اپنی پیش بینی اور دُور اندیشی سے دیکھ لیا تھا اور ان آنے والی مصائب کے خلاف بڑی بڑی تقریریں کیں۔ لیکن صلح نامہ تو ہو ہی چکا تھا اور صلح نامہ کے معاملات طے ہو کر جو لارڈ کاسل رے کے سامنے طے ہوئے تھے پیرس میں بھیج دیئے گئے۔ لیکن چونکہ شاہنشاہ روس کی کوشش کا ان میں زیادہ حصہ تھا۔ انگلستانی وزیر نے اُس پر کوئی اعتراض کرنا مناسب خیال نہ کیا۔ جہاں تک مالی معاملات اور زر سالانہ سے تعلق تھا اُس نے صلح نامہ پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ **لیکن اُس نے اپنی گورنمنٹ انگلستان کی طرف سے نپولین کے خطاب شاہنشاہ کو تسلیم نہ کیا جس کو صلح نامہ نے جائز قرار دے دیا تھا۔** تاہم تمامی اعتراضوں سے قطع نظر کر کے جو فان ٹن بلو کے صلح نامہ پر عائد ہوتے ہیں ہم کو یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ متحدہ بادشاہوں نے اس بات میں بھی ایک حکمت تصور کی تھی کہ کسی قسم کی شرائط پر انھوں نے صلح کر لی اور نپولین کو مایوس او

[1] صلح نامہ پر لارڈ کاسل رے کے دو اعتراض تھے۔ ایک تو یہ تھا کہ اس صلح نام
کے ذریعے سے نپولین کے لئے شاہنشاہ کا خطاب تسلیم کر لیا گیا۔ جس کو انگلستان نے کبھی با
واسطہ یا بالواسطہ تسلیم نہیں کیا تھا۔ دوسرے نپولین کو ایسے مقام کی خود مختار ا
حکومت دی گئی اور رہنے کی اجازت ہوئی جو اٹلی سے نہایت قریب اور فرانس سے
ہی روز کی مسافت پر واقع تھا۔ درآں حالیکہ اٹلی اور فرانس دونوں میں بغاو
و انقلاب کے شعلے جن کو ایک آتش فشاں پہاڑ کہنا چاہیے ہنوز بھڑک رہے
(ایلیسن)

تنگ کر کے اِس بات پر مجبور نہ کیا کہ وہ جنگ پر پھر آمادہ ہو جاتا اور اُس کے مارشل غیرت و حمیت سے اُس کے شریک ہو جاتے۔"

نہایت مغموم حالت سے خان مُن بلو کا صلح نامہ لے کر کالن کورٹ ۱۱- اپریل کو روانہ ہوا- شاہنشاہ کی دست کشی کی تحریر واپس نہ لینے سے اُس نے شاہنشاہ کی عدول حکمی کی تھی- اور سخت پریشانی کی حالت میں جس سے کالن کورٹ گھرا ہوا تھا- اُس نے اپنی سمجھ کے موافق کام کیا تھا-

جب کالن کورٹ شاہنشاہ کے کمرے میں داخل ہوا تو شاہنشاہ نے اُس کو تیز نگاہ سے دیکھ کر پوچھا" کیوں کالن کورٹ- تم میری دست کشی کی تحریر واپس لے آئے"؟ کالن کورٹ نے جواب دیا" جہاں پناہ پہلے میری عرض کو سُن لیں اور بعد کو ملامت کریں جس کا میں مستحق نہیں ہوں- میری طاقت میں یہ بات نہ رہی تھی کہ آپ کی تحریر کو واپس لے سکتا- میری پہلی احتیاط پیرس پہونچنے پر یہی تھی کہ متحدہ بادشاہوں کو میں نے اُس تحریر کی اطلاع دے دی تاکہ جنگ اور مخالفانہ کارروائیاں ختم ہو جائیں اور اُس نے صلح نامہ کی بُنیادی کارروائی کا کام دیا- اور جہاں پناہ کی دست کشی اخباروں میں مشتہر اور شائع ہو گئی"

نپولین نے کہا" لیکن مجھے اِس سے کیا کہ وہ مشتہر کر دی گئی- اور وہ اخباروں میں شائع کر دی گئی- اگر مجھکو اِن شرائط پر صلح کرنا منظور ہی نہ ہو- میں صلح نامے پر دستخط نہیں کرتا- میں صلح نامہ نہیں چاہتا"

یہ غم ناک مباحثہ بہت دیر تک ہوتا رہا- اور آخر میں کالن کورٹ نے صلح نامے کو میز پر رکھ کر جانے کی اجازت چاہی- کالن کورٹ کا بیان ہے کہ" میں کسی طرح شاہنشاہ کو اِس بات کی ترغیب نہ دے سکا کہ وہ تمامی صلح نامے کو پڑھ لیتا- اور میں آخرکار اپنے قیام گاہ کو واپس چلا آیا- مجھے آرام کی حاجت تھی- میں تھک کر بے جان

ہو گیا تھا۔ اور مجھ کو مایوسی نے گھیر لیا۔ لیکن مجھے پھر اس نامدار اور عظیم الشان مظلوم کا خیال آیا! اور خدا نے مجھ میں پھر عزم و ثبات پیدا کر دیا کہ اُس کی مصائب کی تلخی کو کم کر دوں۔"

شام کو کالن کورٹ پھر شاہنشاہ کے کمرے میں حاضر ہوا۔ شاہنشاہ حد درجہ شکستہ خاطر تھا۔ اور اپنے غم کے بوجھ سے پریشان ہو گیا تھا۔ اُس کا محبوب فرانس بوربوں کے حوالہ کر دیا گیا تھا۔ اور یورپ کی آزاد حکومت کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ اُس کے سب جاں نثاروں کا اُس کے ساتھ فیصلہ ہو گیا تھا۔ اور تمامی دنیا کی آزادی کے چاند کو سیاہ گہن نے دبا لیا تھا۔ اور نپولین کو لجۂ حیرت سے جس میں وہ غرق ہو گیا تھا نکالنا دشوار تھا۔

کالن کورٹ کا روحانی صدمہ سے خود بُرا حال ہو گیا تھا۔ کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اگر نپولین نے صلح نامے پر دستخط نہ کئے اور انکار کر دیا تو موجودہ مصائب سے بھی زیادہ مصائب سے اُس کو مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اور معزول نپولین کے مفید یہ جو کچھ بھی ذرا سا ہوا تھا اُسی کے حاصل کرنے میں کالن کورٹ کو نہایت جاں فشانی کرنا پڑی تھی صلح نامہ پر دستخطوں کی میعاد میں اب صرف چند ہی گھنٹے اور باقی تھے۔ اور ان گھنٹوں کے گزر جانے پر نپولین پھر مخالفین کے بس میں ہو جانے کو تھا اور پھر خدا معلوم وہ اپنے اسیر سے کیا سلوک کرتے۔

(صـ ۴۸۲) کالن کورٹ نے نہایت پُر درد لہجے سے کہا "جہاں پناہ۔ میں آپ کو آپ کی شان و شوکت کا واسطہ دیتا ہوں کہ جو کچھ فیصلہ کرنا ہو جلد کیجئے۔ حالات ایسے نہیں کہ حیص و بیص میں وقت گزارا جائے۔ جہاں پناہ! میں روحانی تکلیف کا حال عرض کرنا محال سمجھتا ہوں۔ اور جہاں پناہ انصاف فرمائیں کہ جب کالن کورٹ جیسا جہاں کا جاں نثار اور باوفا دوست دو زانو ہو کر یہ التجا کرتا ہے کہ جہاں پناہ اپنی موجودہ دشوار حالت کا اندازہ فرمائیں اور اپنے معروضہ میں وہ جہاں پناہ سے یوں؟

کرتا ہے۔ تو آخر کچھ تو اس کی وجہ ہے جو بے حد مہتم بالشان ہے۔"

شاہنشاہ نے بیمار کی طرح اپنی آنکھوں کو اوپر اُٹھایا اور بڑی حسرت سے کالن کورٹ کو دیکھا اور آخرکار مغموم لہجے سے کہا۔ "کالن کورٹ آخر تمھارا کیا منشا ہے تم مجھ سے کیا کرانا چاہتے ہو" پھر کھڑے ہو کر آہستہ آہستہ کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اور اُس کے بعد کالن کورٹ کی طرف مخاطب ہو کر بولا "اچھا بس اب ختم ہونا چاہئے میرے دل پر بھی اثر ہوتا ہے۔ میں نے مصمم ارادہ کرلیا۔ اچھا کالن کورٹ۔ کل" رات بہت آچکی تھی۔ کالن کورٹ نے شاہنشاہ کی جلتی ہوئی پیشانی کو اپنے ہاتھوں سے دبایا۔ اور رخصت ہوا۔ آدھی رات کو یکایک ایک افسر نے کالن کورٹ کو اطلاع دی کہ شاہنشاہ سخت بیمار ہو گیا ہے۔ یاد ہو گا کہ ڈریسڈن کی جنگ کے بعد نپولین دردِ معدہ اور امعاسے سخت بیمار ہو گیا تھا۔ اس مرتبہ بھی بے خوابی۔ ماندگی اور انتہائے غم سے ظاہرا وہی دَورہ پھر پڑا اور ظاہر ہے کہ یہ دَورہ اُسی بیماری کا مقدمہ اور پیش خیمہ تھا جس نے اسیری۔ اندوہ۔ اور تو مہینوں کے دَوران میں نپولین کے بدن میں گھر کرلیا اور اُس کو بے وقت گور میں پہونچا دیا۔ درد کی شدت سے شاہنشاہ اپنے پلنگ پر پڑا ہوا تڑپ رہا تھا۔ اور درد کی تکلیف سے اُس کی پیشانی پر عرق آگیا تھا۔ بال چہرے پر اُلجھے ہوئے پریشان پڑے تھے آنکھوں میں آب اور رونق نہ رہی تھی۔ اور اپنے مُنہ میں اپنا رُومال رکھ لیا تھا۔ کہ چیخیں باہر نہ نکلیں۔ اُس کو معلوم ہو رہا تھا کہ جان کنی کی حالت تھی۔ اور رُوح اب قریب پرواز کے تھی۔ اور دُنیا سے بے زار اب وہ موت سے خوش بھی تھا۔

کالن کورٹ کو دیکھ کر بولا۔

" کالن کورٹ۔ میں رخصت ہوتا ہوں۔ ملکہ اور بچے کو تمھارے سپرد کرتا ہوں میری یاد اور میری آبرو کی حفاظت کرنا۔ اور اب یادہ زندگی کا بار مجھ سے نہیں اُٹھتا۔"

شاہنشاہ کے طبیب آنٹی مارکی ( ) نے اُس وقت تھوڑی سی چاے کے سوا شاہنشاہ کو اور کوئی دوا نہ پلائی۔ اور رفتہ رفتہ معدے کا درد کم ہونا شروع ہوا اور اعضا میں نرمی آئی اور پھر درد بالکل جاتا رہا۔

کالن کورٹ کہتا ہے کہ "شمع کی روشنی زرد اور اُداس تھی اور اُس کمرے کے اندر کے حالات جس میں شاہنشاہ تکلیف سے مر رہا تھا کسی طرح بیان نہیں ہو سکتے ہم سب کو خاموشی سے گویا سکتہ سا ہو گیا تھا اور اگر کچھ آواز آتی بھی تھی تو وہ ہماری سسکیوں کی تھی۔ اِس وقت بادشاہ کی جان بچانے میں ہر ایک ہر طرح سے حاضر تھا۔ جان دینے میں بھی عذر نہ تھا۔ اِس لئے کہ اپنی خانگی زندگی میں شاہنشاہ بڑا ہی بے مثل شریف آدمی تھا۔ اور مُلازمین کے ساتھ بے حد و بے اِنتہا درگذر اور رعایت کرتا تھا اور اب جو جو شاہنشاہ کے خادم اُس کی وفات کے بعد زندہ باقی رہ گئے ہیں اُس کو یاد کر کے اکثر بہت رویا کرتے ہیں۔"

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اِس موقعہ پر نپولین نے خودکشی کا ارادہ کیا تھا لیکن اِس اِلزام کا کوئی کافی ثبوت نہیں ہے۔ ہاں اِس میں شبہہ نہیں کہ اِس ہنگام میں جب کہ اُس کے بڑے بڑے رفیقوں نے اُس کو دھوکا دیا اور اُس کو چھوڑ دیا اور جن باتوں سے نپولین کو بے اندازہ صدمہ اور رنج پہونچا اُس کا ضروری نتیجہ تھا کہ موت آجاتی تو بہتر تھا۔ اور نپولین ہی پر کیا منحصر ہے۔ جس شخص پر ایسے سخت مصائب کی گھٹا چھاتی وہ ضرور جان سے بیزار ہو جاتا۔ بے اِنتہا درد کی وجہ سے نپولین کا لمبی لمبی سانسیں لینا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ رُوح نکلی جاتی تھی خودکشی کے اِرادے سے منسوب کیا گیا ہے۔ لیکن بیماری کی وضع۔ اور دوا کی قسم یعنی صرف گرم چاے۔ شاہنشاہ کا فوراً صحت یاب ہونا اور بیماری سے پہلے اور صحت کے بعد کے حالات اور طرزِ عمل۔ اِن سب

نظر کر کے غیر طرف دار اور منصف مزاج مؤرخین نے اِس جھوٹے اِلزام سے شاہنشاہ کو بری کیا ہے۔

نپولین تو ایسا عالی ہمت اور بلند خیال شخص تھا کہ وہ خودکشی کی ہمیشہ مذمت کیا کرتا تھا۔ اور اُس کو بزدلی اور دنارت سے منسوب کرتا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا "بعض اوقات عشق و محبت کی وجہ سے لوگ خودکشی کر لیتے ہیں۔ یہ بڑی حماقت ہے۔ بعض وقت دولت و مناصب کے جاتے رہنے پر لوگ جان پر کھیل جاتے ہیں۔ یہ بزدلی ہے۔ بعض لوگ اپنی ذِلّت اور رُسوائی کی وجہ سے اپنے تئیں ہلاک کر لیتے ہیں۔ یہ بوداپن ہے۔ لیکن سچی بہادری تو اِس میں ہے کہ سلطنت جاتی رہے اور معاصرین توہین کریں لیکن خودکشی نہ کی جائے۔ اور اِن تمامی بلاؤں کا مردمی سے مقابلہ کیا جائے"

شاہنشاہ تھوڑی دیر کو اُسی طرح بے خبر ہو گیا جس طرح سخت تکلیف کی ماندگی کے بعد سو جاتے ہیں۔ اور جب تھوڑے عرصے کے بعد جاگا تو آفتاب نکل چکا تھا

ڈاکٹر آنٹن مارچی (نپولین کے آخر زمانۂ زندگی میں ڈیڑھ برس تک اُس کے ہمراہ سینٹ ہلینا میں رہا تھا اور یہ ڈاکٹر نہایت قطعی طور سے خودکشی کے خیال کی تردید میں حسب ذیل لکھتا ہے:۔

"شاہنشاہ نپولین۔ نہایت خوش خلق۔ مہربان۔ کسی قدر جلد باز۔ لیکن با انصاف شاہنشاہ تھا۔ وہ ایسے ایسے اشخاص کے بہادرانہ افعال اور اعلیٰ خدمات کے بھی جن سے وہ ناراض ہو چکا تھا بڑی آب و تاب سے تذکرے کیا کرتا تھا۔ اُس نے ایسی طبیعت ہی نہ پائی تھی کہ قبیح جذباتِ انسانی کا اُس تک گذر ہوتا۔ اور وہ بڑی دلیری اور ثابت قدمی سے معاملاتِ تقدیر کو برداشت کرتا تھا۔ اُس کو اپنی زندگی کے واقعات بیان کرنے کا شوق تھا جن میں سے خفیف واقعات کی ذرا ذرا سی تفصیل کو فروگذاشت نہ کرتا تھا۔ اور اب اِس زمانہ میں جب کہ وہ سینٹ ہلینا میں تھا اور وہ بیمار تھا اور میں اُس کا مُعالج تھا اور اُس کو میری ذات پر ہر طرح سے اعتماد تھا

اور اُس کی نورانی شعاعیں دریچے سے ہو کر کمرے میں آ رہی تھیں۔ مسہری کے پردے الٹ کر وہ مسہری میں بیٹھ گیا- اور خاموشی سے نورانی صبح کا تماشہ دیکھنے لگا- فان تن بلو کے درختوں اور پودوں میں کونپلیں اور شگوفے کھل رہے تھے- اور فکر و تردّد سے آزاد طائرانِ خوش الحان نواسنجیاں کر رہے تھے- ذرا سی خاموشی کے بعد شاہنشاہ کالن کورٹ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا-

" خدا کی یہی مرضی تھی کہ میں زندہ رہوں- لہذا نہ مر سکا"-

کالن کورٹ نے جواب دیا- "جہاں پناہ! آپ کے نورِ چشم اور فرانس نے جس میں جہاں پناہ کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا- آپ پر فرض کر دیا ہے کہ مصیبت کو برداشت کریں"۔ نپولین نے بے تاب ہو کر کہا- " میرا نورِ چشم- میرا نورِ چشم- ہائے کیسا ہولناک ترکہ اُس کے لئے میں چھوڑتا ہوں- وہ بچہ جو بادشاہ پیدا ہوا اور آج اُس کے پاس کوئی ملک نہیں- ہائے ستم- مجھے موت کیوں نہ آگئی- تخت کا ہاتھ سے نکل جانا وہ نقصان ہے جو میری رُوح کو چھیدے ڈالتا ہے- انقلابِ دولت سے بھی بڑھ کر کوئی سخت شے موجود ہے- کالن کورٹ تم جانتے ہو کہ وہ کیا شے ہے؟" وہ ناشکری ہے جو آدمیوں نے میرے ساتھ کی"- میں زندگی سے عاری آگیا ہوں- موت راحت ہے

تو قیاس میں نہیں آتا کہ اقدامِ خودکشی جیسے بڑے واقعہ کو وہ مجھ سے چھپاتا- اور اگر اُس نے زہر وغیرہ جیسی چیز کھائی ہوتی تو بعد کو اُس کے نہایت ناقص نتیجے اور اثر باقی رہتے- نپولین کے اُس زمانے کی حالت کے خیال سے جب کہ اُس کی بابت خودکشی کے ارادہ اور تیاریوں کا تصور کیا جاتا ہے تاریخ نگاروں کے تخیلہ میں عجیب عجیب خیال پیدا ہوتے ہوں گے لیکن یہ خیالات تاریخ نگاروں کے خیال ہی تک محدود ہیں جو مسرّت کے ساتھ خودکشی کے ارادے کا حوالہ دیتے ہیں- ورنہ دراصل اِس بات کا کہیں اور وجود نہیں ہے"۔

پچھلے بیس سال میں جو جو سختیاں میں نے برداشت کی ہیں قیاس سے باہر ہیں"

اب گھڑی میں پانچ بجے۔ صاف و شفاف دھوپ اس موسم بہار کی صبح کی پردوں سے چھن چھن کر نپولین کے خوش نما چہرے پر پڑتی تھی اور نہایت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ اپنے ہاتھ سے اپنی پیشانی پکڑ کر نپولین نے کہا:۔

"کالن کورٹ۔ ان پچھلے ایام میں کچھ ایسے لمحے تھے کہ مجھے خیال ہوتا تھا کہ مجھے جنون ہو گیا ہے۔ کیونکہ مجھے یہاں سخت گرمی محسوس ہوتی تھی۔ اور آدمی کی خرابی کی سب سے آخری حالت جنون ہے۔ یعنی آدمی انسانیت سے قطعی خارج ہو جاتا ہے۔ اور اس سے ہزار دفعہ مرنا بہتر ہے۔ اب چونکہ میں زندہ رہنے پر مجبور ہوں لہذا زندگی کی تمامی مصائب بھی برداشت کرنے پر آمادہ ہوں۔ کوئی پروا کی بات نہیں میں انھیں برداشت کروں گا"

پھر ذرا دیر گہرے خیال میں ڈوبے رہنے کے بعد اُس نے زور دے کر کہا:۔

"آج صلح نامہ پر میں دستخط کر دوں گا۔ اب میں اچھا ہوں۔ دوست اب تم جاؤ اور آرام کرو"

کالن کورٹ چلا آیا۔ نپولین نے فوراً اُٹھ کر کپڑے پہنے۔ اور دس بجے کالن کورٹ کو بلایا اور نہایت اطمینان اور خاطر جمع سے صلح نامہ کی شرائط کے متعلق اُسی طرح باتیں کرنے لگا جیسے کسی معمولی معاملے کے بارے میں باتیں کیا کرتے ہیں اُس نے کہا "تنخواہ اور زر سالانہ کے متعلق جو فقرے ہیں ان سے میری بڑی توہین ہوتی ہے۔ یہ تو کٹ جانا چاہیے۔ میری حیثیت اب ایک سپاہی کی حیثیت سے زیادہ نہیں ہے۔ اور مجھ کو تو اب ایک سکہ لوئی[1] یومیہ کافی ہے"

---

[1] "لوئی ڈور" ایک قدیم فرانسیسی طلائی سکہ جو قیمت میں بیس فرانک کا ہوتا ہے۔ اور فرانک دس پینس کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے ایک سکہ "لوئی" سولہ شلنگ چھ پینس یعنی تقریباً دس روپیہ آٹھ آنے کا ہوا۔ مترجم ۱۲۔

کالن کورٹ کو شاہنشاہ کی شرافتِ طبیعت پر حیرت ہوگئی۔ لیکن اُس نے کہا "جہاں پناہ! یہ شرائط اور فقرے علٰحدہ ہونا نہ چاہئیں۔ کیوں کہ جہاں پناہ کے ملازمین اور متوسلین کا آخر کس طرح گذر ہوگا"

نپولین نے اِس خیال کو تسلیم کر لینے کے بعد کہا:۔

"اچھا۔ جلدی سے سب معاملہ کی تکمیل کرلو۔ اور صُلح نامہ متحدہ بادشاہوں کے ہاتھ میں دے کر میری طرف سے کہو۔ کہ میں اُن سے یعنی اپنے فاتح دشمنوں سے مُعاہدہ کرتا ہوں۔ لیکن فرانس کی موجودہ عارضی گورنمنٹ سے نہیں کرتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اِس میں مختلف فریقوں کے نمک حرام لوگ جمع ہیں"

نپولین نے اپنے دوسرے دونوں وکلا یعنی "میکڈانلڈ" اور "نے" کو بُلایا۔ جب یہ دونوں آگئے تو شاہنشاہ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے قلم اُٹھائی اور عہد نامے پر دستخط کر دیئے۔ اور کُرسی سے اُٹھ کر میکڈانلڈ سے مخاطب ہو کر بولا "میکڈانلڈ۔ اب میرے پاس کافی دولت نہیں کہ تمھاری اعلیٰ اور شریفانہ خدمات کا صلہ دے سکوں۔ لہذا تم کو ایک چیز دیتا ہوں۔ اور اِن ایامِ امتحان و آزمایش کی یاد سمجھ کر اُس کو عزیز رکھنا" اور۔ پھر کالن کورٹ کی طرف مخاطب ہو کر بولا "کالن کورٹ۔ میری وہ تلوار منگاؤ۔ جو "مُرادبے" نے مجھے نذر دی تھی۔ اور کوہ طیبر کی جنگ میں مَیں نے اُس کو استعمال کیا تھا"

نپولین نے یہ مشرقی شمشیر آب دار لی اور میکڈانلڈ کو دے کر کہا:۔

"میکڈانلڈ۔ تمھاری وفا اور رفاقت کے صلے میں بس یہی چیز ہے کہ میں تم کو دیتا ہوں۔ تم میرے بڑے رفیق ثابت ہوئے ہو"

میکڈانلڈ نے تلوار کو سینے سے لگایا۔ اور کہا "جہاں پناہ! میں اِس کو جان کی برابر عزیز رکھوں گا۔ اور اگر بیٹا ہُوا تو اُس کو ترکے میں دوں گا کہ یہ بڑا بیش بہا ترکہ ہوگا

نپولین نے میکڈانلڈ سے ہاتھ ملایا اور اُس کے گلے میں ہاتھ ڈال دیا۔ دونوں رونے لگے اور دونوں اسی حالت میں جُدا ہوئے۔

نپولین کو اپنی ذات سے زیادہ اپنی سپاہ کا خیال تھا اور اُس نے اپنے وکلار سے چلتے چلتے تاکید کر دی کہ میرے مُعاہدے یا میرے دستخطوں کا اُس وقت تک نفاذ نہ ہوگا جب تک کہ سپاہ کے متعلق جو شرائط ہیں پُوری نہ کر دی جائیں گی اور جب تک یہ نہ ہو جائے عہدنامہ مخالفین کے قبضے میں نہ دینا۔

وکلار پیرس کو فوراً واپس آئے۔ متحدہ بادشاہ اور موجودہ عارضی گورنمنٹ کے ارکین کونسل میں جمع تھے۔ نپولین کا دستخطی معاہدہ پیش کیا گیا۔ چونکہ بہت سے اہم معاملات طے ہونے کو تھے۔ کئی دن صرف ہوئے اور با اثر اور بڑے بڑے آدمیوں کے سامنے بڑے بڑے لالچ اور صلے پیش کئے گئے کہ وہ نئی بادشاہت کے دل سے حامی ہو جائیں۔ کیونکہ حکومت کے قیام و دوام کے لئے اِن لوگوں کی شرکت کی بہت ضرورت تھی۔ اِن لوگوں کی حالت بھی اس وقت سخت دشوار حالت تھی۔ اور عجیب کشمکش میں تھے۔ نپولین کے لئے وہ کچھ نہ کر سکتے تھے۔ اگر نئی حکومت کے طرف دار نہ بنتے تھے تو مصیبت۔ افلاس اور گمنامی کے سوا اور کیا نتیجہ تھا۔ تاہم اِن میں سے بُہتوں کو نپولین سے ایسی محبت تھی کہ نئے بادشاہ کی ملازمت سے اُنھوں نے انکار کر دیا۔ لیکن غالب تعداد نے بوربون بادشاہ کی طرف داری اور سیل جول کی طرف اپنا رجحان ظاہر کیا۔

نپولین کو اپنی روانگی کے متعلق بڑی جلدی ہو رہی تھی۔ اور کالن کورٹ کو قاصد پر قاصد بھیجے جاتا تھا کہ جلدی کرو۔ ایک خط میں نپولین نے لکھا "میں جانا چاہتا ہوں کس کو یہ خیال تھا کہ ایک وقت وہ بھی آئے گا کہ فرانس کی ہوا سے نپولین کا دم گھٹنے لگے گا۔ اِنسان کی ناسپاسی زہر یا خنجر فولاد سے بڑھ کر ہلاک کرنے والی شے ہے۔

اس سے میری زندگی مجھ پر بار ہو گئی ہے۔ میری روانگی میں جلدی کرو۔ جلدی کرو"۔

چار بڑے بادشاہوں یعنی روس۔ پروشیا۔ انگلستان۔ اور آسٹریا نے اپنا ایک ایک کمشنر مقرر کیا کہ نپولین کو جزیرۂ البا میں پہونچا دے۔ اِن بادشاہوں نے یہ ضروری خیال کیا تھا کہ نپولین کے ہمراہ ایک قوی فوج جائے کیوں کہ وسطی اور مشرقی صوبوں کے جمہور کو نپولین سے بڑی محبت تھی۔ اور خوف تھا کہ مبادا یہ لوگ نپولین کو دیکھ کر اُس کی حمایت میں فساد پر آمادہ ہو جائیں اور تمامی فرانس میں بغاوت کا شعلہ مشتعل ہو جائے۔ اِس کے سوا جنوبی صوبوں میں بوربون خاندان کے بہت سے حامی تھے اور خطرہ تھا کہ یہ مل کر نپولین کے قتل کی سازش نہ کر بیٹھیں۔ پس یہ بات لازمی تھی کہ چاروں کمشنروں کے ہمراہ اتنی کافی فوج جائے کہ بغاوت یا سازش کا خطرہ باقی نہ رہے۔ اگر نپولین مارا جاتا تو متحدہ بادشاہوں پر بڑا دھبّہ آجاتا اور از سرِ نو جنگ شروع ہو جاتی۔

برناڈوٹ نے حماقت سے یہ خیال کیا تھا کہ فرانس کا بادشاہ وہی بنایا جائے گا لیکن جب نتیجہ دوسرا ہوا تو اپنی نمک حرامی پر سخت پشیمان ہوا۔ باوجود یکہ متحدہ بادشاہ موجود تھے لیکن پیرس کی جس سڑک پر برناڈوٹ جاتا بڑی بڑی توہین اور خفت کا سامنا ہوتا۔ روزمرہ نعرے مارے جاتے کہ "اِس برناڈوٹ نمک حرام اور ملعون کو مارو اور قتل کیجیو"۔ اور آخر میں لوگوں نے آکر اُس کے گھر کو گھیر لیا۔ برناڈوٹ سے

(سویڈن) انجام کار یہ ذلت و خواری برداشت نہ ہوئی اور پیرس چھوڑ کر وہ سویڈن کو چلا گیا۔

برناڈوٹ کا دوست اور رازدار بیورین کہتا ہے کہ "برناڈوٹ کو اس بات پر سخت تعجب ہوا کہ فرانسیسیوں نے بڑی مستعدی سے بوربون بادشاہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ لیکن مجھے خود برناڈوٹ کی اس حماقت پر تعجب ہوتا تھا کہ اُس نے یہ یقین کر رکھا تھا کہ بوربون بادشاہ کی تخت نشینی کے بارے میں جمہور سے بھی مشورہ اور رضامندی لے لی گئی تھی"۔

۱۹- اپریل کو کالن کورٹ- فان ٹن بلو پہونچا۔ تھوڑے سے غم زدہ سپاہی جن کی جاں نثاری میں فرق نہ آیا تھا ایوان کے گرد جمع تھے- اور کالن کورٹ کو دیکھ کر انھوں نے اُس کی خدمات کی " شاہم زندہ باناو " کے نعروں سے داد دی- تمامی ایوان بڑے بڑے درباریوں اور مصاحبوں سے خالی پڑا تھا- اور ادبار کی باد سموم چلتے ہی یہ سب کے سب شاہنشاہ کو چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے- لیکن ایک شخص کی غداری سے جیسا شاہنشاہ کو صدمہ پہونچا تھا کسی کی غداری سے نہ پہونچا تھا- یہ برتھیر تھا- جو تمامی مہمات میں شاہنشاہ کا شریک رہا تھا- اُس کے خیمے میں سوتا تھا- اُس کے ساتھ کھانا کھاتا تھا- اُس کے خیالات سے آگاہ تھا اُس کا پورا رازدار تھا- لیکن اُس نے اپنے شاہنشاہ کو خاموشی اور چوری سے رات میں چھوڑا اور جاتے وقت الوداع تک نہ کہی۔

لیرٹن صاحب لکھتے ہیں " برتھیر کے دل میں پندرہ برس سے عشق کا شعلہ بھڑکا ہوا تھا- یہ جذبہ سادہ اور بے پایاں تھا- جس نے تمامی مہمات میں بڑی بڑی شجاعت کی باتوں کی طرف ایک روشن ستارے کی طرح برتھیر کی رہنمائی کی- لیکن اسی جذبۂ عشق نے اُس کی تمام عمر کی محنت اور نیک نامی کو خاک میں بھی ملا دیا یعنی وہ اٹلی کی ایک عورت پر عاشق ہوا اور یہ بھوت ملان میں اُس کے سر پر سوار تھا- حُبِ جاہ- شان و شوکت- جنگ- نپولین کی دوستی- غرض کسی وجہ سے برتھیر نہ اُس معشوقہ کو بھولتا تھا اور نہ اُس کی تصویر کو اپنی نگاہ سے جُدا کرتا تھا- حتیٰ کہ ہنگام جنگ میں اُس کے خیمے کے اندر اُس کے اسلحہ کے ساتھ یہ تصویر آویزاں رہتی اور اُس کے فرض منصبی کی رقیب تھی- اور اِس تصویر ہی کو دیکھ کر وہ اپنے دل کو دیتا کہ گویا اُس کی محبوبہ اُس کے پاس موجود ہے- اب برتھیر کو یہ خطرہ ہوا کہ کہیں شاہ اُس سے یہ فرمایش نہ کر بیٹھے کہ میرے ساتھ جلا وطنی میں چلو اور پھر یہ معشوقہ ہونہ

کو چھوٹ جائے۔ جس وقت سے نپولین نے سلطنت سے دست کشی کی تھی۔ برتھیر کو یہ وہم کھائے جاتا تھا کہیں میرا آقا میرے عشق اور میرے فرضِ منصبی میں سے ایک شے اختیار کرنے پر مجھے مجبور کر کے میرا امتحان نہ لے۔ چنانچہ اسی آزمایش و امتحان سے بچنے کے لئے وہ اپنے محسن آقا کو رات میں چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ عشق و محبت کی غلامی کر کے اُس نے جلاوطن نپولین سے بے وفائی کی اور بھاگ کر بوربون بادشاہ کے حضور میں اپنی بے وفائی کا ہدیہ پیش کیا:

برتھیر جیسے آزمودہ دوست کی غیر متوقع بے وفائی اور فراری سے نپولین کا دل پاش پاش ہو گیا۔

کالن کورٹ نے شاہنشاہ کو تنہا ٹہلتا ہوا چھوٹے باغ کی روش پر پایا۔ عجب سماں تھا۔ درختوں میں آتی ہوئی بہار سے شگوفے اور کونپلیں پھوٹ رہی تھیں اور بڑے بڑے شاہ بلوط کے درخت عجب شان سے اِس تصویر نما باغیچے کے پیچھے سر بہ فلک کھڑے تھے اور شاہنشاہ اِس وقت کچھ ایسے خیالات میں غرق تھا۔ کہ تھوڑی دیر تک اُس کو کالن کورٹ کا آنا معلوم نہ ہوا۔

کالن کورٹ نے آواز دی۔ اور شاہنشاہ شکر گزاری اور مسرت سے اُس کی طرف مخاطب ہوا۔ وہ اُسی طرح ٹہلتا رہا۔ اور کالن کورٹ سے پوچھنے لگا۔ "کہو۔ میرے جانے کے متعلق سب ٹھیک ٹھاک ہو گیا؟"

کالن کورٹ نے جواب دیا۔ "جہاں پناہ! سب معاملات طے ہو گئے۔ اب کچھ باقی نہیں"

نپولین نے کہا۔ "بہت اچھا ہوا۔ لیکن۔ کالن کورٹ۔ اِس آخری موقعہ پر تم میرے قریب ٹھہر کر وہ خدمات بھی انجام کو پہنچا دو جو شاہنشاہی اِرونہ اصطبل سے متعلق ہیں" اور پھر اُسی غمناک لہجے سے بولا۔ "کالن کورٹ۔ تم کو یقین نہ آئے گا کہ برتھیر مجھے اِس طرح چھوڑ کر چل دیا کہ آخری سلام کا بھی رَوادار نہ ہوا۔ برتھیر مادر زاد درباری تھا

تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے کہ بوربون کے حضور میں ملازمت حاصل کرنے کو وہ محتاجوں کی طرح التجا کرے گا۔ مجھے اِس بات کے دیکھنے سے نہایت سخت صدمہ ہوتا ہے۔ کہ اُن لوگوں نے اپنے تئیں اُسی قدر ذلیل کر دیا جس قدر اُن کو اعلیٰ مراتب و مناصب پر میں نے ممتاز کیا تھا۔ اور اب اُن کے اعزاز کا ہالا جس سے وہ گھرے ہوئے تھے کہاں گیا۔ متحدہ بادشاہ اُن لوگوں کی بابت جن کو میں نے اپنی سلطنت کی زیبائش بنایا تھا کیا خیال کریں گے۔ کالن کورٹ۔ یہ فرانس تو میرا ہے۔ ہر شئے جس سے اُس کی ذلت ہوتی ہے گویا خاص میری ذاتی ذلت ہے گویا مجھ میں اور فرانس میں کوئی فرق ہی نہیں ہے۔ اب میں جاتا ہوں۔ بیٹھوں گا۔ کیوں کہ بہت تھک گیا ہوں لیکن میری روانگی میں جلدی کرو کیوں کہ حد سے زیادہ دیر ہو گئی ہے۔"

ٹھیک اُسی وقت جب کہ شاہنشاہ اور کالن کورٹ باغ سے رخصت ہو رہے تھے۔ اولڈ گارڈ کا ایک بکتر پوش بھاگتا ہوا بدحواس سا آیا اور نہایت طیش اور غصے سے کہنے لگا۔ کیونکہ وہ شاہنشاہ سے کچھ عرض کرنے کا موقعہ چاہتا تھا اور یہی موقعہ اُس نے مناسب پایا۔ "جہاں پناہ! میرا انصاف کیجئے۔ میرے ساتھ سخت ظلم کیا گیا ہے۔ میری ۔۔ ۴۲ ۔۔ سال کی عمر ہے۔ اور ۲۲ سال کی ملازمت ہے۔" اور سینہ پر تیزی سے ہاتھ پھیر کر "یہ دیکھئے مجھے تمغے بھی مل چکے ہیں۔ اور باوجود اس کے اُن لوگوں کی فہرست میں جو جہاں پناہ کے ہمراہ جائیں گے۔ میرا نام نہیں ہے۔ لیکن اگر مجھ کو اِس طرح محروم کیا گیا تو بس خون بہ جائے گا۔ اور جن لوگوں نے یہ ہمراہی کا استحقاق اپنے لئے حاصل کیا ہے میرے ہاتھ سے مارے جائیں گے۔ یہ معاملہ یوں آسانی سے طے نہ ہو گا۔"

نپولین پر اِس بکتر پوش کی وفاشعاری کا بڑا اثر ہوا اور اُس نے محبت سے پوچھا۔ "کیا میرے ساتھ چلنے کو واقعی تمھارا بہت جی ہوتا ہے۔ لیکن تم نے اِس معاملہ پر

پوری غور بھی کرلی ہے۔ دیکھو تم سے فرانس۔ اور۔ تمہارا خاندان چھوٹے گا۔ اور ترقی بھی نہ ملے گی۔ کیوں کہ تم کوارٹر ماسٹر ہو چکے ہو۔"

سپاہی نے جواب دیا "جہاں پناہ۔ میری خواہش کیسی۔ میں تو جس بات کی اِستدعا کر رہا ہوں وہ میرا حق اور میری عزت و غیرت ہے۔ میں ترقی سے باز آیا۔ مجھے کراس ( ) کا تمغہ مل چکا۔ بس یہی کافی ہے۔ رہا میرا خاندان۔ تو بائیس سال سے جو کچھ ہیں وہ جہاں پناہ ہیں۔ میں کسی کو نہیں چاہتا۔"

شاہنشاہ نے جواب دیا "بہت اچھا۔ یقین رکھو۔ تم میرے ساتھ چلو گے میں اس کا انتظام کئے دیتا ہوں۔"

سپاہی نے شاہنشاہ کا شکریہ ادا کیا اور خوشی و فخر سے پھولا ہوا روانہ ہو گیا۔

سپاہیوں کی ایسی وفاداری کے ثبوت پیش آنے پر نپولین کے قلب پر عجیب اثر ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ اِس موقعہ پر بھی اُس نے کالن کورٹ سے کہا:۔ (۸۵ص)

"کالن کورٹ۔ دیکھو میں صرف چار سو سپاہی اپنے ہمراہ لے جا سکتا ہوں۔ لیکن تمامی گارڈ کی تمنا ہے کہ میرے ساتھ جائے۔ اب سوال یہ پیدا ہوا ہے کہ وہی میرے ساتھ جانے کا حق رکھتا ہے جس کی خدمات سب سے پُرانی ہوں اور جس کے پاس تمغے سب سے زیادہ ہوں۔ افسوس کہ سب کو میں اپنے ہمراہ لے جانے کے قابل کیوں نہ ہوا!"

اِدھر تو یہ حالات پیش آرہے تھے جو بیان ہوئے۔ لیکن اب کچھ حال ملکہ میریا لوئیا اور نپولین کے بیٹے کا بھی لکھا جاتا ہے۔ یہ دونوں اِس زمانے میں پیرس سے جنوب و مشرق ستّو میل اور فان ٹن بلو سے ستّر میل بلوا ( ) میں تھے۔ ملکہ بے حد مغموم ہر وقت روتی رہتی تھی۔ اُس کی عمر اُس وقت بائیس سال کی تھی۔ اور اُس کو کچھ تجربہ نہ تھا۔ اُس کو اپنی ذات پر بھروسہ کرنے کی کبھی تعلیم نہ ہوئی تھی۔ اور حالات اب ایسے پیچ در پیچ آکر پڑے تھے۔ کہ سخت پریشانی کا

سامنا تھا - جب اُس کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ نپولین نے سلطنت سے دست کشی کی تو اُس کو یقین نہ ہوا کہ متحدہ بادشاہ نپولین کو تخت سے اُتاریں گے - اُس نے کہا "میرا باپ اِس بات پر کبھی راضی نہ ہوگا - اور میری شادی کرتے وقت اُس نے مجھ سے بار بار کہا تھا کہ وہ بنے فرانس کے تخت پہ قائم رکھے گا - اور وہ اپنی بات کا بہت سچا ہے"

نپولین - ملکہ کو ہر روز دو دو تین تین خط بھیجتا اور معاملات سے آگاہ کرتا رہتا تھا لیکن فان ٹن بلو سے بلواسے تک قاصدوں کا پہونچنا بہت دُشوار تھا - کیونکہ کاسکوں کے گروہ کثرت سے پھرتے تھے - نپولین ملکہ سے یہ درخواست کہ وہ اُس کے پاس چلی آئے اِس خوف سے نہ کرسکتا تھا کہ اُس کے پاس ملکہ کی حفاظت کا کوئی سامان نہ تھا اور اُس کو خطرہ تھا کہ مبادا اثنائے راہ میں ملکہ کی توہین اور بے حرمتی ہو

۷ - اپریل کو نپولین نے ملکہ کو ایک خط لکھا اور کرنل گال بُواسے ( ) کے ہاتھ روانہ کیا - اور بڑی دُشواری سے یہ خط ملکہ تک پہونچا - اُس نے خط پڑھ کر بڑے جوش سے کہا:-

"شاہنشاہ پر اِس سے زیادہ اب اور کیا مصیبت ہوگی - میں بے شک اُس کے ہمراہ رہوں گی - اور جہاں اور جس حالت میں اُس کے پاس رہوں میں راضی اور خوش ہوں گی"

کرنل گال بُواسے نے ملکہ سے کہا "رستہ ایسا پُرخطر ہے کہ شاہنشاہ کے پاس جانے کا خیال محال ہے - اور کرنل کے بڑے اصرار پر وہ بہ ناچاری اپنے ارادے سے باز رہی - اور شاہنشاہ کو ایک خط لکھ دیا جسے پڑھ کر اُسے بہت خوشی ہوئی - اِس کے بعد نپولین نے ملکہ کو لکھا کہ اورلینس ( ) چلی آئے - جو فان ٹن بلو اور بلواسے سے وسط میں واقع تھا - ملکہ اورلینس پہونچی - اور اُس کو کوئی

ذاتی تکلیف نہ ہوئی۔ اگرچہ اُس کے ہمراہیوں کو لٹیروں نے لوٹ لیا۔ یہاں ملکہ کئی دن نہایت نازک اور پُرخطر حالت میں رہی۔ روتے روتے اُس کی آنکھیں ورم کر گئی تھیں۔ اور اُس کی سوگوار حالت سے دیکھنے والوں کو بڑا قلق تھا۔

ملکہ میریا لوئیا میں اگرچہ عادات و صفات کے اعتبار سے آسٹریا کی نامی خاتون کا سا زور نہ تھا۔ تاہم وہ ایسی اچھی صفات سے متصف تھی کہ نپولین اُس سے بڑی محبت کرتا تھا۔ اور یہ سچ ہے کہ ملکہ پر اس زمانے میں جیسی مصیبت تھی اُس سے زیادہ مصیبت کا ہونا غیر ممکن تھا۔

ملکہ نے "ڈیوک آف رووی گو" (   ) سے کہا " میں کیا کروں۔ میں شاہنشاہ سے پوچھتی ہوں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے اور وہ مجھ کو لکھتا ہے کہ میں اپنے باپ کو لکھوں۔ لیکن میرا باپ کیا کہہ سکتا ہے۔ اُس نے ہم کو جن مصائب میں ڈالا ہے۔ ظاہر ہے۔ اگر میں بچے کو ہمراہ لے کر شاہنشاہ کے پاس جاتی ہوں تو بھی نہیں بنتا۔ اِس لئے کہ اگر دشمنوں نے اُس کی جان کا قصد کیا اور وہ بھاگنے پر مجبور ہوا تو ہماری موجودگی سے اُس کے ترددات اور خطرات اور زیادہ ہو جائیں گے۔ پس میں نہیں جانتی کیا کروں میں صرف رونے کے لئے زندہ رکھی گئی ہوں"۔

میریا لوئیا اب سخت ناچار اور بے بس تھی۔ اور اسی حالت میں رُوسی فوج کا ایک دستہ آیا اور اُس کو ریم بولٹ (   ) کو جو فرانس کے بادشاہوں کی قدیم شکارگاہ تھا لے گیا۔ پیرس یہاں سے تیس میل کے قریب ہے۔ یہاں وہ اپنے باپ سے ملی۔ اور مع اپنے بچے کے متحدہ بادشاہوں کے ہاتھ میں اسیر ہو گئی۔ اور انہیں سپاہیوں کی حفاظت میں جنھوں نے اُس کے شوہر کو تخت سے اُتارا تھا وائنا پہونچا دی گئی۔ اور بعد کو جو مذموم[ملہ] حالت ہوئی اب نہیں کہا جا سکتا کہ خود ملکہ کے اپنے

ملہ۔ ملکہ میریا لوئیا نے اپنے خانساماں سے محبت پیدا کر لی تھی۔ مترجم۔ ۱۲۔

اِرادے سے پیش آئی یا وہ مجبور کی گئی تھی۔

شاہنشاہ کی روانگی ۲۰ اپریل مقرر ہوئی تھی۔ اِن چند ایّام میں وہ خاموش اور مستقل اور اپنے عزم میں پکا معلوم ہوتا تھا اور اُس کو یہ اُمید باقی تھی کہ ملکہ میریا اور اُس کا بیٹا اُس کے ہمراہ ایلبا کو بھیجے جائیں گے۔

اُس نے کہا "ایلبا کی آب وہوا اچھی ہے۔ اور وہاں کے لوگوں کا مزاج شریفانہ ہے۔ مجھے وہاں راحت ملے گی۔ اور میریا لوئیا بھی خوش رہے گی"

روانگی سے چند روز پہلے ایوانِ شاہی کے پادری بوسٹاز (   ) سے اثنائے گفتگو میں ڈرتے ڈرتے کہا کہ "اب افسوس ہوتا ہے کہ چیٹی لن (   ) میں ہم نے صلح نامہ کیوں نہ کر لیا"

نپولین نے آہستہ سے کہا "مجھے اپنے دشمنوں کی نیک نیتی پر ہرگز یقین نہ تھا۔ اُن کی طرف سے ہر روز نئے دعوے اور نئی شرطیں پیش کی جاتی تھیں۔ اُن کو صلح کی حاجت نہ تھی۔ چنانچہ میں نے فرانس میں اعلان کر دیا کہ میں ایسی شرائط کو منظور نہ کروں گا جن سے ذلت ہو۔ چاہے دشمن پیرس کے سامنے مانٹ مارٹر (   ) ہی پر کیوں نہ آجائیں"

اِسی ملاقات میں جو دو گھنٹے رہی نپولین نے کہا:۔

"تقدیر بھی کیا ہی عجیب شے ہے! آرکس سر آبی (   ) کی جنگ میں مَیں نے حتی المقدور ایک ایک فٹ فرانس کی زمین کی حفاظت کر کے تمام دن موت کی جستجو کی۔ اور بڑے بڑے خطرناک مقام پر خود گیا۔ میرے گرد گولوں اور گولیوں کا مینہ برستا تھا۔ میرے کپڑے چھن گئے لیکن میرے بدن کو کچھ گزند نہ پہونچا۔ لہٰذا مایوسی کی حالت میں مارا جانا جو ایک قسم کی رذالت تھی نصیب نہ ہونا یہ تقدیر ہی کی بات تھی۔ رہی خودکشی تو یہ فعل نہ میرے اُصولوں کے موافق

ہے نہ اُس رُتبہ کے شایاں ہے جو دُنیا میں مجھے حاصل ہوا ہے۔ پس میں ایسا آدمی ہوں جس کو زندہ رہنے کی سزا دی گئی ہے"

جنرل مان تھولون (ایک فوجی جاسوسی کی خدمت پر مامور تھا اور وہ دریائے لوائیر[1] (کے کنارے سے لوٹا اور کہنے لگا کہ "رعایا اور سپاہ جوش سے بھری ہوئی ہے۔ اور جنوب کی فوج فراہم کر لینے سے ایک زبردست فوج قائم ہو سکتی ہے"

شاہنشاہ نے جواب دیا "اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ میں ایسا کر سکتا تھا لیکن لوگوں نے یہ بات نہ چاہی۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اب بھی ممکن ہے کہ میں لڑوں اور ایک جنگِ عظیم قائم کر دوں۔ اور کامیابی سے مقابلہ کروں۔ لیکن اس سے فرانس کے اندر خانہ جنگی ہوگی اور میں ایسا نہ کروں گا۔ اس کے سوا میں نے دست کشی کے (۴۸۶) معاہدے پر دستخط کر دیے ہیں اور جو کچھ کر دیا اُس سے نہ پھروں گا۔ اور جو تقدیر میں لکھا ہے اُسے ہونے دو"

۱۹۔ اپریل۔ کی صبح کو روانگی کی جملہ طیاریاں قریب قریب ہو چکی تھیں اور وہ وقت قریب آیا کہ نپولین اُن سب لوگوں اور سب چیزوں سے جن سے اُس کی ملاقات۔ یا جن سے اُس کو محبت تھی۔ رخصت ہو۔ اگرچہ ظاہر میں وہ نہایت مستقل اور مطمئن معلوم ہوتا تھا تاہم اُس کو حد درجہ کا صدمہ تھا۔ اب جب کہ اپنے اچھے اور بڑے بڑے رفیقوں نے اُس سے مُنہ موڑ لیا اور اُس کو چھوڑ دیا تھا۔ اُس کو ہم دردی کی حاجت و تمنا تھی۔ اور کیسے افسوس کا مقام ہے کہ شاہنشاہ کی تو یہ حالت تھی اور اُس کے رفیق متحدہ بادشاہوں کے جشنوں اور جلسوں میں ناچ رہے تھے اور اُنھوں نے بوربون بادشاہ کی طرح اپنی ٹوپیوں پر سفید پروں کی کلغیاں لگالی تھیں۔ ایسی حالت میں کوئی تعجب کا مقام نہ تھا کہ بے کس

[1] لوائیر۔ فرانس کا دریا ہے۔ مترجم ۱۲

شاہنشاہ سے وہ آکر ملنا اور اُس کو رخصت کرنا نہ چاہتے ہوں۔ لیکن ہنوز شاہنشاہ کو بعض کی طرف سے توقع تھی کہ آکر اُن سے مل لیں گے۔ وہ کسی کو ملامت نہ کرتا تھا۔ لیکن یہ سُنا گیا کہ وہ سول۔ فان تینس۔ برتھیر اور رنے۔ کا نام لیتا تھا۔ اور احاطہ میں جب گاڑی کے آنے کی آواز ہوتی تھی تو شاہنشاہ کے چہرے سے ظاہر ہوتا تھا کہ اُس کو کسی کے آنے کا انتظار ہے۔ لیکن کوئی نہ آیا۔

دن میں اُس نے کالن کورٹ کو بلایا۔ اُس کے چہرے سے وُہی شان اور استقلال ظاہر ہوتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے ظاہر تھا کہ بڑا غم کا پہاڑ اُس پر ٹوٹا ہے

اُس نے کہا۔ "کالن کورٹ! کل بارہ بجے میں گاڑی میں سوار ہوں گا"

اِس بات کا ایک لمحہ تک کالن کورٹ جواب نہ دے سکا۔ اِس پر نپولین نے اپنے وفاشعار دوست کالن کورٹ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اُسے بڑی محبت کی نگاہ سے دیکھا اور کہا:-

"کالن کورٹ۔ میرا دل ٹوٹا ہوا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی مجھ سے جُدا ہو جاؤ"

بڑی یاس کے لہجے میں کالن کورٹ نے جواب دیا "جہاں پناہ۔ میں ضرور آپ کے ہمراہ چلوں گا۔ فرانس سے مجھے نفرت ہو گئی ہے"

شاہنشاہ نے جواب دیا۔ کالن کورٹ۔ نہیں۔ تم فرانس سے باہر نہ جانا۔ تم فرانس ہی میں رہ کر مجھے فائدہ پہونچا سکتے ہو۔ کیونکہ اگر تم فرانس میں نہ ہوگے تو میرے خاندان کو اور دوسرے وفادار ملازموں کی بہبودی کی کون فکر کرے گا۔ میرے بہادر اور جاں نثار پولینڈ کے سپاہیوں کے حق کی کون حفاظت کرے گا جو اُن کی معزز خدمات سے اُن کو عہد نامہ کی اُنیسویں شرط میں دیا گیا ہے[1] —

[1] عہد نامہ کی اُنیسویں شرط یہ تھی "پولینڈ کے ہر قسم کے سپاہی آزاد ہیں کہ اپنے وطن کو مع اسلحہ اور سامان کے واپس چلے جائیں اور یہ حق اُن کو اُن کی معزز خدمات کے صلے میں دیا جاتا ہے۔ بڑے اور چھوٹے افسروں اور سپاہیوں کے تمغے اور اِن تمغوں کے متعلق اُن کی پنشنیں جو اُن کو عطا ہوئی ہیں بدستور جاری اور بحال رہیں گی"

اور کالن کورٹ۔ خوب اچھی طرح خیال کر لو کہ فرانس کے لئے اور میرے لئے اور ہم سبھوں کے لئے بڑے شرم کا مقام ہو گا اگر ان سپاہیوں کے حقوق کا پُورا پُورا انفاذ نہ ہوا۔ اور اُن حقوق کے موافق جو اُنیسویں شرطیں مجھے دیئے گئے ہیں میں نے ایک شرح لکھوا دی ہے جس میں اُس رقم کی تفصیل کر دی ہے جو میں اپنے ملازمان۔ اپنے گارڈ اور اپنے خانگی دیوانی اور فوجی لوگوں کو دینا چاہتا ہوں۔ وفاداری کا معاوضہ رُوپے سے نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن کیا کروں۔ اِس وقت اور کچھ مجھ سے نہیں ہو سکتا کالن کورٹ تم اِن لوگوں کو سمجھا دینا کہ یہ جو کچھ میں کر سکا ہوں اِن لوگوں کی معزز خدمات کا صلہ نہیں ہے۔ بلکہ اِن خدمات کی یادگار ہے اور اِن خدمات کا صرف اعتراف ہے۔ کالن کورٹ۔ ہوشیار رہنا کہ یہ باتیں اپنی تکمیل کو پہونچ جائیں"

ایک ذرا سا توقف کر کے شاہنشاہ نے پھر کہا:۔

"چند روز میں ایلبا کے درمیان اپنی حکومت کا میں خاصہ انتظام کر لوں گا۔ اب وہاں جا پہونچنے کی مجھے جلدی ہو رہی ہے۔ میں نے فرانس کے لئے بڑی بڑی تدبیریں سوچی ہیں۔ مجھے مہلت نہ ملی۔ کالن کورٹ میں نے تم سے ڈیوبو میں کہہ دیا تھا کہ فرانسیسی قوم کو ہزیمت پر مستقل رہنا نہیں آتا۔ اِن لوگوں کو جو دُنیا میں سب سے زیادہ بہادر اور ذکی ہیں بس دشمن پر حملہ کرنا اور حملے پر اصرار کرنا آتا ہے۔ لیکن جہاں شکست ہوئی اُن کے دلوں پر عجب بے ہمتی چھا جاتی ہے۔ سولہ سال سے اِن کی یہی عادت رہی ہے کہ میرے ہمراہ فتح ہی فتح پاتے رہے ہیں۔ لیکن دیکھ لو کہ صرف ایک سال کی ہزیمت کے سامنے یہ سب پچھلی باتیں فراموش کر بیٹھے"

شاہنشاہ نے ایک آہ سرد بھر کر پھر کہا:۔

"مجھ سے نہایت ہی ناشایستہ برتاؤ کیا گیا۔ مجھ کو میری بیوی اور بچے سے بڑے ظلم کے ساتھ جُدا کر دیا۔ یہ کس وحشیانہ قانون میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کو اُس کے

حقوقِ زوجیت اور پدری سے محروم کیا جائے۔ کس ظالمانہ قانون نے اجازت دی ہے کہ خدا کے عطا کئے ہوئے رشتوں کو قطع کرنے کا اِن ظالموں کو اختیار ہے۔ خیر۔ تاریخ میرا اِنتقام لے گی۔ تاریخ میں لکھا جائے گا۔ "نپولین ایسا بہادر سپاہی تھا کہ جب اُس نے فتح پائی تو رحم دِلی اور فیاضی کی۔ لیکن جب یورپ کے تاج داروں نے اُس پر فتح حاصل کی تو اُس کے ساتھ توہین کا برتاؤ کیا۔"

پھر ذرا ٹھہر کر شاہنشاہ نے جھنجلا کر کہا:۔

"جو کچھ میرے ساتھ کیا جا رہا ہے اِس کا پہلے سے مشورہ ہو گیا ہے۔ یہ توہمت پڑتی نہیں کہ طپنچے سے میرا مغز پاش پاش کر دیں۔ لہٰذا رفتہ رفتہ مجھے مارنے کا اِنتظام کیا ہے۔ کیونکہ جان لینے کے ہزاروں طریقے ہیں۔"

نپولین کی پیشانی پر اِس تقریر کے دَوران میں پسینہ آگیا تھا اور وہ مضطربانہ کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ نپولین کی حالت کو دیکھتے ہوئے ہمیں جوزیفاین کی طلاق کا منظر یاد آتا ہے۔ خدا منتقمِ حقیقی ہے اور ایسے گناہوں کی سزا دیے بغیر بھی نہیں چھوڑتا جو لاعلمی سے کئے جاتے ہیں۔

کالن کورٹ نے نپولین کو تسلّی دینا چاہا۔ اور کہا:۔

"جہاں پناہ! میں حتّی المقدور اِس بات کی کوشش کروں گا کہ ملکہ اور شاہزادہ دونوں جہاں پناہ کے پاس آجائیں۔ اور جہاں پناہ کو مجھ پر اعتماد رکھنا چاہیے۔ آسٹریا کا شاہنشاہ جس وقت پیرس آیا میں اُس سے ملوں گا۔ ملکہ میری تائید کرے گی۔ اور وہ جہاں پناہ کے پاس جانے کی خواہش ظاہر کرے گی۔ جہاں پناہ کو اُمید رکھنا چاہیے۔"

شاہنشاہ نے جواب دیا۔ "کالن کورٹ۔ تم دُرست کہتے ہو۔ میری بیوی کو مجھ سے محبت ہے۔ مجھے اِس بات کا یقین ہے۔ اُس کو میری طرف سے شکایت کا کوئی موقعہ نہیں مِلا ہے۔ میں نے اُس کی طرف سے کبھی بے پروائی نہیں کی ہے

لوئیا۔ اپنی عادات کے اعتبار سے بہت پسندیدہ اور سادی ہے۔ وہ اپنے شوہر کے گھر کو اُس ریاست پر ترجیح دے گی جو خیرات میں اُس کو دی گئی ہے۔ اور اپنی بیوی اور بچے کے ساتھ میں ایلبا میں خوش رہوں گا۔"

اِن حالات کو حوالۂ قلم کرتے ہوئے کالن کورٹ لکھتا ہے:۔

"اِس اُمید سے کہ ملکہ اور شاہزادہ واپس آجائیں گے شاہنشاہ کو تو ایک لمحے کے لیے تسلی ہو گئی۔ لیکن مجھے یہ اُمید ہرگز نہ تھی۔ میں نے اِس معاملہ میں خط و کتابت کی۔ اِس بات پر زور دیا۔ میں نے التجائیں کیں۔ لیکن میری کسی نے تائید نہ کی۔ کون جانتا ہے کہ اگر نپولین کے پاس ملکہ اور شاہزادہ بھیج دیے جاتے تو وہ مصائب صدر روزہ[1] پیش آتیں یا نہ آتیں جو بعد کو پیش آئیں اور یہ شور ماسینٹ ہلینا میں اسیر کیا جاتا یا نہ کیا جاتا اور وہاں مرتا یا نہ مرتا۔" (۵۸۷م)

نپولین کی طبیعت جلد اپنی اصلی حالت پر آگئی۔ بوربون کے پھر بادشاہ بنائے جانے پر اُس کو خلاف تقریر کرتے نہ سُنا گیا نہ وہ اِس قسم کا تذکرہ کرتا تھا کہ بڑی بڑی

علہ "مصائب صدر روزہ" سے یہ مُراد ہے کہ جزیرۂ ایلبا سے نپولین دس ماہ کے بعد فرانس کو واپس آیا۔ بوربون بادشاہ تخت چھوڑ کر بھاگا۔ نپولین پھر شاہنشاہ ہو گیا اور یہ تمامی زمانہ "صدروزہ" کے نام سے موسوم ہے۔ پھر جون ۱۸۱۵ء میں واٹرلو کی جنگ ہوئی۔ نپولین کو شکست ہوئی۔ سینٹ ہلینا کو اسیر کرکے بھیجا گیا۔ اور وہیں ۱۸۲۱ء میں انتقال کیا۔ اِس فقرے سے کالن کورٹ کی یہ مُراد ہے کہ اگر ملکہ اور شاہزادہ۔ نپولین کے پاس بھیج دیے جاتے تو ممکن تھا کہ نپولین کو اطمینان ہو جاتا اور شاید یہ مصائب پیش نہ آتیں جو بعد کو آئیں۔ اور وہ تمام عمر ایلبا میں ایک خوش حال شہری کی طرح رہتا۔ اور فرانس پر دوبارہ قبضہ کرنے کا خیال جی میں نہ لاتا۔

مترجم۔ ۱۲۔

دشواریاں راہ میں حائل ہیں۔ اور یہ بوربون کی حکومت قائم نہ رہے گی۔ اور اس معاملہ پر کچھ رائے دیتا بھی تو اس میں سختی سے کام نہ لیتا۔

وہ کہتا تھا کہ "پرانے بوربون اور نئی فرانسیسی نسل میں رائے کا بہت اختلاف ہے۔ آیندہ بڑے بڑے واقعات پیش آنے والے ہیں۔ کالن کورٹ تم مجھے اکثر خطوط لکھتے رہنا۔ تمھارے موجود نہ ہونے کی تمھاری تحریروں سے تلافی ہو جائے گی اور جب یہ یاد کروں گا کہ تمھارا برتاؤ میرے ساتھ کیا رہا ہے تو ناسپاس انسان کی طرف سے میرے خیالات درست ہو جایا کریں گے۔ کالن کورٹ سچ کہتا ہوں کہ وفا کا جامہ پر وردگار نے تمھارے ہی واسطے قطع کیا تھا۔" پھر کالن کورٹ کا ہاتھ محبت سے اپنے ہاتھ میں لے کر شاہنشاہ نے کہا "اے رفیق! یہ تقدیر ہی میں لکھا تھا کہ ہم ایک دوسرے سے جدا ہوں۔ کل وہ موقعہ ہے کہ ہم اپنے سپاہیوں سے رخصت ہوں گے۔ لیکن اس کے لئے بڑی مضبوطی اور بڑے ضبط کی ضرورت ہے۔ ہائے میرا اولڈ گارڈ۔ جو میری خوش نصیبی اور ادبار کے زمانے میں ویسا ہی وفادار رہا۔ کل آخری رخصت ہے۔ اور یہ آخری مصیبت کا مرحلہ ہے۔" پھر شاہنشاہ کی آواز میں لغزش پیدا ہو گئی۔ اور ہونٹھ کانپنے لگے۔ اور وہ کہنے لگا "کالن کورٹ صبر کرو ایک دن ہم پھر ملیں گے۔"

پھر تاب نہ لاکر وہ جلدی سے کمرے کو چھوڑ کر چلا گیا۔ اور اس طرح نپولین۔ کالن کورٹ سے آخری مرتبہ رخصت ہوا۔

کالن کورٹ لکھتا ہے کہ "جب میں فان ٹن بلو سے تین میل نکل آیا تو مجھے ہوش ہوا کہ میں کس طرح میں اُس مقام پر تھا۔ شاہنشاہ کے کمرے کو میں نے چھوڑا۔ اور گاڑی میں ضرور سوار ہوا لیکن مجھے ہوش نہ تھا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ میری گاڑی میرے انتظار میں بڑے زینے کے پاس کھڑی تھی۔ مجھے اب معلوم ہوا کہ اس مصیبت

کو میں نے پہلے پیمایش نہ کیا تھا۔ یقینی میں نہ جانتا تھا کہ نپولین ایسی بڑی بڑی ذاتی خوبیوں سے متصف تھا۔ اور جب فرانس سے جلاوطنی کو وہ سدھارا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ کتنا بڑا شخص تھا۔ مجھے دولت کی طرف سے بے پروائی تھی۔ اِن واقعاتِ جاں گزا نے مجھے انسانوں اور اشیا سے سیر کر دیا اور میں آرام کرنا چاہتا تھا۔ لیکن ہائے افسوس! آرام۔ کیسا آرام جب نپولین موجود نہ ہو۔ اُن دل فریبیوں کا ایوان جو زندگی کو ایک قیمتی شے بناتی ہیں اب تو منہدم ہو چکا تھا۔ میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ حیاتِ مستعار کے یہ باقی بے رونق لمحے کیوں کر اور کیسے گزریں گے؟ میں نے یہ سوچا کہ چلو کسی دوسرے دیس کو نکل چلو۔ پھر سوچتا تھا کہ دماغی ریاضت کرو اور تصنیف۔ تالیف اور کتب بینی سے جی بہلاؤ۔ اور میں آیندہ کے لئے اپنے جی میں سوالات کرتا تھا۔ لیکن وائے قسمت۔ آیندہ کا بھی جو حشر ہوا۔ سُن لیجئے۔ یعنی میرے آیندہ میں خون کے حرفوں سے لکھا ہوا تھا" واٹرلو"

نپولین نے عہدنامہ کی شرائط کے موافق اِس موقعہ پر جس طرح اپنے سپاہیوں اور افسروں کو رخصت کیا اور اپنی آیندہ خدمات سے اُن کو سبک دوش کیا۔ کیونکہ اب اُن کو علٰحدہ کئے بغیر چارہ نہ تھا۔ اور جس طرح اُن کو آخری نصیحت کی کہ اپنے جدید فرماں روا کی اطاعت کریں۔ اس سے نپولین کی اعلیٰ غیرت اور شرافت کا ثبوت ملتا ہے۔ اُس نے اپنے افسروں کو جو ابھی تک جادۂ وفاداری سے منحرف نہ ہوئے تھے ایک کمرے میں جمع [illegible] محبت کی نظر سے اُن کو اپنے گرد دیکھ کر اِس طرح اُن سے الوداعی تقریر [illegible]

" اے شرفا! جب میں تمہارے درمیان نہ ہوں اور جب [illegible] دوسرے بادشاہ سے معاملہ پڑے۔ تو تمہاری شرافت کا یہی مقتضا ہو گا کہ تم اُس کی اُتنی صاف دلی اور وفاداری سے خدمت کیجیو جس طرح میری خدمت کی ہے۔

میں تم سے درخواست نہیں کرتا۔ بلکہ تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم یہی کرنا۔ پس آپ لوگوں میں سے جو جو پیرس جانا چاہتے ہیں اُن کو میں خوشی سے اجازت دیتا ہوں کہ وہ جائیں اور جو یہاں رہنا چاہتے ہیں اُن کو لازم ہے کہ اپنی اطاعت اور فرماں برداری کی تحریر بوربون بادشاہ کے پاس بھیج دیں"

۲۰۔ اپریل ۱۸۱۴ء کی صبح نمودار ہوئی۔ نپولین نے اپنی روانگی کا وقت دوپہر کو مقرر کیا تھا۔ دوپہر سے قبل وہ اپنے خلوت خانے میں تنہا رہا۔ جب روانگی کا وقت قریب آیا۔ شاہی گارڈ ایوان کے صحن میں جمع ہوا۔ کہ اپنے شاہنشاہ کو آخری سلام کرے۔ اس موقعہ پر اطراف سے آکر بہت سے لوگ جمع ہو گئے تھے۔ کہ اس بڑے واقعہ کو دیکھ لیں۔ خلوت خانہ کے سامنے بڑے کمرے میں متحدہ بادشاہوں کے کمشنر۔ باڈی گارڈ کے جنرل اور چند شاہنشاہ کے خانگی افسر آکر جمع ہوئے۔ لیکن خاموشی کا وہ عالم تھا کہ گویا یہ سوگ وار جمع تھے۔ جنرل برٹ رینڈ (   ) نے جو ایوان کا گرانڈ مارشل تھا اور ایسا وفادار تھا کہ آخری دم تک سینٹ ہلینا میں شاہنشاہ کے ہمراہ رہا۔ حاضرین کو شاہنشاہ کی آمد کی اطلاع دی۔ شاہنشاہ بڑے استقلال اور متانت کے ساتھ آیا۔ دلوں پر ایسا گہرا اثر تھا کہ کسی کے مُنہ سے بات تک نہ نکل سکتی تھی۔ اور سب ساکت و خاموش تھے۔ اور جب وہ اپنے بائیں سلام لیتا ہوا شاہنشاہ صفوں کے درمیان سے گذر رہا تھا۔ یہ حاضرین اُس کا ہاتھ پکڑتے اور اپنے آنسوؤں سے تر کر دیتے تھے۔

جب زینہ کے قریب پہنچا تو شاہنشاہ ٹھہر گیا اور اپنے گارڈ کو جو صحن میں صف بستہ کھڑا تھا دیکھنے لگا۔ اور اُن بے شمار لوگوں کو بھی دیکھا جو اس موقعہ پر جمع تھے۔ ہر شخص کی نگاہ اُسی پر لگی ہوئی تھی۔ یہ ماتمی منظر تھا جس پر ایک

مذہبی رعب چھایا ہوا تھا۔ غم نے سپاہیوں کا دم روک دیا تھا۔ اگر اس موقع
پر نعرے مارتے تو مضحکہ تھا۔ چنانچہ خاموشی کا وہی عالم رہا جو قبرستان میں
دیکھا جاتا ہے۔ جنگ جو بوڑھے سپاہیوں کے جھریوں دار رخساروں پر
آنسو بہ رہے تھے۔ اور سچے غم والے سے اُنھوں نے سر جھکا لئے تھے۔ اور
کو اُس چھوٹی جماعت کی قسمت پر رشک آ رہا تھا جو اپنے محبوب سردار کے ہمراہ جا
نپولین نے محبت اور شکرگزاری کی نظر سے اِن سواروں اور پیدلوں
کو دیکھا جنھوں نے اُس کے ساتھ بڑی بڑی جاں نثاریوں کے ثبوت دیے
تھے۔ صحن میں اُترنے سے قبل اُس نے ذرا ایس وپیش کیا۔ ایسا معلوم ہوتا
کہ اُس میں ضبط کی طاقت نہ رہی تھی۔ لیکن فوراً جی کو کڑا کر کے وہ سپاہیوں
کے پاس چلا گیا۔ اور طنبوروں سے سلامی شروع ہوئی۔ نپولین نے اشارے
سے منع کیا اور فوراً خاموشی ہو گئی۔ اور صاف مضبوط آواز سے جس کو دُور
دُور کا سپاہی سُن سکتا تھا۔ اُس نے کہا:۔

"میرے اولڈ گارڈ کے جنرلو! افسرو! اور سپاہیو! میں تم کو خدا حا
کہتا ہوں۔ پچیس سال سے متواتر میں نے تم کو باعزت و افتخار حالت میں
ہے۔ اب اِن آخری ایام میں بھی تم نے ثابت کر دیا کہ تم وفاداری کا وہی
ہو جو میرے دورِ اقبال میں تھے۔ تمھاری شجاعت میں بھی سر مو فرق
آیا ہے۔ یورپ کے جملہ تاج داروں نے ہمارے خلاف ایکا کیا ہے۔ لیکن
تم جیسے شیروں کے موجود ہوتے ہوئے ہمارے مقاصد فوت نہیں
تھے۔ ہم برسوں تک فرانس کے اندر جنگ کر سکتے تھے۔ لیکن اِس سے یہ
(۲۸۸) کہ فرانس پر مصائب کا ہجوم ہو جاتا۔ لہٰذا فرانس کی بھلائی کی خاطر ہم
مقاصد کو قربان کر دیا ہے۔ اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ لیکن

دوستو! تم نئے بادشاہ سے جس کو فرانس نے منظور کر لیا ہے وفاداری کرنا۔ مجھ کو صرف فرانس کی خوش حالی کا خیال تھا۔ اور اب بھی میں فرانس کی خوش حالی کی دُعائیں مانگتا رہوں گا۔ میری قسمت پر افسوس مت کرو۔ میں اُس وقت تک خوش و خُرّم رہوں گا جب تک مجھ کو معلوم ہوتا رہے گا کہ تم خوش و خُرّم ہو۔ میں اپنے زوال کے بعد اس لئے زندہ رہا ہوں کہ مجھے تمھاری بہبودی میں ترقی دینے کی ہنوز اُمید باقی ہے۔ میں اُن واقعات کو جو ہمارے باہمی کارناموں سے متعلق ہیں قلم بند کروں گا۔ اچھا۔ اے دوستو! میں تم کو اب خدا کے سُپرد کرتا ہوں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو گلے سے لگاتا۔ لیکن میں تمھارے جنرل اور تمھارے جھنڈے کو گلے سے لگاتا ہوں۔"

اس وقت کوئی ایسا نہ تھا جو آٹھ آٹھ آنسو نہ روتا تھا اور بڑے سخت قلب بہادروں کی ہچکی لگی ہوئی تھی۔ اب اشارہ کیا گیا اور فوراً اولڈ گارڈ کا جنرل پے ٹٹ جو بڑا وجیہ لیکن نرم اور رقیق القلب سردار تھا نکل کر شاہنشاہ اور سپاہیوں کے بیچ میں کھڑا ہوا۔ نپولین کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ اور اُس نے جنرل کو گلے سے لگایا لیکن جنرل کا اپنے دل پر قطعی قابو نہ رہا اور دہاڑ مار کر رونے لگا۔ اِس منظر سے سبھوں کے جگر خون رو رہے تھے اور صفوں سے برابر سسکیوں اور ہچکیوں کی آواز آ رہی تھی۔

شاہنشاہ نے پھر اپنے تئیں سنبھالا۔ اور کہا "جھنڈا لے آؤ"
[illegible] رسالے کا ایک جھنڈا لے کر ایک گرانڈیل آگے بڑھا۔ نپولین نے [illegible]ے کی عقاب کی سیمیں منقار پر بوسہ دیا اور جھنڈے کو کلیجے سے لگا کر [illegible] کرتی ہوئی آواز سے کہا:۔

"میرے پیارے عقاب اللہ اکبرے کہ سیرا تجھے گلے لگانا ایسی حالت میں کہ اب میں فرانس کو خیرباد کہتا ہوں-میرے وفادار سپاہیوں پر برقی اثر ڈالے" اور پھر حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر بولا" اچھا- رفیقو- خدا حافظ-الوداع الوداع" اب کون ایسا تھا جس سے ضبط ہو سکتا تھا-شور ماتم بپا ہو گیا-نپولین اسی حال میں جھپٹ کر گاڑی میں سوار ہو گیا اور اپنا مغموم سر جھکا کر رُسنہ کو ہاتھ سے چھپا لیا- اور فرانس کے سب سے زیادہ نام ور اور سب سے زیادہ ذی جاہ نپولین کو لے کر گاڑی جلاوطنی کی طرف روانہ ہو گئی-

تمّت بالخیر

(کتبہ احقر البرایا محمد یحییٰ ساکن علی گڑھ)

اعلان

اس کتاب کا حق تالیف ایم اے کالج بک ڈپو نے
مترجم سے خرید لیا ہی اور یہ کتاب جناب میر ولایت حسین
صاحب آنریری منیجر بک ڈپو مذکور اور منیجر صاحب احمدی
پریس علیگڈھ سے درخواست کرنے پر ملسکتی ہی۔